وسائل الشریعہ

ترجمہ

وسائل الشیعہ

تالیف

حضرت [illegible] محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ و تحشیہ

فیضِ ملت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

(جلد ۱۸)

مسائل الشریعه

ترجمه

وسائل الشیعه

تالیف

محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ

ترجمہ وتحشیہ

فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی پاکستان

ناشر

مکتبۃ السبطین ۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا

نام کتاب	:	مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ
جلد	:	۱۸
تالیف	:	محدث، متبحر، محقق علامہ الشیخ محمد بن الحسن الحر العاملی قدس سرہ
ترجمہ وتحشیہ	:	فقیہ اہل بیت آیت اللہ الشیخ محمد حسین النجفی، سرگودھا، پاکستان
کمپوزنگ	:	غلام حیدر (میکسیما کمپوزنگ سینٹر، موبائل:03465927378)
طباعت	:	میکسیما پرنٹنگ پریس، راولپنڈی
ناشر	:	مکتبۃ السبطین۔ سیٹلائٹ ٹاؤن سرگودھا
طبع اول	:	جمادی الاول ۱۴۳۴ھ - اپریل ۲۰۱۳ء
ہدیہ	:	۲۵۰ روپے
تعداد	:	۱۱۰۰

ملنے کے پتے

اسلامک بک سینٹر

مکان نمبر C-362، گلی نمبر 12، G-6/2

اسلام آباد۔ فون: 051-2602155

معصوم پبلیکیشنز بلتستان

منٹھوکھا، علاقہ کھرمنگ، سکردو، بلتستان

موبائل: 0346-5927378

ای میل: maximahaider@yahoo.com

مکتبۃ السبطین

۲۹۶/۹۔ بی بلاک، سیٹلائٹ ٹاؤن، سرگودھا

فہرست مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ (جلد ۱۸)

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

کتاب القضاء

اس موضوع کے مختلف ابواب کی اجمالی فہرست:

(۱) قاضی کے صفات کے ابواب،

(۲) قاضی کے آداب کے ابواب،

(۳) کیفیت حکم اور دعویٰ کے احکام کے ابواب۔

اضافہ منجانب مترجم عفی عنہ

اسلام صرف روحانیت کا دین نہیں ہے بلکہ دین و دنیا کے تمام انفرادی و اجتماعی مسائل کے حل کے لئے آیا ہے۔ یہ بات کسی وضاحت کی محتاج نہیں ہے کہ انسانی معاشرہ میں قدم قدم پر لوگوں میں باہمی اختلافات و نزاعات پائے جاتے ہیں۔ اور انہی تنازعات کو نمٹانے کے لئے لوگ عدالتوں کی خاک چھانتے پھرتے ہیں۔ مگر ایک مسلمان اگر بحیثیت مسلمان زندگی بسر کرنا چاہتا ہے تو اسے اپنے انفرادی اور اجتماعی مسائل و معاملات کا فیصلہ قانونِ خدا اور اس کی شریعت حقہ کے مطابق کرانا پڑے گا۔ اسلام میں دوغلی روش اختیار کرنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کہ زبان سے تو خدائے دوجہان پر ایمان کا دعویٰ کیا جائے اور زندگی کے معاملات غیر الٰہی قانون کے مطابق حل کئے جائیں۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿ومن لم یحکم بمآ انزل اللّٰہ فاولٓئک ھم الکافرون﴾ اس بنا پر فقہی کتب میں باب القضا کا عنوان قائم کرکے بحث کی جاتی ہے کہ جس حاکم کی طرف رجوع کیا جائے وہ کیسا ہونا چاہئے؟ اس کے صفات کیا ہوں؟ دعویٰ پیش کرنے اور فیصلہ کرنے کا شرعی طریقۂ کار کیا ہے؟ مدعی اور مدعا علیہ کے احکام کیا ہیں؟ جو عدالت قانون شریعت کے مطابق فیصلے نہیں کرتی وہ شرعاً طاغوت کی حیثیت رکھتی ہے اور اختیاری حالت میں اس سے اپنے معاملات کے فیصلے کرانا حرام ہیں۔ بہرحال اسلام میں احکامِ قضا اس بات کی بیّن دلیل ہیں کہ اسلام اور مسلمان دنیا میں حاکم بن کر رہنے کے لئے ہیں نہ کہ محکوم بن کر۔ اس موضوع کی باقی تفصیلات ابواب القضا کے اندر مذکور ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

تفصیل ابواب:

صفاتِ قاضی کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل ۱۴ باب ہیں)

باب ۱

قاضی میں ایمان وعدالت شرط ہے لہٰذا قاضیان جور اور ان کے حکام کی طرف مقدمہ لے جانا جائز نہیں ہے مگر تقیہ کی حالت میں اور ان کا فتویٰ نافذ نہ ہوگا اگرچہ درست ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بندۂ مومن کسی ذاتی جھگڑے میں کسی مومن کو قاضی جور یا حاکم جور کی عدالت میں لے جائے اور وہ حکم خدا کے خلاف فیصلہ کرے تو اس نے اسے گناہ میں شریک کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس کا ایک دوسرے بھائی سے کسی معاملہ میں جھگڑا تھا اور اس نے اسے دعوت دی کہ آؤ فلاں مومن بھائی سے فیصلہ کرا لیں۔ مگر اس نے انکار کر دیا اور حکام جور کی طرف جانے پر اصرار کیا۔ فرمایا: ایسے لوگ بمنزلہ ان لوگوں کے ہیں جن کے بارے میں خدا فرماتا ہے: ﴿اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ اَنَّهُمْ اٰمَنُوْا بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ وَمَآ اُنْزِلَ مِنْ قَبْلِكَ يُرِيْدُوْنَ اَنْ يَّتَحَاكَمُوْٓا اِلَى الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْٓا اَنْ يَّكْفُرُوْا بِهٖ﴾ (آپ نے ان لوگوں کی طرف نہیں دیکھا جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ہم اس پر ایمان لائے ہیں جو کچھ آپ کی طرف نازل کیا گیا ہے اور اس پر بھی جو آپ سے پہلے نازل کیا گیا ہے حالانکہ وہ چاہتے ہیں کہ اپنے فیصلے طاغوت کے پاس لے جائیں جبکہ ان کو حکم یہ دیا گیا تھا کہ اس کا انکار کریں)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارے اصحاب میں سے دو شخص ہیں جن کے درمیان قرضہ یا وراثت کے متعلق باہمی نزاع ہے اور وہ اپنا تنازعہ کسی حاکم جائر یا قاضی جور کے پاس لے جاتے ہیں آیا یہ جائز ہے؟ فرمایا: جو شخص اپنا معاملہ ان لوگوں کی طرف لے جائے خواہ حق پر ہو یا باطل پر تو گویا وہ اپنا معاملہ طاغوت کے پاس لے گیا ہے۔ اب اگر وہ اس کے حق

میں بھی فیصلہ کردے تو یہ حرام کھائے گا اگرچہ یہ حق بجانب ہی کیوں نہ ہو۔ کیونکہ اس نے وہ حق طاغوت کے حکم کے مطابق حاصل کیا ہے۔ اور خدا کا حکم ہے کہ اس کا انکار کیا جائے۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿یُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَحَاکَمُوْآ اِلَی الطَّاغُوْتِ وَقَدْ اُمِرُوْآ اَنْ یَّکْفُرُوْا بِہٖ﴾۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوخدیجہ سالم بن مکرم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! تم اپنا کوئی مقدمہ حکام کی طرف نہ لے جاؤ بلکہ اپنے اس شخص کو دیکھو جو ہمارے بعض قضایا و احکام کو جانتا ہے پس اسے اپنا حکم بناؤ کہ میں اسے تمہارا حاکم مقرر کر رہا ہوں پس تم اپنے فیصلے اس سے کراؤ۔ (الفقیہ، التہذیب، الفروع)

۵۔ نیز باسنادِ خود معلّٰی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ﴾ (بے شک اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل تک پہنچاؤ۔ اور جب لوگوں کے درمیان حکم کرو تو عدل کے ساتھ کرو) فرمایا: امام کا عدل یہ ہے کہ اس کے پاس جو کچھ ہے وہ اپنے بعد والے امام تک پہنچائیں اور ائمہ کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ عدل و انصاف کے ساتھ فیصلہ کریں۔ اور لوگوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ ان کی اتباع کریں۔ (الفقیہ، التہذیب)

۶۔ نیز باسنادِ خود عطایہ بن سائب سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم لوگ ائمۂ جور (اور حکامِ جور) میں گھرے ہوئے ہو تو پھر انہی کے احکام کے مطابق فیصلے کرو کراؤ اور اپنے آپ کو (ان کی مخالفت کرکے) مشہور نہ کرو ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ اور اگر ہمارے احکام کے مطابق عمل درآمد کر سکو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسن بن علی بن فضال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابو الاسد کا خط جو اس نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں لکھا تھا۔ جس میں اس نے امام سے اس آیت کی تفسیر پوچھی تھی: ﴿وَلَا تَاْکُلُوْآ اَمْوَالَکُمْ بَیْنَکُمْ بِالْبَاطِلِ وَتُدْلُوْا بِھَآ اِلَی الْحُکَّامِ﴾ (اپنے مال باطل طریقے پر مت کھاؤ۔ اور ان کے ذریعہ سے حکام کا قرب حاصل نہ کرو)۔ اور امامؑ نے اس کا جو جواب لکھا تھا وہ میں نے پڑھا ہے: امامؑ نے الحکام کے ذیل میں لکھا تھا: ﴿القضاۃ﴾ کہ اس سے ظالم قاضی مراد ہیں اور پھر اس کے نیچے لکھا تھا کہ جب ایک آدمی جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے تو پھر اس کے فیصلہ کے مطابق وہ مال لینے اور اس کے کھانے میں معذور نہیں ہے کیونکہ وہ جانتا ہے کہ وہ ظالم ہے۔ (التہذیب)

۸۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں ایک قاضی کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ وہاں سے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام گزرے...... پس جب دوسرے دن میں ان کی خدمت میں حاضر ہوا تو امامؑ نے مجھ سے پوچھا: کہ کل تو کہاں بیٹھا ہوا تھا؟ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں یہ قاضی میرا احترام کرتا ہے اس لئے میں بعض اوقات اس کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں۔ فرمایا: کیا تمہیں اطمینان ہے کہ وہاں لعنت نازل نہیں ہوگی؟ ہوسکتا ہے کہ وہاں لعنت کا نزول ہو اور وہاں اس محفل میں موجود ہر شخص کے شامل حال ہو جائے؟ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد آئندہ ابواب میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

عورت قضاوت کے عہدہ پر فائز نہیں ہوسکتی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عمرو اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کے نام وصیت میں فرمایا: یا علی! عورت پر نماز جمعہ (فرض) نہیں ہے...... (یہاں تک کہ فرمایا) اور نہ ہی وہ عہدۂ قضاوت پر فائز ہوسکتی ہے؟[1] (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائینگی۔

باب ۳

امام برحق کے علاوہ کسی کے لئے کسی قسم کا حکم کرنا (فیصلہ کرنا) جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ حکم امام نقل کرے اور اس کے مطابق فیصلہ کرے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

---

[1] پوری حدیث یوں ہے: ''اور نہ اس پر جماعت ہے، نہ اذان واقامت (یعنی اس کے لئے یہ سنت مؤکدہ نہیں ہے) اور نہ بیمار پرسی ہے، نہ جنازہ کی مشایعت ہے نہ صفا و مروہ کے درمیان دوڑنا ہے، نہ حجر اسود کا بوسہ دینا ہے، نہ سر منڈانا اور نہ عہدۂ قضاوت پر فائز ہونا ہے، نہ ہی اس سے مشورہ کیا جائے، اور نہ ہی ضرورت کے بغیر کوئی جانور ذبح کرے، اور نہ تلبیہ بالجہر ہے، اور نہ قبر کے پاس ٹھہرنا ہے، نہ خطبہ کا سننا لازم ہے، نہ اپنی شادی خود کر سکتی ہے اور نہ ہی شوہر کی اجازت کے بغیر گھر سے باہر نکل سکتی ہے اور اگر نکلے گی تو اس پر خدا و جبرئیل و میکائیل لعنت کریں گے اور نہ ہی شوہر کی اجازت کے بغیر شوہر کے گھر سے خیرات کر سکتی ہے اور نہ ہی اس حالت میں شب باشی کر سکتی ہے کہ اس کا شوہر اس پر ناراض ہو (بلکہ اسے راضی کرے) اگرچہ زیادتی شوہر کی ہو۔ (الفقیہ) (احقر مترجم عفی عنہ)

کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام نے (بامر مجبوری) قاضی شریح کو قاضی مقرر فرمایا تھا تو اس سے عہد لیا تھا کہ وہ اس وقت تک کوئی فیصلہ نہیں کرے گا جب تک پہلے آنجنابؑ پر پیش نہیں کرے گا (یعنی آپ کے حکم کے مطابق فیصلہ کرے گا)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے شریح قاضی سے فرمایا تھا: اے شریح! تم ایک ایسی جگہ پر بیٹھے ہو کہ یہاں بیٹھنے والا نبی ہوتا ہے یا نبی کا وصی ہوتا ہے یا پھر شقی (وبدبخت) ہوتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المقنع)

۳۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حکم لگانے یا فیصلہ کرنے سے بچو کیونکہ یہ (بالاصالۃ) صرف اس امام کا حق ہے جو قضاوت کے مسائل کا عالم ہو اور مسلمانوں میں عادل ہو یعنی یہ منصب نبی کا ہے یا نبی کے وصی کا ہے۔[1] (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ لوگوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) عالم، (۲) متعلم اور (۳) اور کوڑا کرکٹ (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) عالم ہم ہیں، ہمارے شیعہ طالب علم ہیں اور باقی لوگ کوڑا کرکٹ ہیں۔ (الکافی)

۵۔ عبداللہ بن سلیمان بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ آپ کے پاس بصرہ کا رہنے والا ایک شخص بیٹھا ہوا یہ بیان کر رہا تھا کہ حسن بصری کہتا ہے کہ جو علم کو چھپاتے ہیں (اور ہر کہ و مہ پر ظاہر نہیں کرتے) ان کے پیٹوں کی بدبو دوزخیوں کو اذیت پہنچائے گی۔ امامؑ نے فرمایا: اگر ایسا ہے تو پھر تو مومن آل فرعون ہلاک ہو گیا (جو بنص قرآن اپنے ایمان و علم کو چھپاتا تھا)۔ پھر فرمایا: جب سے خدا نے جناب نوحؑ کو بھیجا ہے علم ہمیشہ پوشیدہ رہا ہے۔ حسن (بصری) دائیں جائے یا بائیں! بخدا علم نہیں پایا جاتا مگر یہاں (اہل بیت کے پاس)۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: نجات نہیں ہے مگر اطاعت کے ساتھ اور اطاعت نہیں ہو سکتی مگر علم و معرفت کے ساتھ اور علم حاصل نہیں ہو سکتا مگر پڑھنے اور سیکھنے کے ساتھ اور پڑھا نہیں جا سکتا مگر عقل کے ساتھ اور علم حاصل نہیں کیا جا سکتا مگر عالم ربانی سے (جسے دیکھ کر رب یاد آ جائے)۔ (ایضاً)

---

[1] ان احادیث کا مطلب یہ ہے کہ یہ منصب بالاصالہ نبی یا اسؐ کے حقیقی وصی کا ہے یا پھر اس منصب پر وہ شخص فائز ہو سکتا ہے جس کی عمومی یا خصوصی طور وہ ذوات مقدسہ اجازت دیں اور پھر وہ انکے احکام کے مطابق فیصلے کرے دوسرے لوگوں کیلئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۷۔ جناب شیخ مفیدؒ اپنی کتاب مقنعہ میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جسے قاضی بنایا جائے تو اسے گویا چھری کے بغیر ذبح کر دیا گیا ہے۔ (المقنعہ)

۸۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سعید بن ابی الخصیب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں قاضی ابولیلیٰ سے فرمایا: تم کس چیز سے فیصلے کرتے ہو؟ اس نے کہا کہ مجھے جو کچھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امام علی علیہ السلام و ابوبکر و عمر سے پہنچا ہے فرمایا: آیا تمہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد بھی پہنچا ہے کہ فرمایا تھا تم سب سے اعلیٰ فیصلے کرنے والا علیؑ ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: جب تم تک یہ بات پہنچ چکی ہے تو پھر تم ان کے فیصلے کے بغیر کس طرح فیصلہ کرتے ہو؟ پھر فرمایا: جب یہ زمین و آسمان چاندی کے ہو جائیں گے (قیامت کے دن) اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تیرا بازو پکڑ کر فرمائیں گے: اے پروردگار! یہ شخص وہ ہے جو تیرے فیصلے کے بغیر فیصلے کیا کرتا تھا۔ تو تو اس وقت کیا جواب دے گا۔ (التہذیب)

۹۔ جناب عیاشیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود سعد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپ سے اس آیت کے بارے یہ سوال کیا ﴿وَلَيْسَ الْبِرُّ بِاَنْ تَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ ظُهُوْرِهَا وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنِ اتَّقٰى وَاْتُوا الْبُيُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾ (یہ نیکی نہیں ہے کہ تم گھروں میں ان کی پشتوں سے داخل ہو بلکہ نیکی یہ ہے کہ جو تقوائے الٰہی اختیار کرے۔ اور گھروں میں داخل ہو تو ان کے دروازوں سے داخل ہو)۔ فرمایا: اللہ تعالیٰ تک پہنچنے، اس کے دروازے، اس کے راستے، جنت کی طرف دعوت دینے اور قیامت تک ایسے لوگوں کی رہبری و راہنمائی کرنے والے آل محمدؐ ہیں کوئی اور نہیں ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب اول میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴

جب تک کسی قضیہ اور معاملہ کے حکم کا علم ائمہ طاہرینؑ سے وارد نہ ہو تب تک اس معاملہ میں قضاوت کرنا اور فتویٰ دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھتیس حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو چھوڑ کر باقی اکیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبید سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم و ہدایت آئے بغیر لوگوں کو فتویٰ دے اس پر ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب دونوں

لعنت کرتے ہیں اور اس شخص کا وزر و وبال بھی اسی پر ہوگا جو اس کے فتویٰ پر عمل کرے گا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود مفضل بن مزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں، فرمایا: میں تمہیں دو خصلتوں سے منع کرتا ہوں کہ ان کی وجہ سے بہت سے لوگ ہلاک و برباد ہو چکے ہیں: (۱) میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ کبھی باطل اور غلط بات کو دین نہ بنانا، (۲) اور علم کے بغیر لوگوں کو فتویٰ نہ دینا۔ (ایضاً)

۳۔ سکونی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خداوند عالم (قیامت کے دن) زبان کو وہ وہ سزا دے گا جو کسی اور عضو کو نہیں دے گا۔ اس پر زبان فریاد کرے گی کہ اے میرے پروردگار! تو نے مجھے وہ سزا دی ہے جو کسی اور عضو کو نہیں دی۔ ارشادِ قدرت ہوگا: (کہ چونکہ تیرا جرم بڑا و سنگین تھا۔ اس لئے تیری سزا بھی سخت ہے) تجھ سے ایک ایسا کلمہ نکلا تھا اور مشرق و مغرب تک پہنچا تھا۔ جس سے خونِ ناحق بہایا گیا، مال حرام کو حلال بنایا گیا، اور حرام شرم گاہ کو حلال بنایا گیا۔ مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم کہ میں تجھے وہ سزا دوں گا جو کسی دوسرے عضو کو نہیں دوں گا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود زیاد بن رجاء سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس چیز کا علم و یقین ہو وہ کہو اور جس بات کا علم نہ ہو تو کہو اللہ اعلم (اللہ بہتر جانتا ہے)۔ (پھر فرمایا) ایک شخص کسی آیت کا ایک ٹکڑا لے لیتا ہے (جس سے اصل مقصد فوت ہو جاتا ہے) تو وہ اس کی وجہ سے زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ دور سے گرتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود احمد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قاضی چار قسم کے ہیں: تین قسم کے قاضی جہنم میں جائیں گے اور صرف ایک قسم کا قاضی جنت میں جائے گا (۱) ایک وہ قاضی جو ظالمانہ فیصلہ کرتا ہے اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ غلط ہے وہ جہنم میں جائے گا۔ (۲) دوسرا وہ قاضی جو غلط فیصلہ کرتا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ غلط ہے وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ (۳) تیسرا وہ قاضی جو فیصلہ تو برحق کرتا ہے مگر وہ جانتا نہیں ہے کہ وہ برحق ہے وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ (۴) چوتھا وہ قاضی جو برحق فیصلہ کرتا ہے اور وہ جانتا بھی ہے کہ وہ برحق ہے صرف وہ جنت میں جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، المقنعہ، الفقیہ)

۶۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حکم دو قسم ہیں (۱) حکم خدا، (۲) اور حکم جاہلی۔ پس جو شخص حکم خدا سے چوک جاتا ہے وہ جاہلیت والے حکم کے مطابق فیصلہ کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، الخصال)

۷۔ نیز باسناد خود زرارہ بن اعین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام

سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر کیا حق ہے؟ فرمایا: اس کا حق یہ ہے کہ بندے وہ بات کریں جس کا انہیں علم ہو۔ اور جس چیز کا علم نہ ہو وہاں ٹھہر جائیں۔ (الکافی، المحاسن)

۸۔ ایک دوسری اسی قسم کی روایت کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ فرمایا کہ بس جب بندے ایسا کریں گے تو گویا انہوں نے اللہ کا حق ادا کر دیا ہے۔ (الکافی)

۹۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص علم و معرفت کے بغیر عمل کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کوئی اپنا راستہ چھوڑ کر دوسرے راستے پر چلے کہ اس کا تیز تیز چلنا اسے منزل مقصود سے اور زیادہ دور کر دیتا ہے۔ (الفروع، الامالی)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابو اسحاق سبیعی سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں اس کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اے لوگو! جان لو کہ دین کا کمال علم طلب کرنے اور اس پر عمل کرنے میں ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ علم کا طلب کرنا رزق کے طلب کرنے سے زیادہ واجب ہے۔ کیونکہ مال تو تقسیم شدہ ہے اور اس کے پہنچانے کی ضمانت خدائے عادل نے دی ہے جو وہ پوری کرے گا۔ مگر علم اپنے اہل کے پاس مخزون ہے اور تمہیں حکم دیا گیا ہے کہ اسے اس کے اہل سے طلب کرو۔ پس طلب کرو۔ (الکافی)

۱۱۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم و معرفت کے بغیر عمل کرتا ہے وہ اتنی اصلاح نہیں کرتا جتنا کہ کام خراب کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن زید سے اور وہ اپنے باپ (زید) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ آگاہ ہو جاؤ کہ خداوند عالم علم کے حاصل کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ جناب فتال نیشاپوری اپنی کتاب روضۃ الواعظین میں لکھتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: علم حاصل کرو۔ اگرچہ چین میں ہو (اور وہاں جانا پڑے) کیونکہ علم کا حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (روضۃ الواعظین)

۱۴۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: جو شخص علم کا ایک باب قابل وثوق آدمی سے حاصل کرے وہ ایک ہزار رکعت نماز پڑھنے سے افضل ہے۔ (ایضاً)

۱۵۔ جناب صفار باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ عمری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: ہر حال میں علم کا حاصل کرنا فرض ہے۔ (بصائر الدرجات)

۱۶۔ جناب شیخ حسن طوسی فرزند حضرت شیخ طوسیؒ اپنی کتاب آمالی میں باسناد خود مجاشعی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: جاہلوں کے درمیان ایک عالم ایسا ہے جیسے مردوں میں زندہ...... یہاں تک کہ فرمایا: علم حاصل کرو۔ کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگار کے درمیان واسطہ ہے اور علم کا طلب کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ (امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۱۷۔ نیز جناب برقی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایمان کی حقیقت میں سے یہ بھی ہے کہ آپ کی گفتگو آپ کے علم سے تجاوز نہ کرے۔ (المحاسن)

۱۸۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن ابو زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص علم و معرفت کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دے اس پر زمین و آسمان کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۹۔ جناب حسن بن علی بن شعبہ اپنی کتاب میں حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص علم و معرفت کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دیتا ہے وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا کرتا ہے۔ (تحف العقول)

۲۰۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے کمیلؒ کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: اے کمیل! جہاد نہیں ہوتا مگر امام عادل کے ہمراہ اور نقل (روایت) نہیں ہوتی مگر امام فاضل سے۔ اے کمیل! (دین میں) نبوت ہے، رسالت ہے اور امامت ہے۔ اس کے بعد صرف موالی اور اتباع کرنے والے لوگ ہیں یا پھر جھوٹا دعویٰ کرنے والے بدعتی لوگ ہیں اور خدا تو صرف متقیوں کا عمل قبول کرتا ہے۔ اے کمیل (علم اور روایت) قبول نہ کر مگر ہم (اہل بیتؑ) سے اس طرح تو ہم سے ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۲۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود شاہزادہ عبدالعظیم حسنی سے اور وہ جناب علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تمہیں حق حاصل نہیں ہے کہ جو چاہو وہ کہو۔ کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿لَا تَقْفُ مَا لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ﴾ (جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے پیچھے نہ چلو)۔ (امالی شیخ صدوق)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی جو اس موضوع پر اور احکام شرعیہ میں ظن و گمان پر عمل کرنے سے منع کرنے پر دلالت کرتی ہیں اور

یہاں علم سے مراد عادی علم ہے (فلسفی و منطقی علم مراد نہیں ہے) اوراس کا باب بہت وسیع ہے۔ اور وہ یقینیات میں داخل ہے۔ اس پر ظن کا اطلاق نہیں ہوتا نہ لغۃً، نہ عرفاً، اور نہ شرعاً۔ اور ظنی دلالات شرعاً معتبر نہیں ہوتی ہیں مگر اس وقت کہ جب ان کے ساتھ واضح اور معتبر قرآئن موجود ہوں جو عام عادی علم کا فائدہ دیں۔ جیسا کہ آئندہ بیان کیا جائے گا انشاء اللہ۔

باب ۵

کتاب و سنت کے (احکام کے) بغیر حکم دینا (اور فیصلہ کرنا) حرام ہے اور جب کسی فیصلہ کا قرآن و سنت کے برخلاف ہونا ثابت ہو جائے تو اس کا توڑنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صرف دو درہموں کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کرے چابک اور لاٹھی کے بل بوتے پر تو وہ اس کا کافر (اور منکر) ہے جو کچھ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ مرسلاً امام معصومؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حکم دو قسم کے ہیں۔ ایک اللہ کا حکم۔ اور دوسرا جاہلی دور کا حکم۔ پس جو شخص خدا کے حکم سے چوک جائے تو وہ جاہلیت والا حکم جاری کرتا ہے اور جو شخص صرف دو درہم کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے بغیر حکم کرے وہ اللہ تعالیٰ کا منکر ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے نقل کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کوئی ایسا فیصلہ کرے جو اللہ تعالیٰ کے فیصلے کے خلاف ہو۔ تو وہ بمنزلہ اس شخص کے ہے جو جھوٹی گواہی دے۔ اسے جہنم میں جھونکا جائے گا۔ اور اسے جھوٹی گواہی دینے والے شخص جیسا عذاب کیا جائے گا۔ (عقاب الاعمال)

۴۔ مؤلف علام فرماتے ہیں: سنی و شیعہ نے تواتر کے ساتھ روایت کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَیْنِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُم بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوا بَعْدِی کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِی اَھْلَبَیْتِی وَ اِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ﴾ (میں تمہارے درمیان دو نفیس اور گرانقدر چیزیں چھوڑ کر جا رہا ہوں اگر تم ان دونوں سے متمسک رہو گے تو میرے بعد ہرگز گمراہ نہیں ہو گے۔ ایک اللہ کی کتاب ہے اور دوسری میری عترت اہل بیتؑ ہے۔ اور یہ دونوں بھی ایک دوسرے سے ہرگز جدا نہیں ہوں گے یہاں تک کہ (بروزِ قیامت) حوضِ کوثر پر اکٹھے میرے پاس حاضر ہوں گے)۔ (تمام کتب تفسیر و حدیث وغیرہ)

۵۔ نیز پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی متواتر حدیثوں میں سے ایک یہ حدیث بھی ہے فرمایا: ﴿مثل اهلبیتی کمثل سفینة نوح من رکبها نجی و من تخلّف منها غرق و هویٰ﴾ (میرے اہل بیت کی مثال کشتی نوح جیسی ہے جو اس پر سوار ہو جائے گا وہ نجات پا جائے گا اور جو اس سے منہ پھیرے گا وہ غرق ہو جائے گا اور ہلاک ہو جائے گا)۔ (الفروع)

۶۔ نیز آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: ﴿انا مدینة العلم و علی بابها﴾ (میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ اس کا دروازہ ہیں۔ (حدیث نبوی متواتر، ایضاً)

۷۔ حضرت امیر علیہ السلام کی طرف بنا بر مشہور منسوب ہے فرمایا: ﴿هذا کتاب الله الصامت و انا کتاب الله الناطق﴾ (یہ قرآن اللہ کی نہ بولنے والی کتاب ہے اور میں اللہ کی بولنے والی کتاب ہوں)۔

۸۔ تفسیر عیاشی میں ابن عیاش سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص صرف دو درہموں کے بارے میں اللہ کے نازل کردہ حکم کے خلاف فیصلہ کرے تو وہ کافر (منکر) ہے۔ راوی نے عرض کیا: وہ اللہ کے نازل کردہ کا کافر ہے یا جو کچھ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا ہے اس کا کافر ہے؟ فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! جب اس نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کردہ (قرآن) کا انکار کیا تو اس نے اللہ کے نازل کردہ کا انکار کیا۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (گزشتہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

احکام شرعیہ (فرعیہ) میں ذاتی رائے اور اجتہاد[1] کے اور ظنی قیاسات و استنباطات کے مطابق قضاوت کرنا اور فیصلے کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل باون حدیثیں ہیں ان میں سے بیس مکررات کو قلمزد کر کے باقی بتیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس قسم کی حدیثوں سے جو رائے و اجتہاد کی مذمت میں وارد ہوئی ہیں مراد وہ اجتہاد ہے جو پدر و مادر آزاد ہو جیسا کہ ائمہ اہل بیت کے دور میں ایسا اجتہاد اور ایسے مجتہد موجود تھے۔ اس سے ہمارا وہ اجتہاد مراد نہیں ہے جو استنباط احکام میں قرآن و سنت کا پابند ہے اور اس سے سر مو انحراف نہیں کرتا۔ لہٰذا اجتہاد کی مذمت میں کوئی روایت دیکھ کر اسے شیعہ اجتہاد پر منطبق کرنا دانشمندی نہیں ہے بلکہ یہ فریب خوردگی ہے یا فریب دہی ہے کما لا یخفی، اعاذنا الله منه۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اللہ تعالیٰ نے علم کو جہل قرار نہیں دیا۔ اور نہ ہی اپنا امر کسی کے سپرد کیا ہے۔ نہ کسی ملکِ مقرب کے اور نہ کسی نبی مرسل کے۔ لیکن جب بھی اپنے کسی فرشتہ کو ایلچی بنا کر (کسی نبی و رسولؑ کے پاس) بھیجا تو اسے فرمایا کہ اس طرح کہہ اور اس طرح نہ کہہ۔ پس اپنی پسندیدہ چیز کا حکم دیا اور ناپسندیدہ چیز سے منع کیا۔ اور ان کو اپنے امر خلقت سے آگاہ کیا اور وہ اس علم سے آگاہ ہوئے نیز اس کے انبیاءؑ و اوصیاءؑ نے بھی اس سے آگاہی حاصل کی...... (یہاں تک کہ فرمایا) اولوالامر اور ہادیوں کا کام استنباطِ احکام ہے۔ پھر فرمایا: پس جس شخص نے فضل وکمال سے تمسک کیا وہ ان کے علم تک پہنچ گیا۔ اور ان کی مدد سے نجات پا گیا۔ اور جس نے اولوالامر اور اہل استنباط کو انبیاء و مرسلین کے گھروں سے نکال کر اور لوگوں کو ہادی قرار دیا۔ تو اس نے امر خداوندی کی مخالفت کی اور جاہلوں کو اولوالامر قرار دیا۔ اور جو ایسا کرتے ہیں تو وہ خدا و رسولؐ پر جھوٹ بولتے ہیں اور پیغمبرؐ کے حقیقی اوصیاء سے روگردانی کرتے ہیں اور اللہ کے فضل و کرم کو وہاں نہیں رکھتے جہاں اللہ تعالیٰ نے رکھا ہے اس لئے وہ خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا اور قیامت کے دن ان کے پاس کوئی حجت نہیں ہوگی...... (یہاں تک کہ فرمایا)...... ارشاد قدرت ہے: ﴿فَاِنْ يَّكْفُرْ بِهَا هٰٓؤُلَآءِ فَقَدْ وَكَّلْنَا بِهَا قَوْمًا لَّيْسُوْا بِهَا بِكٰفِرِيْنَ﴾ (اگر یہ لوگ اس کا انکار کرتے ہیں تو کریں۔ ہم نے اس کا ذمہ دار کچھ ایسے لوگوں کو قرار دیا ہے جو انکار نہیں کرتے)۔ پس اس نے اہل بیت پیغمبرؐ اور ان کی اولاد کو فضل و کمال کا ذمہ دار قرار دیا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ اے میرا حبیب! اگر آپ کی امت اس کا انکار کر دے تو میں نے تمہاری اہل بیتؑ کو آپ کے بعد ایمان کا ذمہ دار قرار دیا ہے جو کبھی اس کا انکار نہیں کریں گے اور جس ایمان کے ساتھ میں نے آپ کو بھیجا ہے میں اسے کبھی ضائع نہیں ہونے دوں گا اور یہ علم ان اہل استنباط کے پاس رہے گا جس میں نہ کذب ہے اور نہ گناہ اور نہ جھوٹ ہے اور نہ ریاکاری...... (یہاں تک فرمایا)...... اے لوگو! جو کچھ میں نے کہا ہے اس میں غور و فکر کرو۔ اور اللہ تعالیٰ نے جہاں اپنی ولایت، اپنی اطاعت، اپنی محبت اور استنباطِ علم اور اپنی حجت قرار دی ہے اس کو وہیں قبول کرو۔ اور اس سے تمسک کرو نجات پا جاؤ گے۔ اور قیامت کے دن تمہارے پاس حجت ہوگی اور اللہ تک پہنچنے کا راستہ ہوگا اور اللہ کی ولایت و محبت انہی ہستیوں کے ذریعہ سے حاصل ہو سکتی ہے۔ پس جو ایسا کرے گا تو اللہ تعالیٰ پر لازم ہوگا کہ اس کا احترام کرے اور اسے کبھی عذاب نہ کرے اور جو اللہ کے پاس اس راستہ سے جانے کی کوشش کرے گا جس کا اللہ تعالیٰ نے حکم نہیں دیا تو خدا پر لازم ہوگا کہ اسے ذلیل کرے اور اس کو عذاب کرے۔

(روضۂ کافی)

۲۔ نیز روضۂ کافی کے حوالہ سے حضرت مؤلف علام نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی ایک طویل حدیث درج

کی ہے جس کا ماحصل وہی ہے جو سابقہ حدیث کا ہے البتہ اس کے آخر میں حرفِ مدعا یوں مذکور ہے فرمایا: سب لوگوں سے بڑھ کر گمراہ وہ شخص ہے جو اپنی خواہش نفس اور اپنی رائے کی پیروی کرتا ہے پھر فرمایا: اے گروہ مرحومین! تم پر لازم ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور ان کی سنت اور ائمہ طاہرینؑ کے آثار اور ان کے طریقۂ کار کو لازم پکڑو کیونکہ جو ایسا کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا۔ اور جو اس سے منہ موڑے گا اور اسے ترک کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا۔ کیونکہ یہی وہ ذوات مقدسہ ہیں جن کی اطاعت اور ولایت کا خدائے تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تمہیں قیاس سے کیا واسطہ ہے؟ تم سے پہلے جو لوگ ہلاک و برباد ہوئے ہیں وہ قیاس کی وجہ سے ہی ہوئے ہیں پھر فرمایا: جب تمہارے سامنے کوئی مسئلہ آئے جس کا تمہیں علم ہو تو پھر کہو اور اگر کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کا تمہیں کوئی علم نہ ہو تو پھر منہ بند رکھو۔ یہ کہہ کر امام نے منہ کی طرف اشارہ کیا۔ پھر فرمایا: خدا لعنت کرے فلاں پر جو کہا کرتا تھا کہ حضرت علی علیہ السلام نے یوں کہا ہے اور میں یوں کہتا ہوں، صحابہؓ نے اس طرح کہا ہے اور میں اس طرح کہتا ہوں! پھر امام نے سماعہ سے پوچھا: کیا تم اس کے پاس بیٹھا کرتے تھے؟ عرض کیا: نہیں۔ مگر وہ یہ کہتا تھا: راوی نے عرض کیا: اصلحک اللہ! کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم وہ سب کچھ منجانب اللہ لائے تھے جو لوگوں کے لئے آپ کے عہد میں کافی تھا؟ فرمایا: ہاں بلکہ وہ سب کچھ لائے تھے جس کی امت کو قیامت تک ضرورت ہے۔ عرض کیا کہ آیا اس میں سے کچھ ضائع ہو گیا ہے؟ فرمایا: نہیں بلکہ وہ سب کچھ اس کے اہل کے پاس موجود ہے۔ (الکافی)

۴۔ نیز باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ قرشی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار جناب ابوحنیفہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ (سلام و کلام کے بعد) امامؑ نے اس سے فرمایا: اے ابوحنیفہ! مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم قیاس کیا کرتے ہو؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں! فرمایا: قیاس نہ کیا کر کیونکہ سب سے پہلا قیاس کرنے والا ابلیس تھا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ابوبصیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ بعض اوقات ہمیں بعض ایسے واقعات پیش آتے ہیں جن کے بارے میں ہمیں کتاب خدا اور سنت رسولؐ سے کچھ معلوم نہیں ہوتا تو کیا کریں؟ کیا اپنی رائے اور غور و فکر پر عمل کریں؟ فرمایا: نہیں اس طرح اگر حق تک پہنچ بھی گئے تو تمہیں اجر نہیں ملے گا اور اگر غلطی کی تو خدا پر بہتان باندھنے کے مرتکب ہوگے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود یونس بن عبدالرحمٰن سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کس طرح خدا کی وحدانیت کا اقرار کروں؟ فرمایا: اے یونس! بدعتی نہ بننا! جو اپنی رائے (اور قیاس) پر عمل کرے گا وہ ہلاک و برباد ہو جائے گا اور جو اپنے اہل بیتؑ نبوت کو چھوڑے گا وہ گمراہ ہو جائے گا اور جو اللہ کی کتاب (قرآن) اور اس کے نبی کے قول (حدیث) کو چھوڑے گا وہ کافر ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو بندہ شک کرے یا گمان کرے اور پھر ان میں سے کسی ایک پر قائم رہ جائے اس کا عمل ضبط ہو جاتا ہے کیونکہ اللہ کی دلیل اور حجت واضح ہے (اس میں کسی قسم کے شک و گمان کی کوئی گنجائش نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنت میں قیاس نہیں کیا جا سکتا کیا تم نہیں دیکھتے کہ حیض والی عورت روزے کی قضا تو کرتی ہے مگر نماز کی نہیں کرتی (حالانکہ وہ روزہ سے بھی زیادہ اہم فریضہ ہے)۔ اے ابان! جب سنت میں قیاس کیا جائے گا تو دین مٹ جائے گا۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں فرمایا: اگر کوئی شخص دن کو روزہ رکھے اور رات کو عبادت کرے اور اپنا تمام مال (راہِ خدا میں) صدقہ کر دے اور زندگی بھر حج کرتا رہے مگر ولیٔ خدا کی ولایت کو نہ پہچانے اور نہ اس کی ولایت کا اقرار کرے تاکہ سب اعمال اس کی راہنمائی مین بجالائے تو اسے خدا کی بارگاہ سے کوئی اجر و ثواب نہیں ملے گا۔ اور نہ ہی وہ مؤمن ہوگا۔ (الکافی، المحاسن)

۱۱۔ نیز باسناد خود عثمان بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قیاس کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: تمہیں قیاس سے کیا واسطہ ہے؟ خداوند عالم (قیامت کے دن) یہ نہیں پوچھے گا کہ اس نے کسی چیز کو کس طرح حلال کیا تھا اور کس طرح حرام قرار دیا تھا (وہ تو صرف یہ پوچھے گا کہ حلال پر عمل کیا تھا اور حرام سے اجتناب کیا تھا؟)۔ (الکافی)

۱۲۔ نیز باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: (حقیقی) علم صرف تین چیزوں کا نام ہے: (۱) آیت محکمہ (اصول عقائد)، (۲)

فریضۂ عادلہ (احکام شرعیہ)، (۳) سنت قائمہ (علم الاخلاق) اس کے علاوہ جو کچھ ہے وہ فضل (زائد از ضرورت) ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسناد خود ابوشیبہ خراسانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ صاحبانِ قیاس نے علم (دین) کو قیاسوں کے ذریعہ سے طلب کرنے کی کوشش کی تو قیاسوں نے ان کو حق سے اور زیادہ دور کر دیا۔ (یاد رکھو) اللہ کا دین قیاسوں سے سیدھا نہیں کیا جا سکتا۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز باسناد خود ابوحمزہ سے اور وہ اپنے اب وجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمانوں کے احکام تین قسم کے ہیں: (۱) شہادت عادلہ، (۲) قطعی قسم، (۳) ائمہ ہدیٰؑ کی سنت ماضیہ۔ (الکافی، الخصال)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسلام تسلیم کا دوسرا نام ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جو بندۂ مؤمن ہے وہ اپنا دین (سرکار محمد وآل محمد علیہم السلام کے توسط سے) اپنے پروردگار سے لیتا ہے اور اپنی رائے (اور قیاس) سے نہیں لیتا۔ (المجالس، معانی الاخبار)

۱۶۔ نیز باسناد خود ریان بن الصلت سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم (حدیث قدسی میں) فرماتا ہے کہ وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو میرے کلام کی تفسیر اپنی رائے سے کرتا ہے، اس شخص نے مجھے نہیں پہچانا جو مجھے میری مخلوق سے تشبیہ دیتا ہے اور وہ میرے دین پر نہیں ہے جو میرے دین میں قیاس پر عمل کرتا ہے۔ (مجالس، توحید، عیون الاخبار)

۱۷۔ نیز باسناد خود شبیب بن انس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ (ملاقات کے وقت) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوحنیفہ سے کہا: تم اہل عراق کے فقیہ ہو؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: کس چیز سے فتویٰ دیتے ہو؟ کہا: اللہ کی کتاب اور اس کے نبیؐ کی سنت سے! فرمایا: اے ابوحنیفہ! کیا تم کتاب خدا کو اس طرح جانتے ہو جس طرح جاننے کا حق ہے اور کیا تو اس کے ناسخ ومنسوخ کو جانتا ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: اے ابوحنیفہ! تم نے بڑے علم کا دعویٰ کیا ہے! افسوس ہے تم پر! یہ علم تو خدا نے صرف ان ہستیوں کو دیا ہے جن پر کتاب نازل کی ہے (اور وہ رسول کی ذات ہے یا پھر وہ) ذواتِ مقدسہ ہیں جن کا تعلق ذریت رسولؐ

سے ہے۔ اور خدا نے تمہیں اپنی کتاب کے ایک حرف کا بھی علم نہیں دیا ہے۔ یہاں تک کہ امامؑ نے سلسلۂ کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا: اے ابوحنیفہ! جب تمہارے پاس کوئی ایسا قضیہ آئے جس کا تذکرہ (بظاہر) قرآن و سنت میں نہ ہو تو پھر تم کیا کرتے ہو؟ کہا: قیاس کرتا ہوں اور اپنی رائے پر عمل کرتا ہوں! فرمایا: اے ابوحنیفہ! سب سے پہلے ابلیس ملعون نے قیاس کیا تھا جب کہا تھا کہ ﴿انا خیر منہ خلقتنی من نار و خلقتہ من طین﴾ (کہ تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور آدم کو خاک سے) اس پر ابوحنیفہ خاموش ہوگیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے ابوحنیفہ! یہ بتاؤ کہ پیشاب زیادہ نجس ہے یا منی؟ اس نے کہا: پیشاب! امامؑ نے فرمایا: پھر کیا وجہ ہے کہ لوگ منی کی وجہ سے تو غسل کرتے ہیں اور پیشاب کی وجہ سے غسل نہیں کرتے (حالانکہ قیاس کے مطابق تو معاملہ اس کے برعکس ہونا چاہئے تھا؟)...... پھر فرمایا: اے ابوحنیفہ! نماز افضل ہے یا روزہ؟ کہا: نماز افضل ہے۔ فرمایا: پھر کیا وجہ ہے کہ حیض والی عورت روزہ کی قضا تو کرتی ہے مگر نماز کی قضا نہیں کرتی؟ اس پر ابوحنیفہ خاموش ہوگیا۔ (علل الشرائع)

۱۸۔ احتجاج طبرسی کی روایت میں مذکورہ بالا روایت کے مندرجات کے علاوہ یہ بھی مذکور ہے کہ فرمایا: اے ابوحنیفہ! قتل زیادہ سنگین جرم ہے یا زنا؟ کہا: قتل زیادہ سنگین جرم ہے! فرمایا: پھر کیا وجہ ہے کہ قتل میں صرف دو گواہ شرط ہیں اور زنا میں چار؟ اس پر وہ خاموش ہوگیا۔ مگر تو گمان کرتا ہے کہ تو قیاس کرتا ہے حالانکہ جس نے سب سے پہلے قیاس کیا وہ ابلیس تھا......... اور خدا کے دین کی بنیاد قیاس پر نہیں ہے الحدیث۔ (الاحتجاج للطبرسی)

۱۹۔ نیز طبرسی مرحوم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ﴿اھدنا الصراط المستقیم﴾ کی تفسیر کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اے اللہ تو ہمیں اس راستہ کی طرف راہنمائی فرما جو تیری محبت تک پہنچاتا ہے، جو تیری رضامندی اور تیری جنت تک پہنچاتا ہے، اور اس سے منع کرتا ہے کہ ہم اپنی خواہشات کی پیروی کر کے ہلاک ہو جائیں یا اپنی رایوں پر عمل کر کے ہلاک و برباد ہو جائیں۔

(الاحتجاج، معانی الاخبار، عیون الاخبار)

۲۰۔ جناب علی بن محمد خزاز اپنی کتاب کفایۃ الاثر میں باسناد خود یحییٰ البکا سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت کے تہتر (۷۳) فرقے ہو جائینگے ان میں سے صرف ایک فرقہ ناجی ہوگا اور باقی سب ہلاک ہو جائیں گے اور نجات پانے والا فرقہ وہ ہے جو تمہاری ولایت سے تمسک کرے گا، تمہارے علم سے علم حاصل کرے گا اور اپنی رائے و قیاس پر عمل نہیں کرے گا۔ ان پر کوئی قابو نہیں ہے۔ (کتاب کفایۃ الاثر فی النصوص علی الائمۃ الاثنا عشر)

۲۱۔ جناب احمد بن خالد برقیؒ باسناد خود معاویہ بن میسرہ بن شریح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں (بمقام عرفات) مسجد خیف میں اس وقت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا جب آپؑ قریباً دو سو آدمیوں کے حلقہ میں گھرے بیٹھے تھے جن میں ایک عبداللہ ابن شبرمہ (برادرانِ اسلامی کا قاضی) بھی تھا۔ اس نے امام سے کہا: یا ابا عبداللہ! ہم عراق میں کتاب وسنت کے مطابق فیصلے کرتے ہیں اور جب کوئی ایسا مسئلہ پیش آئے جس کے بارے میں قرآن و سنت میں کوئی صراحت نہ ہو تو ہم اپنی رائے و اجتہاد پر عمل کرتے ہیں!........ امامؑ نے فرمایا: یہ بتاؤ کہ حضرت امام علی علیہ السلام کیسے آدمی تھے؟ اس پر ابن شبرمہ نے حضرت امام علی علیہ السلام کی بڑی مدح وثنا کی۔ امامؑ نے فرمایا: اس علیؑ نے تو دین خدا میں رائے و قیاس کو داخل نہیں کیا...... یہاں تک امامؑ نے فرمایا: اگر ابن شبرمہ کو اس بات کا علم ہوتا کہ لوگ کہاں سے (اور کس طرح) ہلاک ہوئے ہیں تو وہ قیاس کو نہ دین سمجھتا اور نہ اس پر عمل کرتا۔ (المحاسن)

۲۲۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دین میں کوئی رائے (اور قیاس) نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں منیٰ کے مقام پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ابوحنیفہ اپنے خاص گدھے پر سوار ہو کر امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا (اور سلام، کلام کے بعد) عرض کیا کہ میں آپؑ سے قیاس پر بات چیت کرنا چاہتا ہوں۔ امامؑ نے فرمایا کہ اللہ کے دین میں قیاس نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۴۔ مؤلف علامؒ نے یہاں جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کے رسالہ محکم و متشابہ سے حضرت امیر علیہ السلام کی ایک طویل وعریض حدیث نقل کی ہے جو قریباً پانچ صفحات پر پھیلی ہوئی ہے اور زیادہ تر دین کے معاملہ میں رائے و قیاس کی مذمت اور رائے (وقیاس) اور اس کے بودے اور تارِ عنکبوت سے زیادہ کمزور استدلالات کی ردّ پر مشتمل ہے شائقین تفصیل اصل کتاب وسائل الشیعہ کی طرف رجوع کر کے اطمینانِ قلب حاصل کر سکتے ہیں۔ ہم معذرت کے ساتھ اس کی غیر معمولی طوالت کی وجہ سے اسے قلمزد کرتے ہیں **واللہ من وراء القصد۔**

۲۵۔ جناب کشیؒ باسناد خود ابو مالک احمسی سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں بیان کیا کہ مومن طاق نے ایک خارجی سے بحث کر کے اسے لاجواب کیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس سے فرمایا: بخدا تم نے مجھے خوش کیا ہے (کہ ایک دشمن خدا کا ناطقہ بند کیا) مگر بخدا تم نے حق کا ایک حرف بھی نہیں کہا۔ اس

نے پوچھا: کس طرح؟ فرمایا: تم نے قیاس کے مطابق بات کی اور قیاس میرے دین میں سے نہیں ہے۔
(رجال کشی)

۲۶۔ جناب حسن بن علی ابن شعبہ اپنی کتاب تحف العقول میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد نقل کرتے ہیں کہ فرمایا: جب کوئی شگون بدلو تو وہ کام ضرور کرو۔ اور جب (کسی شرعی معاملہ میں صرف) ظن وگمان ہو تو اس کے مطابق فیصلہ نہ کرو۔ (تحف العقول)

۲۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ پر فدا ہو جاؤں! ہمارے بعض اصحاب کہتے ہیں کہ ہم کسی معاملہ میں آپؑ سے یا آپؑ کے آباء واجداد سے نقل شدہ کوئی حکم سنتے ہیں اور پھر اس پر دوسرے معاملات کا قیاس کر کے اس کے مطابق عمل کرتے ہیں تو؟ فرمایا: سبحان اللہ! نہ بخدا! یہ امام جعفر صادقؑ کا دین نہیں ہے۔ اور ایسے لوگوں کو ہماری کوئی ضرورت نہیں ہے وہ ہماری اطاعت سے خارج ہو گئے ہیں اور ہماری جگہ خود بیٹھ گئے ہیں! اب ان کی وہ تقلید کہاں گئی جو امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام کی کرتے تھے (پھر فرمایا) امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ قیاس پر کسی چیز کو محمول نہ کرو۔ کیونکہ قیاسی چیز کو دوسرا قیاس توڑ دیتا ہے۔ (مگر اصل حقائق میں ادل بدل نہیں ہوتا)۔ (قرب الاسناد)

۲۸۔ جناب شیخ مفیدؒ باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا صاحبانِ قیاس پر لعنت کرے انہوں نے کتاب خدا اور سنت مصطفیٰؐ کو بدل دیا ہے اور صادقین کو دینِ خدا میں متہم کیا ہے۔ (امالی شیخ مفیدؒ)

۲۹۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں عمار بن موسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص دو آدمیوں کے جھگڑے کا فیصلہ اپنی رائے سے کرے وہ کافر ہے اور جو قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ بھی کافر ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۳۰۔ نیز باسناد خود ابوالعباس سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ وہ کم ترین چیز کیا ہے جس کی وجہ سے ایک انسان دین سے خارج ہو جاتا ہے؟ فرمایا: وہ یہ ہے کہ آدمی کوئی بدعت ایجاد کرے اور پھر اسی پر (لوگوں سے) محبت بھی کرے اور عداوت بھی۔ (ایضاً)

۳۱۔ جناب فرات بن ابراہیمؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود زید سے روایت کرتے ہیں کہ جب سورۃ اذا جاء نصر اللہ نازل ہوئی تو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ خداوند عالم نے میری امت کی آزمائش کے وقت اہل

ایمان پر جہاد فرض قرار دیا ہے۔ جو دین میں بدعات پھیلانے پر اور لوگوں کے دین میں رائے و قیاس پر عمل کرنے پر جہاد کریں گے کیونکہ دین میں رائے کی کوئی گنجائش نہیں ہے دین یا اس کا امر و نہی وہ صرف خدا کی طرف سے ہوتا ہے۔ (تفسیر فرات کوفی)

۳۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اصول (اور کلیات) کا القاء کرنا (بیان کرنا) ہمارا کام ہے اور ان سے فروع پیدا کرنا (جزئی مسائل معلوم کرنا) تمہارا کام ہے۔ (سرائر ابن ادریس، کذا عن الرضا علیہ السلام)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جو اصول اور قواعدِ کلیہ سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام نے بیان فرمائے ہیں ان سے جزئیات کا اخذ کرنا جائز ہے اور یہ بالکل درست ہے۔ مگر اس کا یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ جو قواعد و ضوابط ان ذواتِ مقدسہ سے ماخوذ نہ ہوں۔ ان پر فروع کی بنیاد رکھی جائے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائینگی۔

باب ۷

تمام احکام میں ائمہ معصومین علیہم السلام کی طرف رجوع کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل تینتالیس حدیثیں ہیں جن میں سے بیس مکررات کو چھوڑ کر باقی تیئیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَاِنَّهٗ لَذِكْرٌ لَّكَ وَلِقَوْمِكَ وَسَوْفَ تُسْئَلُوْنَ﴾ (یہ آپ کے لئے اور آپ کی قوم کے لئے ذکر ہے اور عنقریب تم سے پوچھا جائے گا)۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ذکر ہیں اور ان کے اہل بیتؑ مسئول ہیں وہ اہل الذکر ہیں۔ (الکافی)

۲۔ نیز باسناد خود فضیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مذکورہ بالا آیت کے بارے میں فرمایا کہ ذکر سے مراد قرآن مجید ہے اور ہم اس کی قوم ہیں اور ہم ہی مسئول ہیں۔

(ایضاً و بصائر الدرجات)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے ہاں کچھ لوگ گمان کرتے ہیں کہ ارشاد خداوندی ﴿فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ میں اہل الذکر سے مراد یہود و نصاریٰ ہیں (فرمایا اگر یہ درست ہے تو) پھر تو وہ آپ کو اپنے دین و مذہب کی طرف بلائیں گے۔ (اور تمہیں ان کی دعوت قبول کرنا پڑے گی)۔ پھر اپنے سینہ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ ہم اہل ذکر ہیں اور ہم ہی

مسئول ہیں۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابن اذینہ سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک کوئی شخص مومن نہیں بن سکتا جب تک وہ خدا، اس کے رسولؐ اور ائمہ ہدیٰ اور بالخصوص اپنے وقت کے امامؑ کو پہچانتا نہ ہو اور پھر اپنے معاملات اس کی طرف نہ لوٹائے اور اسے تسلیم نہ کرے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود وشا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے ارشاد خداوندی ﴿فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: وہ اہل اذکر ہم ہیں اور ہم ہی مسئول ہیں۔ راوی نے عرض کیا: آپ مسئول ہیں اور ہم سائل ہیں؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا: کیا ہم پر سوال کرنا واجب ہے؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا گیا: آپ پر جواب دینا لازم ہے؟ فرمایا: نہ۔ یہ ہماری صوابدید پر منحصر ہے۔ چاہیں تو دیں اور نہ چاہیں تو نہ دیں۔ کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں سنتے کہ ﴿هٰذَا عَطَآؤُنَا فَامْنُنْ اَوْ اَمْسِكْ بِغَيْرِ حِسَابٍ﴾ (یہ ہماری عطاء و بخشش ہے احسان کرو۔ یا روک رکھو اس کا کوئی حساب نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ﴾ (چاہیے کہ انسان اپنے طعام پر نگاہ کرے) کی تفسیر میں فرمایا کہ (یہاں طعام سے مراد) علم ہے۔ انسان کو دیکھنا چاہئے کہ وہ اپنا علم کس سے حاصل کر رہا ہے (کسی ہادی و مہدی سے یا کسی ضال و مضل سے؟)۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود سدیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کو تین باتوں کی تکلیف دی گئی ہے ایک ائمہ اطہار علیہم السلام کی معرفت کی، دوسری ان کی بات تسلیم کرنے کی اور اختلافی امور میں ان کی طرف رجوع کرنے کی۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے آپ سے سنا ہے کہ آپ فرما رہے تھے افسوس ہے: اہل کلام (متکلمین) کیلئے؟ فرمایا: یہ میں نے اس صورت میں کہا تھا کہ جب وہ میری بات چھوڑ کر اپنی باتوں کی طرف جائیں۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ جس چیز کی لوگوں کو ضرورت ہے اس میں ان کو سوال نہ کرنے کی گنجائش ہے؟ فرمایا:

نہ۔(ایضاً)

۱۰۔ نیز باسنادِ خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کی تین قسمیں ہیں: (۱) عالم، (۲) متعلم، (۳) کوڑا کرکٹ، (پھر تشریح کرتے ہوئے فرمایا) ہم عالم ہیں، ہمارے شیعہ طالب علم ہیں اور باقی لوگ کوڑا کرکٹ ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسنادِ خود عمیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگوں کو ہماری معرفت حاصل کرنے، ہمارے طرف اپنے معاملات لوٹانے اور ہماری بات کے تسلیم کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ پھر فرمایا: اگرچہ لوگ روزے رکھیں، نمازیں پڑھیں اور توحید کی شہادت بھی دیں مگر ان کا ارادہ یہ ہو کہ وہ ہماری طرف رجوع نہیں کریں گے تو وہ مشرک متصور ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز باسنادِ خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ کوفہ کے ایک شخص نے آپؑ سے حضرت امیر علیہ السلام کے ارشاد کے بارے میں سوال کیا کہ ﴿**سلونی عما شئتم**﴾ کہ جس چیز کے بارے میں چاہو سوال کرو۔ تم جس چیز کے بارے میں بھی سوال کرو گے میں تمہیں اس کا جواب دوں گا...... فرمایا: لوگوں کے پاس جو کچھ علم ہے وہ حضرت امیر علیہ السلام کے پاس سے ہی نکلا ہے۔ لوگ جدھر چاہیں جائیں بخدا علم یہیں سے ہی ملے گا۔ امامؑ نے یہ فرما کر گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہا کہ حکم (بن عیینہ) مشرق میں جائے یا مغرب میں اسے علم نہیں ملے گا مگر اس خانوادۂ عصمت وطہارت کے پاس جن پر جبرئیلؑ نازل ہوا ہے۔ (الکافی و بصائر الدرجات)

۱۴۔ نیز باسنادِ خود ابن بسطان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم ہر خیر کی اصل (و بنیاد ہیں) اور ہر نیکی ہماری شاخوں میں سے ہے اور ہمارا دشمن ہر شر کی اصل و بنیاد ہے اور ہر قبیح کام اس کی شاخوں میں سے ہے۔ (الکافی، الروضہ)

۱۵۔ جناب علی بن محمد خزاز باسنادِ خود یونس بن ظبیان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ان لوگوں (منکرین) کی نمازیں، روزے، ان کا کلام، ان کے علوم تمہیں دھوکہ نہ دیں۔ کیونکہ وہ (شیر سے ڈر کر) بھاگنے والے گدھے ہیں پھر فرمایا: اے یونس! اگر تم صحیح علم چاہتے ہو تو وہ ہم اہل بیت کے پاس ہے۔ کیونکہ ہم اس کے وارث ہیں اور ہمیں حکمت کی شرح اور فصل الخطاب عطا کیا گیا ہے۔ راوی نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! اولادِ علیؑ و بتولؑ میں سے ہر شخص اسی علم کا وارث ہے جس کے

آپ وارث ہیں؟ فرمایا: اس علم کے وارث صرف ائمہ اثنا عشر ہیں۔ (کفایۃ الاثر)

۱۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ریان بن صلت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مامون عباسی کی مجلس علماء میں امام رضا علیہ السلام نے علماء سے فرمایا: مجھے اس آیت مبارکہ ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْكِتٰبَ الَّذِيْنَ اصْطَفَيْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (پھر ہم نے کتاب کا وارث ان خاص لوگوں کو قرار دیا جن کو ہم نے تمام لوگوں سے منتخب کر لیا ہے) کے بارے میں بتاؤ کہ اس سے مراد کون لوگ ہیں؟ علماء نے کہا کہ اس سے مراد ساری امت ہے! امامؑ نے فرمایا کہ خدا نے اس سے عترت رسول کو مراد لیا ہے...... (یہاں تک کہ امامؑ نے) فرمایا: ہم وہ اہل ذکر ہیں جن کا تذکرہ خدا نے اس آیت میں فرمایا ہے: ﴿فَسْئَلُوْۤا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾ (اگر تم نہیں جانتے تو اہل ذکر سے سوال کرو)...... اس پر علماء نے کہا کہ یہاں تو خدا نے یہود و نصاریٰ کو مراد لیا ہے! امامؑ نے فرمایا: سبحان اللہ! اس طرح تو وہ کہیں گے کہ تم (مسلمان) ہمارا دین و یہودیت و نصرانیت اختیار کرو کہ وہ تمہارے دین (اسلام) سے افضل ہے! (تو پھر کیا کرو گے؟) اس مقام پر عالموں نے آپ سے کہا کہ اے ابو الحسنؑ! جو کچھ یہ علماء کہہ رہے ہیں اس کے خلاف آپ کے پاس کوئی دلیل ہے؟ آپؑ نے فرمایا: ہاں! ذکر سے مراد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں! اور یہ بات خدا نے قرآن میں واضح فرمائی ہے چنانچہ وہ سورۂ طلاق میں فرماتا ہے: ﴿فَاتَّقُوا اللّٰهَ يٰۤاُولِي الْاَلْبَابِ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قَدْ اَنْزَلَ اللّٰهُ اِلَيْكُمْ ذِكْرًا o رَّسُوْلًا يَّتْلُوْا عَلَيْكُمْ اٰيٰتِ اللّٰهِ مُبَيِّنٰتٍ﴾ (اے عقلمندو! اللہ سے ڈرو خدا نے رسول کو ذکر بنا کر نازل کیا ہے جو تم پر واضح آیات کی تلاوت کرتا ہے)۔ فرمایا: پس ذکر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اور ہم ان کے اہل ہیں۔ (امالی شیخ صدوق و عیون الاخبار)

۱۷۔ نیز باسناد خود کتاب فضل الشیعہ میں ابو اسحاق نحوی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خداوند عالم نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کو اپنی محبت اور ادب و آداب سکھایا چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَاِنَّكَ لَعَلٰى خُلُقٍ عَظِيْمٍ﴾ (تم خلق عظیم کے مالک ہو)۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے وہ امانت حضرت امام علی علیہ السلام کے سپرد فرمائی۔ پس تم (اہل ایمان) نے اسے تسلیم کیا جبکہ دوسرے لوگوں نے انکار کیا (پھر فرمایا) خدا کی قسم ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ جب ہم کچھ کہیں تو تم بھی کہو اور جب ہم خاموش رہیں تو تم بھی خاموش رہو۔ اور ہم تمہارے اور خدا کے درمیان وسیلہ ہیں۔ خدا نے ہماری خلاف ورزی میں کسی کے لئے کوئی خیر و خوبی نہیں رکھی ہے۔ (فضل الشیعہ والکافی)

۱۸۔ جناب محمد بن الحسن الصفارؒ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو کچھ اس (اہل بیتؑ کے) گھر سے نہ نکلے وہ باطل ہے۔ (بصائر الدرجات)

۱۹۔ نیز باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی صادق (سچے امام) سے سنے بغیر اللہ کا دین اختیار کرے (اور عمل کرے) تو خدا اسے قیامت کے دن سرگردان کرے گا۔ (ایضاً)

۲۰۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود احمد بن محمد سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ان کو خط لکھا جس کا مضمون یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اور تمہیں عافیت عطا فرمائے ہمارا شیعہ صرف وہ ہے جو ہماری متابعت اور پیروی کرتا ہے اور (کسی بات میں) ہماری مخالفت نہیں کرتا چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿فَسْئَلُوٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ﴾...... نیز فرماتا ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ﴾ پس تم پر سوال کرنا اور ہماری طرف رجوع کرنا فرض ہے مگر ہم پر جواب دینا فرض نہیں ہے (بلکہ ہماری صوابدید پر منحصر ہے)۔ (تفسیر عیاشی)

۲۱۔ جناب فرات بن ابراہیم کوفیؒ باسناد خود حسین بن ابوالعلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! میں علم کا شہر ہوں اور تو اس کا دروازہ ہے پس جو دروازہ سے آتا ہے وہ پہنچ جاتا ہے۔ یا علیؑ! تم میرا وہ دروازہ ہو جس سے آیا جاتا ہے اور میں اللہ کا دروازہ ہوں پس جو شخص آپ کے سوا کسی اور راستہ سے مجھ تک پہنچنے کی کوشش کرے گا وہ مجھ تک نہیں پہنچ پائے گا۔ اور جو میرے سوا کسی اور راستہ سے خدا تک پہنچنے کی کوشش کرے گا وہ خدا تک نہیں پہنچ پائے گا۔ (تفسیر فرات بن ابراہیم کوفی)

۲۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: آیت اولوالامر میں اولوالامر سے مراد آل محمد علیہم السلام ہیں۔ (ایضاً)

۲۳۔ جناب محمد بن ابوالقاسم طبریؒ اپنی کتاب بشارۃ المصطفیٰ میں باسناد خود عبداللہ بن ابوالفضل ہاشمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ﴿انا مدينة الحكمة و علی بن ابی طالب بابها ولن توتی المدينة الا من قبل الباب﴾ میں حکمت کا

شہر ہوں اور علی بن ابیطالب اس کا دروازہ ہیں اور دروازہ کے بغیر شہر میں داخل نہیں ہوا جا سکتا۔ (بشارۃ المصطفیٰ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۸

حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کے ان احادیث پر عمل کرنا واجب ہے جو قابل اعتماد کتابوں میں اور قابل اعتبار سندوں کے ساتھ درج ہیں۔

(اس باب میں کل اٹھاسی حدیثیں ہیں جن میں سے چھتیس مکررات کو چھوڑ کر باقی باون کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک ایسا شخص ہے جو آپ کی روایات کو بکثرت نقل کرتا ہے اور انہیں لوگوں میں پھیلاتا ہے۔ اور عام لوگوں کے اور آپ کے شیعوں کے دلوں میں انہیں راسخ کرتا ہے اور صحیح طریقہ پر بٹھاتا ہے اور دوسرا ایک بڑا عبادت گزار شیعہ ہے مگر وہ اس طرح روایات کو نقل نہیں کرتا ان دو میں سے کون افضل ہے؟ فرمایا: جو ہماری روایات کو بکثرت روایت کرکے ہمارے شیعوں کے دلوں کو پختہ کرتا ہے وہ ایسے ہزار عابدوں سے افضل ہے۔ (الکافی، بصائر الدرجات)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: علماء انبیاءؑ کے وارث ہیں کیونکہ انبیاءؑ وراثت میں درہم و دینار نہیں چھوڑ جاتے ہاں البتہ وہ اپنی احادیث کا وارث بنا جاتے ہیں پس جو شخص ان میں سے کچھ حاصل کرتا ہے تو وہ بہت سا حصہ حاصل کرتا ہے پس دیکھو کہ تم کس سے علم حاصل کر رہے ہو؟ بے شک ہم اہل بیتؑ میں سے ہر نسل میں ایسے (عالم و) عادل رہتے ہیں جو دین سے غالیوں کی تحریف باطل پرستوں کی غلط بیانی اور جاہلوں کی تاویل کی نفی کرتے ہیں (اور دین کے اصلی حقائق ظاہر واجاگر کرتے ہیں)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن محمد بن جمال سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: علمی مذاکرہ کرو، باہمی میل و ملاقات کرو اور حدیث بیان کرو۔ کیونکہ حدیث دلوں کے لئے جلا ہے (پھر فرمایا) دلوں کو بھی اسی طرح زنگ لگ جاتا ہے جس طرح تلوار زنگ آلود ہو جاتی ہے۔ (الکافی)

۴۔ نیز باسناد خود ابوخدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس ارادہ

سے (علم) حدیث حاصل کرے کہ دنیا کمائے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہ ہوگا اور جو آخرت سنوارنے کیلئے حاصل کرے گا تو خدائے تعالیٰ اس کو دنیا و آخرت کی خیر و خوبی عطا فرمائے گا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہمارے احادیث میں سے (سوچ سمجھ کر) چالیس حدیثیں حفظ کرے تو اسے خداوند عالم قیامت کے دن عالم اور فقیہ مبعوث فرمائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ نیز اسی قسم کی ایک دوسری حدیث میں جو بروایت محمد بن مسلم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور جسے حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے امالی میں روایت کیا ہے یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ اللہ ایسے شخص کو عذاب نہیں کرے گا۔ (الامالی)

۷۔ نیز حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں وہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ لوگوں کی قدر و منزلت کو پہچاننا ہو تو اس طرح پہچانو کہ وہ ہم سے روایات کس قدر نقل کرتے ہیں۔ (الکافی)

۸۔ باسناد خود جناب محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ سے ایک حدیث سنتا ہوں مگر (سمجھانے کی خاطر) اس میں کچھ کمی یا زیادتی کر دیتا ہوں تو؟ فرمایا: اگر تمہارا مقصد اصل معنی و مفہوم کی ادائیگی ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں ایک حدیث آپ سے سنتا ہوں مگر نقل آپ کے والد سے کرتا ہوں یا آپ کے والد سے سنتا ہوں اور روایت آپ سے کرتا ہوں تو؟ فرمایا: (جب مقصد مذہب اور فتویٰ کا نقل کرتا ہے) تو پھر برابر ہے کوئی مضائقہ نہیں ہے لیکن اگر مجھ سے سنی ہوئی حدیث بھی میرے والد ماجد سے نقل کرو تو یہ بات مجھے زیادہ پسند ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرے پاس ایک جماعت آتی ہے اور مجھ سے حدیثیں سنتی ہے مگر میں تھک جاتا ہوں۔ اور مزید سنانے کی طاقت نہیں رکھتا (تو کیا کروں؟) فرمایا: (کتاب یا باب کی) ابتداء سے ایک حدیث نقل کر دو اور ایک حدیث وسط سے اور ایک آخر سے (تو کافی ہے)۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسناد خود احمد بن عمر الحلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی

خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص مجھے ایک کتاب دیتا ہے اور یہ نہیں کہتا کہ اسے میری طرف سے نقل کر تو میں اس کی طرف سے نقل کر سکتا ہوں (کہ فلاں نے مجھ سے یہ حدیث بیان کی ہے؟) فرمایا: جب تمہیں علم ہو کہ یہ کتاب اسی کی ہے تو پھر اس کی جانب سے بیان کر سکتے ہو۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی حدیث بیان کرو تو اسے اس شخص کی طرف نسبت دے دو جس نے تم سے بیان کی ہے (مگر نقل قابل وثوق آدمی سے کرو جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں اس کی صراحت موجود ہے) پس اگر وہ حدیث حق و سچ ہوئی تو تمہارے لئے ہوگی اور اگر غلط ہوئی تو اس شخص پر (اس کا وزر و وبال) ہوگا۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (ہم سے جو کچھ سنتے ہوا سے) لکھ لیا کرو۔ کیونکہ جب تک لکھو گے نہیں تب تک یاد نہیں رکھ سکو گے۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: لکھ اور اپنا علم اپنے (دینی) بھائیوں میں پھیلا اور جب مرنے لگو تو اپنی کتابوں کا وارث اپنی اولاد کو بناؤ کیونکہ لوگوں پر ایک ایسا دور آئے گا کہ وہ انہی کتابوں سے مانوس ہوں گے۔ (ایضاً)

۱۵۔ نیز باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی کتابوں کی حفاظت کرو کہ تمہیں عنقریب ان کی ضرورت پیش آئے گی۔ (ایضاً)

۱۶۔ قبل ازیں (جلد ۱۱ میں) امر بالمعروف کی حدیثوں میں ایک حدیث گزر چکی ہے جس میں خوف کے باوجود حق و حقیقت کے ظاہر کرنے کی فضیلت وارد ہے اس کے آخر میں یہی ہے کہ اس حدیث کو سونے کے پانی سے لکھ لو (یعنی اس کی قدر کرو اسے یاد کرو اور اس پر عمل کرو اور اسے آگے پھیلاؤ)۔

۱۷۔ نیز باسناد خود محمد بن علی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! کذب مفترع (گھڑے ہوئے جھوٹ) سے بچو۔ عرض کیا گیا کہ کذب مفترع کیا ہے؟ فرمایا: وہ اس طرح ہے کہ ایک شخص تمہیں کسی اور شخص سے نقل کر کے کوئی حدیث سناتا ہے۔ اور تم اس درمیانی واسطہ کو چھوڑ کر براہِ راست اس شخص سے وہ حدیث نقل کرو جس سے اس نے نقل کی تھی۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے خدائے تعالیٰ کے اس ارشاد کے بارے میں پوچھا: ﴿اَلَّذِیْنَ یَسْتَمِعُوْنَ الْقَوْلَ فَیَتَّبِعُوْنَ اَحْسَنَهٗ﴾ (وہ لوگ جو کہنے والے کی بات کو توجہ سے سنتے ہیں اور پھر اس کی احسن و عمدہ بات کی اتباع کرتے ہیں) فرمایا: اس سے مراد

آل محمدؑ کی بات تسلیم کرنے والے (اہل ایمان) ہیں جو جب کوئی حدیث سنتے ہیں تو اس میں نہ کچھ بڑھاتے ہیں اور نہ کچھ گھٹاتے ہیں بلکہ بالکل اسی طرح بیان کرتے ہیں جس طرح سنی ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہماری حدیثوں پر اعراب لگالیا کرو۔ کیونکہ ہم فصیح الکلام لوگ ہیں۔ (ایضاً)

۲۰۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم اور حماد بن عثمان وغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ میری حدیث میرے والد کی حدیث ہے اور میرے والد کی حدیث میرے دادے کی حدیث ہے اور میرے دادے کی حدیث حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث ہے اور حضرت امام حسین علیہ السلام کی حدیث حضرت امام حسن علیہ السلام کی حدیث ہے اور حضرت امام حسن کی حدیث حضرت امیر علیہ السلام کی حدیث ہے اور حضرت امیر علیہ السلام کی حدیث حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث خداوند عالم کا ارشاد ہے۔ (ایضا)

۲۱۔ نیز باسناد خود محمد بن الحسن بن خالد شنبولہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپ پر فدا ہو جاؤں ہمارے مشائخ (بزرگوں) نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایات نقل کی ہیں اور اس وقت تقیہ بڑا سخت تھا لہٰذا انہوں (مشائخ) نے اپنی کتابیں پوشیدہ رکھیں اور ان کو نقل نہ کیا گیا پس جب وہ وفات پا گئے اور اب وہ کتابیں ہم تک پہنچی ہیں تو؟ فرمایا: تم ان حدیثوں کو بیان کرو کہ وہ حق ہیں۔ (ایضاً)

۲۲۔ نیز باسناد خود حمزہ طیّار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام پر ان کے والد ماجد کے بعض خطبے پیش کئے۔ اور جب وہ ایک مقام پر پہنچے تو امام نے فرمایا: رک جاؤ۔ اور خاموش ہو جاؤ۔ پھر فرمایا: جب تمہیں کچھ ایسے مسائل درپیش ہوں جن کو تم نہیں جانتے تو وہاں رک جانے یا جانچ پڑتال کرنے اور ائمہ ہدیٰ کی طرف رجوع کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۳۔ نیز باسناد خود محمد بن عیسیٰ اور یونس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امیر علیہ السلام کی کتاب الفرائض کو حضرت امام علی رضا علیہ السلام پر پیش کیا؟ فرمایا: یہ صحیح ہے۔ (ایضا)

۲۴۔ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ لوگ یہ روایت بیان کرتے ہیں کہ جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا فرادیٰ نماز پڑھنے سے پچیس (۲۵) گنا افضل ہے؟ فرمایا: ہاں وہ درست کہتے ہیں۔ (ایضاً)

۲۵۔ نیز باسناد خود محمد بن حکیم سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم دینی معرفت رکھتے ہیں اور آپ کے طفیل خدا نے ہمیں لوگوں سے اس طرح بے نیاز کر دیا ہے کہ ہمارا گروہ کسی بزم میں حاضر ہوتا ہے اور جب بھی کوئی شخص دوسرے شخص سے کوئی مسئلہ دریافت کرتا ہے تو اس کے پاس اس کا جواب حاضر ہوتا ہے یہ خدا کا ہم پر آپ کی برکت سے خصوصی احسان ہے۔ (ایضاً)

۲۶۔ قبل ازیں یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے مکتوب میں جو آپ نے اپنے اصحاب کو ارسال کیا لکھا تھا: اے گروہ (مؤمنین) تم پر لازم ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے آثار اور ان کی سنت اور ان کے اہل بیتؑ کے ائمہ، دین کے آثار (و اخبار) کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جو انہیں اخذ کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو انہیں ترک کرے گا اور ان سے روگردانی کرے گا وہ گمراہ ہو جائے گا کیونکہ یہی وہ ذواتِ مقدسہ ہیں جن کی اطاعت اور ولایت کا (لوگوں کو) حکم دیا گیا ہے۔ (روضہ کافی)

۲۷۔ نیز باسناد خود یزید بن عبد الملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک دوسرے کی زیارت (اور ملاقات) کیا کرو۔ کیونکہ تمہاری اس زیارت میں تمہارے دلوں کی زندگی ہے اور ہماری احادیث کا تذکرہ ہے اور ہماری احادیث تم میں سے بعض کو دوسرے بعض پر مہربانی کرنے کی تعلیم دیتی ہیں پس اگر تم انہیں اخذ کرو گے تو نجات پا جاؤ گے اور اگر ترک کرو گے تو گمراہ ہو کر ہلاک ہو جاؤ گے۔ پس تم ان پر عمل کرو میں تمہاری نجات کا ضامن ہوں۔ (الکافی)

۲۸۔ باسناد خود ابو عبیدہ حذاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ بخدا میرے تمام اصحاب میں سے مجھے زیادہ محبوب وہ ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے، زیادہ فقیہ (معرفت رکھنے والا) ہے۔ جو ہماری حدیث کو (نااہلوں سے) زیادہ چھپانے والا ہے اور میرے اصحاب میں سے سب سے زیادہ بدحال اور زیادہ مبغوض وہ ہے جو جب وہ حدیث سنتا ہے جو ہماری طرف منسوب ہے تو اسے قبول نہیں کرتا اور اس سے کبیدہ خاطر ہو کر اس کا انکار کر دیتا ہے۔ اسے پتہ نہیں ہے کہ شاید وہ حدیث ہماری جانب سے برآمد ہوئی ہو۔ تو وہ اس طرح کرکے ہماری ولایت سے خارج ہو جائے گا۔[1] (ایضاً، السرائر ابن ادریس)

---

[1] اس قسم کی متعدد حدیثیں کتب حدیث میں پائی جاتی ہیں جن سے مستفاد ہوتا ہے کہ جب تک کوئی روایت عقلی یا نقلی مسلمات کے کھلم کھلا خلاف نہ ہو تب تک اس کے رد میں جلد بازی سے کام نہیں لینا چاہیے کیونکہ بعض احادیث بعض ایسے غامض مطالب اور بعض ایسے اسرار و رموز پر مشتمل ہوتی ہیں کہ جن تک عام ناقص [illegible] ذہنوں کی رسائی نہیں ہوتی [illegible] اس طرح آنکھیں بند کرکے ہر روایت کو قبول کرنے کا کوئی عقلی جواز نہیں ہے جب تک اس کی قانون درایت پر جانچ [illegible] مرحلہ پر بڑے حزم و احتیاط کی ضرورت ہے۔ واللہ الموفق۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۹۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ تقیہ مؤمن کی ڈھال ہے، تقیہ مؤمن کا حرز ہے جس میں تقیہ نہیں اس میں ایمان نہیں ہے (پھر فرمایا) ایک بندۂ (مؤمن) کے پاس ہماری (مستند) حدیث پہنچتی ہے اور وہ اس کے مطابق اپنے اور اپنے پروردگار کے درمیان دین اختیار کرتا ہے اس سے اس کے لئے دنیا میں عزت اور آخرت میں نور ہوتا ہے اور ایک بندہ کے پاس ہماری ایک (اسرار والی) حدیث پہنچتی ہے اور وہ اسے فاش کر دیتا ہے جس سے دنیا میں اس کی ذلت ہوتی ہے اور آخرت میں خدا اس سے نورِ ایمان سلب کر لیتا ہے۔ (الکافی)

۳۰۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنے نوخیزوں کو جلدی (اپنی مذہبی و معلوماتی) حدیثیں پڑھاؤ۔ قبل اس کے کہ مرجئہ (دوسرے بد مذہب والے) ان کی طرف سبقت کریں (اور ان کے خالی اور سادہ ذہنوں کو خراب کریں)۔ (ایضاً)

۳۱۔ نیز باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسجد خیف میں لوگوں کو خطبہ دیا اور اس میں فرمایا: خداوند عالم اس شخص کے چہرہ کو نورانی کرے جو میری اس گفتگو کو سنے، یاد رکھے، اس کی حفاظت کرے اور اسے ان لوگوں تک پہنچائے جنہوں نے نہیں سنی۔ کیونکہ کئی لوگ فقہ کے حامل تو ہوتے ہیں مگر خود فقیہ نہیں ہوتے۔ اور کئی فقہ کے حامل فقیہ تو ہوتے ہیں مگر جن تک وہ پہنچاتے ہیں وہ ان سے زیادہ فقیہ ہوتے ہیں۔ (ایضا)

۳۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تمہیں کوئی ایسا واقعہ پیش آئے جس کا تمہارے پاس ہماری طرف سے کوئی علم نہ ہو تو پھر اس روایت کی طرف نگاہ کرو جسے یہ لوگ (مخالفین) حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ (کتاب العدہ)

۳۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے اللہ! میرے خلفاء پر رحم فرما! عرض کیا گیا: یا رسول اللہ! آپ کے خلفاء کون ہیں؟ فرمایا: (وہ اہل علم) جو میرے بعد آئیں گے اور میری حدیث و روایت کو نقل کریں گے۔ (الفقیہ، الامالی)

۳۴۔ نیز باسناد خود حماد بن محمد اور انس بن محمد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء واجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! سب لوگوں سے زیادہ قابل تعجب اہل ایمان ہیں ان میں سے زیادہ صاحب یقین وہ لوگ ہیں جو آخری زمانہ میں ہوں

گے نہ انہوں نے نبیؐ سے ملاقات کی ہوگی (اور نہ امام سے کیونکہ آخری) حجت خدا ان سے حجاب میں ہوگی مگر اس کے باوجود وہ ہر سیاہی اور سفیدی (یعنی دین کی ہر چیز) پر ایمان رکھتے ہیں۔ (الفقیہ، اکمال الدین)

۳۵۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص علم کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں۔ (عیون الاخبار)

۳۶۔ نیز باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ آپؑ کے آباء و اجداد سے منقول ہے کہ فرمایا: ہماری حدیث سخت ہے جس کو نہ کوئی ملک مقرب برداشت کر سکتا ہے، نہ کوئی نبی مرسل اس کا متحمل ہو سکتا ہے اور نہ کوئی مومن ممتحن، اس کا کیا مطلب ہے؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ اس کے معنی یہ ہیں کہ کوئی ملک مقرب اسے برداشت نہیں کر سکتا جب تک دوسرے تک نہ پہنچائے، کوئی نبی برداشت نہیں کر سکتا جب تک اسے دوسرے نبی تک نہ پہنچائے اور کوئی مومن ممتحن اسے برداشت نہیں کر سکتا جب تک دوسرے مومن تک نہ پہنچائے کیونکہ اس میں حلاوت اور مٹھاس اس قدر ہے کہ جب تک وہ اسے دوسرے تک نہ پہنچا لے تب تک اسے چین نہیں آتا۔ (معانی الاخبار)

۳۷۔ نیز باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میری امت سے ایسی چالیس حدیثیں یاد کرے (جن کی لوگوں کو ضرورت ہے) تو میں بروزِ قیامت اس کی شفاعت کروں گا۔ (الخصال)

۳۸۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن فضل ہاشمی اور اسماعیل بن زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: یا علیؑ! جو شخص میری امت میں سے چالیس حدیثیں یاد کرے جس سے اس کا مقصد اللہ تعالیٰ کی خوشنودی اور آخرت کو سدھارنا ہو تو خداوند عالم اسے قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کے ہمراہ محشور فرمائے گا اور یہ بہت اچھے رفیق ہیں۔ (ایضاً)

۳۹۔ نیز باسناد خود انس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مومن ایسے علم کا ایک ورقہ چھوڑ کر مر جائے (جس سے لوگ فائدہ حاصل کریں) تو قیامت کے دن وہی ورقہ اس کے اور جہنم کے درمیان حجاب بن جائے گا اور خداوند عالم اسے ایک ایک حرف کے عوض جنت میں ایسا ایک ایک گھر عطا فرمائے گا جو دنیا سے سات گنا بڑا ہوگا اور جو کوئی مومن کسی عالم کے پاس ایک گھنٹہ (مسائل دینیہ پوچھنے کیلئے) بیٹھ جائے تو خداوند عالم اسے ندا دیتا ہے کہ تو میرے حبیب کے پاس بیٹھا ہے مجھے اپنی عزت و جلال کی قسم میں

تمہیں اپنی جنت میں اسی کے ساتھ ٹھہراؤں گا اور مجھے کوئی پروانہیں ہے۔ (الامالی)

۴۰۔ جناب شیخ مفیدؒ باسناد خود جابر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ جب کوئی حدیث بیان کریں تو اس کی سند بھی بیان کیا کریں؟ فرمایا: مجھ سے میرے والدؑ نے حدیث بیان کی۔ انہوں نے میرے جد سے روایت کی، اور انہوں نے رب العزت سے نقل کی۔ فرمایا: میں جب بھی تم سے کوئی حدیث بیان کرتا ہوں تو اسی سلسلۂ سند سے بیان کرتا ہوں۔ پھر فرمایا: صرف ایک حدیث جو تم کسی صادق آدمی سے حاصل کرو وہ تمہارے لئے دنیا و مافیہا سے بہتر ہے۔ (امالی شیخ مفید)

۴۱۔ جناب برقیؒ اسی قسم کی ایک دوسری حدیث میں اس طرح نقل کرتے ہیں جو بروایت جابر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے، فرمایا: وہ ایک حدیث جو حلال وحرام کے بارے میں کسی صادق سے حاصل کرو۔ وہ (دنیا اور جو کچھ اس میں سونا و چاندی ہے اس سے افضل ہے)۔ (المحاسن)

۴۲۔ جناب شہید اولؒ اپنی کتاب اربعین میں باسناد خود داؤد بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص میری امت میں سے ایسی چالیس حدیثیں یاد کرے جن سے لوگ فائدہ اٹھائیں اسے خدائے تعالیٰ قیامت کے دن فقیہ عالم محشور فرمائے گا۔ (اربعین شہید اولؒ)

۴۳۔ جناب کشیؒ باسناد خود احمد بن ابی خلف سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں بیمار تھا اور حضرت امام محمد تقی علیہ السلام میرے پاس بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے۔ میرے سرہانے کتاب یوم و لیلہ (یونس بن عبد الرحمٰن کی تالیف) پڑی تھی امام نے اسے اول سے آخر تک ورقہ ورقہ پڑھا اور تین بار فرمایا: **رحم اللہ یونس، رحم اللہ یونس، رحم اللہ یونس**۔ (رجال کشی)

۴۴۔ نیز باسناد خود داؤد بن قاسم جعفری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں یونس بن عبد الرحمٰن کی تالیف کردہ یوم ولیلہ پیش کی۔ امام نے اس میں نگاہ ڈالی اور اسے صفحہ صفحہ کرکے پڑھا۔ بعد ازاں فرمایا: یہ میرا اور میرے آباء و اجداد کا دین ہے اور یہ سب حق ہے۔ (ایضاً)

۴۵۔ نیز باسناد خود ابن اذینہ سے اور وہ ابان بن ابی عیاش سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ یہ سُلیم بن قیس عامری ثم ہلالی کی کتاب کا نسخہ ہے جسے اس نے ابان کے حوالے کیا تھا۔ اور ابان کا خیال ہے کہ اسے حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے پڑھا تھا اور فرمایا تھا: ﴿**صدق سلیم هذا حدیث نعرفه**﴾، سلیم نے سچ کہا ہے یہ وہ حدیث ہے جسے ہم جانتے ہیں۔ (ایضاً)

۴۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن روح سے اور وہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے بنی فضال (جو سات امامی تھے مگر تھے ثقہ) کی کتابوں کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: وہ جو روایت کرتے ہیں اسے تو لے لو اور جو ان کی ذاتی رائے ہے اسے چھوڑ دو۔ (کتاب غیبت شیخ طوسیؒ)

۴۷۔ جناب احمد بن علی بن احمد بن العباس نجاشیؒ باسناد خود حسن بن محمد بن الو جنا سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ آپؑ خود کوئی کتاب لکھیں یا (لکھی ہوئی) ہمیں دیں جس پر ہم عمل کریں......... چنانچہ امامؑ نے ہمارے لئے کتاب ''عمل'' برآمد کی۔ صفوانی (راوی) کا بیان ہے کہ میں نے اسے نقل کر لیا اور ابن خانبہ کے نسخہ سے اس کا مقابلہ کیا تو چند حروف کی کمی وبیشی کا فرق نکلا (ورنہ دونوں نسخے برابر تھے)۔ (رجال کشی)

۴۸۔ جناب حسن بن علی بن شعبہؒ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کمیل بن زیاد سے فرمایا: اے کمیل! (دین اور دینی روایت) قبول نہ کرنا مگر ہم سے تو اس طرح ہم سے ہو جائے گا۔ (تحف العقول)

۴۹۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک طویل کلام کے ضمن میں فرمایا: وہ بات کہو جو تم سے کہی جائے، اور وہ تسلیم کرو جو تمہارے لئے روایت کیا جائے اور اس چیز کا تکلف نہ کرو جس کی تمہیں تکلیف نہ دی جائے (ورنہ) اس کا وبال تم پر ہوگا۔ اور شبہہ سے بچو کیونکہ وہ فتنہ کے لئے مقرر ہوا ہے۔ (ایضاً)

۵۰۔ جناب سید بن طاؤسؒ اپنی کتاب اجازات میں حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم آپؑ سے ایک حدیث سنتے ہیں۔ بعد میں یاد نہیں رہتا کہ وہ آپؑ سے سنی تھی یا آپؑ کے والد ماجدؑ سے تو؟ فرمایا: تم نے جو کچھ مجھ سے سنا ہے اسے میرے والد کی جانب سے روایت کرو۔ اور جو کچھ مجھ سے سنا ہے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرو کیونکہ ﴿قول واحدِ منهم قول باقيهم﴾ یعنی ان سب کا قول وفعل ایک ہے۔ (کتاب الاجازات)

۵۱۔ نیز باسناد خود جناب شیخ صدوقؒ کی کتاب مدینۃ العلم کے حوالے سے نقل کرتے ہیں اور وہ باسناد خود ابن المختار وغیرہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ راوی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں آپؑ سے ایک حدیث سنتا ہوں اور شاید آگے اس طرح روایت نہیں کر سکتا جس طرح سنی تھی تو؟ فرمایا: جب اصل مقصد صحیح طور پر ادا ہو جائے تو الفاظ کے ردوبدل میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جیسے تَعَالَ اور هَلُمَّ اور اُقْعُدْ اور اِجْلِسْ ہے۔ (ایضاً)

۵۲۔ جناب ابن ادریس حلیؒ نے بھی جناب ابو عبداللہ سیاری کی کتاب کے حوالے سے روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے اسی قسم کا سوال کیا گیا تو آپؑ نے فرمایا: جب حدیث کا صحیح مفہوم ادا ہو جائے تو الفاظ کی کمی وبیشی اور تقدیم و تاخیر میں کوئی مضائقہ نہیں ہے (اور اسی چیز کو اصطلاحِ درایۃ الحدیث میں نقل بالمعنیٰ کہا جاتا ہے)۔ (سرائر ابن ادریس حلیؒ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیگی اور ہم آخر کتاب (جلد ۲۰) میں ان حدیثوں کے ثبوت وصحت کے قرائن قاطعہ اور ادلۂ ساطعہ بیان کریں گے انشاء اللہ۔

باب ۹

مختلف احادیث میں جمع وتوفیق کا طریقۂ کار اور ان پر عمل کرنے کی کیفیت؟

(اس باب میں کل اڑتالیس حدیثیں ہیں جن میں ۲۳ مکررات کو قلمزد کر کے باقی ۲۵ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ہمارے اصحاب میں سے دو آدمیوں کے درمیان قرضہ یا وراثت کے سلسلہ میں کوئی تنازعہ پیدا ہو جاتا ہے تو......... (یہاں تک کہ فرمایا) کہ اگر وہ علیحدہ علیحدہ دو شخصوں کو حکم مقرر کرتے ہیں اور ان کے فیصلہ میں اختلاف ہو جائے اور یہ ان کا اختلاف بھی اس سلسلہ کے احادیث کے اختلاف کی وجہ سے ہو تو؟ فرمایا: فیصلہ وہ قابل قبول ہوگا جو بڑا عادل بڑا فقیہ بڑا سچا اور بڑا پرہیزگار کرے گا اور دوسرے کا فیصلہ قابل التفات نہ ہوگا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ دونوں ہمارے اصحاب کے نزدیک ان صفات میں برابر ہوں اور کسی کو کسی پر فضیلت نہ دی جا سکے تو پھر؟ فرمایا: ان کی روایات پر نگاہ ڈالی جائے گی۔ پس جس روایت کی صحت و وثاقت پر سب اصحاب کا اتفاق ہے تو جو فیصلہ اس کے مطابق ہوگا اسے لیا جائے گا اور دوسری شاذ روایت کو نظر انداز کر دیا جائے گا جو اصحاب کے ہاں مشہور نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ دونوں روایات مشہور ہوں اور دونوں کو ہمارے قابل وثوق راویوں نے روایت کیا ہو تو؟ فرمایا: تو پھر اس روایت اور اس کے مطابق فیصلہ کو قبول کیا جائے گا جو قرآن وسنت کے مطابق ہوگی اور عامہ کے خلاف ہوگی۔ اور دوسری حدیث کو نظر انداز کر دیا جائے گا جو اس طرح نہیں ہوگی...... راوی نے پھر عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں۔ اگر وہ دونوں فقیہ اس مسئلہ کا حکم قرآن وسنت سے حاصل کرتے ہیں اور ہم نے دیکھا ہے کہ ان دو حدیثوں میں سے ایک عامہ کے موافق ہے اور دوسری ان کے مخالف تو اس صورت میں کس حدیث پر عمل کیا جائے گا؟ فرمایا: اس پر عمل کرو جو عامہ کے خلاف ہے کیونکہ اسی میں نیکی اور بھلائی ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ دونوں حدیثیں عامہ کے موافق ہوں تو پھر؟

فرمایا: پھر دیکھا جائے گا کہ ان کے حکام اور قاضیوں کا رجحان کس حدیث کی طرف زیادہ ہے۔ تو اسے چھوڑ کر دوسری حدیث پر عمل درآمد کیا جائے گا۔ راوی نے یہاں عرض کیا کہ اگر ان کے حکام اور قاضیوں کا رجحان دونوں کی طرف برابر ہو تو پھر؟ فرمایا: اگر ایسی صورت حال پیش آجائے تو پھر اس معاملہ کو مؤخر کرو۔ یہاں تک کہ اپنے امام سے ملو۔ (اور ان سے فیصلہ کراؤ) کیونکہ شبہات کے وقت توقف کرنا ہلاکتوں میں گھسنے سے بہتر ہے۔[1]

(الکافی، الفروع، الفقیہ، التہذیب، الاحتجاج)

۲۔ نیز باسناد خود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا: اے زیاد! تم کیا کہتے ہو کہ اگر ہم اپنے کسی موالی کو تقیہ کے مطابق کوئی حکم دیں تو؟ عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! آپ (اپنی ذمہ داری کو) بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: اگر وہ اس پر عمل کرے گا تو یہ اس کے لئے بہتر ہے اور زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے اور اگر اس پر عمل نہیں کرے گا تو بخدا وہ گنہگار ہوگا۔ (الکافی)

۳۔ نیز باسناد خود نضر خثعمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص جانتا ہے کہ ہم (آل محمد علیہم السلام) جو کچھ کہتے ہیں وہ حق کہتے ہیں پس وہ اس پر اکتفاء کرے جس کا اسے ہمارے متعلق علم ہے۔ اور اگر کبھی ہم سے وہ کچھ سنے جو اس کے معلومات کے خلاف ہے تو سمجھ لے کہ وہ بات ہم نے اس کے دفاع کی خاطر کی یا کہی ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ان لوگوں کا کیا حال ہے جو متہم بالکذب بھی نہیں ہیں وہ فلاں اور فلاں کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کوئی حدیث نقل کرتے ہیں مگر آپ (اہل بیتؑ) کی جانب سے ایک ایسی حدیث آجاتی ہے جو اس کے خلاف ہے تو؟ فرمایا: حدیث بھی اسی طرح منسوخ ہوتی ہے جس طرح قرآن منسوخ ہوتا ہے (یعنی ہماری حدیث کو ناسخ تصور کیا جائے گا)۔ (ایضاً)

---

[1] مخفی نہ رہے کہ اس حدیث میں روایات کے رد و قبول کے سلسلہ میں جو بار بار موافقتِ عامہ اور ان کی مخالفت کا تذکرہ کیا گیا ہے اس سے کوئی کوتاہ اندیش یہ خیال نہ کرے کہ امامؑ نے تعصب سے کام لیا ہے کیونکہ ایک امامؑ سے بہتر کون جانتا ہے کہ ؎

شجر ہے فرقہ آرائی تعصب ہے ثمر اس کا یہ وہ پھل ہے جو جنت سے نکلواتا ہے آدمؑ کو

بلکہ یہ اس زمانہ کے مخصوص حالات وکوائف کے پیش نظر ہے جبکہ اہل بیت نبوتؑ کی مخالفت کو دنیا و آخرت میں کامیابی کی کلید سمجھا جاتا تھا۔ روایات کی صحت وسقم معلوم کرنے کا ایک فطری اور قدرتی طریقہ کار قرار دیا گیا ہے۔ ظاہر ہے کہ ایسے پُرفتن حالات وظروف میں اس کے سوا کوئی چارۂ کار نہ تھا واللہ الھادی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ یہ ناسخ و منسوخ والی بات سرکار رسالت مآب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیثوں کے ساتھ مخصوص ہے۔ (کیونکہ آپؐ کے بعد تو یہ سلسلہ ہمیشہ کیلئے ختم ہوگیا)۔ پس اگر ائمہ اہل بیتؑ سے مروی کوئی حدیث آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے منقول شدہ کسی حدیث کے بظاہر خلاف نظر آئے اور نہ جمع بین الروایات ہو سکے اور نہ ہی کسی کو کسی پر ترجیح دی جا سکے تو ائمہؑ کی حدیث سے کشف ہوگا اور اس سے معلوم ہوگا کہ دوسری حدیث منسوخ ہو چکی ہے و **اللہ العالم**۔

۵۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فرماتے ہیں کہ اختلاف حدیث کی صورت میں یہ بھی وارد ہے کہ تم من باب التسلیم ان دو حدیثوں میں سے جس پر عمل کرو گے تمہارے لئے گنجائش ہوگی۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود معلی بن خنیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ کے اول سے ایک حدیث ہم تک پہنچے اور آپؑ کے آخر سے دوسری حدیث پہنچے تو ہم کس پر عمل کریں؟ فرمایا: تم پہلی پر اس وقت تک عمل کرو جب تک زندہ (حجت خدا) سے کوئی حدیث نہ پہنچے ورنہ اس پر عمل کرو۔ پھر امامؑ نے فرمایا: خدا کی قسم ہم ہر حال میں تمہیں اس چیز میں داخل کرتے ہیں جس کی تمہارے لئے گنجائش ہوتی ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ہر حق پر ایک حقیقت ہوتی ہے اور ہر صواب (درست بات پر) ایک نور ہوتا ہے پس جو (حدیث وغیرہ) کتاب خدا کے موافق ہو اسے لے لو اور جو کتاب اللہ کے خلاف ہو اسے چھوڑ دو۔[1]

(الکافی، المحاسن، الامالی)

۸۔ نیز باسناد خود ابن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حدیثوں میں اختلاف پایا جاتا ہے۔ بعض راوی ایسے ہوتے ہیں جن پر ہم وثوق کرتے ہیں اور بعض راویوں پر ہمیں وثوق نہیں ہوتا تو؟ فرمایا: جب بھی تمہارے پاس کوئی حدیث پہنچے اور اس کے مفہوم کا کوئی شاہد

---

[1] اس حدیث اور اس جیسی بعض دوسری معتبر حدیثوں سے مستفاد ہوتا ہے کہ حدیثوں کی صحت و سقم معلوم کرنے کا صرف ایک ہی طریقہ کار یعنی صرف راویوں کی جانچ پڑتال ہی نہیں ہے کہ صرف علم رجال پر انحصار کیا جائے کیونکہ جو وضاع اور دجال وضعی اور جعلی حدیثیں بنا سکتے ہیں وہ جعلی سلسلۂ سند میں جعلی طور پر بعض ثقہ لوگوں کے نام بھی رکھ سکتے ہیں۔ بہرحال وہ دوسرا طریقۂ کار یہ ہے کہ کسی حدیث کے راوی جیسے بھی ہوں قوی ہوں یا ضعیف، ان کو نہ دیکھا جائے بلکہ حدیث کے مفہوم کو دیکھا جائے۔ یا بالفاظ دیگر راویوں کو دیکھنے کی بجائے ان کے قول کو دیکھا جائے پس اگر وہ قرآن کی آیات اور دین و مذہب کے مسلّمات کے مطابق ہو تو اسے لے لیا جائے اور اگر وہ ان کے خلاف ہو تو اسے چھوڑ دیا جائے۔ لان علی کل حق حقیقة و علی کل صواب نور۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(اور قرینہ) قرآن سے یا (مسلمہ) قولِ رسولؐ سے پاؤ (تو اسے قبول کرو) اور اگر ایسا کوئی شاہد نہ پاؤ تو پھر جو شخص وہ حدیث لایا ہے وہی اس کے لئے اولیٰ ہے۔ (اس کے منہ پر مارو)۔ (الکافی، المحاسن)

۹۔ نیز باسنادِ خود ایوب بن راشد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو حدیث قرآن کے مطابق نہ ہو وہ بالکل باطل ہے۔ (الکافی)

۱۰۔ نیز باسنادِ خود ہشام بن الحکم وغیرہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بمقام منیٰ خطبہ دیا جس میں فرمایا: ایہا الناس! جو میری جانب سے تم تک کوئی حدیث پہنچے اور وہ فرمانِ خدا (قرآن) کے مطابق ہو تو وہ میں نے کہی ہے اور جو میری طرف منسوب حدیث تم تک پہنچے اور وہ کتاب اللہ (قرآن) کے خلاف ہو وہ میں نے نہیں کہی ہے۔ (الکافی، المحاسن)

۱۱۔ نیز باسنادِ خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص کتاب اللہ اور سنت محمد رسول اللہؐ کی مخالفت کرے وہ کافر ہے۔ (الکافی)

۱۲۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جب تمہارے پاس ہماری طرف منسوب کوئی حدیث پہنچے اور تم اس کے لئے کتابِ خدا سے کوئی ایک یا دو شاہد پاؤ تو اسے لے لو۔ ورنہ اس کے پاس توقف کرو اور اسے ہماری طرف لوٹا دو یہاں تک کہ حقیقتِ حال تمہارے لئے واضح و آشکارا ہو جائے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسنادِ خود ابی حیون امام علی رضا علیہ السلام کے غلام سے اور وہ امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جو شخص قرآن کے متشابہ کو اس کے محکم کی طرف لوٹاتا ہے وہ صراط مستقیم کی طرف راہ پا جاتا ہے پھر فرمایا: ہماری احادیث میں بھی قرآن کی طرح محکم بھی ہیں اور قرآن کی طرح متشابہ بھی پس تم متشابہ احادیث کو محکم احادیث کی طرف لوٹاؤ۔ اور محکم کو چھوڑ کر متشابہ کی پیروی نہ کرو ورنہ گمراہ ہو جاؤ گے۔ (عیون الاخبار)

۱۴۔ نیز باسنادِ خود ابو اسحاق ارجانی سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کیا تم جانتے ہو کہ تمہیں کیوں حکم دیا گیا ہے کہ جو کچھ عامہ (دوسرے اہل مذہب) کہتے ہیں تم اس کے خلاف پر عمل کرو؟ راوی نے عرض کیا کہ مجھے معلوم نہیں ہے فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام جس چیز کو دین جانتے تھے عوام امتی لوگ (خاص سازش کے تحت) اس کی مخالفت کو دین جانتے تھے تاکہ ان کے معاملہ کو خراب کیا جاسکے۔ ان لوگوں کا طریقۂ کار یہ تھا کہ وہ جس چیز کو نہیں جانتے تھے وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے پوچھتے تھے

اور جب آپؑ ان کو فتویٰ دیتے تھے تو وہ لوگ اس کے خلاف امر پر عمل کرتے تھے تاکہ لوگوں پر حقیقت حال کو مشتبہ کیا جائے۔ (علل الشرائع)

۱۵۔ نیز باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے شیعہ وہ ہیں جو ہمارے امر کو تسلیم کرتے ہیں، ہمارے قول کو اخذ کرتے ہیں اور ہمارے دشمنوں کی مخالفت کرتے ہیں پس جو ایسا نہیں ہے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ (صفات الشیعہ)

۱۶۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ شخص جھوٹ بولتا ہے جو ہمارا شیعہ ہونے کا دعویٰ کرتا ہے جبکہ وہ (مقامِ عمل میں) ہمارے غیروں کے دامن سے وابستہ ہے۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر تم ہمارے کلام کے معنی کو سمجھ لو تو تم بڑے فقیہ تصور کئے جاؤ گے کیونکہ (بعض اوقات) ایک کلمہ کئی معنوں پر محمول ہو سکتا ہے لہٰذا اگر آدمی چاہے تو وہ اپنے کلام کو کسی طرح بھی پھیر سکتا ہے اور وہ جھوٹا بھی نہیں ہوتا۔ (معانی الاخبار)

۱۸۔ نیز حضرت شیخ اپنے رسالہ اعتقادات میں فرماتے ہیں کہ ہمارا مفصل احادیث کے بارے میں عقیدہ یہ ہے کہ وہ مجمل احادیث کی تفسیر و تفصیل متصور ہوں گی اور مجمل احادیث کو ان مفصل پر محمول کیا جائے گا۔
(رسالہ اعتقادیہ شیخ صدوق)

۱۹۔ جناب سعید بن ھبۃ اللہ راوندی اپنے اس رسالہ میں جو انہوں نے ہمارے اصحاب کی احادیث کے احوال اور ان کی صحت کے اثبات پر لکھا ہے باسناد خود داؤد بن حصین سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خدا کی قسم خدا نے کسی شخص کو ہمارے دشمنوں کی پیروی کرنے کی اجازت نہیں دی ہے اور (قانونِ فطرت یہ ہے کہ) جو ہمارا موافق ہے (موالی ہے) وہ ہمارے دشمنوں کا مخالف ہوگا اور جو ہمارے دشمن کے قول یا فعل میں موافق ہے وہ ہم سے نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس سے ہیں۔ (رسالہ راوندی)

۲۰۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شبہ کے وقت توقف کرنا (ٹھہر جانا) ہلاکت میں گھسنے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۲۱۔ جناب شیخ حسن فرزند حضرت شیخ طوسیؒ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہماری جانب سے تمہارے پاس جو حدیثیں پہنچیں پس اگر وہ قرآن کے موافق ہوں تو انہیں لے لو اور

اگر وہ قرآن کے موافق نہ ہوں تو انہیں رد کر دو۔ اور اگر معاملہ مشتبہ ہو جائے تو پھر توقف کرو۔ اور اس حدیث کو ہماری طرف لوٹاؤ تا کہ ہم اس کی اس طرح تشریح کر سکیں جس طرح ہمارے لئے (منجانب اللہ) اس کی تشریح کی گئی ہے۔ (الامالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۲۔ جناب طبرسیؒ باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے پاس آپؑ کی جانب سے مختلف حدیثیں پہنچتی ہیں تو؟ فرمایا: جب بھی تمہارے پاس ہماری کوئی حدیث پہنچے تو اسے قرآن اور ہماری (مسلّمہ) حدیثوں پر پیش کرو (جانچو) پس اگر وہ ان کے مشابہہ ہو تو وہ ہماری طرف سے ہے۔ اور اگر وہ ان سے مشابہہ نہیں ہے تو وہ ہماری طرف سے نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ دو شخص جو دونوں ثقہ ہیں ہمارے پاس دو مختلف حدیثیں لاتے ہیں اور ہم نہیں جانتے کہ حق کیا ہے؟ فرمایا: جب علم نہ ہو تو تمہارے لئے گنجائش ہے کہ ان میں سے جس پر چاہو (من باب التسلیم) عمل کرو۔ (الاحتجاج)

۲۳۔ نیز موصوف بیان کرتے ہیں کہ ائمہ طاہرین علیہم السلام سے مروی ہے کہ فرمایا: جب حدیثوں میں اختلاف واقع ہو جائے تو پھر اس حدیث پر عمل کرو جس پر شیعوں کا اجماع و اتفاق ہو کیونکہ اس میں کوئی شک نہیں ہے۔ (ایضاً)

۲۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مجھ سے کوئی ایسی حدیث سنو جو عام لوگوں کے قول سے مشابہہ ہو تو سمجھ لو کہ اس میں تقیہ ہے اور جو ایسی حدیث مجھ سے سنو جو لوگوں کے قول کے مشابہہ نہ ہو تو اس میں کوئی تقیہ نہیں ہے۔ (التہذیب)

۲۵۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود سدیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقرؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہمارے بارے میں (کسی حدیث کی) تصدیق نہ کرو مگر صرف اسی کی جو کتابِ خدا اور اس کے نبیؐ کی سنت کے مطابق ہو۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلفِ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔ نیز مخفی نہ رہے کہ راوی کے ثقہ ہونے کے حوالہ سے ترجیح اس وقت دی جاتی ہے جب کسی حدیث کے ثبوت میں شبہ ہو لہٰذا خبرِ متواتر اور محفوف بالقرائن میں ایسا کرنا ممکن نہیں ہے۔

باب ۱۰

جو غیر معصوم انسان اپنی رائے (اور قیاس) پر عمل کرتا ہے اس کی تقلید کرنا جائز نہیں ہے۔ اور نہ ہی ان امور میں عمل جائز ہے جن پر بغیر نصِ معصوم عمل نہیں کیا جا سکتا۔

(اس باب میں کل چونتیس حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو چھوڑ کر باقی اُنیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر مرادی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس آیت کا کیا مطلب ہے؟ ﴿اِتَّخَذُوْا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ (ان لوگوں نے احبار (علماء) اور رہبان (تارک دنیا لوگوں) کو خدا کے سوا خدا بنا لیا ہے)۔ فرمایا: بخدا ان احباروں نے لوگوں کو اپنی عبادت کرنے کی دعوت نہیں دی تھی اور اگر دیتے تو وہ ہرگز قبول نہ کرتے مگر انہوں نے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دیا (تو انہوں نے ان کی غلط بات مان کر) اس طرح ان کی عبادت کی کہ ان کو اس کا احساس ہی نہ ہوا۔ (الکافی، المحاسن)

۲۔ نیز باسنادِ خود احمد بن محمد بن خالد سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ مرسلاً حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿لا تتخذوا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ولیجة فلا تکونوا مؤمنین﴾ (خدا کے سوا کوئی جگری دوست نہ بناؤ ورنہ تم اہل ایمان نہیں ہوگے)۔ فرمایا: ہر سبب، ہر ولیجہ اور ہر بدعت (قیامت کے دن) منقطع ہو جائے گی سوائے اس کے جسے قرآن ثابت کرے۔ (الکافی)

۳۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن مُسکان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ خبردار! ان سرداروں سے ہوشیار رہو۔ جو زبردستی سردار بنتے ہیں۔ بخدا کسی شخص کے پیچھے جوتے نہیں چٹخائے جاتے مگر وہ ہلاک ہو جاتا ہے اور دوسروں کو ہلاک کرتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود ضریس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ﴾ (اگر لوگ اس حالت میں ایمان لاتے ہیں کہ وہ مشرک بھی ہوتے ہیں) فرمایا: اس شرک سے مراد شرک فی الطاعہ ہے نہ کہ شرک فی العبادۃ۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود ابن ابی عمیر سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو گناہ کے کسی کام میں کسی شخص کی اطاعت کرتا ہے تو گویا وہ اس کی عبادت کرتا ہے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود حسن بن علی بن یقطین سے اور وہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بولنے والے کی بات کان لگا کر سنتا ہے تو وہ گویا اس کی عبادت کرتا ہے پس اگر بولنے والا خدا کی طرف سے بول رہا ہے تو سننے والا بھی خدا کی عبادت کرتا ہے۔ اور اگر بولنے والا شیطان کی طرف سے بول رہا ہے تو سننے والا بھی شیطان کی عبادت کر رہا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابراہیم بن ابی محمود سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بولنے والے کی بات کان لگا کر سنتا ہے الخ..... تا آخر حدیث مذکور۔ اس کے بعد

اس میں یہ تتمہ بھی موجود ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے فرمایا: اے ابی محمود کے فرزند! جب عام لوگ دائیں بائیں جانب جائیں تو تم ہمارے طریقہ کو لازم پکڑو۔ کیونکہ جو شخص ہمارے طریقہ کو لازم پکڑے گا ہم اس کو لازم پکڑیں گے۔ اور جو شخص ہم سے جدا ہوگا تو ہم اس سے جدا ہو جائیں گے (فرمایا) کمترین وہ چیز جس کی وجہ سے کوئی آدمی ایمان سے خارج ہو جاتا ہے یہ ہے کہ وہ کسی سنگریزہ کے بارے میں کہے کہ یہ گٹھلی ہے اور پھر اسی چیز کو دین سمجھ لے اور جو اس کی مخالفت کرے یہ اس سے بیزاری اختیار کرے۔ اے فرزند ابی محمود! جو کچھ میں نے تم سے بیان کیا ہے اسے یاد رکھ کیونکہ میں نے تمہارے لئے دنیا و آخرت کی خیر و خوبی جمع کر دی ہے۔

(عیون الاخبار)

۸۔ نیز باسناد خود محمد بن خالد سے اور وہ اپنے بھائی سفیان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خبردار! ریاست طلب نہ کرنا! کیونکہ جو بھی اسے طلب کرتا ہے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس طرح تو ہم سب ہلاک ہو گئے۔ کیونکہ ہم میں سے ہر شخص یہ بات پسند کرتا ہے کہ اس کا تذکرہ کیا جائے، اس کا قصد کیا جائے اور اس سے لیا جائے! فرمایا: میرے کلام کا وہ مطلب نہیں جو تم سمجھ رہے ہو۔ بلکہ اس کا مطلب یہ ہے کہ تم حجت خدا کی جگہ کسی اور شخص کو مقرر کرو اور پھر وہ جو کچھ کہے تو تم اس کی تصدیق کرو۔ اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دو۔ (معانی الاخبار)

۹۔ نیز باسناد خود سلیم بن قیس ہلالی سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین قسم کے لوگوں سے اپنے دین کے معاملہ میں ڈرو۔ ایک وہ شخص ہے جو قرآن پڑھتا ہے اور جب اس کی تلاوت کی رونق اس پر ظاہر ہوتی ہے تو وہ اپنے پڑوسی پر شرک کا الزام لگا کر تلوار لے کر اس پر چڑھ دوڑتا ہے ﴾...... دوسرا وہ شخص جسے جھوٹ در جھوٹ نے سبک کر دیا ہے وہ جب بھی نیا پکھنڈ گھڑا کرتا ہے تو اسے بڑھا چڑھا کر پیش کرتا ہے اور تیسرا وہ شخص ہے جسے خدا نے حکومت عطا کی ہے مگر اس نے یہ سمجھ لیا ہے کہ اس کی اطاعت خدا کی اطاعت ہے اور اس کی نافرمانی خدا کی نافرمانی ہے مگر وہ جھوٹ کہتا ہے کیونکہ جہاں خدا کی نافرمانی لازم آئے وہاں کسی مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے۔ اطاعت صرف خدا کے لئے ہے، اس کے رسول کے لئے اور والیانِ امر کیلئے ہے۔ اور رسولؐ کی اطاعت (مطلقہ) اس لئے واجب ہے کہ وہ معصوم اور مطہر ہیں۔ اور اولوالامر کی اطاعت کا اس لئے حکم دیا گیا ہے کہ وہ معصوم اور مطہر ہیں وہ کبھی خدا کی نافرمانی کا حکم نہیں دیتے۔ (الخصال)

۱۰۔ جناب سعد بن عبداللہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں، ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو کچھ اس گھر سے نہ نکلے وہ باطل ہے۔ (بصائر الدرجات)

۱۱۔ جناب احمد بن علی بن ابو طالب طبرسیؒ جناب امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَوَيْلٌ لِّلَّذِينَ يَكْتُبُونَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيهِمْ ثُمَّ يَقُولُونَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ﴾ (افسوس ہے ان لوگوں کیلئے جو اپنے ہاتھوں سے کتاب لکھتے ہیں اور پھر کہتے ہیں کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے) کی تفسیر میں فرمایا: یہ ایسا کرنے والے چند یہودی تھے۔ یہاں تک فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ یہود کے عوام ہیں وہ اللہ کی کتاب کی اتنی ہی معرفت رکھتے ہیں جتنی اپنے علماء سے سنتے ہیں تو پھر خدا نے ان کی اس تقلید اور علماء کی بات ماننے کی کیوں مذمت کی ہے۔ نیز ہمارے عوام اور یہود کے عوام میں فرق کیا ہے جو اپنے علماء کی تقلید کرتے ہیں؟ فرمایا: ہمارے عوام اور یہود کے عوام کے درمیان ایک لحاظ سے فرق ہے اور ایک لحاظ سے مساوات ہے (پھر وضاحت کرتے ہوئے فرمایا)۔ مساوات اس طرح ہے کہ یہود کے عوام کی طرح خدا نے ہمارے عوام کی بھی اس (کورکورانہ) تقلید کی مذمت کی ہے۔ اور فرق اس طرح ہے کہ یہودی عوام جانتے تھے کہ ان کے علماء کھلم کھلا جھوٹ بولتے ہیں حرام مال اور رشوت کھاتے ہیں اور رقم لے کر احکامِ خداوندی بدل دیتے ہیں اس لئے وہ دل سے جانتے اور مانتے تھے کہ ایسے لوگ فاسق و فاجر ہیں لہٰذا خدا و رسولؐ کے معاملہ میں ان پر اعتبار کرنا جائز نہیں ہے مگر وہ پھر بھی ان کی تقلید کرتے تھے اور ہمارے عوام بھی جب یہ جانتے ہوں کہ ان کے علماء کھلم کھلا فاسق ہیں اور اندھے تعصب کا شکار ہیں اور دنیا کے حلال و حرام پر آپس میں لڑ جھگڑ رہے ہیں تو جو ایسے علماء کی تقلید کرے تو وہ یہود کے عوام کی مانند ہیں جن کی خدا نے مذمت کی ہے۔ لیکن (ہمارے) وہ فقہاء جو اپنے نفس کی حفاظت کرنے والے ہوں اپنے دین کے محافظ ہوں، اپنی خواہش نفس کی مخالفت کرنے والے ہوں اور اپنے مولا و آقا کے فرمان بردار ہوں تو عوام کے لئے ان کی تقلید جائز ہے۔ اور ایسے علمائے شیعہ بعض (قلیل) ہوتے ہیں سارے ایسے نہیں ہوتے کیونکہ جو ہمارے علماء میں سے انہی قبیح اور فضیح امور کا ارتکاب کرے جو عامہ کے علماء کرتے ہیں تو ان کی کوئی بات قبول نہ کرو۔ اور نہ ہی ان کی کوئی عزت ہے اور یہ سب کچھ خلط ملط طریقہ سے ہمارے علوم و احادیث حاصل کرنے کی وجہ سے ہوتا ہے کیونکہ (عادلوں کی طرح) بعض فاسق و فاجر لوگ بھی ہمارے بعض علوم سیکھ لیتے ہیں اور احادیث پڑھ لیتے ہیں اور پھر ان میں اپنی جہالت کی وجہ سے ادل بدل کرتے ہیں اور اپنی معرفت کی کمی کی وجہ سے بعض اشیاء کو اپنے غیر محمل پر محمول کرتے ہیں اور کچھ وہ بھی ہیں جو عمداً جھوٹی حدیثیں ہماری طرف منسوب کرتے ہیں۔ (الاحتجاج)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ تقلید کے اس جواز سے مراد ان کی روایت کو قبول کرنا ہے نہ کہ ان کی رائے و اجتہاد کو اور

یہ بات واضح ہے الخ......[1]

۱۲۔ جناب محمد بن احمد بن علیؒ اپنی کتاب روضۃ الواعظین میں حضرت امیر المؤمنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے دین کو صرف لوگوں کے مونہوں سے لیتا ہے (سنی سنائی باتوں پر اعتبار کرتا ہے) ایسے لوگ زائل بھی کر دیتے ہیں اور جو شخص اپنا دین قرآن وسنت سے لیتا ہے تو پہاڑ اپنی جگہ سے ہٹ جاتے ہیں مگر وہ اپنے دین سے منحرف نہیں ہوتا۔ فرماتے ہیں: یہ حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اور انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ (روضۃ الواعظین)

۱۳۔ جناب مفسر قمیؒ اپنی تفسیر میں آیت مبارکہ ﴿وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوٗنَ﴾ کی تفسیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ان لوگوں (غلط راہنماؤں) کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جنہوں نے اللہ کے دین کو بدل دیا ہے اور اللہ کے حکم کو چھوڑ دیا ہے کیا تم نے کبھی ایسے شاعر کو دیکھا ہے جس کی لوگوں نے پیروی کی ہو؟ بہر حال اس سے وہ لوگ مراد ہیں جو اپنی رائے سے کوئی دین گھڑتے ہیں اور لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں۔ (تفسیر قمی)

۱۴۔ فاضل طبرسی نے اپنی تفسیر مجمع البیان میں اسی مذکورہ بالا آیت کے بارے میں تفسیر عیاشی کے حوالہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی یہ حدیث درج کی ہے کہ یہاں شعراء سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں نے بغیر علم کے فقیہ بننے کی کوشش کی ہے لہذا خود بھی گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ (مجمع البیان)

۱۵۔ جناب برقیؒ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ﴾ کے ذیل میں فرمایا: بخدا ان لوگوں نے ان کی نہ نماز پڑھی تھی اور نہ روزہ رکھا تھا۔ ہاں البتہ ان لوگوں نے خدا کی نافرمانی کے کاموں میں ان کی اطاعت کی تھی۔ (المحاسن)

۱۶۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لوگ دو قسم کے ہیں:

---

[1] ہم اس سے قبل بھی اس بات کی وضاحت کر چکے ہیں کہ برادران اسلامی اور ہمارے اجتہاد میں واضح فرق ہے ان کے ہاں قرآن ہے، سنت ہے اجماع ہے اور قیاس ہے، ظن ہے، تخمین ہے، مصالح مرسلہ ہیں اور استحسان ہے مگر ہمارے ہاں صرف قرآن اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کا فرمان ہے۔ لہذا احادیث میں جس اجتہاد اور اندھی تقلید کی مذمت وارد ہے اس سے مراد اس دور کا مروجہ یعنی مذکورہ بالا اجتہاد ہے ہمارا اجتہاد مراد نہیں ہے۔ جو کہ قرآن وسنت کے مدار کے اردگرد گھومتا ہے بہر حال اگر ہمارے فقہاء میں سے بھی دوسرے لوگوں کے اجتہاد کی طرح کوئی اجتہاد کرتا ہے اور اپنے آپ کو قرآن اور سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کے فرمان کا پابند نہیں جانتا تو نہ اس کا اجتہاد صحیح ہے اور نہ ہی اس کی تقلید صحیح ہے ہر حال میں اصول مقدم ہیں ان پر کسی قسم کی سودے بازی نہیں ہو سکتی۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

(۱) شریعت کے پیروکار، (۲) بدعت کے پرستار جن کے پاس نہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی سنت کا برہان ہے اور نہ کسی حجتِ شرعی کی روشنی ہے۔ (نہج البلاغہ)

۱۷۔ جناب محمد بن ابو القاسم طبریؒ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے شیعوں کے باہمی اختلاف کے بارے میں سوال کیا گیا کہ (کیوں ہے؟) فرمایا: اللہ تعالیٰ کا دین لوگوں کے ذریعہ سے نہیں پہچانا جاتا بلکہ حق کی علامت سے پہچانا جاتا ہے۔ پس تم پہلے حق کو پہچانو اس طرح اہل حق کو بھی پہچان لوگے حق ہی بہترین حدیث ہے اور حق کا اظہار کرنے والا مجاہد ہے (پھر فرمایا) میں تمہیں حق کی خبر دیتا ہوں۔ پس تو مجھے اپنا کان مجھے عاریۃً دے (توجہ سے میری بات سن)۔ پھر یہاں ایک طویل وعریض کلام کیا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ احکام اور تفسیر قرآن وغیرہ کے سلسلہ میں ائمہ اہل بیتؑ کی طرف رجوع کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (بشارۃ المصطفیٰ)

۱۸۔ قبل ازیں (باب ۶ میں) ایک طویل حدیث کے اندر یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابوحنیفہ سے فرمایا: ذاتی رائے، قیاس اور دین کے معاملہ میں جو کچھ لوگوں نے کہا ہے اسے چھوڑ دے جس پر کوئی دلیل و برہان نہیں ہے۔ (علل الشرائع)

۱۹۔ نیز قبل ازیں (باب ۷ میں) یہ حدیث گزر چکی ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ آیت اولوالامر میں اولوالامر سے مراد کون ہیں؟ فرمایا: صاحبانِ عقل وعلم۔ سائل نے پوچھا کہ یہ آیت عام ہے یا خاص؟ فرمایا: ہم سے خاص ہے۔ (تفسیر فرات بن ابراہیمؒ)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱

قضاوت کرنے اور فتویٰ دینے کے معاملہ میں شیعہ راویانِ حدیث کی طرف رجوع کرنا واجب ہے جو احکامِ شرعیہ میں ائمہ اہل بیتؑ کی روایات نقل کرتے ہیں اور اپنی رائے و قیاس سے کچھ نہیں کہتے۔

(اس باب میں کل اٹھتالیس حدیثیں ہیں جن میں سے پچیس مکررات کو چھوڑ کر باقی تیئیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا (تا آخر حدیث جو کہ قبل ازیں باب ۹ میں حدیث نمبر ا میں تفصیل سے گزر چکی ہے۔ فلا نطیل الکلام بالتکرار)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن حنظلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ لوگوں کی قدر و منزلت اس سے پہچانو کہ وہ ہم سے کس قدر روایات نقل کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود احمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے پوچھا کہ میں کس سے (دینی) معاملہ کروں؟ کس سے (علم وحکم) حاصل کروں؟ اور کس کے قول پر اعتماد کروں؟ فرمایا: عمری (محمد بن عثمان عمری جو بعد میں امام العصر علیہ السلام کا نائب خاص بنا) میرا قابل وثوق ہے وہ جو کچھ تم تک پہنچاتا ہے وہ میری ہی طرف سے ہے اور جو کچھ میری طرف سے کہتا ہے وہ فی الواقع میری ہی طرف سے کہتا ہے۔ لہٰذا اس کی بات سنو اور اس کی اطاعت کرو۔ کیونکہ وہ ثقہ و امین ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ (بعد ازاں) میں نے یہی سوال حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام سے کیا فرمایا: عمری اور اس کا بیٹا (علی) دونوں ثقہ ہیں۔ وہ تم تک جو کچھ پہنچاتے ہیں وہ میری ہی طرف سے پہنچاتے ہیں اور جو کچھ تم سے کہتے ہیں وہ میری ہی طرف سے کہتے ہیں۔ پس ان کی بات سنو اور ان کی اطاعت کرو۔ کیونکہ وہ دونوں ثقہ اور امین ہیں ..... اسی حدیث میں وارد ہے کہ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عمری سے ایک مسئلہ پوچھا آپ نے کہا کہ اس قسم کا سوال کرنا تم پر حرام ہے اور یہ بات میں اپنی طرف سے نہیں کہتا (بلکہ امام وقت کی طرف سے کہتا ہوں) کیونکہ مجھے یہ حق نہیں ہے کہ میں کسی چیز کو حلال و حرام قرار دوں۔ (الکافی، کتاب الغیبہ شیخ طوسیؒ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ ابان بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ ابان بن تغلب نے مجھ سے بہت سی روایات نقل کی ہیں پس وہ جو روایت بھی میری طرف سے تم سے بیان کریں تم اسے میری طرف سے نقل کر سکتے ہو۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز آپ اپنی کتاب اکمال الدین و اتمام النعمۃ میں باسناد خود اسحاق بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے محمد بن عثمان عمریؒ سے کہا کہ آپ میرا یہ خط جو ان بعض مسائل پر مشتمل ہے جو میرے لئے مشکل ہوگئے ہیں امام زمانہ علیہ السلام تک پہنچائیں۔ (چنانچہ انہوں نے ایسا کیا) اور ناحیۂ مقدسہ سے جو توقیع مبارک امام العصر علیہ السلام کے دستخط سے صادر ہوئی اس کا مضمون یہ تھا کہ آپ نے جو سوال کیا ہے خدا تمہاری راہنمائی فرمائے اور دین پر ثابت قدم رکھے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) کہ میری غیبت کبریٰ کے دوران تمہیں جو حوادث (اور علمی مشکلات) پیش آئیں تو ان میں میری روایات کے راویوں (اور ہمارے دین کے حلال و حرام کے جاننے والوں) کی طرف رجوع کرو کیونکہ وہ میری طرف سے تم پر حجت ہیں اور میں خدا کی طرف سے ان پر حجت ہوں۔

اور جہاں تک محمد بن عثمان کا تعلق ہے تو خدا اس سے اور اس کے باپ سے راضی ہو وہ میرا معتمد ہے۔ اور اس کی تحریر میری تحریر ہے۔ (کتاب الاکمال، کتاب الغیبۃ، کتاب الاحتجاج)

۶۔ نیز باسناد خود عبد المؤمن انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کچھ لوگ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ روایت نقل کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: ﴿اختلاف امتی رحمة﴾ امام نے فرمایا: وہ سچ کہتے ہیں (آپؐ نے فرمایا ہے)۔ میں نے عرض کیا کہ اگر اختلاف رحمت ہے تو پھر تو ان کا اتفاق عذاب ہوگا؟ فرمایا: اس حدیث کا وہ مطلب نہیں ہے جو تم سمجھ رہے ہو بلکہ اس سے آپؐ کی مراد خداوند عالم کا یہ ارشاد ہے: ﴿فَلَوْلَا نَفَرَ مِنْ كُلِّ فِرْقَةٍ مِّنْهُمْ طَآئِفَةٌ لِّيَتَفَقَّهُوْا فِي الدِّيْنِ وَلِيُنْذِرُوْا قَوْمَهُمْ اِذَا رَجَعُوْٓا اِلَيْهِمْ لَعَلَّهُمْ يَحْذَرُوْنَ﴾ (ہر گروہ میں سے چند آدمی کیوں نکل کھڑے نہیں ہوتے تا کہ جا کر دین کا علم اور اس کی معرفت حاصل کریں۔ اور واپس آ کر اپنی قوم کو اللہ کے عذاب سے ڈرائیں تا کہ وہ ڈریں) پس اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا ہے کہ بارگاہ رسالتؐ میں حاضری دیں تا کہ ان سے دین کی معرفت حاصل کریں اور واپس لوٹ کر اپنی قوم کو تعلیم دیں الغرض پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی اس اختلاف سے امت کی آمد و رفت مراد ہے، نہ کہ دین میں اختلاف کرنا۔ کیونکہ دین ایک ہے، دین ایک ہے۔ (معانی الاخبار، علل الشرائع)

۷۔ نیز باسناد خود عبد السلام بن صالح ھروی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ خدا اس بندہ پر رحم فرمائے جو ہمارے امر (دین و مذہب) کو زندہ کرتا ہے۔ عرض کیا کہ وہ کس طرح زندہ کرتا ہے؟ فرمایا: ہمارے علوم کو پڑھتا ہے پھر لوگوں کو پڑھاتا ہے۔ (معانی الاخبار)

۸۔ نیز باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص اپنے علم کے ذریعہ سے روٹی کماتا ہے وہ فقیر و قلاش ہو جاتا ہے (یعنی آخرت میں) میں نے عرض کیا کہ آپ کے ایسے شیعہ بھی ہیں جو آپ کے علوم حاصل کرتے ہیں اور پھر آپ کے شیعوں میں پھیلاتے ہیں اور وہ ان کے ساتھ نیکی اور بھلائی کرتے ہیں اور صلہ و ہدیہ دیتے ہیں تو پھر؟ فرمایا: یہ اپنے علم کے ذریعہ سے روٹی کمانے والے نہیں ہیں میرے کلام سے مراد وہ لوگ ہیں جو دنیا کے مال و متاع حاصل کرنے کی خاطر علم و ہدایت کے بغیر فتویٰ دیتے ہیں اور لوگوں کے حقوق کو ضائع کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الغیبۃ میں باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ

میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عاجزی کرنے والوں کو جنت کی خوشخبری سنا دو یعنی برید بن معاویہ عجلی، ابوبصیر لیث بن البختری المرادی، محمد بن مسلم اور زرارہ یہ چاروں شریف و نجیب ہیں اور خدا کے حلال و حرام پر اس کے امین ہیں (پھر فرمایا) اگر یہ حضرات نہ ہوتے تو آثار نبوت مٹ جاتے۔ (رجال کشی)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر زرارہ اور ان جیسے اصحاب نہ ہوتے تو میرا خیال ہے کہ میرے والد ماجد کی احادیث مٹ جاتیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسناد خود ابوالعباس فضل بن عبدالملک سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تمام زندوں اور مردوں میں سے مجھے جو سب سے زیادہ پیارے ہیں وہ یہ چار ہیں: (۱) برید بن معاویہ عجلی، (۲) زرارہ، (۳) محمد بن مسلم، (۴) اور احول۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں ایک شخص کی مذمت کرتے ہوئے فرمایا: خدا اس کی اور اس جیسوں کی روح کو پاک نہ کرے۔ پھر چند آدمیوں کا تذکرہ کر کے فرمایا کہ میرے والد ماجد ان کو خدا کے حلال و حرام پر امین جانتے تھے اور وہ ان کے علم کا خزانہ تھے اور اسی طرح وہ آج میرے رازوں کے امین ہیں اور میرے والد کے حقیقی اصحاب ہیں یہ وہ ہیں کہ جب خدا اہل زمین کی برائی (عذاب) کا ارادہ کرتا ہے تو ان کے صدقہ میں اسے ٹال دیتا ہے وہ زندوں اور مردوں میں میرے شیعوں کے تارے ہیں۔ یہی وہ ہیں جنہوں نے میرے والد کے ذکر کو زندہ رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ سے خدا ہر بدعت کو دور کرتا ہے اور یہی وہ ہیں جو اس دین سے باطل پرستوں کی غلط نسبتوں کو دور کرتے ہیں اور غالیوں کی تاویل کو رفع دفع کرتے ہیں پھر امامؑ رو پڑے۔ میں نے عرض کیا: وہ ہیں کون؟ فرمایا: وہ وہ ہیں جن پر زندہ ہوں یا مردہ حالت میں اللہ کی صلوات اور رحمت نازل ہوتی ہے۔ وہ برید عجلی، ابوبصیر، زرارہ اور محمد بن مسلم ہیں۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسناد خود علی بن المسیّب ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میرا وطن بہت دور ہے اس لئے میں ہر وقت آپ کی خدمت میں حاضر نہیں ہو سکتا۔ تو میں کس سے اپنے دین کے معلومات حاصل کروں؟ فرمایا: زکریا بن آدم قمی دین و دنیا کے امین ہیں۔ علی بن المسیب بیان کرتے ہیں کہ میں جب پلٹ کر گھر گیا تو زکریا بن آدم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس سے ان باتوں کے بارے میں سوال کیا جن کی مجھے ضرورت تھی۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز باسناد خود احمد بن حماد المروزی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ سلمان محدث تھے یعنی وہ اپنے امام (حضرت علی علیہ السلام کی جانب سے محدث تھے) (کہ آپ ان سے راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے) اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ خدا کی جانب سے محدث تھے کیونکہ خدا کی جانب سے وہ محدث ہوتا ہے جو حجتِ خدا ہوتا ہے۔ (اور وہ نبی اور وصی ہوتا ہے)۔ (ایضاً)

۱۵۔ نیز رجال کشی میں جناب فضل بن شاذان کا یہ قول نقل کیا گیا کہ اسلام میں کوئی ایسا آدمی پیدا نہیں ہوا جو سلمانؓ سے زیادہ فقیہہ ہو۔ (ایضاً)

۱۶۔ نیز باسناد خود عبدالعزیز بن المھتدی اور حسن بن علی بن یقطین سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم ہر وقت آپ کی خدمت میں پہنچ کر براہِ راست آپ سے دینی معلومات حاصل نہیں کر سکتے۔ کیا یونس بن عبدالرحمٰن ثقہ ہیں اور ہم ان سے دینی معلومات حاصل کر سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۱۷۔ نیز باسناد خود حذیفہ بن منصور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر یہ معلوم کرنا چاہو کہ لوگوں کی ہماری نگاہ میں کیا قدر و منزلت ہے؟ تو یہ دیکھو وہ ہم سے کس قدر روایات نقل کرتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۸۔ نیز یونس سے اور وہ ہشام بن الحکم سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کہا کرتے تھے: اے اللہ! میں نے جو فرض یا غیر فریضہ ادا کر کے کوئی نیک عمل کیا ہے وہ تیرے رسولؐ اور ان کی اہل بیتؑ سے حاصل کر کے کیا ہے لہٰذا تو مجھ سے اور ان سے وہ عمل قبول فرما۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز باسناد خود علی بن سویدی سابی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام نے مجھے قید خانہ سے (میرے خط کے جواب میں) لکھا کہ اے علیؑ! تم نے پوچھا ہے کہ تو کس سے دینی معلومات حاصل کرے؟ تو سن! ہمارے (خالص) شیعوں کے سوا اور کسی سے اپنے دین کے معلومات حاصل نہ کر۔ کیونکہ اگر تو نے ان سے تجاوز کیا (اور غیروں سے دین لیا) تو تم خیانت کاروں سے دین حاصل کرنے والے قرار پاؤ گے۔ جنہوں نے خدا اور رسولؐ سے خیانت کی اور اپنی امانتوں میں خیانت کی۔ انہیں کتاب اللہ کا امین بنایا گیا تھا مگر انہوں نے اس میں تحریف کر دی پس ان پر خدا اور اس کے رسولؐ اور اس کے ملائکہ کی لعنت ہو۔ (ایضاً)

۲۰۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿فَلْيَنْظُرِ الْاِنْسَانُ اِلٰى طَعَامِهٖ﴾ (انسان کو چاہئے کہ اپنے طعام پر نگاہ ڈالے) کی تفسیر میں فرمایا کہ (یہاں طعام سے روحانی غذا مراد ہے) کہ انسان کو چاہئے کہ یہ دیکھے کہ وہ علم کس سے حاصل کر رہا ہے؟ (ایضاً)

۲۱۔ نیز باسناد خود احمد بن حاتم بن ماہویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جناب امام علی نقی علیہ السلام کو خط لکھا اور میرے بھائی نے بھی اسی مضمون کا ان کو خط لکھا کہ کس سے دینی معلومات حاصل کریں؟ امامؑ نے ہماری طرف لکھا، کہ تم نے جو کچھ لکھا ہے میں نے اسے سمجھ لیا ہے۔ لہٰذا تم اس شخص کی طرف رجوع کرو جو ہماری محبت میں سن رسیدہ ہے اور ہمارے (دینی) معاملات میں کثیر القدم (زیادہ تجربہ رکھتا ہے) کیونکہ ایسے لوگ تمہاری کفایت کریں گے انشاء اللہ تعالیٰ۔

۲۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اپنی کتاب الغیبۃ میں باسناد خود محمد بن صالح ہمدانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام صاحب الزمان علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ میرے گھر والے یہ حدیث سنا کر جو آپ کے آباء و اجداد علیہم السلام کی طرف منسوب ہے ڈراتے ہیں کہ انہوں نے فرمایا کہ ہمارے خدام اور قوام (کارکن) اللہ کی ساری مخلوق میں سے بدتر ہیں...... امامؑ نے جواب میں لکھا کہ افسوس ہے تم پر! کیا تم اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان نہیں پڑھتے: ﴿وَجَعَلْنَا بَيْنَهُمْ وَبَيْنَ الْقُرَى الَّتِي بَارَكْنَا فِيهَا قُرًى ظَاهِرَةً﴾ (کہ ہم نے ان کے اور ان بستیوں کے درمیان جن میں ہم نے برکت دی ہے کچھ ظاہری بستیاں بنائی ہیں)...... فرمایا: بخدا وہ بستیاں جن میں خدا نے برکت دی ہے وہ ہم ہیں اور تم ظاہری بستیاں ہو۔ (کتاب الغیبۃ)

۲۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا اس امر (امرِ حق) کو رد کرنے والا اس شخص کی مانند ہے جو آپ کی بات کو رد کرتا ہے؟ فرمایا: اے ابو محمد! جو یہ معاملہ تم پر رد کرتا ہے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی بات رد کرنے والے کی مانند ہے۔ (المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۲

ہر وہ نظری و فکری مسئلہ و فتویٰ اور عمل جس کا حکم بنصِ معصومین علیہم السلام معلوم نہ ہو وہاں توقف اور احتیاط کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل اکسٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے پچیس مکررات کو چھوڑ کر باقی چھتیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایسے دو شخصوں نے شکار کیا جنہوں نے احرام باندھا ہوا تھا تو آیا دونوں پر ایک کفارہ واجب ہوگا یا ہر ایک پر الگ الگ؟ فرمایا: دونوں پر علیحدہ علیحدہ کفارہ واجب ہے۔ راوی نے

عرض کیا کہ بعض اصحاب نے مجھ سے اس کے بارے میں پوچھا تھا۔ مگر میرے پاس اس کا کوئی جواب نہ تھا! امام نے فرمایا: جب ایسی صورتِ حال کا سامنا ہو تو تم پر احتیاط لازم ہے یہاں تک کہ اس کے بارے میں سوال کرو اور جواب معلوم کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوسعید زہری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شبہہ کے وقت ٹھہر جانا ہلاکت میں پڑنے سے بہتر ہے (پھر فرمایا) اور تمہارا اس روایت کو ترک کر دینا جو (صحیح طریقہ سے) تم سے روایت نہیں کی گئی اس سے بہتر ہے کہ تم وہ حدیث بیان کرو جس کا تمہیں صحیح طور پر ادراک نہیں ہے۔ (الفروع، المحاسن)

۳۔ نیز باسناد خود حمزہ بن طیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے والد کے بعض (لکھے ہوئے) خطبے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں پیش کئے۔ اور جب وہ ایک مقام پر پہنچے تو فرمایا: رک جا اور خاموش ہو جا۔ پھر فرمایا: جب تمہیں کوئی ایسا معاملہ پیش آئے جس کا تمہیں کوئی علم نہ ہو تو اس وقت رکنے، تحقیق کرنے اور ائمہ ہدیٰ علیہم السلام کی طرف رجوع کرنے کے سوا تمہارے لئے اور کوئی گنجائش نہیں ہے تاکہ وہ درمیانہ روی کی طرف تمہاری راہنمائی کریں اور جہالت کا دھندلکہ دور کریں اور تمہیں حق و حقیقت کی معرفی کرائیں چنانچہ ارشادِ قدرت ہے کہ جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے بارے میں اہل ذکر سے سوال کرو۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنی مخلوق پر کیا حق ہے؟ فرمایا: جس چیز کا انہیں علم ہو وہ کہیں اور جس بات کا علم نہ ہو۔ وہاں رک جائیں۔ پس جب وہ ایسا کریں گے تو خدا کا حق ادا کر دیں گے۔ (لفروع)

۵۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن خالد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معتمد نہ بناؤ۔ کیونکہ (قیامت کے دن) ہر قسم کا سبب و نسب اور قرابتداری اور اعتماد، شبہہ اور بدعت ملیامیٹ ہو جائے گی سوائے اس کے جسے قرآن ثابت کرے گا (اور وارثانِ قرآن اس کی توضیح و تشریح کریں گے)۔ (الکافی)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (کسی دینی معاملہ میں) شک یا گمان کرے اور پھر اسی پر قائم رہے (اور علم و یقین حاصل نہ کرے) تو اس کا عمل حبط ہو جاتا ہے کیونکہ خدا کی حجت واضح ہوتی ہے (اس میں شک و گمان کی کوئی گنجائش نہیں ہے)۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسنادِ خود عمر بن حنظلہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: تمام امور تین قسم کے ہیں: (۱) ایک وہ جس کی نیکی اور بھلائی واضح ہے۔ اس کی تو پیروی کی جائے گی۔ (۲) دوسرا وہ جس کی گمراہی واضح ہے اس سے اجتناب کیا جائے گا۔ (۳) تیسرا وہ مشکل کام جس کا حکم معلوم نہیں ہے۔ اس کو خدا اور رسولؐ کی طرف لوٹایا جائے گا۔ پھر فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ ایک واضح حلال ہے، دوسرا واضح حرام ہے اور کچھ ان کے درمیان شبہات ہیں۔ پس جو شخص شبہات سے اجتناب کرتا ہے وہ محرمات سے بچ جاتا ہے اور جو شبہات کا ارتکاب کرتا ہے وہ محرمات کا مرتکب ہو جاتا ہے اور اس طرح ہلاک ہو جاتا ہے کہ اسے پتہ بھی نہیں ہوتا۔ پھر آخر حدیث میں فرمایا: شبہات کے وقت ٹھہر جانا ہلاکتوں میں پڑنے سے بہتر ہے۔ (الکافی، الفقیہ، التہذیب)

۸۔ نیز باسنادِ خود موسیٰ بن بکر بن داب سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے زید بن علیؑ سے فرمایا: خدا نے بعض چیزوں کو حلال، بعض کو حرام بنایا ہے اور بعض فرائض، بعض امثال اور بعض سنن مقرر کیے ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پس تم جو کام کر رہے ہو اگر تمہیں اس کے بارے میں یقین ہے تو پھر عمل کرو ورنہ اس معاملہ کا قصد ہی نہ کرو جس کے متعلق تمہیں شک و شبہ ہے۔ (الکافی)

۹۔ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر لوگ لاعلمی کے وقت توقف کرتے اور اس بات کا انکار نہ کرتے تو کفر سے بچ جاتے (جو کہ جہالت اور اس کی وجہ سے حقائق کے انکار کا نتیجہ ہے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شبہہ کی بنا پر مباشرت نہ کرو۔ اور شبہہ کے وقت توقف کرو۔ (یہاں تک کہ فرمایا) کیونکہ شبہات کے وقت ٹھہر جانا ہلاکت میں گھسنے سے بہتر ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسنادِ خود علا بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: نکاح اس بات کا زیادہ مستحق ہے کہ اس میں احتیاط سے کام لیا جائے۔ کیونکہ یہ شرم گاہ کا معاملہ ہے جس سے اولاد پیدا ہوتی ہے۔ (جس کے حلال زادہ ہونے کا خیال رکھنا لازم ہے)۔ (ایضاً)

۱۲۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جناب مالک اشترؒ کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ لوگوں کے فیصلے کرنے کے لئے اپنی رعایا میں سے اسے منتخب کرو جو تمہارے نزدیک فاضل ترین ہو جو

معاملات سے گھبرائے نہیں: (یہاں تک کہ فرمایا) جو شبہات کے نزدیک زیادہ ٹھہرنے والا ہو۔ اور دلائل و براہین پر عمل کرنے والا ہو۔ اور مخالفین کے جھگڑنے کے وقت سب سے کم متاثر ہونے والا ہو۔ اور معاملات کے انکشاف پر زیادہ صبر کرنے والا ہو اور حکم کے واضح ہونے پر سب سے زیادہ بہادر ہو...... نیز آپؑ نے ایک خطبہ میں فرمایا: وہ بات نہ کہو جس کی تمہیں معرفت نہ ہو کیونکہ اکثر و بیشتر حق اس میں ہوتا ہے جس کا تم انکار کرتے ہو...... (یہاں تک کہ فرمایا) اس بات میں اپنی رائے کو عمل میں نہ لاؤ جس کی گہرائی کو آنکھ پا نہ سکے اور جس تک فکر کی رسائی نہ ہو سکے۔ (نہج البلاغہ)

۱۳۔ نیز حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! اس بات کو چھوڑ دے جس کا تمہیں علم نہیں ہے اور اس بات کے بارے میں کلام نہ کر جس کی تمہیں تکلیف نہیں دی گئی ہے اور جس راستہ میں بھٹکنے کا اندیشہ ہو اس سے رک جاؤ۔ کیونکہ گمشدگی کے خدشہ کے نزدیک رک جانا خطرات میں گرنے سے بہتر ہے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) سب سے پہلے اپنے پروردگار سے مدد طلب کر۔ اور اس سے توفیق طلب کر اور ہر اس چیز کو ترک کر دے جو تمہیں شبہہ میں ڈالے یا گمراہی تک پہنچائے۔ نیز فرمایا: جو شخص "لا ادری" (میں نہیں جانتا) کہنا چھوڑ دے اس کی جائے قتل پر نشانہ لگتا ہے۔ نیز فرمایا: شبہات کے وقت ٹھہر جانے کی مانند کوئی پرہیزگاری نہیں ہے۔ نیز فرمایا: شبہہ کو شبہہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ وہ بظاہر حق سے ساتھ مشابہت رکھتا ہے۔ جو اولیاء اللہ ہوتے ہیں ان کی روشنی یقین ہوتی ہے اور ہدایت کی سمت ان کی راہنما ہوتی ہے اور جو دشمن خدا ہوتے ہیں ان کی پکار ضلالت ہوتی ہے اور راہنما اندھا پن ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ جناب کشیؒ باسناد خود مفضل بن قیس بن رمانہ سے روایت کرتے ہیں جو بڑے نیکوکار تھے۔ ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہمارے اصحاب جب کسی معاملہ میں اختلاف کرتے ہیں تو میں تو یہ کہتا ہوں کہ اس معاملہ میں میرا قول وہی ہے جو حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ہے تو؟ فرمایا: اسی کے ساتھ جبرائیل نازل ہوئے ہیں (یعنی یہی طریقہ کار برحق ہے)۔ (رجال کشی)

۱۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوشعیب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب لوگوں سے بڑا پرہیزگار وہ ہے جو شبہ کے وقت توقف کرتا ہے۔ (المحاسن)

۱۶۔ نیز باسناد خود بکر بن محمد ازدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ شک اور گناہ دونوں جہنم میں ہیں وہ نہ ہم سے ہیں اور نہ ہی ہماری طرف منسوب ہیں۔ (عقاب الاعمال)

۱۷۔ نیز باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خدا کی حجت بندوں پر کیا ہے؟ فرمایا: وہ بات کہیں جس کا علم ہو اور جس بات کا علم نہ ہو تو وہاں توقف کریں۔ (کتاب التوحید)

۱۸۔ نیز باسناد خود ابوالحسن زکریا بن یحیٰی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس چیز کا علم خدا نے بندوں سے پوشیدہ رکھا ہے وہ ان سے اٹھالی گئی ہے (یعنی وہ واجب نہیں ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام نے یہاں تفصیلی گفتگو کی ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ جس چیز کے وجوب میں شک ہو وہاں احتیاط واجب نہیں ہے کہ ضرور اس کام کو کیا جائے۔ ہاں البتہ جب کسی چیز کی حرمت میں شک ہو تو وہاں احتیاط واجب ہے۔ (یعنی اس کام سے باز رہنا لازم ہے)۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اس بات پر عمل کرے جس کا اسے علم ہے تو اس کی اس بات سے کفایت کی جائے گی جس کا اسے علم نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ حدیث بھی سابقہ حدیث کی طرح اس صورت پر محمول ہے کہ جب کسی چیز کے وجوب میں شک ہو تو اس کا بجالانا واجب نہیں ہے۔

۲۰۔ نیز باسناد خود احمد بن الحسن المیثمی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اختلاف احادیث والی حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ اگر ان وجوہ میں سے کوئی وجہ نہ پاؤ تو اس سلسلہ میں ہماری طرف رجوع کرو۔ کیونکہ ہم اس کے زیادہ لائق ہیں اس میں اپنی آراء کے ساتھ کچھ نہ کہو۔ اور تم پر توقف اور تحقیق اور ہمارے قول کی جستجو لازم ہے یہاں تک کہ تمہارے پاس اس کا بیان پہنچ جائے۔ (عیون الاخبار)

۲۱۔ نیز باسناد خود حمزہ بن حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ہر اس سوال کا جواب دے جو اس سے پوچھا جائے تو وہ مجنون (دیوانہ) ہے۔ (معانی الاخبار)

۲۲۔ نیز باسناد خود ابوشعیب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سب سے بڑا پرہیزگار وہ ہے جو شبہ کے وقت ٹھہر جائے، سب سے بڑا عبادت گزار وہ ہے جو فرائض کو ادا کرے، سب سے بڑا زاہد وہ ہے جو حرام کو ترک کرے، اور سب سے بڑی جدوجہد کرنے والا وہ ہے جو گناہوں کو ترک کرے۔ (الخصال)

۲۳۔ قیس ہلالی روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے ابان بن ابی العیاش سے فرمایا: اے بنی

عبد قیس کے بھائی! جب تمہارے لئے معاملہ بالکل واضح ہو تو اسے قبول کرو۔ ورنہ خاموش رہ اس طرح سلامت رہے گا۔ اور اس کا علم خدا کے حوالہ کر۔ اس طرح تو زمین و آسمان کے درمیانی فاصلہ سے بھی زیادہ وسعت میں رہے گا۔ (کتاب سلیم بن قیس ہلالی)

۲۴۔ جناب شیخ مفیدؒ باسناد خود موسیٰ بن بکر سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جو شخص علمی بصیرت و معرفت کے بغیر عمل کرتا ہے وہ ایسا ہے جیسے کوئی سراب پر سفر کرتا ہے کہ وہ جتنا تیز چلتا ہے اتنا ہی منزل مقصود سے دور ہوتا جاتا ہے۔ (امالی شیخ مفیدؒ)

۲۵۔ جناب شیخ فضل بن الحسن الطبرسیؒ اپنی تفسیر صغیر میں لکھتے ہیں کہ حدیث میں وارد ہے کہ جو چیز تمہیں شک میں ڈالے اسے چھوڑ دے اور اس کو اختیار کر جو شک میں نہ ڈالے۔ (جوامع الجمع)

۲۶۔ جناب حسن بن جناب شیخ طوسیؒ باسناد خود نعمان بن بشیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ ہر بادشاہ کی ایک رکھ ہوتی ہے اور اللہ تعالیٰ کی رکھ اس کا حلال و حرام اور مشتبہ امور ہیں تو جب کوئی چرواہا اپنی بھیڑ بکریوں کو رکھ کے اردگرد چراتا ہے تو اس کی بھیڑ بکریاں رکھ میں داخل ہو کر چرتی ہیں۔ لہٰذا مشتبہ امور کو ترک کرو۔ (تاکہ حرام سے بچ سکو)۔

(امالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۲۷۔ نیز باسناد خود ابو ہاشم داؤد بن قاسم جعفری سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے کمیل بن زیاد سے فرمایا: دین تمہارا بھائی ہے پس اپنے بھائی کیلئے احتیاط کرو۔ (ایضاً)

۲۸۔ نیز باسناد خود فجیع بن عقیلی سے اور وہ حضرت امام حسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میرے والد ماجد (حضرت امیر علیہ السلام) کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے وصیت کرتے ہوئے فرمایا: بیٹا! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ نماز کو اس کے وقت (فضیلت) پر پڑھنا اور زکوٰۃ بروقت اس کے مستحقین تک پہنچانا اور شبہ کے وقت خاموشی اختیار کرنا اور میں تمہیں منع کرتا ہوں کہ کلام و کام کرنے میں جلد بازی نہ کرنا اور خاموشی کو لازم پکڑنا اس طرح سلامت رہو گے۔ (ایضاً)

۲۹۔ نیز باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اپنے اصحاب کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: جب کوئی معاملہ تم پر مشتبہ ہو جائے تو وہاں توقف کرو اور اسے ہماری طرف لوٹاؤ تاکہ ہم اس کی اس طرح تشریح کریں جس طرح ہمارے لئے کی گئی ہے۔ پس جب تم اس طرح کرو گے جس طرح ہم نے تمہیں وصیت کی ہے اور تم میں سے کوئی شخص ہمارے قائم کے قیام سے پہلے مر گیا تو وہ شہید قرار پائے گا۔ اور

جو ہمارے قائم کو پائے گا اور ان کے ہمراہ (جہاد کرتے ہوئے) قتل ہوگیا تو اسے دو شہیدوں کا اجر ملے گا۔ اور جو ان کے سامنے ہمارے کسی دشمن کو قتل کرے گا تو اسے بیس (۲۰) شہیدوں کا اجر ملے گا۔ (ایضاً)

۳۰۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ البرقیؒ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ لوگوں کو جلد بازی نے ہلاک کیا ہے اور اگر لوگ ٹھہر جاتے (اور جلد بازی نہ کرتے) تو کوئی شخص ہلاک نہ ہوتا۔ (المحاسن)

۳۱۔ نیز باسناد خود ابونعمان سے اور وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا ﷺ کا ارشاد ہے کہ جلد بازی نہ کرنا رحمٰن کی طرف سے ہے اور جلد بازی کرنا شیطان کی جانب سے ہے۔ (ایضاً)

۳۲۔ جناب سید بن طاؤس اپنے رسالہ کشف المحجہ میں اور جناب سید رضی نہج البلاغہ میں باسناد خود ابوالمقدام سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت امام حسن علیہ السلام کو وصیت کرتے ہوئے فرمایا: والدِ فانی کی جانب سے (اپنے لختِ جگر کے نام یہ وصیت ہے)۔ اے میرے بیٹے! اس وصیت میں سے جو بات مجھے سب سے زیادہ پسند ہے کہ تم اس پر عمل کرو وہ اللہ تعالیٰ کا تقویٰ (اور خوف و خشیہ) ہے۔ اور فرائض پر اکتفا کرنا اور اس طریقۂ کار کو لازم پکڑنا جس پر تمہارے آباءؑ اور اہل بیت صالحین گزر گئے ہیں انہوں نے بھی تمہاری طرح اپنے مفاد کے لئے غور و فکر کیا۔ اور انجام کار ان کے غور و فکر کرنے نے انہیں اس بات تک پہنچایا کہ وہ جس چیز کی معرفت رکھتے ہوں اسے اخذ کریں اور جس (نامعلوم) چیز کی انہیں تکلیف نہیں دی گئی۔ اس سے رک جائیں پس تمہاری طلب و جستجو بھی اسی مقصد کے لئے ہونی چاہئے اور شبہات میں نہیں گھسنا چاہئے۔ اور اس معاملہ میں داخل ہونے سے پہلے اپنے معبود سے مدد طلب کر اور اس کی توفیق حاصل کرنے کیلئے اس کی طرف رغبت کر۔ اور ہر اس چیز سے دامن کو بچا جو انجام کار تمہارے شبہ کا باعث بنے اور گمراہی کا موجب قرار پائے۔ (کشف المحجہ، نہج البلاغہ)

۳۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر میں آیت شریفہ ﴿هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا اَلَّذِيْنَ ضَلَّ سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ صُنْعًا﴾ (کیا ہم تمہیں خبر نہ دیں ان لوگوں کی جن کی زندگانی دنیا کی سعی و کوشش رائیگان ہوگئی اور وہ گمان کرتے ہیں کہ ہم بڑا اچھا کام انجام دے رہے ہیں) کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان لوگوں سے یہود، نصاریٰ، ان کے پادری اور راہب اور اہل قبلہ میں سے اہل شبہات اور اہل اہوا، اور خوارج اور بدعتی لوگ مراد ہیں۔ (تفسیر قمی)

۳۴۔ مصنف علام فرماتے ہیں کہ میں نے جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اول) کے ہاتھ اور خط سے لکھی ہوئی ایک طویل

حدیث دیکھی ہے جو بروایت عنوان بصری حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اس کے بارے میں علماء سے سوال کر، اور سوال بھی سمجھنے کے لئے کر، نہ کہ سرکشی اور آزمانے کیلئے۔ اور خبردار اپنی رائے (اور قیاس) پر عمل نہ کرنا۔ اور جہاں تک ممکن ہو سکے اپنے تمام معاملات میں احتیاط پر عمل کر۔ اور فتویٰ دینے سے اس طرح ڈر جس طرح شیر سے جہاں تک ممکن ہو ڈرتا ہے اور اپنی گردن کو لوگوں سے گزرگاہ نہ بنا۔

۳۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: ہر چیز مطلق (مباح) ہے یہاں تک کہ اس کے بارے میں کوئی نہی (ممانعت) وارد ہو۔ (الفقیہ)

(چونکہ یہ حدیث بظاہر توقف اور احتیاط والی احادیث کے منافی دکھائی دیتی ہے اس لئے مؤلف علام اس کی مختلف تاویلات کرتے ہوئے) فرماتے ہیں:

(۱) یہ تقیہ پر محمول ہے جو کہ ان کے اصول کے مطابق ہے۔ علاوہ بریں یہ خبر واحد ہے اور دوسرے اخبار متواترہ ہیں۔

(۲) اس کا مطلب یہ ہے کہ تمام احکام اور خطابات کو ان کے عموم و اطلاق پر محمول کیا جائے گا جب تک تخصیص و تقیہ پر کوئی خاص دلیل وارد نہ ہو۔

(۳) یہ دوسرے موضوعات و موارد کے بارے میں وارد ہے۔ نفسِ احکام کے بارے میں وارد نہیں ہے۔

(۴) حتیٰ یرد فیہ نہی سے ہر قسم کی نہی مراد ہے خواہ عام ہو جیسے یہ کہ شبہات کے ارتکاب سے اجتناب کرو۔ اور خواہ خاص۔

(۵) یہ بات تکمیل شریعت سے پہلے کے بارے میں ہے ورنہ اس کے بعد تو کوئی بھی چیز اصل برأت پر باقی نہیں ہے۔

(۶) یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب کسی شخص کو شبہات کے ارتکاب سے بچنے والی حدیثیں نہ پہنچی ہوں۔

(۷) یہ اس صورت پر محمول ہے کہ جب کسی چیز کی حرمت کا احتمال نہ ہو۔ بلکہ اس کی اباحت تو معلوم ہو مگر اس کے وجوب میں شک ہو۔ تو وہ مطلق ہے۔ جب تک اس کے ترک کے ممنوع ہونے (یعنی اس کے واجب ہونے) پر کوئی دلیل قائم نہ ہو۔

(۸) یہ حدیث ان مہم چیزوں سے مخصوص ہے جو عامۃ البلویٰ ہیں جن کے بارے میں یقین ہے کہ اگر ان میں اصل (برأت) کے علاوہ کوئی حکم موجود ہوتا تو پھر وہ نقل ہو کر ہم تک پہنچتا اور جب ایسا نہیں ہے تو پھر معلوم

ہوگا کہ کوئی مخالف اصل حکم موجود نہیں ہے الخ۔۔۔۔۔

۳۶۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے حضرت امیر علیہ السلام کا ایک خطبہ نقل کیا ہے۔ جس کا مفہوم سابقہ حدیث میں گزر چکا ہے۔ جس کا خلاصہ یہ ہے کہ: اللہ تعالیٰ نے کچھ حدود مقرر کئے ہیں ان سے تجاوز نہ کرو۔ کچھ فرائض مقرر کئے ہیں ان میں کمی نہ کرو۔ اور کچھ چیزوں سے اس نے سکوت اختیار کیا ہے جو کسی بھول چوک کی وجہ سے نہیں ہے بلکہ اس کی جانب سے رحمت ہے جسے قبول کرو...... پھر فرمایا: کچھ واضح حلال ہے اور کچھ واضح حرام اور کچھ ان کے درمیان شبہات ہیں تو جو مشتبہ بات کو ترک کرے گا وہ واضح (حرام) کو زیادہ ترک کرنے والا ہوگا۔ گناہ اللہ کی رکھ ہیں بس جو ان کے اردگرد گھاس چرے گا خطرہ ہے کہ وہ کہیں اس میں گھس نہ جائے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ سابقہ آٹھ وجوہ یہاں بھی جاری ہو سکتے ہیں۔ **واللہ الموفق للصواب۔**

باب ۱۳

جب تک ظواہر قرآن کی تفسیر و توضیح ائمہ اہل بیتؑ سے وارد نہ ہو تب تک ظواہر قرآن سے نظری احکام کا استنباط جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تراسی حدیثیں ہیں جن میں سے چوالیس مکررات کو چھوڑ کر باقی اُنتالیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ خداوند عالم اس سے اجل و اکرم ہے کہ اسے اس کی مخلوق کے ذریعہ سے پہچانا جائے۔ (یہاں تک کہ کہا) اور میں نے لوگوں سے کہا ہے کہ کیا تم نہیں جانتے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم خدائے تعالیٰ کی طرف سے اس کی مخلوق پر حجت تھے۔ لوگوں نے کہا کہ ہاں۔ میں نے کہا کہ قرآن حجت تھا۔ کہ جب آپؐ دار دنیا سے تشریف لے گئے تو اس وقت مخلوق خدا پر حجت کون تھا؟ انہوں نے کہا: قرآن حجت تھا! میں نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ قرآن سے ہر فرقہ اور ہر شخص استدلال کرتا ہے مرجئی بھی، قدری بھی اور وہ زندیق بھی جو قرآن پر ایمان بھی نہیں رکھتا حتیٰ کہ وہ (اپنی چرب زبانی سے) لوگوں پر غالب آجاتا ہے اس سے پتہ چلا کہ (تنہا) قرآن حجت نہیں ہو سکتا۔ مگر کسی قیم (محافظ اور عالم) کے ساتھ کہ وہ جو کچھ اس کے بارے میں کہے گا تو وہ حق ہوگا۔ (یہاں تک کہ کہا) پس میں گواہی دیتا ہوں کہ وہ قیم قرآن حضرت علی علیہ السلام تھے اور ان کی اطاعت (لوگوں) پر فرض تھی۔ اور حضرت رسول خداؐ کے بعد وہ لوگوں پر حجت خدا تھے۔ اور انہوں نے قرآن کے بارے میں جو کچھ فرمایا ہے وہ برحق ہے۔ (منصور کی یہ گفتگو سن کر امام نے فرمایا: خدا تم پر رحم فرمائے (تم نے بہت اچھے طریقہ سے اپنا موقف ثابت کیا)۔ (الکافی، علل الشرائع، رجال کشی)

۲۔ نیز باسنادِ خود یونس بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ شامیوں میں سے ایک شخص حاضر ہوا۔ بعد ازاں یونس نے اس شامی کی ہشام بن الحکم کے ساتھ مناظرہ کی روئیداد بیان کی۔ (یہاں تک کہ کہا) ہشام نے شامی سے کہا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کے بعد مخلوق پر حجت خدا کون ہے؟ شامی نے کہا: قرآن و سنت حجت ہے! ہشام نے کہا: تو کیا قرآن و سنت ہمارے اختلاف کو ختم کر سکتے ہیں؟ شامی نے کہا: ہاں۔ ہشام نے کہا کہ پھر میں اور تو کیوں اختلاف کر رہے ہیں اور تو شام سے چل کر یہاں ہم سے بحث کرنے کے لئے کیوں آیا ہے؟) اس پر شامی خاموش ہو گیا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: تجھے کیا ہو گیا ہے بات کیوں نہیں کرتا؟..... کہا (کیا بات کروں؟) اگر کہتا ہوں کہ کوئی اختلاف نہیں ہے تو یہ جھوٹ ہے اور اگر کہتا ہوں کہ قرآن و سنت اختلاف کو رفع کر سکتے ہیں تو یہ محال ہے۔ کیونکہ ان میں تو مختلف وجوہ کا احتمال ہے (یہاں تک کہ شامی نے کہا) پس آج حجت خدا کون ہے؟ ہشام نے کہا: یہ بزرگوار ہیں جن کی طرف دور دراز سے لوگ آتے ہیں اور جو ہمیں آسمان کی خبریں سناتا ہے تا آخر حدیث کہ اس میں یہ بھی وارد ہے کہ امامؑ نے ہشام کی تعریف و توصیف فرمائی۔ (الکافی)

۳۔ نیز باسنادِ خود سلیم بن قیس ہلالی سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں پاک و پاکیزہ، معصوم اور اپنی مخلوق پر گواہ بنایا اور اپنی زمین میں اپنی حجت بنایا اور ہمیں قرآن کے ساتھ اور قرآن کو ہمارے ساتھ قرار دیا نہ ہم اس سے جدا ہوتے ہیں اور نہ وہ ہم سے جدا ہوتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود برید بن معاویہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشادِ خداوندی ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِي الْعِلْمِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ تمام راسخون فی العلم سے افضل حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ہیں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ ان پر نازل کیا ہے اس سب کی تنزیل و تاویل آپ کو پڑھا دی ہے۔ کیونکہ ایسا تو نہیں ہو سکتا کہ اللہ تعالیٰ ان پر کچھ نازل کرے اور اس کی تاویل ان کو نہ بتائے اور آپ کے بعد ان کے اوصیاء اس کو جانتے ہیں۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود عبد الرحمٰن بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: راسخون فی العلم حضرت امیر علیہ السلام اور ان کی اولاد میں سے دوسرے ائمہؑ ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود عبد العزیز عبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿بَلْ هُوَ اٰيٰتٌۢ بَيِّنٰتٌ فِيْ صُدُوْرِ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ﴾ (یہ قرآن آیات بینات ہے جو ان خاص لوگوں کے سینہ میں ہے جن کو علم عطا کیا گیا ہے) کی تفسیر میں فرمایا: وہ (اہل علم) ائمہ اہل بیتؑ ہیں۔ (ایضاً)

۷۔ باسنادخود عبد الرحمٰن بن کثیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْكِتٰبِ﴾ (کہ اس شخص نے کہا جس کے پاس کتاب کا تھوڑا سا علم تھا)۔ (یہاں تک فرمایا) اور ہمارے پاس بخدا پوری کتاب کا علم ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسنادخود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ﴿قُلْ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا بَيْنِىْ وَ بَيْنَكُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ﴾ (کہہ دو کہ میرے اور تمہارے درمیان گواہی کیلئے ایک اللہ کافی ہے اور دوسرا وہ شخص جس کے پاس پوری کتاب کا علم ہے) کہ اس ﴿مَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْكِتٰبِ﴾ سے مراد کون ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے ہم ہی کو مراد لیا ہے۔ اور حضرت امام علی علیہ السلام ہمارے پہلے ہیں اور پیغمبر اسلام ﷺ کے بعد ہم سب سے افضل و اعلیٰ ہیں۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسنادخود اصبغ بن نباتہ سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: ہر وہ چیز جو تم طلب کرتے ہو وہ قرآن مجید میں موجود ہے پس جو اس کا ارادہ رکھتا ہے وہ مجھ سے سوال کرے۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسنادخود ابن سنان سے اور وہ ایک اور شخص سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا قرآن و فرقان ایک ہی چیز کے دو نام ہیں؟ فرمایا: قرآن سے مراد تو پوری کتاب ہے اور فرقان سے صرف وہ محکم آیات مراد ہیں جو واجب العمل ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسنادخود قاسم بن سلیمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ میرے والد ماجدؑ نے فرمایا کہ جب بھی کوئی شخص قرآن کے بعض حصے کو دوسرے بعض پر مارتا ہے تو وہ کافر ہو جاتا ہے۔ (الکافی، المحاسن، معانی الاخبار، عقاب الاعمال)

جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ اس حدیث کو عقاب الاعمال میں نقل کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ میں نے جناب شیخ محمد بن الحسن سے اس حدیث کے معنی پوچھے تو انہوں نے فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب اس سے کسی آیت کی تفسیر پوچھی جائے تو وہ دوسری آیت پیش کر دے۔[1]

---

[1] آج کل تفسیر القرآن بالقرآن کا نام دیا جاتا ہے اور حضرت علامہ مجلسیؒ نے اس کا مفہوم یہ بیان کیا ہے کہ ایک شخص اپنے فاسد نظریہ کی تائید میں کسی متشابہ آیت کے ظاہر سے استدلال کرے اور پھر دوسری آیات کی تاویل کر کے اسی فاسد نظریہ پر محمول کرے۔ اس لحاظ سے اس حدیث کو تفسیر بالرائے پر محمول کیا جائے گا۔ مقصد یہ ہے کہ ایک مفسر قرآن تفسیر قرآن میں سرکار محمد و آل محمد علیہم السلام کی بیان کردہ تفسیر کو نظر انداز نہیں کر سکتا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۲۔ نیز باسنادِ خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے صوفیہ کے خلاف احتجاج و استدلال کرتے ہوئے جبکہ ان لوگوں نے بعض آیات کے ظاہری مفہوم سے آپ کے خلاف ایثار و زہد پر استدلال کیا تھا۔ فرمایا: آیا تمہارے پاس قرآن کے ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کا علم ہے جن کے بارے میں کچھ گمراہ ہونے والے گمراہ ہو گئے اور ہلاک ہونے والے ہلاک ہو گئے؟ اس کے جواب میں سب نے یا بعض نے کہا کہ سارے قرآن کا علم تو نہیں ہے۔ فرمایا: اسی وجہ سے تم یہاں (بحث کرنے کیلئے) آئے ہو۔ پھر فرمایا: اور یہی حال احادیث رسول کا ہے (کہ اس میں بھی کچھ محکم اور کچھ متشابہ ہیں)۔ فرمایا: تم لوگوں نے بڑا ہی غلط راستہ اختیار کیا ہے جس کی طرف لوگوں کو بلاتے ہو جبکہ تمہیں نہ کتابِ خدا کا علم ہے اور نہ احادیثِ رسول کا۔ اور تم نے قرآن میں غور و فکر کرنا اور اس کے ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ کی تفسیر کو اور امر و نہی کو ترک کر دیا ہے (یہاں تک کہ فرمایا) جس چیز کا تمہیں علم نہیں ہے اسے چھوڑ دو۔ اور اس کا علم اس کے اہل کے حوالے کر دو۔ اس سے تمہیں اجر ملے گا اور عنداللہ معذور سمجھے جاؤ گے۔ اور قرآن کے محکم و متشابہ اور ناسخ و منسوخ میں تمیز کرو۔ اور جہالت کو جاہلوں کے لئے چھوڑ دو جو کہ بہت ہیں اور اہل علم قلیل ہیں۔ اور خدا فرماتا ہے کہ ہر عالم کے اوپر علیم ہے۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسنادِ خود زید شحام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک دن قتادہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ امامؑ نے اس سے فرمایا: آیا تو اہل بصرہ کا فقیہ ہے؟ اس نے کہا: جی ہاں لوگ یہی گمان کرتے ہیں! امامؑ نے فرمایا: مجھے یہ اطلاع ملی ہے کہ تم تفسیر قرآن بھی کرتے ہو؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: اگر تو تفسیر علم کے ساتھ کرتا ہے تو پھر تو تُو ہے (کیا کہنا) اور میں تم سے سوال کروں گا۔ (یہاں تک فرمایا) افسوس ہے تجھ پر اے قتادہ! اگر تو اپنی طرف سے تفسیر کرتا ہے تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ اور اگر عام لوگوں سے سن کر تفسیر کرتا ہے تو پھر بھی تو ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ افسوس ہے تجھ پر اے قتادہ! قرآن کو وہی ہستیاں سمجھتی ہیں جو قرآن کی مخاطب ہیں۔ (ایضاً)

۱۴۔ قبل ازیں عبیدہ سلمانی از حضرت امیر علیہ السلام والی حدیث گزر چکی ہے جس میں آپؑ نے فرمایا ہے کہ اللہ سے ڈرو اور جس چیز کا علم نہیں ہے اس سے لوگوں کو فتویٰ نہ دو۔ لوگوں نے کہا کہ جس بات کی ہمیں قرآن میں خبر دی گئی ہے اس کے بارے میں ہم کیا کریں؟ فرمایا: آل محمد علیہم السلام کے علماء سے پوچھو۔ (ایضاً)

۱۵۔ نیز باسنادِ خود ریان بن الصلت سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے خداوند عالم کی یہ حدیث قدسی بیان کرتے ہیں کہ خدا فرماتا ہے: وہ شخص مجھ پر ایمان نہیں لایا جو

اپنی رائے سے میرے کلام کی تفسیر کرتا ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن یعقوب نہشلی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اور وہ جناب جبرئیلؑ سے اور وہ میکائیلؑ سے اور وہ اسرافیل سے اور وہ رب جلیل سے روایت کرتے ہیں خدا فرماتا ہے: میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی اللہ نہیں ہے میں نے اپنی قدرت و طاقت سے مخلوق کو خلق کیا ہے اور اس میں سے اپنے انبیاء کو منتخب کیا ہے اور ان سب میں سے حضرت محمد رسول اللہ کو منتخب کیا ہے پس میں نے ان کو اپنی سب مخلوق کی طرف رسول بنا کر بھیجا ہے اور ان کے لئے حضرت علیؑ کو منتخب کیا ہے اور ان کو ان کا بھائی، وزیر اور ان کے بعد ان کی طرف سے دین پہنچانے والا اور اپنے بندوں پر اپنا خلیفہ بنایا ہے تا کہ ان کے لئے میری کتاب کی تفسیر بیان کرے۔ اور ان میں میرے احکام نافذ کرے۔ اور ان کو ہدایت کرنے والا علم قرار دیا ہے۔ اور اپنا وہ دروازہ قرار دیا ہے جس سے (میری طرف) آیا جاتا ہے۔ (امالی شیخ صدوق)

۱۷۔ نیز باسناد خود ابوالصلت ہروی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ابن الجہم سے فرمایا: اللہ سے ڈر اور اپنی رائے کے مطابق قرآن کی تاویل نہ کر۔ کیونکہ خدا فرماتا ہے کہ اس کی تاویل کو نہیں جانتے مگر راسخون فی العلم۔ (امالی، عیون الاخبار)

۱۸۔ نیز باسناد خود ابوسعید خدری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دریافت کیا کہ ارشاد خداوندی ﴿قَالَ الَّذِیْ عِنْدَهٗ عِلْمٌ مِّنَ الْکِتٰبِ﴾ سے کون مراد ہے؟ فرمایا: اس سے جناب سلیمان بن داؤدؑ کا وصی (یوشع بن نون) مراد ہے۔ پھر پوچھا: اور ﴿قُلْ کَفٰی بِاللّٰهِ شَهِیْدًا بَیْنِیْ وَ بَیْنَکُمْ وَمَنْ عِنْدَهٗ عِلْمُ الْکِتٰبِ﴾ سے کون مراد ہے؟ فرمایا: اس سے میرا بھائی علی بن ابی طالبؑ مراد ہے۔ (ایضاً)

۱۹۔ نیز باسناد خود ریان بن الصلت سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مامون عباسی نے (ایک بار) علمائے عراق و خراسان سے پوچھا کہ ارشاد قدرت ﴿ثُمَّ اَوْرَثْنَا الْکِتٰبَ الَّذِیْنَ اصْطَفَیْنَا مِنْ عِبَادِنَا﴾ (پھر ہم نے علم قرآن کا وارث ان مخصوص بندوں کو قرار دیا ہے جن کو ہم نے اپنے بندوں سے منتخب کر لیا ہے) سے کون لوگ مراد ہیں؟ انہوں نے کہا: اس سے ساری امت مراد ہے۔ مامون نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپؑ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ امامؑ نے فرمایا: اگر اس سے مراد پوری امت ہے تو پھر وہ سب جنت میں جائیں گے؟ (کیونکہ اللہ کے منتخب کردہ بندے کبھی جہنم میں نہیں جا سکتے؟ حالانکہ

امت کے اکثر لوگ جہنم میں جائیں گے) .... (یہاں تک کہ امامؑ نے فرمایا) پس علم قرآن کی وراثت صرف عترت طاہرہ کے ساتھ مخصوص ہے! ماموں نے پوچھا: اور عترت طاہرہ سے مراد کون لوگ ہیں؟ فرمایا: جن کے حق میں آیت تطہیر نازل ہوئی ہے۔ ﴿اِنَّمَا یُرِیْدُ اللّٰهُ لِیُذْهِبَ عَنْکُمُ الرِّجْسَ اَهْلَ الْبَیْتِ وَیُطَهِّرَکُمْ تَطْهِیْرًا﴾ اور یہ وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿انی مخلف فیکم الثقلین کتاب الله و اهلبیتی و انهما لن یفترقا حتی یردا علیّ الحوض انظروا کیف تخلفون فیهما﴾ اے لوگو! ان کو نہ پڑھانا کیونکہ وہ تم سے بڑے عالم ہیں (یہاں تک کہ) فرمایا: پس علم قرآن کی وراثت ہدایت یافتہ لوگوں کے لئے ہے نہ کہ فاسقین کیلئے۔ (عیون الاخبار، امالی)

۲۰۔ نیز باسناد خود ابوالبختری وہب بن وہب سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ اہل بصرہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ صمد کے معنی کیا ہیں؟ امامؑ نے جواب میں لکھا: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن میں مت گھسو، نہ ہی اس سے مجادلہ کرو۔ اور نہ ہی اس میں علم کے بغیر کلام کرو۔ کیونکہ میں نے اپنے جد امجد حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص علم کے بغیر قرآن (کے مطالب و معانی) کے بارے میں کچھ کہتا ہے وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا کرتا ہے۔ (کتاب التوحید)

۲۱۔ نیز باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ماموں عباسی کے نام مکتوب میں لکھا کہ محضِ اسلام یعنی خالص اسلام یہ ہے کہ گواہی دی جائے کہ خدا واحد لاشریک ہے..... (یہاں تک کہ) فرمایا: اور اس کی پوری کتاب کی تصدیق کی جائے...... کہ وہ ابتداء سے انتہا تک حق ہے ہم اس کے محکم و متشابہہ، خاص و عام، وعدہ و وعید، ناسخ و منسوخ، اور قصص و اخبار پر ایمان رکھتے ہیں اور اس کے بعد مخلوقِ خدا پر دلیل اور مخلوقِ خدا پر اس کی حجت اور قرآن کا ترجمان اور عالم بالا کے احکام کے عالم پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بھائی وخلیفہ اور وصی و ولی حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں (اور بعد ازاں دوسرے ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں)۔ پس جو ان کی مخالفت کرتا ہے وہ ضال و مضل ہے اور حق و ہدایت کا تارک ہے اور وہی قرآن اور رسولِ اسلامؐ کے ترجمان ہیں۔ (عیون الاخبار)

۲۲۔ نیز باسناد خود عبد الرحمٰن بن سمرہ سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دین کے معاملہ میں مجادلہ (کج بحثی) کرنے والوں پر خدا نے ستر نبی کی زبان سے لعنت کی ہے اور جو شخص آیات الٰہی میں مجادلہ کرے وہ کافر ہے۔ چنانچہ ارشاد قدرت ہے: ﴿مَا یُجَادِلُ فِیْ اٰیٰتِ اللّٰهِ اِلَّا الَّذِیْنَ کَفَرُوْا﴾

اور جو شخص قرآن کی تفسیر اپنی رائے سے کرے اس نے خدا پر افترا پردازی کی ہے اور جو شخص علم کے بغیر لوگوں کو فتویٰ دے اس پر آسمان و زمین کے فرشتے لعنت کرتے ہیں اور ہر بدعت[1] گمراہی ہے اور ہر گمراہی کا راستہ سیدھا جہنم کی طرف جاتا ہے۔ (الخصال)

۲۳۔ جناب برقیؒ باسناد خود عبدالحمید بن عواض الطائی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قرآن کے اسی طرح حدود ہیں جس طرح گھر کے حدود ہوتے ہیں۔ (المحاسن)

۲۴۔ نیز باسناد خود جابر بن یزید (جُعفی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے بعض آیات کی تفسیر پوچھی اور امامؑ نے مجھے اس کا جواب دیا۔ کچھ عرصہ کے بعد پھر اسی آیت کے بارے میں سوال پر امامؑ نے اس کا جو جواب دیا وہ پہلے جواب سے مختلف تھا۔ جب میں نے یہ عرض کیا کہ مولا! آپؑ نے اس سے پہلے مجھے اور جواب دیا تھا؟ فرمایا: اے جابر! قرآن کا ایک باطن ہے اور ایک ظاہر ہے اور ظاہر کا پھر ایک ظاہر ہے۔ اے جابر! تفسیر قرآن سے زیادہ لوگوں کی عقلوں سے زیادہ اور کوئی کام نہیں ہے۔ چنانچہ قرآن مجید کی ایک آیت کا آغاز کسی چیز کے بارے میں ہوتا ہے اور اس کا آخر کسی اور چیز کے بارے میں ہوتا ہے۔ حالانکہ وہ متصل اور مربوط کلام ہے مگر کئی وجوہ کا متحمل ہے۔ (ایضاً)

۲۵۔ جناب طبرسیؒ اپنی کتاب الاحتجاج میں روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک زندیق کے خلاف احتجاج کرتے ہوئے جس نے قرآن کی کئی متشابہ آیات کے بارے میں سوال کیا تھا۔ فرمایا: خداوند عالم نے علم کے کچھ اہل مقرر کئے ہیں۔ اور عام لوگوں پر ان کی اطاعت فرض قرار دی ہے۔ چنانچہ فرماتا ہے: ﴿اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ﴾...... نیز فرماتا ہے: ﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِی الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِیْنَ یَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾...... نیز فرماتا ہے: ﴿اتَّقُوا اللّٰهَ وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِیْنَ﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَمَا یَعْلَمُ تَاْوِیْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ وَالرّٰسِخُوْنَ فِی الْعِلْمِ﴾۔ نیز فرماتا ہے: ﴿وَاْتُوا الْبُیُوْتَ مِنْ اَبْوَابِهَا﴾ (کہ گھروں میں ان کے دروازوں سے داخل ہو)۔ فرمایا: علم کے گھر انبیاء

---

[1] بدعت کی تعریف حضرت امیر علیہ السلام نے یوں کی ہے: ﴿ما احدث بعده﴾ یعنی پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد جو چیز ان کے دین میں پیدا کی جائے یعنی خواہ اس میں کچھ بڑھا کے یا اس میں سے کچھ گھٹا کے جسے ایجابی اور سلبی بدعت کہا جاتا ہے۔ اور بعض مذاہب نے جو اس کی تقسیم واجب اور حرام اور مستحب و مکروہ وغیرہ پر کی ہے یہ بالکل غلط ہے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ ہر قسم کی بدعت حرام ہے۔ اور اس کا راستہ جہنم کی طرف جاتا ہے دین مکمل ہو چکا ہے۔ اس میں کسی قسم کی کمی و بیشی کرنے کی ہرگز کوئی گنجائش نہیں ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہیں اوران کے دروازے ان کے اوصیاء ہیں۔ پس ہر وہ عمل جو اوصیاء کے طریقہ وسلیقہ کے مطابق نہ بجالایا جائے وہ مردود ہوتا ہے اور ہرگز قبول نہیں ہوتا۔ اور ایسے لوگ بمنزلۂ کفار کے ہیں اگر چہ بظاہران پر ایمان کا اطلاق ہوتا ہے۔ پھر اللہ سبحانہٗ نے اپنے کلام کو تین حصوں پر تقسیم کر دیا ہے: (۱) ایک حصہ وہ ہے جسے عالم و جاہل سب جانتے ہیں۔ (۲) دوسرا حصہ وہ ہے جسے صرف وہ لوگ جانتے ہیں جن کا ذہن صاف، حس لطیف اور تمیز صحیح ہو اور جن کے دلوں کو خدا نے اسلام (اور اس کے احکام) کیلئے کھول دیا ہو۔ (۳) اور تیسرا حصہ وہ ہے جسے اللہ، اس کے ملائکہ اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا۔ خدائے حکیم نے ایسا اس لئے کیا ہے کہ اہل باطل جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وراثت پر قابض ہو گئے تھے وہ عالم کتاب ہونے کا دعویٰ نہ کر سکیں۔ جس کا اللہ تعالیٰ نے انہیں اہل قرار نہیں دیا۔ اور تا کہ وہ مضطر و مجبور ہو کر حقیقی ولی الامر کی طرف رجوع کریں۔ جس کی اطاعت سے انہوں نے سرتابی کی ہے۔ (الاحتجاج)

۲۶۔ نیز آپ باسناد خود موسیٰ بن عقبہ سے روایت کرتے ہیں کہ معاویہ نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے خواہش کی کہ آپ منبر پر تشریف لے جا کر خطبہ دیں چنانچہ آپ منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا: ہم اللہ کا غالب لشکر ہیں اور ہم اس کے نبی کی قریبی عترت ہیں اور ان دو گرانقدر چیزوں میں سے ایک ہیں جنہیں پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے بعد چھوڑ کر گئے ہیں۔ دوسری کتاب خدا ہے جس میں ہر چیز کی تفصیل موجود ہے اور جس کے آگے اور پیچھے سے باطل نہیں آ سکتا۔ جس کی تفسیر و تاویل میں ہم پر ہی بھروسہ کیا جاتا ہے ہم اس کی تاویل ظن و تخمین سے نہیں کرتے (بلکہ علم و یقین سے کرتے ہیں)۔ اور ہم اس کے حقائق کی پیروی کرتے ہیں۔ پس (اے لوگو!) ہماری اطاعت کرو۔ کیونکہ ہماری اطاعت فرض ہے اس لئے کہ وہ خدا اور رسولؐ کی اطاعت کے ساتھ ملی ہوئی ہے۔ چنانچہ خدا فرماتا ہے: ﴿اَطِيْعُوا اللّٰهَ وَاَطِيْعُوا الرَّسُوْلَ وَاُولِي الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ﴾ (خدا کی اطاعت کرو، اس کے رسولؐ کی اطاعت کرو اور اولوالامر کی۔ پس اگر کسی چیز میں تنازعہ ہو جائے تو اسے خدا اور رسولؐ کی طرف لوٹاؤ)۔ اور فرماتا ہے کہ ﴿وَلَوْ رَدُّوْهُ اِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلٰٓى اُولِي الْاَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِيْنَ يَسْتَنْبِطُوْنَهٗ مِنْهُمْ﴾ (اگر وہ اسے رسول اور اولوالامر کی طرف لوٹاتے تو ان میں سے جو استنباط کے اہل ہیں وہ اس کا حکم معلوم کر لیتے)۔ (ایضاً)

۲۷۔ جناب صفارؒ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس روایت کے بارے میں سوال کیا کہ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے؟ فرمایا ہاں اس کا ایک ظاہر ہے اور اس کا باطن اس کی تاویل ہے جس میں سے کچھ گزر چکا ہے اور کچھ باقی ہے وہ اس طرح جاری

ہوتا ہے جس طرح سورج و چاند جاری ہوتے ہیں اس کی تاویل مردوں پر بھی اس طرح لاگو ہوتی ہے جس طرح زندوں پر لاگو ہوتی ہے۔ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَمَا يَعْلَمُ تَأْوِيلَهُ إِلَّا اللَّهُ وَالرَّاسِخُونَ فِي الْعِلْمِ﴾ (اس کی تاویل کو خدا اور راسخون فی العلم کے سوا اور کوئی نہیں جانتا)۔ فرمایا: ہم اسے جانتے ہیں۔ (بصائر الدرجات)

۲۸۔ نیز باسناد خود یعقوب بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مکہ مکرمہ میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ قرآن مجید کی تفسیر جس طرح کرتے ہیں ہم اس طرح دوسروں سے نہیں سنتے۔ فرمایا: قرآن ہم پر نازل ہوا ہے اور اس کی تفسیر (منجانب اللہ) ہمارے لئے کی گئی ہے۔ پس ہم ہی اس کے حلال و حرام اور اس کے ناسخ و منسوخ اور متفرق و مجتمع کو جانتے ہیں۔ اور یہ بھی جانتے ہیں کہ کون سی آیت رات میں اتری ہے (اور کون سی دن میں اتری ہے اور کس دن میں)۔ اور کس کے بارے میں نازل ہوئی ہے پس ہم ہیں اللہ تعالیٰ کے حکیم اس کی زمین میں۔ (ایضاً)

۲۹۔ نیز باسناد خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہم راسخون فی العلم ہیں اور ہم اس کی تاویل جانتے ہیں۔ (ایضاً)

۳۰۔ نیز باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے اپنے رسولؐ کو حلال و حرام اور تاویل کا علم عطا فرمایا ہے اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنا سب علم حضرت امام علی علیہ السلام کو پڑھایا ہے۔ (ایضاً)

۳۱۔ جناب طبرسی اپنی تفسیر صغیر میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿ومن عنده علم الكتب﴾ کے بارے میں فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مراد لیا ہے اور حضرت امام علی علیہ السلام ہمارے پہلے ہیں۔ (جوامع الجمع)

۳۲۔ جناب سید مرتضیٰ اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی سے اور وہ باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مبعوث برسالت فرمایا اور ان کے ساتھ انبیاء ختم کر دیئے۔ پس ان کے بعد کوئی (نیا) نبی نہیں ہے۔ اور ان پر کتاب نازل کی اور اس کے ساتھ کتابیں ختم کر دیں پس اس کے بعد کوئی نئی کتاب نہیں ہے .... (یہاں تک کہ فرمایا) پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو اپنے اوصیاء میں سے باقی رہنے والا اعلم قرار دیا۔ پس لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ وہ ہر زمانہ کے لوگوں پر گواہ ہیں حتیٰ کہ لوگوں نے ان لوگوں سے بھی دشمنی کی جنہوں نے ان ذوات مقدسہ کی ولایت کا اظہار کیا اور ان کے علوم طلب کئے۔ اور یہ سب کچھ اس لئے ہوا کہ انہوں نے

قرآن کے بعض حصوں کو بعض پر مارا (اور تفسیر بالرائی کی)۔ اور منسوخ سے استدلال کیا یہ سمجھ کر کہ یہ ناسخ ہے اور خاص سے احتجاج کیا یہ سمجھ کر کہ یہ عام ہے، آیت کے آغاز سے استدلال کیا اور اس کی تاویل میں سنت کو ترک کر دیا۔ اور کلام کے آغاز و اختتام پر نگاہ نہ ڈالی۔ اور اس کے مورد مصدر کو نہ پہچانا کیونکہ انہوں نے قرآن کو اس کے اہل سے نہیں لیا۔ پس خود گمراہ ہوئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کیا۔ (اس کے بعد امامؑ نے ایک طویل کلام پیش فرمایا جو قرآن کے مختلف اقسام و فنون اور علوم پر مشتمل ہونے کے بارے میں ہے جو ایک سو دس سے بھی زیادہ ہیں یہاں تک کہ فرمایا) اور یہ دلیل ہے کہ خدا کا کلام اس کی مخلوق کے کلام کے مشابہ نہیں ہے۔ جس طرح اس کے افعال ان کے افعال کے مشابہ نہیں ہیں۔ اسی وجہ سے اس کے نبی اور ان کے اوصیاء کے سوا کوئی بھی شخص کتاب اللہ کی حقیقی تفسیر کو نہیں جانتا۔ بعد ازاں امامؑ سے محکم اور متشابہ کا مفہوم معلوم کیا گیا جو امامؑ نے بیان فرمایا اور فرمایا کہ لوگ صرف متشابہ کی وجہ سے ہلاک ہوئے ہیں کیونکہ ان کو نہ اس کے معنی معلوم تھے اور نہ اس کی حقیقت۔ پس انہوں نے اپنی طرف سے اس کی تاویل خود گھڑ لی۔ اور اوصیائے رسولؐ سے سوال کرنے سے بے نیاز ہو گئے۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کو پس پشت ڈال دیا۔ (رسالہ محکم و متشابہ)

۳۳۔ جناب عیاشیؒ عبدالرحمٰن سلمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار حضرت امام علی علیہ السلام ایک قاضی کے پاس سے گزرے اور فرمایا: کیا تو ناسخ و منسوخ کو جانتا ہے؟ عرض کیا کہ نہیں! فرمایا: پھر تو خود بھی ہلاک ہوا اور دوسروں کو بھی ہلاک کیا۔ قرآن کے ایک ایک حرف کی تاویل کئی طرح ہوتی ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۳۴۔ نیز باسناد خود عمار بن موسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے حکومت (فیصلہ کرنے) کے بارے میں پوچھا گیا؟ فرمایا: جو شخص دو آدمیوں کے درمیان اپنی رائے سے فیصلہ کرے وہ کافر ہے اور جو قرآن مجید کی ایک آیت کی تفسیر اپنی رائے سے کرے وہ بھی کافر ہے۔ (ایضا)

۳۵۔ نیز باسناد خود یاسر (خادم) سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کتاب اللہ کے بارے میں جھگڑنا کفر ہے۔ (ایضا)

۳۶۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد کے سلسلہ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تم میں سے کچھ ایسے لوگ بھی ہیں (حضرت علیؑ) جو تاویل قرآن پر اسی طرح جنگ کریں گے جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جنگ کی ہے۔ (ایضا)

۳۷۔ جناب طبرسیؒ اپنی تفسیر میں ابن عباس سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص (حقیقی) علم کے بغیر قرآن کے بارے میں کچھ کہے وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا سمجھے۔ (مجمع البیان)

۳۸۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ ہدیٰ سے بسند صحیح ثابت ہے کہ فرمایا: اثرِ صحیح اور نصِ صریح کے سوا قرآن مجید کی تفسیر کرنا صحیح نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۹۔ نیز فرماتے ہیں کہ عامہ و خاصہ نے بسند صحیح حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کی ہے فرمایا: ﴿اِنِّی تَارِکٌ فِیکُمُ الثَّقَلَینِ مَا اِنْ تَمَسَّکْتُم بِھِمَا لَنْ تَضِلُّوا کِتَابَ اللّٰہِ وَ عِتْرَتِی اَھْلَبَیْتِی وَ اِنَّھُمَا لَنْ یَّفْتَرِقَا حَتّٰی یَرِدَا عَلَیَّ الْحَوْضَ﴾ (اس سے معلوم ہوتا ہے کہ علم قرآن عترت رسولؐ کے پاس ہے)۔ (وھو المقصود)۔ (ایضاً)

باب ۱۴

احکام نظریہ (فقہیہ) کا ان احادیث کے ظواہر سے استنباط جائز نہیں ہے جو کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بطریق دیگر منقول ہیں مگر ائمہ اہل بیتؑ کے طریقہ سے مروی نہیں ہیں جب تک ان کی تشریح وتوضیح ائمہ علیہم السلام سے منقول نہ ہو۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میں نے سلمانؓ اور ابوذرؓ سے تفسیر قرآن اور احادیث نبویہؐ کے بارے میں بعض ایسی چیزیں سنی ہیں جو اس تفسیر وحدیث کے خلاف ہیں جو لوگوں کے ہاتھ میں ہیں۔ پھر میں نے آپؑ کی زبانی ان حضرات سے سنی ہوئی تفسیر وحدیث کی تصدیق سنی ہے مگر لوگوں کے پاس تفسیر قرآن اور احادیث نبویہ کے بارے میں بہت سا مواد موجود ہے جس کے بارے میں آپ حضرات کا خیال ہے کہ وہ سب باطل ہے۔ کیا آپ کا یہ خیال ہے کہ لوگ (مسلمان) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر عمداً جھوٹ بول سکتے ہیں؟ اور قرآن کریم کی اپنی رائے سے تفسیر کر سکتے ہیں؟ راوی کا بیان ہے کہ میری یہ بات سن کر حضرت امام علی علیہ السلام میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ تم نے سوال کیا ہے تو جواب سنو جو کچھ لوگوں کے پاس موجود ہے اس میں حق بھی ہے اور باطل بھی، سچ بھی ہے اور جھوٹ بھی۔ ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی، عام بھی ہے اور خاص بھی، محکم بھی ہے اور متشابہ بھی اور صحیح یاد بھی ہے اور وہم بھی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حینِ حیات میں اس قدر جھوٹ بولا گیا کہ آپ کو خطبہ دینا پڑا اور اس میں فرمانا پڑا: ایہا الناس! مجھ پر جھوٹ بولنے والے بہت لوگ پیدا ہو گئے ہیں۔ پس جو شخص عمداً مجھ پر جھوٹ بولے گا وہ اپنی جگہ جہنم میں مہیا کرے گا۔ پھر ان کی وفات کے بعد بھی ان پر جھوٹ بولا گیا۔ پھر فرمایا: تمہارے پاس چار قسم کے لوگوں سے حدیث پہنچی ہے پانچواں کوئی نہیں ہے:

(۱) پہلا وہ منافق ہے جو تصنّع اور تکلّف سے ایمان و اسلام کا اظہار کرتا ہے وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ بولنے اور بہتان باندھنے میں کوئی گناہ نہیں سمجھتا۔ (۲) دوسرا وہ شخص ہے جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے حدیث تو سنی ہے مگر کماحقہ نہیں سنی اور اسکو وہم ہو گیا ہے مگر اس نے عمداً جھوٹ نہیں بولا پس وہ حدیث اس کے پاس ہے وہ اسے بیان بھی کرتا ہے اور اس پر عمل بھی کرتا ہے اور اسے روایت کرتا ہے اور کہتا ہے کہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے اگر مسلمانوں کو معلوم ہو جائے کہ اس نے وہم کیا ہے (حدیث میں کمی بیشی کی ہے) تو وہ اسے چھوڑ دیں بلکہ اگر اسے خود بھی معلوم ہو جائے کہ اس نے ایسا کیا ہے تو وہ خود بھی اسے چھوڑ دے۔ (۳۔) تیسرا وہ شخص ہے جس نے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو سنا کہ وہ کسی چیز کا حکم دے رہے ہیں مگر بعد ازاں آپؐ نے اس سے منع کر دیا ہے مگر اسے اس کی خبر نہیں ہے یا اس نے سنا کہ آپؐ کسی کام سے روک رہے ہیں مگر بعد میں اس کا حکم دے دیا ہے مگر اسے معلوم نہیں ہے۔ پس اس نے منسوخ کو تو یاد رکھا مگر اسے ناسخ کا علم[1] نہیں ہے۔ پس اگر اسے معلوم ہو جائے کہ وہ منسوخ ہے تو وہ اسے چھوڑ دے اور اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ وہ منسوخ ہے تو وہ اسے چھوڑ دیں۔ (۴) چوتھا شخص وہ ہے کہ جس نے رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جھوٹ نہیں بولا اور وہ خوف خدا کی وجہ سے جھوٹ کو بُرا جانتا ہے اور اسے سہو بھی نہیں ہوا۔ بلکہ جو کچھ سنا ہے وہ اسے کماحقہ یاد ہے۔ اور وہ اسی طرح بیان کرتا ہے جس طرح سنا تھا اس نے نہ کوئی زیادتی کی ہے اور نہ کمی۔ وہ ناسخ و منسوخ کو بھی جانتا ہے۔ اس لئے وہ منسوخ کی بجائے ناسخ پر عمل کرتا ہے۔ کیونکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا امر بھی قرآن کی طرح ناسخ بھی ہے اور منسوخ بھی، عام بھی ہے اور خاص بھی اور محکم بھی ہے اور متشابہ بھی۔ (پھر فرمایا) اور کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے کلام کے دو پہلو ہوتے تھے اور قرآن کی مانند عام و خاص دو رُخ ہوتے تھے۔ (یہاں تک کہ) فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر جب بھی کوئی آیت نازل ہوتی تھی تو وہ مجھے پڑھاتے بھی تھے اور لکھواتے بھی تھے اور میں اسے اپنے خط سے لکھ لیتا تھا۔ اور آپؐ مجھے اس کی تاویل و تفسیر، ناسخ و منسوخ اور محکم و متشابہ پڑھاتے اور سمجھاتے تھے۔ اور میرے حق میں دعا بھی فرماتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مجھے اس کے سمجھنے اور یاد رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ چنانچہ اس دعا کی برکت سے آج تک نہ کوئی آیت بھولا ہوں اور نہ کوئی حکم بھولا ہوں جو انہوں نے مجھے لکھوایا تھا۔ اور میں نے اسے لکھ لیا تھا۔

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ عام لوگ فلاں اور فلاں سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت

کرتے ہیں جو متہم بالکذب بھی نہیں ہیں۔ مگر آپ کی طرف سے جو حدیث پہنچتی ہے وہ ان کے خلاف ہوتی ہے تو؟ فرمایا: حدیث بھی اسی طرح منسوخ ہو جاتی ہے جس طرح قرآن منسوخ ہوتا ہے (تو لوگوں کے پاس منسوخ ہے اور ہمارے پاس ناسخ ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود مہزم اسدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں: ﴿انا مدینۃُ العلمِ و علیٌّ البابُ﴾ (میں علم کا شہر ہوں اور علی دروازہ ہیں) اور جو شخص دروازے کو چھوڑ کر شہر میں داخل ہونے کا دعویٰ کرتا ہے وہ جھوٹا ہے۔ (الکافی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں ہشام کی شامی کے ساتھ گفتگو میں اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی صوفیوں کے ساتھ گفتگو میں اور دیگر مقامات پر اس قسم کی حدیثیں گزر چکی ہیں اور آخری حدیث ﴿انا مدینۃُ العلمِ..... ﴾ کا مضمون تو عامہ و خاصہ کے طرق سے تواتر کے ساتھ مروی ہے و اللہ الهادی۔

آدابِ قاضی کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل بارہ (۱۲) باب ہیں)

باب ۱
چند آدابِ قاضی کا تذکرہ۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلمہ بن کھیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ شریح (قاضی) سے فرمار ہے تھے کہ ان لوگوں پر نگاہ رکھ جو ٹال مٹول سے کام لیتے ہیں اور لوگوں کے حقوق کو ادا نہیں کرتے کیونکہ وہ حکام سے مالی روابط رکھ کر لوگوں کے حقوق غصب کرتے ہیں پس ان لوگوں سے (کمزور) لوگوں کے حقوق دلوا اور ان کی (غصبی) جائیداد اور شہروں کو فروخت کر۔ اور اس سے لوگوں کے حقوق ادا کر)۔ کیونکہ میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ مالدار مسلمان کی ٹال مٹول دوسرے مسلمان پر ظلم کے مترادف ہے۔ اور جس کے پاس نہ جائیداد ہو، نہ گھر اور نہ مال تو پھر اس پر کوئی راستہ نہیں ہے اور جان لے کہ لوگوں کو حق پر آمادہ نہیں کرتا مگر ان کا ورع و تقویٰ جو باطل سے باز رکھتا ہے اور پھر مسلمانوں کے ساتھ مواسات کر (اور مساوات) چہرہ کے اتار چڑھاؤ کے ساتھ، گفتگو کے ساتھ، اور نشست و برخواست کے ساتھ۔ تاکہ آپ کا کوئی قریبی آپ سے ظلم و زیادتی کرانے کی امید نہ رکھے۔ اور تمہارا دشمن تمہارے عدل و انصاف سے مایوس نہ ہو اور اگرچہ مدعی کے پاس بیّنہ موجود ہو تاہم اس سے قسم بھی اٹھوا۔ کیونکہ ایسا کرنا فیصلے کو بالکل بے غبار کر دیتا ہے۔ اور یاد رکھ کہ مسلمانوں کو باہمی معاملات میں عادل تصور کیا جائے گا سوائے اس کے جس پر کوئی شرعی حد جاری ہو چکی ہو اور اس نے اس سے توبہ نہ کی ہو یا جو جھوٹی گواہی دینے میں مشہور ہو۔ یا بخیل ہو اور خبردار! محفل قضاوت میں کبھی تھکاوٹ اور اکتاہٹ کا اظہار نہ کرنا۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے تم سے اجر و ثواب کا وعدہ کیا ہے اور جو صحیح قضاوت کرتا ہے اس کے لئے اجر و ثواب ذخیرہ ہوتا ہے اور یاد رکھ کہ دو مسلمانوں کے درمیان صلح کرانا جائز ہے۔ سوائے اس صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام قرار دے اور جس مدعی کے گواہ غیر حاضر ہوں اس کے لئے گواہوں کو پیش کرنے کی مدت مقرر کر۔ پس اگر وہ اس دوران ان کو حاضر

کر دے تو پھر اس کا حق اسے دلوا۔ اور اگر پیش نہ کر سکے تو پھر اس کے خلاف فیصلہ صادر کر۔ اور خبردار! جب بھی قصاص یا حدود اللہ میں سے کسی حد یا مسلمانوں کے حقوق میں سے کسی حق کا کوئی معاملہ ہو تو اسے میرے پاس پیش کرنے اور مجھے اس کی اطلاع دیئے بغیر ہرگز نافذ نہ کر انشاء اللہ اور روٹی کھائے بغیر (خالی پیٹ) قضاوت کی مجلس میں نہ بیٹھ۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید اللہ بن علی الحلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے عمر بن الخطاب سے فرمایا: تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان کو یاد کرو اور ان پر عمل درآمد بھی کرو تو وہ تمہاری دوسری چیزوں سے کفایت کریں گی۔ اور اگر ان کو ترک کرو گے تو ان کے سوا اور کوئی چیز تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گی اس نے پوچھا: وہ چیزیں کون سی ہیں؟ فرمایا: نزدیک اور دور والے پر حدود کا جاری کرنا۔ (۲) رضامندی ہو یا غیظ و غضب ہر حال میں کتاب اللہ کے مطابق حکم دینا۔ (۳) ہر احمر و اسود (ہر سرخ و سیاہ) کے درمیان عدل و انصاف کے ساتھ تقسیم کرنا۔ اس پر عمر نے کہا: مجھے اپنی زندگی کی قسم! آپ نے بڑے اختصار اور ایجاز کے ساتھ پیغام پہنچایا ہے۔ (التہذیب)

باب ۲

غیظ و غضب کی حالت میں قضاوت کرنا مکروہ ہے اور مکمل غور و فکر کے بغیر فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص قضاوت میں مبتلا ہو جائے اسے چاہئے کہ غصہ کی حالت میں قضاوت نہ کرے۔ (الکافی، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود احمد بن ابو عبداللہ سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے شریح (قاضی) سے فرمایا: مجلس (قضاوت) میں کسی سے مشورہ نہ کر (یا دوسرے نسخہ کے مطابق) کسی سے راز و نیاز کی بات نہ کر۔ اور اگر غصہ آ جائے تو اٹھ کھڑا ہو اور اس وقت قضاوت نہ کر۔ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: قاضی کی زبان (ہر عقلمند کی مانند) اس کے دل و دماغ کے پیچھے ہوتی ہے (لہٰذا وہ سوچ سمجھ کر بولتا ہے) پس اگر بات کرنا اس کے لئے مفید ہو تو بات کرتا ہے اور اگر مفید نہ ہو تو وہ رک جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود انس بن مالک سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قاضی کی زبان آگ کے دو انگاروں کے درمیان ہے۔ پس یا جنت کی طرف جائے گی (اگر صحیح

فیصلہ کرے گا) یا دوزخ کی طرف جائے گی (اگر غلط فیصلہ کرے گا)۔ (التہذیب)

باب ۳

قاضی کیلئے مستحب ہے کہ مختلف مخالفین کے درمیان اشارہ کرنے، نگاہ کرنے اور بٹھانے میں مساوات قائم کرے اور فریقین میں کسی ایک فریق کی ضیافت کرنا اور دوسرے کی نہ کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص قضاوت میں مبتلا ہو جائے تو اسے چاہئے کہ (مختلف مخالفین کے درمیان) اشارہ کرنے، نگاہ کرنے اور بٹھانے میں مساوات سے کام لے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں چند دن مہمان رہا۔ بعد ازاں ایک مقدمہ کے سلسلہ میں جنابؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپؑ نے اس سے پوچھا: آیا تو ایک فریق ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ فرمایا: پھر یہاں سے چلا جا (اور دوسرے فریق کے ساتھ اکٹھے آنا) کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے ایک فریق کی مہمانداری کرنے کی ممانعت فرمائی ہے۔ جب تک دوسرا فریق ہمراہ نہ ہو۔ (ایضاً)

باب ۴

جب خود قاضی کو اصل مسئلہ میں شک ہو تو پھر اس کے لئے فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے اور نہ ہی اس شخص کی موجودگی میں فیصلہ کرنا جائز ہے جو اس سے بڑا عالم ہو اور نہ ہی فریقین کی مکمل بات سننے سے پہلے فیصلہ کرنا جائز ہے اور اس پر انصاف کرنا واجب ہے حتیٰ کہ اپنی ذات سے بھی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن ابو یزید سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب قاضی اپنے دائیں بائیں بیٹھے آدمیوں سے پوچھے کہ تو اس معاملہ میں کیا کہتا ہے (یعنی خود اسے مسئلہ معلوم نہ ہو) تو اس پر خدا، ملائکہ اور تمام لوگوں کی لعنت ہے مگر یہ کہ وہ اپنی نشست گاہ سے اٹھے اور انہیں اپنی جگہ پر بٹھائے (اور ان سے فیصلہ کرائے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب دو شخص (خصم) تم سے قضاوت (فیصلہ) کرنے کا تقاضا کریں تو صرف پہلے شخص کی بات سن کر فیصلہ نہ کر۔ جب تک دوسرے کی بات نہ سن لے۔ پس

جب تو اس طرح کرے گا تو تمہارے لئے فیصلہ کرنا واضح (اور آسان) ہو جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کو اپنی ذات سے انصاف مہیا کرتا ہے وہ دوسروں کے فیصلہ کرنے کا بھی حقدار ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود ابو الصلت ھروی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت داؤد علیہ السلام نے مدعی علیہ کے خلاف فیصلہ کرنے میں جلد بازی سے کام لیا تھا نہ مدعی سے بیّنہ کا مطالبہ کیا اور نہ مدعا علیہ سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے اور فیصلہ کر دیا کہ ﴿لَقَدْ ظَلَمَكَ بِسُؤَالِ نَعْجَتِكَ اِلٰى نِعَاجِهٖ﴾ (کہ اس نے تمہاری بھیڑ اس کی بھیڑوں کے ساتھ شامل کرنے کا مطالبہ کر کے تم پر زیادتی کی ہے)...... یہ ترکِ اولیٰ تھا نہ وہ جس کی طرف تم لوگ جاتے ہو (کہ اوریا کی بیوی کے ساتھ شادی کرنے کا جواز تلاش کیا تھا)۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵

آدمی کیلئے مستحب ہے کہ وہ مقدمہ پیش کرتے وقت اپنے خصم کے دائیں جانب کھڑا ہو اور قاضی کیلئے مستحب ہے کہ پہلے دائیں جانب والے کو بات کرنے کا موقع دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم اپنے خصم کے ساتھ کسی حاکم یا قاضی کے ساتھ محاکمہ لے کر جاؤ تو اپنے خصم کی دائیں جانب کھڑے ہو۔ (الفقیہ، التہذیب، الانتصار)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے یہ فیصلہ فرمایا ہے کہ جو (خصم) بزم میں دائیں جانب موجود ہو اسے کلام کرنے میں مقدم سمجھا جائے۔ (الفقیہ، الانتصار)

باب ۶

قاضیانِ جور کے پاس بیٹھنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں کہ میں مدینہ میں ایک قاضی (جور) کے

پاس بیٹھا ہوا تھا کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام یا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام وہاں سے گزرے۔ جب دوسرے دن میں امامؑ کی خدمت میں حاضر ہوا تو امام نے مجھ سے پوچھا: وہ کیسی بزم تھی جس میں کل تو بیٹھا ہوا تھا؟ عرض کیا کہ یہ قاضی میرا بڑا احترام کرتا ہے اس لئے میں بعض اوقات اس کے پاس جا کر بیٹھتا ہوں! فرمایا: تمہیں کیا امن ہے کہ لعنت نازل ہو اور سب اہل بزم کو اپنی لپیٹ میں لے لے (اور تم بچ جاؤ؟)

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں ہے کہ تمام مقامات سے بدتر مقامات وہ ہیں جہاں ان امراء کے گھر ہیں جو حق کے ساتھ فیصلے نہیں کرتے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز فرماتے ہیں کہ نواویس (نصاریٰ کے قبرستان) نے خدائے تعالیٰ کی بارگاہ میں اپنی گرمی کی شدت کی شکایت کی، ارشاد قدرت ہوا: خاموش رہ! قاضیوں کے مقامات تجھ سے بھی سخت گرم ہیں۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر وغیرہ کے باب میں گزر چکی ہیں اور باب الاجارہ وغیرہ میں یہ بات بھی گزر چکی ہے کہ ائمہ اہل بیتؑ بھی قاضیوں کے پاس بیٹھا کرتے تھے اور شاید یہ بات یا اس امر کے جواز کی خاطر ہے یا پھر تقیہ کی وجہ سے!

باب ۷

جب کوئی مفتی خطا کرے (غلط فیصلہ کرے) تو وہ گنہگار بھی ہے اور ضامن بھی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبد ربہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص منجانب اللہ علم و ہدایت کے بغیر فتویٰ دے اس پر ملائکہ رحمت اور ملائکہ عذاب سب لعنت کرتے ہیں اور جو شخص اس کے (غلط) فتویٰ پر عمل کرے گا اس کا وزر و وبال بھی اسی (مفتی) پر ہوگا۔

(الاصول، الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ (ایک بار) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ربیعۃ الرائے کے حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اس اثنا میں ایک اعرابی آیا اور ربیعۃ الرائے سے مسئلہ پوچھا اور اس نے جواب دیا۔ جب ربیعہ خاموش ہوا تو اعرابی نے کہا: کیا یہ تیری گردن پر ہے؟ اس پر ربیعہ خاموش ہو گیا۔ اعرابی نے ایک اور مسئلہ پوچھا اور ربیعہ نے جواب دیا۔ اس نے کہا: کیا یہ تمہاری گردن پر ہے؟ اس پر ربیعہ پھر خاموش ہو گیا اور کوئی جواب نہ دیا۔ اس پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بولے اور فرمایا: ہاں یہ اس کی

گردن پر ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ آپؑ نے یہ نہیں فرمایا کہ ہر مفتی ضامن ہے؟ (الفروع، التہذیب)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے احرام کی حالت میں ناخن کاٹنے کے باب وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

فیصلہ کرنے پر رشوت لینا اور حاکم سے روزی لینا حرام ہے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ دو بستیوں میں ایک قاضی ہے جو قضاوت کرنے پر بادشاہ سے روزی (تنخواہ) پاتا ہے تو؟ فرمایا: یہ حرام ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا کہ آپؑ نے ایک طویل حدیث کے ضمن میں جو کہ خمس، انفال اور غنائم کے بارے میں ہے فرمایا: اور وہ زمین جو جنگ و جدال کے بغیر حاصل ہو وہ وقف عام ہے اور اس شخص کے ہاتھ میں رہنے دی جائے گی جو اس کو آباد کرے گا، پھر زکوٰۃ اور عمال کے حصہ کا تذکرہ فرمایا...... یہاں تک کہ فرمایا اور باقیماندہ مال ان لوگوں پر صرف کیا جائے گا جو دین کی نشر و اشاعت اور اس کی حفاظت و تقویت یعنی جہاد میں حاکم کا ساتھ دیں گے۔ اور اسی قسم کے مصالح عامہ کے کاموں میں صرف کریں گے۔...... یہاں تک کہ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے کوئی مال ایسا نہیں چھوڑا جسے اس کے اہل میں تقسیم نہ کیا ہو اور اہل حق کو اس کا حق نہ دیا ہو۔ اور فقراء و مساکین وغیرہ کا حق تقسیم نہ کیا ہو۔ (ایضاً)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس حدیث سے اور بعض دوسری حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے کہ قاضی بطور گزارہ الاؤنس بیت المال سے وظیفہ لے سکتا ہے بنابریں پہلی حدیث کا مطلب یہ ہوگا کہ قاضی اس عمومی گزارہ الاؤنس کے علاوہ خصوصی طور پر بادشاہ سے قضاوت پر کوئی مخصوص رقم لے خواہ ہر ہر فیصلہ کی یا ہر ہر دن کی۔ تو وہ اجرت اور رشوت ہونے کی وجہ سے حرام ہوگی۔

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: فیصلہ کرنے پر رشوت لینا خدا کے ساتھ کفر ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود یزید بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ بخس ((گھٹیا قیمت)) سے کیا مراد ہے؟ فرمایا: فیصلہ کرنے پر رشوت لینا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یوسف بن جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص پر لعنت کی ہے جو ایسی عورت کی شرمگاہ پر نگاہ کرے جو اس پر حرام ہے، اور اس پر لعنت کی ہے جو اپنے بھائی سے اس کی عورت کے معاملہ میں خیانت کرے اور اس پر بھی لعنت کی ہے کہ جس کی فقاہت کے لوگ محتاج ہوں۔ اور وہ ان سے رشوت مانگے۔ (التہذیب)

۶۔ جناب حسن بن جناب شیخ طوسیؒ باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امراء کے ہدیے غلول ہیں (غنیمت کے مال میں خیانت ہیں)۔ (آمالی فرزند شیخ طوسیؒ)

۷۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام سے نقل کرتے ہیں کہ آپؑ نے جناب مالک اشترؒ کے نام طویل عہد نامہ میں (جو ان کو مصر کا گورنر مقرر کرتے وقت تحریر فرمایا تھا فرماتے ہیں) تمہیں معلوم ہونا چاہئے کہ رعایا کے چند طبقے ہوتے ہیں: کچھ اللہ کا لشکر ہوتے ہیں (فوجی وغیرہ) اور کچھ عامہ و خاصہ کے کاتب، اور کچھ قاضیانِ عدل...... (یہاں تک کہ) فرمایا کہ خدا نے ہر ایک کا (مالی) حصہ مقرر فرما دیا ہے اور بر محل رکھا ہے اور حاکم پر ہر ایک کا حق ہے کہ وہ اپنی صوابدید کے مطابق اسے دے۔ پھر فرمایا: لوگوں کے درمیان فیصلے کرنے کے لئے اپنی رعایا میں سے افضل آدمی کا انتخاب کر جو معاملات سے گھبرائے نہ۔ پھر قاضی کے چند صفات کا آپ نے تذکرہ فرمایا ہے۔ پھر فرمایا اور اس کے فیصلے کی بکثرت دیکھ بھال کر۔ اور اس پر پیسے خرچ کرنے میں وسعت سے کام لے جو اس کی تکلیف کو دور کر دے اور وہ لوگوں کا محتاج نہ رہے اور اسے اپنے نزدیک وہ منزل و مقام دے جس کا کوئی اور شخص لالچ نہ کرے۔ (نہج البلاغہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب التجارہ وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور یہ آخری حدیث اس بات پر محمول ہے کہ قاضی کو بیت المال سے پیسے دینا چاہئے نہ اس لئے کہ یہ فیصلے کا معاوضہ ہے بلکہ اس لئے کہ اس (قاضی) کا بھی بیت المال میں اسی طرح حق ہے جس طرح دوسروں کا ہے .... یا پھر اس حدیث میں رزق سے مراد اجرت ہے یا جو بادشاہ سے لیا جائے۔ نہ وہ جو کہ بیت المال سے لیا جائے (کہ وہ بہر حال جائز ہے)۔

باب ۹

فیصلہ کرنے میں کسی فریق پر زیادتی کرنا اور کسی ایک کی طرف جھکاؤ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ حکم صادر کرنے والے کے سر پر دست قدرت رحمت کے ساتھ پھڑ پھڑاتا رہتا ہے پس جب ظلم کرتا ہے تو خدا اسے اس کے نفس کے حوالے کر دیتا ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی اسرائیل میں ایک قاضی تھا جو ان کے درمیان حق کے ساتھ فیصلے کیا کرتا تھا۔ جب اس کی موت کا وقت قریب آیا تو اس نے اپنی بیوی سے کہا: جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل وکفن دے کر مجھے چارپائی پر لٹا دینا اور میرا منہ ڈھانپ دینا بے شک تو کوئی برائی نہیں دیکھے گی۔ چنانچہ جب اس کا انتقال ہوگیا تو اس کی بیوی نے (اس کے حسب الحکم) ایسا ہی کیا۔ اور وہ (قاضی) کچھ وقت تک یونہی پڑا رہا۔ پھر اس (بیوی نے اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹایا تاکہ اسے دیکھے۔ پس اس نے دیکھا کہ ایک کیڑا اس کے ناک کو کاٹ رہا ہے پس وہ گھبرا گئی (پھر اسے دفنا دیا گیا اور) جب رات ہوئی تو اس (قاضی) نے خواب میں آکر بیوی سے کہا کہ تو نے جو منظر دیکھا تھا اس نے تجھے پریشان کر دیا۔ اس نے کہا: ہاں! اس نے کہا: تو نے جو کچھ دیکھا ہے اور گھبرا گئی ہے یہ سب کچھ تیرے فلاں بھائی کی وجہ سے ہوا ہے وہ ایک بار میرے پاس ایک شخص سے جھگڑتا ہوا آیا تھا پس جب وہ دونوں بیٹھ گئے تو میں نے خدا سے دعا مانگی کہ اے میرے خدا! حق اس کی جانب قرار دے اور اس کے مخالف کے خلاف فیصلہ کر۔ پس جب انہوں نے اپنا مقدمہ پیش کیا تو درحقیقت وہ حق پر تھا اور میں نے واضح طور پر محسوس کیا کہ وہ حق بجانب ہے۔ لہذا میں نے فیصلہ اس کے مخالف کے خلاف اور اس کے حق میں کر دیا۔ پس تو نے جو کچھ دیکھا ہے وہ میرے اس جھکاؤ کی وجہ سے تھا جو حق بجانب آدمی کی طرف تھا۔ (الفروع، التہذیب، الامالی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

اگر قاضی سے فیصلہ کرنے میں خطا ہو جائے تو اس کا تاوان خواہ خون کے معاملہ میں ہو یا کسی عضو کے کاٹنے کی وجہ سے وہ بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا ہے کہ جب قاضی صاحبان فیصلہ کرنے میں خطا کریں خواہ وہ خون کے معاملہ میں ہو یا قطع عضو کے سلسلہ میں تو اس کا تاوان بیت المال سے ادا کیا جائے گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۱۱

جب تقیہ اور خوف کا مقام ہو تو اس کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے سوائے خون کے کہ اس میں تقیہ جائز نہیں ہے۔ اور خاموشی اختیار کرنا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن مہزیار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام سے سوال کیا کہ کیا ہم مخالفین کے احکام کو لے سکتے ہیں جس طرح وہ ہمارے احکام لے لیتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہاں جب تقیہ اور مدارات کا مقام ہو تو تمہارے لئے ایسا کرنا جائز ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عطاء بن سائب سے اور وہ حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم ائمہ جور میں گھرے ہوئے ہو تو انہی کے احکام کے مطابق فیصلے کیا کرو۔ اور اپنے آپ کو (تقیہ ترک کرکے) مشہور نہ کرو۔ ورنہ قتل کر دیئے جاؤ گے۔ ہاں اگر (حتی الامکان) ہمارے احکام پر عمل درآمد کر سکو تو یہ بات تمہارے لئے بہتر ہے۔ (التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن سندی سے اور وہ اپنے باپ (سندی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک (اہل علم) شخص کے پاس اگر کوئی شخص مسئلہ پوچھتا ہے مگر اس (مسئول) کو خطرہ ہے کہ اگر صحیح جواب دے گا تو اس پر (مخالفین کی طرف سے) طعن وتشنیع کی جائے گی تو زیادہ تر خاموش رہے یا حق کا اظہار کرے؟ یا اس بات کے مطابق فتویٰ دے جس کے متعلق اسے کوئی خوف نہیں ہے (مخالفین کے مطابق)؟ فرمایا: ایسی صورت حال میں خاموش رہنا افضل ہے اور زیادہ اجر وثواب کا باعث ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (باب ۹ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو عمومی اور خصوصی طریقہ سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

ظلم و جور کے ساتھ فیصلہ کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد

سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امام علی علیہ السلام کو آنکھوں کی تکلیف ہوئی اور حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کی عیادت کی۔ اور دیکھا کہ حضرت امام علی علیہ السلام چیخ رہے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! یہ جزع فزع ہے یا درد ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے اس سے زیادہ کبھی شدید درد نہیں ہوا۔ فرمایا: یا علیؑ! جب ملک الموت ایک فاسق و فاجر آدمی کی روح قبض کرنے کے لئے اترتا ہے تو اس کے ساتھ آگ کی ایک میخ ہوتی ہے جس سے وہ اس کی روح کھینچتا ہے جس سے جہنم بھی چلا اٹھتی ہے۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام اٹھ کر سیدھے بیٹھ گئے اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! یہ حدیث دوبارہ بیان فرمائیں۔ اس نے تو مجھے اپنا درد بھی بھلا دیا ہے (پھر عرض کیا) آیا آپ کی امت میں سے بھی کسی شخص کو ایسی موت کا سامنا ہو سکتا ہے؟ فرمایا: ہاں (ایک) حاکم جائر کو، (دوسرا) یتیم کا مال کھانے والے کو، (تیسرا) جھوٹی گواہی دینے والے کو۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود انس بن مالک سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قاضی کی زبان آگ کے دو انگاروں کے درمیان ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ لوگوں کے درمیان فیصلہ کرتا ہے پس یا جنت کی طرف (اگر حق کے ساتھ فیصلہ کرے) یا جہنم کی طرف (اگر ظلم و جور کے ساتھ فیصلہ کرے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (ابواب قضا میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

فیصلہ کرنے کی کیفیت اور دعویٰ کے احکام کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چھتیس (۳۶) باب ہیں)

باب ۱

فیصلہ بیّنہ (گواہوں) اور قسم کے ساتھ ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ انبیاءؑ میں سے ایک نبیؑ نے بارگاہِ خداوندی میں شکایت کی کہ بارِ الہٰا! میں اس معاملہ کا فیصلہ کس طرح کروں جو نہ میں نے بچشم خود دیکھا ہے اور نہ وہاں موجود تھا؟ پس خداوند عالم نے ان کو وحی کی کہ میری کتاب کے مطابق فیصلہ کرو۔ اور ان کو میرے نام کی قسم دلاؤ۔ فرمایا: یہ (قسم) اس کے لئے ہے جس کے پاس بیّنہ (گواہ) نہ ہو۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابان بن عثمان سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ انبیاءؑ میں سے ایک نبیؑ نے اللہ کی بارگاہ میں شکایت کی کہ میں اس معاملہ کا فیصلہ کس طرح کروں جسے نہ میری آنکھ نے دیکھا ہے اور نہ میرے کان نے سنا ہے؟ ارشادِ قدرت ہوا کہ ان کے درمیان بیّنات (گواہوں) کے ذریعہ سے فیصلے کرو...... اور ان کو میرے نام کی قسم دلاؤ۔ نیز فرمایا کہ ایک بار حضرت داؤد علیہ السلام نے بارگاہ رب العزت میں عرض کیا کہ اے میرے پروردگار! مجھے اس طرح حق دکھا جس طرح وہ تیرے نزدیک ہے! ارشادِ قدرت ہوا کہ تم اس کی طاقت نہیں رکھتے۔ مگر آپ نے اس قدر الحاح و اصرار کیا۔ کہ خدا کو ان کی خواہش پوری کرنی پڑی۔ پس ایک شخص آپ کے پاس حاضر ہوا اور ایک دوسرے شخص کے خلاف دعویٰ دائر کیا کہ اس نے میرا مال دبایا ہے اس سے واپس دلوایئے۔ اس پر خدا نے جناب داؤد علیہ السلام کو وحی کی اس مدعی نے اس (مدعیٰ علیہ) کے باپ کو قتل بھی کیا تھا اور اس کا مال بھی دبایا تھا...... لہٰذا جناب داؤد علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس مدعی کو قتل کر دیا جائے اور اس کا مال مدعا علیہ کو دے دیا جائے۔ پس اس فیصلہ کا ہونا تھا کہ لوگوں میں اس کے چرچے ہونے لگے اور لوگ تعجب کرنے لگے (کہ یک نہ شد دو شد۔ مدعی کو

لینے کے دینے پڑ گئے۔ یہ کہاں کا انصاف ہے وغیرہ وغیرہ) یہاں تک کہ لوگوں کی یہ باتیں جناب داؤد علیہ السلام تک بھی پہنچیں جس سے وہ آزردہ خاطر ہوئے۔ لہٰذا خدا کی بارگاہ میں دعا کی وہ اس (رنج وغم) کو دور کرے چنانچہ خدا نے ایسا کیا اور ان کو وحی فرمائی کہ بیّنات کی بنیاد پر فیصلے کر اور لوگوں سے میرے نام کی قسم دِلا......

(ایضاً، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود ابو عبیدہ حذا سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ جب ہمارے قائم آل محمدؑ قیام فرمائیں گے تو وہ (بحکم خدا) جناب داؤد علیہ السلام کی طرح (حکم واقعی کے مطابق) فیصلے فرمائیں گے اور بیّنہ کے بارے میں سوال نہیں کریں گے۔ (الکافی)

۴۔ نیز باسناد خود حمزہ بن ابو حمزہ سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمانوں کے احکام (اور فیصلے) تین طرح کے ہوتے ہیں: (۱) شہادتِ عادلہ سے، (۲) یمینِ قاطعہ سے (قطعی قسم سے)، (۳) اور ائمہ ہدیٰؑ کی سنتِ جاریہ سے۔ (الفروع، التہذیب، الخصال)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاءاللہ۔

باب ۲

جو حق بات کا انکار کرے یا باطل کا دعویٰ کرے اس کے لئے مال کا حاصل کرنا جائز نہیں ہے اگرچہ قاضی یا معصوم بیّنہ یا قسم کے ساتھ اس کے حق میں فیصلہ بھی کر دیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں تمہارے فیصلے گواہوں اور قسموں کی بنیاد پر کرتا ہوں (اور ظاہر ہے کہ) تم میں سے بعض آدمی دلیل پیش کرنے میں زیادہ ذہین اور تیز ہوتے ہیں پس اگر کسی شخص کے حق میں اس کے دوسرے بھائی کے مال کا فیصلہ کر دوں تو میں نے گویا اس کے لئے جہنم کی آگ کا ایک ٹکڑا کاٹ دیا ہے (جس کا استعمال اس کے لئے حرام ہے)۔ (الفروع، التہذیب، معانی الاخبار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی کے اندر جھوٹی گواہی سے حاصل کیا ہوا مال کھانے کی مناہی فرمائی ہے۔ (الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اس سے پہلے

(سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

مالی مقدمہ میں بیّنہ (گواہ) پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہیں اور قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ اور قتل اور زخم کے دعویٰ کا حکم؟ اور جب مدعی اور مدعا علیہ کے بیّنے (گواہ) آپس میں ٹکرا جائیں تو مدعا علیہ کا بیّنہ قابل قبول نہیں ہے۔ اور ویسے بھی وہ مقبول نہیں۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل اور ہشام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بینہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمہ ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خداوند عالم نے تمہارے خونوں میں فیصلہ اور طرح کیا ہے اور تمہارے مالوں میں اور طرح؟ یعنی مالوں میں اس طرح فیصلہ کیا ہے کہ مدعی بینہ پیش کرے (کہ اس نے فلاں سے اتنا مال لینا ہے) اور مدعا علیہ قسم کھائے (کہ اس کا دعویٰ جھوٹا ہے...... جبکہ مدعی کے پاس بینہ نہ ہو)...... مگر اس نے تمہارے خونوں میں فیصلہ اس طرح کیا ہے کہ مدعا علیہ بیّنہ پیش کرے (کہ اس کا دامن مقتول کے خون سے پاک ہے)...... اور (جب مدعا علیہ کے پاس بیّنہ نہ ہو تو) مدعی قسم کھائے (کہ اس کا دعویٰ سچا ہے)...... تاکہ کسی مسلمان کا خون رائیگان نہ جائے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی بکری کسی شخص کے ہاتھ میں ہو اور دوسرا شخص دعویٰ کرے کہ وہ بکری اس کی ہے۔ اور دونوں بیّنے پیش کر دیں۔ تو آپؑ نے فرمایا: بیّنہ پیش کرنا مدعی کا فرض ہے لہٰذا اس کے بیّنہ کے مقابلہ مین مدعا علیہ کا بیّنہ قبول نہیں کروں گا۔ (لہٰذا وہ بکری مدعی کو دے دی جائے گی) کیونکہ خدا کا حکم یہ ہے کہ بیّنہ مدعی سے طلب کیا جائے۔ پس اگر اس کے پاس بیّنہ ہے تو فبہا ورنہ جس کے ہاتھ میں بکری ہے اس سے قسم اٹھوائی جائے گی (کہ یہ بکری اسی کی ہے)۔ فرمایا: اسی طرح خدا کا حکم ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ بیّنہ پیش کرنا مدعی کے ذمہ ہے اور قسم کھانا مدعا علیہ کے ذمہ ہے اور صلح مسلمانوں کے درمیان جائز ہے۔ سوائے اس صلح کے جو کسی حرام کو حلال یا حلال کو حرام بنائے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب شیخ حسن بن حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عدی بن عدی سے اور وہ اپنے باپ (عدی) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ امرء القیس اور حضرموت کا ایک شخص زمین کے ایک مقدمہ میں بارگاہِ رسالت میں پیش ہوئے۔ آپؐ نے اس (امرء القیس) سے فرمایا: کیا تمہارے پاس بیّنہ ہے؟ کہا: نہیں۔ آپ نے فرمایا: پھر دوسرے شخص کی قسم پر فیصلہ ہو جائے گا اس پر امرء القیس نے کہا کہ اس طرح تو وہ میری زمین لے جائے گا۔ آپؐ نے فرمایا: اگر وہ (جھوٹی) قسم کھا کر تیری زمین لے گیا تو وہ ان لوگوں میں سے ہو جائے گا جن کی طرف خدا قیامت کے دن نگاہ نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی ان کا تزکیہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا۔ آپ کا یہ کلام سن کر وہ شخص کانپ اٹھا اور وہ زمین واپس کر دی۔ (امالی فرزند شیخ طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (قصاص کے باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کی جائیں گی انشاء اللہ۔

باب ۴

جب منکر (مدعا علیہ) قسم نہ کھائے اور نہ ہی (مدعی پر) لوٹائے تو اس کے خلاف حق ثابت ہو جاتا ہے اور کسی مرنے والے کے خلاف بیّنہ اور قسم کے بغیر دعویٰ ثابت نہیں ہوتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص دوسرے کے خلاف حق کا دعویٰ کرتا ہے مگر اس کے پاس بیّنہ نہیں ہے تو آپ فرمائیں کہ اس مقدمہ کا کیا بنے گا؟ فرمایا: مدعا علیہ کی قسم پر فیصلہ ہو جائے گا۔ پس اگر وہ قسم کھا لے تو دعویٰ ختم ہو جائے گا اور اگر وہ قسم کو مدعی پر لوٹا دے اور وہ قسم نہ کھائے تب بھی اس کا دعویٰ ثابت نہ ہوگا اور جس شخص سے حق کا مطالبہ کیا جا رہا ہے اگر وہ مردہ ہے تو پھر مدعی بیّنہ کے ساتھ ساتھ خدا کے نام کی قسم بھی کھائے گا کہ فلاں شخص جب مرا ہے تو میرا حق اس کی گردن پر تھا...... پس اگر وہ قسم کھائے تو حق ثابت ہو جائے گا اور اگر قسم نہ کھائے تو پھر حق ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ ہوسکتا ہے کہ اس (مرنے والے) نے بیّنہ کے ساتھ حق واپس کر دیا ہو۔ جس کے مقام اور وقت کا ہمیں علم نہیں ہے۔ یا بیّنہ کے بغیر اپنی موت سے پہلے حق ادا کر دیا ہو۔ اس لئے مدعی پر بیّنہ کے ساتھ ساتھ قسم بھی لازم قرار دی گئی ہے۔ پس اگر بیّنہ کے بغیر دعویٰ کرے تو اس کا کوئی حق ثابت نہ ہوگا۔ کیونکہ مدعا علیہ زندہ نہیں ہے کہ (اس کے دعویٰ کی تائید یا تردید کر سکے) ہاں البتہ اگر وہ زندہ ہوتا تو پھر اس سے قسم اٹھوائی جاتی، یا (اگر قسم نہ کھاتا) تو حق ادا کرتا۔ یا پھر قسم کو مدعی پر لوٹاتا۔ پس اسی وجہ سے اب حق ثابت نہیں ہوسکتا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الرھن وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الشہادات میں بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

زنا چار گواہوں کے بغیر ثابت نہیں ہوتا ہاں البتہ باقی سب حقوق دو گواہوں سے ثابت ہو جاتے ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اذان کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا: اصل اذان تو صرف دو شہادتیں ہیں (توحید و رسالت) مگر ساری اذان دو دو شہادتیں قرار دے دی گئی ہیں جس طرح تمام حقوق میں دو دو گواہ مقرر کئے گئے ہیں۔(علل الشرائع، عیون الاخبار)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے زنا میں چار گواہوں کی شہادت اور دوسرے تمام حقوق میں صرف دو گواہوں کی شہادت کو کافی قرار دیئے جانے کی علت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس میں ایک محصن (پاک دامن شخص) کے قتل کا سوال درپیش ہے اس لئے اس میں دوہری شہادت رکھی گئی کیونکہ ایک تو قتل نفس ہے، دوسرے بچہ کے نسب کے ضائع ہونے کا مسئلہ ہے۔ جس کی وجہ سے وراثت بھی درہم برہم ہو رہی ہے۔(علل الشرائع)

۳۔ جناب عیاشیؒ باسناد خود صفوان جمال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غدیر کے دن (کم از کم) بارہ ہزار آدمی موجود تھے جو حضرت امام علی علیہ السلام (کی ولایت و خلافت) کی گواہی دیتے تھے مگر حضرت امام علی علیہ السلام اپنا حق حاصل نہ کر سکے مگر تم میں سے کسی نے کسی سے کچھ مال لینا ہو تو وہ صرف دو گواہ پیش کر کے اپنا حق حاصل کر لیتا ہے۔ بے شک اللہ کا لشکر غالب ہوتا ہے (یعنی حضرت امام علی علیہ السلام کے حق میں)۔(تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دس بارہ ہزار لوگوں سے مراد وہ گواہ ہیں جو مدینہ میں موجود تھے ورنہ اصل واقعہ کے گواہ تو بہت زیادہ تھے جو متفرق ہو گئے تھے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ٦

اگر حاکم (قاضی) کو گواہوں کی عدالت کا علم ہو تو پھر فیصلہ کر دے گا اور اگر ان کے فسق کا علم ہو تو پھر فیصلہ نہیں کرے گا۔ اور اگر مشتبہ ہو تو پھر جستجو کرے گا یہاں تک کہ دو گواہ ان کی معرّفی کرائیں یا شیاع وشہرت سے (عدل یا فسق ثابت ہو) اور یہ سوال و جستجو کرنے کا طریقۂ کار؟ اور صلح کرنے کی رغبت دلانا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امیر علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں دو شخص کوئی تنازعہ پیش کرتے تھے تو آنحضرتؐ مدعی سے پوچھتے تھے کہ آیا تیرے پاس کوئی حجت (بیّنہ) ہے؟ پس اگر وہ کوئی ایسا بیّنہ (گواہ) پیش کر دیتا جو پسندیدہ ہوتا اور آپؐ اسے پہچانتے ہوتے تو پھر فیصلہ (اس کے حق میں) نافذ کر دیتے تھے اور اگر مدعی کے پاس بیّنہ نہیں ہوتا تھا تو پھر آپ مدعا علیہ سے خدا کے نام کی قسم اٹھواتے تھے کہ مدعی کا کوئی حق اس کے ذمہ نہیں ہے۔ (اور جب وہ ایسا کر گزرتا تھا تو مدعی کا دعویٰ ختم ہو جاتا تھا)۔ اور اگر وہ ایسے گواہ پیش کرتا تھا جن کو آپ نیکی یا بدی سے نہیں پہچانتے تھے تو پھر گواہوں سے اس طرح سوال کرتے تھے کہ تمہارا قبیلہ کون سا ہے؟ اور وہ بتاتے تھے...... تمہارا بازار کہاں ہے؟ اور وہ بتاتے تھے۔ تمہارا گھر کہاں ہے؟ اور وہ بتاتے تھے پھر فریقین اور گواہوں کو اپنے سامنے کھڑا کرتے تھے پھر آپ کے حکم سے مدعی اور مدعا علیہ اور گواہوں کے نام لکھے جاتے تھے اور جو گواہی دیتے تھے وہ بھی لکھ لی جاتی تھی...... پھر یہ ساری لکھی ہوئی باتیں آپ اپنے کسی نیک صحابی کو دیتے اور اسی طرح ایک دوسرے شخص کو دیتے اور اس سے فرماتے کہ ان (گواہوں) کے قوم وقبیلہ اور علاقہ میں اس طرح جاؤ کہ دوسرے کو پتہ نہ چلے...... اور وہاں جا کر ان کے خلاف کوائف کی جانچ پڑتال کرو کہ یہ کیسے ہیں؟ پس اگر وہ کوئی خیر وخوبی کی خبر لاتے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر حقیقت حال بیان کرتے۔ تو پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی قوم کے ان آدمیوں کو بلواتے تھے جنہوں نے ان کی تعریف کی ہوتی تھی...... پھر ان کے سامنے گواہوں کو پیش کر کے ان سے پوچھتے تھے کہ یہ فلاں بن فلاں ہے اور وہ فلاں بن فلاں! کیا تم انہیں پہچانتے ہو؟ پس اگر وہ یہ کہتے کہ ہاں ہم انہیں پہچانتے ہیں تو پھر ان سے دریافت کرتے کہ فلاں شخص نے مجھے اطلاع دی ہے کہ تم ان (گواہوں) کے بارے میں اچھی رائے رکھتے ہو؟ پس جب وہ تصدیق کرتے تھے کہ ہاں (ہم نے یہ رائے ظاہر کی ہے) تو پھر آپ ان کی گواہی کے مطابق مدعا علیہ کے

خلاف فیصلہ کرتے تھے اور اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرستادہ آدمی کوئی بُری خبر لاتے تو پھر ان کی قوم کے ان لوگوں کو بلواتے جنہوں نے ان گواہوں کی شکایت کی ہوتی...... اور ان سے پوچھتے کہ کیا تم فلاں بن فلاں کو پہچانتے ہو؟ پس جب وہ اس کا اثبات میں جواب دیتے تو آپ ان سے فرماتے کہ تم یہیں بیٹھو تا کہ وہ حاضر ہوں۔ پھر گواہوں کو طلب کر کے قوم سے پوچھتے کیا یہ وہی ہیں؟ پس جب نوبت یہاں تک پہنچ جاتی تو پھر (قومی) گواہوں سے ان (دو گواہوں) کی ہتک حرمت نہیں فرماتے تھے۔ اور ان کی توہین نہیں کرتے تھے بلکہ فریقین کو صلح کرنے کی رغبت دلاتے تھے۔ تا کہ گواہ ذلیل و رسوا نہ ہو جائیں کیونکہ آپ امت کے لئے رؤوف و رحیم تھے۔ اور اگر گواہ کچھ غیر معروف قسم کے عام آدمی ہوتے یعنی نہ ان کی کوئی قوم ہوتی نہ قبیلہ اور نہ کوئی گھر بار تو پھر آپ مدعا علیہ سے پوچھتے تھے کہ تو ان گواہوں کے بارے میں کیا کہتا ہے؟ پس اگر وہ کہتا کہ ہم تو ان کی بہتری ہی جانتے ہیں لیکن انہوں نے میرے خلاف گواہی غلط دی ہے تو پھر آپ ان کی گواہی کو نافذ کر دیتے تھے۔ اور اگر وہ (مدعا علیہ) ان پر جرح و قدح کرتا تو پھر آپ دونوں فریقوں کے درمیان (کچھ لو اور کچھ دو کی بنیاد پر) صلح کرا دیتے تھے۔ اور مدعا علیہ سے قسم بھی اٹھواتے تھے اور اس طرح جھگڑے کی جڑ کاٹ دیتے تھے۔

(تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الرہن، کتاب الدین اور کتاب الودیعہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جب مدعی کے پاس بیّنہ نہ ہو تو اس کے لئے جائز ہے کہ مدعا علیہ سے حلف لے اور اگر وہ (قسم نہ کھائے بلکہ) مدعی کی طرف لوٹائے اور وہ قسم کھا لے تو دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور اگر وہ بھی انکار کرے تو دعویٰ ختم ہو جائے گا۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ دو اماموں میں سے ایک بزرگوار سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو دعویٰ تو کرتا ہے مگر اس کے پاس بینہ نہیں ہے فرمایا کہ وہ مدعا علیہ سے قسم اٹھوائے گا پس اگر وہ مدعی کی طرف قسم لوٹا دے اور یہ قسم نہ کھائے تو پھر اس کا دعویٰ ختم ہو جائے گا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حقوق چار

طریقہ سے حاصل کئے جاتے ہیں: (۱) دو عادل گواہوں کی گواہی سے، (۲) اور اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے، (۳) اگر دو عورتیں بھی نہ ہوں تو ایک گواہ اور قسم سے۔ (۴) اور اگر گواہ نہ ہوں تو پھر مدعا علیہ کی قسم سے۔ پس اگر وہ قسم نہ کھائے اور قسم کو مدعی کی طرف لوٹائے تو اس پر واجب ہے کہ وہ قسم کھائے اور اپنا حق حاصل کرے۔ اور اگر انکار کرے تو پھر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دے تو پھر اس پر قسم نہیں ہے (دعویٰ ثابت ہو جائے گا) اور اگر وہ گواہ پیش نہ کر سکے (تو مدعا علیہ قسم کھائے گا اور دعویٰ ختم ہو جائے گا اور) اگر مدعا علیہ اس پر قسم لوٹائے تو اس پر (دعویٰ کے اثبات کیلئے) قسم کھانا لازم ہے اور اگر وہ انکار کر دے تو پھر اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۸

جب مدعی اپنے دعویٰ پر گواہ پیش کر دے تو سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے اس پر قسم نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنے دعویٰ پر بیّنہ پیش کر دیتا ہے آیا اس پر قسم کھانا بھی ضروری ہے؟ فرمایا: نہیں۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی (مدعی) اپنے حق کے اثبات کیلئے بیّنہ پیش کر دے تو پھر اس پر قسم نہیں ہے ہاں البتہ جب وہ بیّنہ پیش نہ کر سکے تو (چونکہ قسم بذمہ مدعا علیہ ہے لیکن اگر وہ قسم نہ کھائے بلکہ) مدعی پر لوٹائے (پس اگر وہ قسم کھالے تو دعویٰ ثابت ہو جائے گا اور) اگر وہ قسم کھانے سے انکار کر دے تو پھر اس کا کوئی حق تسلیم نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سلمہ بن کھیل سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے قضاوت کے آداب میں فرمایا کہ جب مدعی بیّنہ پیش کر دے تو اس سے قسم بھی اٹھوائی جائے گی کیونکہ ایسا کرنا (کیس کے) اندھاپن کے لئے زیادہ باعث انجلا ہے اور فیصلہ کی زیادہ پختگی کا باعث ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ممکن ہے کہ اسے استحباب پر محمول کیا جائے جبکہ مدعی قسم کو قبول کرے۔

باب ۹

جو شخص (مدعی) مدعا علیہ کی قسم پر راضی ہو جائے اور وہ (دعویٰ کی نفی پر) قسم کھا لے تو اس سے دعویٰ ساقط ہو جاتا ہے اگرچہ مدعی کے پاس بیّنہ بھی موجود ہو۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب صاحب حق (مدعی) منکر (مدعا علیہ) کی قسم پر راضی ہو جائے اور اس سے قسم اٹھوائے اور وہ قسم کھا لے کہ مدعی کا کوئی حق اس کے ذمہ نہیں ہے تو یہ قسم مدعی کے دعویٰ کو ختم کر دے گی۔ پس اب اس کا کوئی دعویٰ باقی نہیں ہے۔ راوی نے عرض کیا: اگرچہ مدعی کے پاس اپنے دعویٰ پر بیّنہ عادلہ بھی موجود ہو۔ فرمایا: ہاں اگر (منکر کے) قسم اٹھوانے کے بعد مدعی پچاس قسمیں بھی کھائے تو بھی اس سے اس کا دعویٰ ثابت نہ ہوگا کیونکہ منکر کی قسم نے مدعی کا سب دعویٰ ختم کر دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے یہ مذکورہ بالا روایت نقل کرتے ہیں اور اس میں یہ تتمہ بھی مذکور ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جب کوئی شخص اپنے حق کے لئے قسم کھائے تو اس کی تصدیق کرو۔ اور جب کوئی شخص خدا کے نام پر تم سے سوال کرے تو اسے کچھ عطا کرو۔ (بہرحال منکر کی) قسم مدعی کے دعویٰ کو ختم کر دیتی ہے پس اب اس کا کوئی دعویٰ نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے یہاں بھی (سابقہ باب میں) اور ابواب الایمان میں بھی گزر چکی ہیں نیز قبل ازیں باب الوصایا میں کچھ ایسی حدیثیں بھی گزر چکی ہیں جو بظاہر ان حدیثوں کے منافی ہیں مگر وہ اسی صورت کے ساتھ مخصوص ہیں جس کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

باب ۱۰

جب کوئی مدعی منکر سے قسم اٹھوائے اور وہ اٹھا لے تو پھر وہ (مدعی) اس (منکر) کے مال سے کچھ نہیں لے سکتا۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب مدعی کچھ مقدار مال پر راضی ہو جائے (تو پھر زیادہ نہیں لے سکتا) ورنہ وہ اپنا حق منہا کر سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود، حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی سے کچھ مال لینا تھا۔ مگر اس نے انکار کر دیا۔ فرمایا: اگر اس سے قسم اٹھوائے اور وہ قسم کھا لے تو پھر یہ اس سے کچھ نہیں لے سکتا۔ اور اگر اس سے قسم نہ اٹھوائے تو پھر یہ اپنے حق پر قائم رہے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن وضاح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے اور ایک یہودی آدمی کے درمیان مشترکہ کاروبار تھا اور اس نے ایک ہزار درہم کی خیانت کی۔ چنانچہ میں اسے حاکم کے پاس لے گیا۔ اور اس سے قسم اٹھوائی۔ اور اس نے قسم کھالی۔ اور مجھے علم الیقین تھا کہ اس نے جھوٹی قسم کھائی ہے چنانچہ اس کے بعد اس کا بہت نفع کا مال میرے قبضہ میں آیا اور چاہا کہ اس سے اپنا ایک ہزار درہم وصول کرلوں۔ مگر میں نے جب صورت حال لکھ کر حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو بھیجی۔ اور آپ سے اجازت چاہی کہ اگر آپ اجازت دیں تو اس کے مال میں سے اپنا ایک ہزار درہم منہا کرلوں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس کے مال سے کچھ بھی مت لے۔ اگر اس نے تجھ پر ظلم کیا ہے تو تو اس پر ظلم نہ کر۔ ہاں اگر تو اس کی قسم پر راضی نہ ہوتا تو پھر میں تجھے اپنا حق وصول کرنے کی اجازت دے دیتا۔ لیکن چونکہ تو اس کے قسم کھانے پر راضی تھا اور اس نے قسم کھالی تو اس کی قسم تیرا حق لے گئی۔ راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام کے اس فرمان کے بعد میں نے اس سے کچھ بھی وصول نہیں کیا۔ اور امام علیہ السلام کے فرمان پر عمل کیا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الایمان (ج ۱۶ باب ۲۴ میں) اور بابا فیما یکتسب بہ (ج ۱۲ اب ۸۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

قرض وغیرہ کے سلسلہ میں (نادہندہ کو) قید کرنے کا فیصلہ بھی کیا جا سکتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اصبغ بن نُباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ فیصلہ کیا کہ نوخیز پر مال خرچ کرنے کی پابندی لگائی جائے یہاں تک کہ عاقل (و بالغ) ہو جائے اور قرض نادہندہ کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ اسے قید کر دیا جائے پس اگر بعد میں ثابت ہو جائے کہ وہ مفلس اور نادار ہے تو اسے چھوڑ دیا جائے تا کہ پیسہ کمائے (اور قرضہ ادا کرے)۔ اور اس شخص کے بارے میں جو اپنے قرض خواہوں سے ٹال مٹول کرتا رہتا ہے یہ فیصلہ کیا کہ اسے قید خانہ میں ڈال دیا جائے اور اسے حکم دیا جائے کہ وہ اپنا مال اپنے قرض خواہوں میں ان کے حصص کے مطابق تقسیم کرے۔ اور اگر وہ ایسا کرنے سے انکار کرے تو پھر اس

کا مال فروخت کر کے قرض خواہوں میں تقسیم کیا جائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام قرض اور ادھار کے سلسلہ میں صرف تین قسم کے لوگوں کو قید کرنے کی سزا دیتے تھے: (۱) غاصب کو، (۲) ظلم و زیادتی سے یتیم کا مال کھانے والے کو، (۳) اور امانت کو خورد برد کرنے والے کو۔ اور اگر آپ کو ایسے آدمی کا کچھ مال مل جاتا تھا خواہ وہ حاضر ہو یا غائب تو اسے فروخت کر دیتے تھے (اور اس کے ذمہ جو حق ہوتا تھا اسے ادا کرتے تھے)۔ (التہذیب)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اس حدیث کی یوں تشریح کرتے ہیں کہ اس کا ایک مطلب یہ ہے کہ آنجناب بطور سزا صرف ان تین قسم کے لوگوں کو قید کی سزا دیتے تھے اور دوسرا مطلب یہ ہے کہ قید کی لمبی سزا صرف ان تین قسم کے لوگوں کو دیتے تھے ورنہ قرضہ کے سلسلہ میں تو صرف اس قدر قید کی سزا دی جاتی ہے کہ اس شخص کی مالی کیفیت کا پتہ چل جائے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الحجر، باب الجمعہ وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔ نیز مخفی نہ رہے کہ جو مذکورہ بالا تینوں حقوق باوجود قدرت رکھنے کے ادا نہیں کرتا وہ ان تین اقسام سے خارج نہیں ہے۔

باب ۱۲

جب دو بیّنے باہم متعارض ہو جائیں تو اس کا حکم؟ اور ایک بیّنہ کو دوسرے پر ترجیح دینے کی وجہ کا بیان؟ اور جب ترجیح مفقود ہو تو پھر کس طرح فیصلہ کیا جائے گا؟

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک قوم کے پاس جاتا ہے اور دعویٰ کرتا ہے کہ وہ مکان جو ان کے قبضہ میں ہے وہ اس کا ہے اور وہ اپنے دعویٰ پر دو گواہ بھی پیش کر دیتا ہے اور جس کے قبضہ میں مکان ہے وہ بھی بیّنہ پیش کرتا ہے کہ یہ مکان اسے اپنے باپ کی وراثت میں ملا ہے اس سے زیادہ اسے کچھ معلوم نہیں ہے تو اب کیا کیا جائے؟ فرمایا: جس کا بیّنہ زیادہ ہے اس سے قسم اٹھوائی جائے گی اور پھر مکان اس کے حوالہ کر دیا جائے گا۔ پھر فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے پاس چند آدمی حاضر ہوئے جو ایک خچر کے بارے میں جھگڑ رہے تھے چنانچہ ایک فریق کے حق میں بیّنہ قائم ہو گیا کہ یہ خچر ان کے ہاں پیدا ہوا ہے اور پھر انہوں نے نہ اسے فروخت کیا ہے اور نہ ہی

کسی کو ھبہ کیا ہے اور دوسرے فریق کے حق میں بھی ایسا ہی بیّنہ قائم ہوگیا۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے اس فریق کے حق میں فیصلہ کیا جس کا بیّنہ زیادہ تھا اور اس سے اپنی صداقت پر قسم بھی اٹھوائی...... راوی نے عرض کیا کہ جس شخص نے اس گھر کا دعویٰ کیا ہے (اور بینہ بھی پیش کر دیا ہے) اگر وہ کہے کہ جو شخص اس مکان پر قابض ہے اس کے باپ نے یہ مکان پیسہ ادا کئے بغیر ان سے لیا تھا اور قابض صرف یہ کہے کہ اس نے یہ مکان اپنے باپ کی وراثت میں لیا ہے تو؟ فرمایا: جب صورتِ حال یہ ہو تو پھر مکان اسی مدعی کو دیا جائے گا جو اس کی ملکیت کا دعویٰ کر رہا ہے اور بیّنہ بھی پیش کر دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک جانور کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے حاضر ہوئے اور ہر شخص نے بیّنہ پیش کر دیا کہ یہ جانور اس کے ہاں پیدا ہوا ہے؟ تو حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں سے کہا کہ قسم کھاؤ۔ چنانچہ ایک نے تو قسم کھالی مگر دوسرے نے انکار کر دیا۔ تو آنجنابؑ نے قسم کھانے والے کے حق میں فیصلہ کر دیا۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ جانور ان میں سے کسی کے قبضہ میں نہ ہوتا۔ اور پھر دونوں بیّنہ پیش کر دیتے تو فیصلہ کس طرح کیا جاتا؟ فرمایا: میں دونوں سے قسم اٹھواتا۔ پس جو قسم کھا لیتا میں اسی کے حق میں اس کا فیصلہ کرتا۔ اور اگر دونوں قسم کھا لیتے تو پھر میں نصفا نصف ان دونوں کو دے دیتا...... اس مقام پر عرض کیا گیا کہ اگر وہ (جانور) ان میں سے ایک کے قبضہ میں ہوتا اور پھر دونوں بیّنہ پیش کر دیتے تو فیصلہ کس کے حق میں ہوتا؟ فرمایا: میں قسم اٹھوا کر فیصلہ اس کے حق میں کرتا جس کے قبضہ میں تھا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود تمیم بن طرفہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ دو شخص ایک اونٹ کے بارے میں جھگڑتے ہوئے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور دونوں نے اپنے حق میں بیّنہ پیش کر دیا۔ تو آنجنابؑ نے دونوں کو آدھا آدھا دے دیا۔ (کتب اربعہ)

۴۔ نیز باسنادِ خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے پاس کوئی بھی دو آدمی کوئی مقدمہ لے کر آتے اور ایسے گواہ بھی پیش کر دیتے جو عدل و تعداد میں برابر ہوتے تو آپؑ قرعہ ڈالتے تھے کہ کس سے قسم لیں۔ تو آپؑ پہلے یہ دعا پڑھتے: ﴿اَللّٰهُمَّ رَبَّ السَّمٰوَاتِ السَّبْعِ وَالْاَرَضِیْنَ السَّبْعِ اَیُّهُمْ کَانَ لَهُ الْحَقُّ فَاَدِّهِ اِلَیْهِ﴾۔ (پھر قرعہ ڈالتے) پس جس کے حق میں قسم لینے کا قرعہ نکلتا اس سے قسم لے کر اس کے حق میں فیصلہ کر دیتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں امامؑ سے پوچھا گیا کہ دو عادل

گواہوں نے گواہی دی کہ فلاں نے فلاں سے پچاس درہم لینے ہیں اور دوسرے دو گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے سو درہم لینے ہیں تو؟ فرمایا: ان کے درمیان قرعہ ڈالا جائے گا اور جس کے بیّنہ کے نام قرعہ نکلے گا اس سے قسم بھی اٹھوائی جائے گی کہ اس نے برحق گواہی دی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ نیز باسناد خود داؤد بن ابو یزید عطار سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص کے پاس ایک عورت تھی۔ پس دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ فلاں شخص کی بیوی ہے...... اور دو اور گواہوں نے گواہی دی کہ یہ فلاں شخص کی زوجہ ہے تو؟ فرمایا: ان دونوں کے درمیان قرعہ اندازی کی جائے گی۔ پس جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ اس کا زیادہ حقدار ہوگا۔ (ایضاً)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالوہاب بن عبدالحمید ثقفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ایک شخص نے عورت کے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ اس کی زوجہ ہے کہ اس نے اس کے ولی شرعی کی اجازت سے اور گواہوں کی موجودگی میں اس سے شادی کی تھی (اور گواہ پیش بھی کردے) مگر عورت نے اس کا انکار کیا اور اس کی بہن نے یہ دعویٰ کر دیا کہ میری اس بہن کی شادی ولی اور گواہوں کی موجودگی میں فلاں شخص سے ہوئی ہے اور ان دونوں مدعیوں نے شادی کی کوئی تاریخ بیان نہیں کی تو شوہر کا بیّنہ مقدم سمجھا جائے گا۔ اور عورت کا بیّنہ قبول نہیں کیا جائے گا کیونکہ شوہر اپنے دعویٰ کو گواہوں سے ثابت کر کے اس عورت کی شرم گاہ کا حقدار بن چکا ہے۔ اور اس کی بیوی کی بہن اس نکاح کو باطل قرار دینا چاہتی ہے۔ تو اس کا بیّنہ قبول نہ ہوگا۔ مگر یہ کہ وہ ثابت کرے کہ اس کی بہن کا نکاح دوسرے شخص سے اس مدعی سے پہلے ہوا تھا۔ یا اس نے اس سے دخول کیا تھا۔ (التہذیب)

۸۔ نیز باسناد خود منصور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص کے پاس بکری تھی۔ پس ایک شخص آیا اور دعویٰ کیا کہ یہ بکری اس کی ہے اور اس پر بیّنہ عادلہ بھی پیش کر دیا۔ کہ یہ بکری اس کے ہاں پیدا ہوئی ہے۔ اور اس نے نہ بیچی ہے اور نہ ھبہ کی ہے۔ ادھر اس شخص نے بھی بیّنہ پیش کر دیا جس کے قبضہ میں تھی کہ یہ بکری اس کے ہاں پیدا ہوئی ہے اور اس نے نہ بیچی ہے اور نہ ھبہ کی ہے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: بیّنہ پیش کرنے کا حق مدعی کو ہے اور قبضہ والے کا بیّنہ میں قبول نہیں کروں گا۔ کیونکہ خداوند عالم نے مدعی کو بیّنہ پیش کرنے کا حکم دیا ہے۔ پس اگر اس کے پاس بیّنہ ہے (تو اسے قبول کیا جائے گا) اور اگر نہیں ہے تو وہ چیز جس کے قبضہ میں ہے اس سے قسم لے کر اسی کے پاس رہنے دی جائے گی۔ ایسا ہی خداوند عالم نے حکم دیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئیں گی جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۳

قضیہ ہائے مشکلہ میں قرعہ اندازی کا حکم اور اس کے چند مقامات کا تذکرہ اور اس کی کیفیت کا بیان؟

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب ایک آزاد، ایک غلام اور ایک مشرک ایک ہی طہر میں ایک ہی عورت سے مقاربت کریں اور پھر سب اس بچہ کا دعویٰ کریں (جو اس مقاربت کے نتیجہ میں پیدا ہوا ہے) تو قرعہ اندازی کی جائے گی اور جس کے نام قرعہ نکلے گا وہ بچہ اسی کا متصور ہوگا۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سیابہ اور ابراہیم بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کہا تھا کہ وہ پہلا غلام جس کا میں مالک بنوں گا وہ (راہِ خدا میں) آزاد ہے اور اسے وراثت میں یکبارگی تین غلام ملے تو؟ فرمایا: قرعہ اندازی کی جائے گی پس جس کا نام قرعہ میں نکلے گا اسے آزاد کیا جائے گا۔ اور فرمایا: قرعہ اندازی کرنا سنت ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عاصم بن حمید سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو یمن (حاکم بنا کر) بھیجا اور وہ (کچھ عرصہ کے بعد) واپس تشریف لائے۔ تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے آپؑ سے پوچھا: یا علیؑ! مجھے وہ عجیب ترین واقعہ سنائیں جو آپؑ کو وہاں پیش آیا؟ آپؑ نے فرمایا: یا رسول اللہؐ! میرے پاس چند آدمی آئے جنہوں نے ایک کنیز خریدی تھی۔ اور پھر سب نے اس سے ایک ہی طہر میں مباشرت کی اور اس نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ اور سب نے اس کا دعویٰ کیا۔ تو میں نے ان کے درمیان قرعہ اندازی کی تو میں نے اس کو اس شخص کا فرزند قرار دیا جس کے نام قرعہ نکلا تھا (یہ سن کر) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو کوئی قوم کسی معاملہ میں باہم نزاع کرے اور پھر اپنا معاملہ خدا کے سپرد کر دے تو جو حق پر ہوتا ہے اسی کے نام کا قرعہ نکلتا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حریز سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام یمن میں تھے تو کچھ لوگوں کا مکان گر گیا (اور سب لوگ مر گئے اور) صرف دو بچے زندہ

بچے جن میں سے ایک آزاد اور دوسرا غلام تھا تو آپؐ نے قرعہ اندازی کی اور جس کے نام قرعہ نکلا اسے آزاد قرار دیا۔ اور دوسرے کو آزاد کر دیا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود حماد سے اور وہ کسی اور شخص سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قرعہ نہیں ہوتا مگر امام کے لئے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: ایسا اس شخص کے لئے ہے کہ جسے قرعہ کے محل یا اس کی کیفیت کا علم نہ ہو۔ یا جو قضاوت کرنے کا اہل نہ ہو۔ ورنہ ظاہر ہے کہ قرعہ اندازی کرنے کا حکم عام ہے۔ **کما تقدم۔**

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن حکیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے قرعہ کے بارے میں سوال کیا؟ امامؑ نے مجھ سے فرمایا کہ ہر مجہول (نامعلوم) چیز میں قرعہ ہے میں نے عرض کیا کہ قرعہ کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صحیح ہوتا ہے تو پھر؟ فرمایا: جس چیز کا خدا حکم دے وہ کبھی خطا نہیں کرتا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (دنیا میں) سب سے پہلے جناب مریم کے لئے قرعہ اندازی کی گئی کہ ان کی کفالت کون کرے؟ اور (قرعہ کے) حصے چھ ہوتے ہیں اور دوسری بار جناب یونس علیہ السلام کے بارے میں قرعہ اندازی کی گئی جب وہ کشتی پر سوار ہوئے اور وہ گھبر گھیر میں پھنس گئی (اور دریا میں ایک آدمی کو پھینکنے کی تجویز پر) تین بار جناب یونس علیہ السلام کے نام قرعہ نکلا۔ اور دیکھا کہ ایک بڑی سی مچھلی منہ کھولے (ان کی منتظر ہے) تو آپؐ نے اپنے آپ کو اس کے منہ میں پھینک دیا۔ تیسری بار اس وقت قرعہ اندازی کی گئی جب جناب عبد المطلب کے ہاں نو بیٹے موجود تھے انہوں نے منت مانی کہ اگر خدا ان کو دسواں بیٹا عطا فرمائے تو وہ اسے اللہ کے نام پر ذبح کریں گے۔ پس جب دسواں بیٹا جناب عبداللہ (پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے والد ماجد) پیدا ہوئے اور آپ ان کے ذبح کرنے پر قادر نہ ہوئے کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی صلب میں تھے تو انہوں نے دس اونٹ ایک طرف کر کے اور دوسری طرف جناب عبداللہ کو کر کے قرعہ اندازی کی تو قرعہ جناب عبداللہ کے نام نکلا آپ نے دس اونٹ اور بڑھائے (بیس کئے) اور پھر قرعہ اندازی کی یعنی بیس اونٹ ایک طرف اور جناب عبداللہ دوسری طرف۔ پھر قرعہ جناب عبداللہ کے نام نکلا۔ الغرض اسی طرح جناب عبدالمطلب دس دس اونٹ بڑھاتے گئے اور قرعہ اندازی کرتے گئے۔ پس جب اونٹوں کی تعداد سو (۱۰۰) تک پہنچ گئی تو اب قرعہ اونٹوں کے نام نکلا۔ تو جناب عبدالمطلبؑ نے کہا میں نے خدا سے انصاف نہیں کیا۔ چنانچہ انہوں نے تین بار قرعہ اندازی کی۔ اور ہر بار اونٹوں کے نام قرعہ نکلا۔ تب آنجنابؑ نے فرمایا: اب مجھے یقین ہو گیا ہے کہ میرا پروردگار اس پر راضی ہے پس ان کو نحر کیا

(اور گوشت لوگوں کو کھلایا۔ اور اس طرح جناب عبداللہ ذبح ہونے سے محفوظ رہے)۔ (الفقیہ، الخصال)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب بھی کوئی قوم آپس میں تنازعہ کرتی ہے اور پھر اپنا معاملہ خدا کے حوالے کر دیتی ہے تو حقدار کے نام قرعہ نکلتا ہے پھر فرمایا: قرعہ اندازی سے بڑھ کر کون سا عادلانہ طریقۂ کار ہو سکتا ہے۔ کہ معاملہ خدا کے سپرد کر دیا جائے کیا خدا نہیں فرماتا کہ انہوں نے قرعہ اندازی کی اور جناب یونس علیہ السلام دریا میں ڈالے جانے والے قرار پائے۔ (الفقیہ)

۹۔ جناب سید ابن طاؤس اپنی کتاب امان الاخطار میں اور اپنی کتاب استخارات میں عمرو بن ابو المقدام کی کتاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے قرعہ اندازی کے بارے میں فرمایا کہ یہ عبارت لکھی جائے: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اللّٰهُمَّ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ عَالِمَ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ اَنْتَ تَحْكُمُ بَيْنَ عِبَادِكَ فِيْ مَا كَانُوْا فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ اَسْئَلُكَ بِحَقِّ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ. اَنْ تُصَلِّيَ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ وَاَنْ تُخْرِجَ لِيْ خَيْرَ السَّهْمَيْنِ فِيْ دِيْنِيْ وَ دُنْيَانِيْ وَ آخِرَتِيْ فِيْ عَاجِلِ اَمْرِيْ وَ آجِلِهِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ. مَا شَآءَ اللّٰهُ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ آلِهٖ﴾۔ پھر دو رقعوں میں وہ لکھو جو آپ چاہتے ہیں۔ اور ایک تیسرا خالی رہے۔ پھر ان رقعوں کو باہم مخلوط کریں اور پھر ایک نکالیں۔ اور جو کچھ نکلے اس پر عمل کریں۔ اور اس کی خلاف ورزی نہ کریں اور اگر تیسرا خالی نکلے تو اسے پھینک دیں۔ (امان الاخطار واستخارات)

۱۰۔ تفسیر عیاشی میں باسناد خود ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے جناب یونس والی حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ تین بار قرعہ اندازی کی گئی تھی اور ہر بار جناب یونس علیہ السلام کا نام نکلا تھا اس سے سنت جاری ہوگئی کہ جب تین بار قرعہ اندازی کی جائے تو وہ خطا نہیں کرتی۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے متعدد مقامات پر جیسے وصایا، عتق، میراث اور یہاں گزر چکی ہیں۔ فراجع۔

باب ۱۴

انسانوں کے مالی حقوق کا دعویٰ ایک گواہ اور مدعی کی قسم سے ثابت ہو جاتا ہے مگر چاند کے اثبات، یا طلاق وغیرہ میں ایسا نہیں ہو سکتا۔

(اس باب میں کل بیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کرکے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم قرض کے سلسلہ میں ایک شخص کی گواہی اور قرض خواہ کی قسم کو نافذ فرماتے تھے مگر چاند کے سلسلہ میں دو عادل گواہوں کی گواہی کو ہی نافذ قرار دیتے تھے۔

(الفروع، التھذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام قرض (اور ادھار) کے سلسلے میں ایک گواہی کی گواہی اور مدعی کی قسم کو کافی جانتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم ایک گواہ اور صاحب حق کی قسم سے فیصلہ کرتے تھے اور یہ قرض میں تھا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود سلمہ بن کہیل سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حکم بن عقبہ اور سلمہ بن کہیل حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور پوچھا کہ آیا ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کیا جا سکتا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے اس قسم کا فیصلہ فرمایا ہے اور حضرت امام علی علیہ السلام نے بھی کوفہ میں اس کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ اس پر ان دونوں نے کہا کہ یہ بات تو قرآن کے خلاف ہے۔ امام نے فرمایا: تم نے اسے کہاں قرآن کے خلاف پایا ہے؟ انہوں نے کہا کہ ارشاد قدرت ہے: ﴿وَاَشْهِدُوْا ذَوَیْ عَدْلٍ مِّنْکُمْ﴾ فرمایا: یہ ارشاد قدرت کب کہتا ہے کہ ایک گواہ کی شہادت اور قسم قبول نہ کرو؟............ پھر فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام مسجد کوفہ میں بیٹھے تھے کہ وہاں سے عبداللہ بن قفل تمیمی گزرا جس کے پاس طلحہ کی زرہ تھی۔ آپؑ نے فرمایا: یہ زرہ تو طلحہ کی ہے جو بصرہ والے دن چرائی گئی تھی۔ اس پر عبداللہ نے کہا کہ آپ اس کا فیصلہ اپنے قاضی سے کرالیں۔ چنانچہ طے پایا کہ یہ فیصلہ شریح قاضی سے کرایا جائے۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا یہ زرہ طلحہ کی ہے جو بصرہ کے دن چرائی گئی تھی۔ اس پر شریح نے کہا: آپ گواہ پیش کریں۔ چنانچہ امام حسن علیہ السلام کو پیش کیا۔ انہوں نے گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو بصرہ والے دن چرائی گئی تھی! اس پر شریح نے کہا: یہ ایک شہادت ہے اور میں اس پر فیصلہ نہیں کرتا۔ جب تک دوسرا نہ ہو۔ پس آپ نے قنبر کو بلوایا اس نے آکر گواہی دی کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو بصرہ والے دن چرائی گئی تھی۔ اس پر شریح نے کہا: یہ غلام ہے اور میں غلام کی گواہی پر فیصلہ نہیں کرتا۔ اس پر حضرت امام علی علیہ السلام غضبناک ہوئے اور فرمایا: اسے پکڑ لو۔ اس (شریح) نے تین بار ظالمانہ فیصلہ کیا ہے! شریح ادھر مڑا اور کہا: جب تک آپ اس کی وضاحت نہیں کریں گے میں ہرگز دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ نہیں کروں گا۔ چنانچہ آپ نے وضاحت کرتے

ہوئے فرمایا: (۱) افسوس ہے تجھ پر! میں نے تمہیں بتایا کہ یہ طلحہ کی زرہ ہے جو بصرہ والے دن چرائی گئی تھی اور تم نے کہا کہ گواہ پیش کرو۔ حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ غلول (مالِ غنیمت سے چرائی ہوئی چیز) جہاں بھی ملے اسے گواہوں کے بغیر لے لو۔ یہ ایک ظالمانہ قضاوت ہے۔ (۲) پھر میں نے امام حسن (علیہ السلام) کو پیش کیا اور انہوں نے گواہی دی مگر تم نے کہا کہ یہ ایک گواہ ہے اور میں ایک گواہ کی گواہی پر فیصلہ نہیں کر سکتا! حالانکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ اور قسم کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ یہ دوسرا ظالمانہ فیصلہ ہے۔ (۳) اور تیسرا ظالمانہ فیصلہ تو نے یہ کیا ہے کہ میں نے قنبر کو پیش کیا جس نے گواہی دی کہ یہ زرہ طلحہ کی ہے جو بصرہ کے دن چرائی گئی اور تم نے کہا کہ یہ غلام ہے اور غلام کی گواہی پر میں فیصلہ نہیں کرتا۔ حالانکہ جب غلام عادل ہو تو اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ پھر فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! (تو زرہ کے معاملہ میں) مجھ پر اعتماد نہیں کر رہا۔ حالانکہ امام المسلمین تو اس سے بڑی باتوں پر امین سمجھا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر معاملات کی باگ دوڑ ہمارے ہاتھ میں آ گئی تو ہم ایک اچھے گواہ کی گواہی اور قسم کے ساتھ انسانی حقوق کے بارے میں فیصلہ کریں گے۔ اور جہاں تک حقوق الناس کا تعلق ہے یا رؤیت ہلال کا معاملہ ہو تو وہ اس سے ثابت نہیں ہو سکتا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۶۔ جناب شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک گواہ کی شہادت اور مدعی کی قسم پر فیصلہ کیا اور فرمایا: جبرئیل امین علیہ السلام ایک گواہ کی شہادت اور صاحب حق کی قسم کے ساتھ نازل ہوا۔ اور عراق میں حضرت امیر علیہ السلام نے اسی طرح فیصلہ کیا ہے۔ (الفقیہ)

۷۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود احمد بن محمد بن ابونصر بزنطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ ایک بار ابوحنیفہ نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ایک آدمی کی گواہی اور قسم کے ساتھ فیصلہ کرتے ہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: ہاں۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسی طرح فیصلہ کیا ہے اور حضرت امیر علیہ السلام نے آپ کے ہاں (عراق میں) ایک شاہد اور قسم کے ساتھ فیصلہ کیا ہے۔ اس پر ابوحنیفہ نے تعجب کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تم اس پر تو تعجب کرتے ہو جب کہ تم ایک گواہ کی شہادت پر ایک سو گواہوں کے بارے میں فیصلہ کرتے ہو۔ ابوحنیفہ نے کہا ہم تو ایسا نہیں کرتے! امامؑ نے فرمایا کہ تم ایک شخص کو بھیجتے ہو کہ وہ سو گواہوں کے حالات کا جائزہ لے اور تم اس کی گواہی پر ان (سو گواہوں) کی گواہی کو نافذ قرار دیتے ہو۔ (قرب الاسناد)

۸۔ جناب سعد بن عبداللہ باسناد خود منفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک گواہ اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے۔ اور ایک مسلمان کے حق کو باطل نہیں کرتے تھے اور نہ ہی ایک مؤمن کی شہادت کو رد کرتے تھے۔ (بصائر الدرجات)

۹۔ جناب شیخ حسن بن فضل طبرسی حضرت صادق آل محمد علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جبرئیل امینؑ پچھنے اور ایک گواہ کے ساتھ قسم لے کر نازل ہوئے۔ (مکارم الاخلاق)

۱۰۔ جناب ابن ادریس حلیؒ آخر سرائر میں ابوعبداللہ سیاری کی کتاب سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: خلال کرنے اور ایک گواہی کے ہمراہ قسم کھانے کا حکم جبرئیل آسمان سے لے کر نازل ہوئے۔ (سرائر ابن ادریسؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ۔

باب ۱۵

مال کے متعلق دعویٰ ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی اور دو عورتوں کی گواہی اور قسم سے ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی طالب حق کے حق میں دو عورتیں گواہی دے دیں اور وہ قسم بھی کھائے تو وہ نافذ ہے۔ (الفقیہ، الفروع)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ اس شخص سے جس نے یہ روایت نقل کی ہے کہ حقوق کے حاصل کرنے کے چار طریقے ہیں (۱) دو عادل گواہوں کی شہادت، (۲) اگر دو مرد نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت۔ (۳) اگر دو عورتیں بھی نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور مدعی کی قسم، (۴) اور اگر یہ بھی حاصل نہ ہو تو پھر مدعا علیہ پر قسم ہے (کہ مدعی کا دعویٰ غلط ہے)۔

۳۔ نیز باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مجھ سے قابل وثوق آدمی نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی یہ حدیث نقل کی ہے کہ جب صاحب حق کے حق میں دو عورتیں گواہی دے دیں اور وہ قسم بھی کھائے تو یہ فیصلہ نافذ ہے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں بسلسلۂ آباء طاہرین علیہم السلام حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد قدرت ﴿فَاِنْ لَّمْ یَکُوْنَا رَجُلَیْنِ فَرَجُلٌ وَّامْرَاَتَانِ﴾ (کہ اگر دو مرد موجود نہ ہوں تو پھر ایک مرد اور دو عورتیں کافی ہیں) فرمایا: گواہی میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہیں پس جب دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتیں ہوں اور وہ گواہی دیں تو ان کی گواہی کی وجہ سے فیصلہ کیا جائے گا۔ فرمایا: ایک عورت بارگاہ رسالت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ کیا وجہ ہے کہ گواہی اور وراثت میں دو عورتیں ایک مرد کے برابر ہوتی ہیں؟ فرمایا: یہ اس عادل حقیقی کا فیصلہ ہے جو کبھی ظلم و زیادتی نہیں کرتا (پھر فرمایا) اے عورت! تم ناقص الدین اور ناقص الوراثت ہو تم اپنی آدھی زندگی میں تو حیض کی وجہ سے نماز نہیں پڑھ سکتیں۔ اور بہت لعنت ملامت اور قبیلہ کا کفرانِ نعمت کرتی ہو۔ تم میں سے ایک عورت دس سال سے یا اس سے زائد عرصہ سے ایک شوہر کے ہاں رہ رہی ہے جو ہمیشہ اس کے ساتھ اچھائی اور بھلائی کرتا ہے پس اگر اس کا ایک دن ہاتھ تنگ ہو جائے یا ایک گھنٹہ تو وہ اس سے لڑتی جھگڑتی ہے اور کہتی ہے کہ میں نے کبھی تجھ سے کوئی خیر و خوبی نہیں دیکھی۔ (تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں بیان کا بیان ہے کہ

باب ۱۶

اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی شخص کسی پر ایک ہزار کا دعویٰ کرے اور بیّنہ قائم کر دے پھر پانچ سو کا دعویٰ کرے اور پھر تین سو کا، بعد ازاں دو سو کا اور سب پر بیّنہ قائم کرے اور مدعا علیہ تداخل کا دعویٰ کرے اور مدعی اس کا انکار کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب طبرسیؒ اپنی کتاب الاحتجاج میں باسناد خود محمد بن عبداللہ الحمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب العصر علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص پر ایک شخص نے ہزار درہم کا دعویٰ کیا اور اس پر بیّنہ عادلہ بھی پیش کر دیا۔ پھر پانچ سو درہم کا دعویٰ کیا اور اس پر بھی گواہ پیش کر دیے، پھر اس پر تین سو کا دعویٰ کیا اور اس پر بھی بیّنہ پیش کر دیا۔ بعد ازاں دو سو درہم کا دعویٰ کیا اور اس پر بھی بیّنہ پیش کیا پس مدعا علیہ نے یہ موقف اختیار کیا کہ یہ سب رقوم (پانچ سو، تین سو اور دو سو) اسی ایک ہزار میں داخل ہیں (کہ مجموعہ ایک ہزار ہے)۔ مگر مدعی اس کا منکر ہے تو آیا مدعا علیہ پر ایک ہی ہزار درہم واجب ہے یا اس پر وہ مقدار واجب ہے جس پر اس نے بیّنہ قائم کیا ہے (کہ مجموعہ دو ہزار درہم بنتا ہے؟)...... امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ مدعا علیہ سے صرف ایک ہزار درہم لیا جائے گا۔ کیونکہ اس میں تو کوئی شک وشبہ نہیں ہے اور دوسرے ہزار کے بارے میں مدعی

سے قسم اٹھوائی جائے گی اور اگر انکار کرے تو پھر اس کا کوئی حق نہ ہوگا۔ (الاحتجاج)

باب ۱۷

جب ایک جماعت بیٹھی ہو اور ان کے وسط میں ایک تھیلی پڑی ہو۔ اور سب کہیں کہ یہ ان کی نہیں ہے اور کوئی اور شخص اس کا دعویٰ کرے تو وہ اسی کی سمجھی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دس آدمی بیٹھے تھے اور ان کے درمیان ایک تھیلی پڑی ہوئی تھی۔ تو ان میں سے بعض نے بعض سے پوچھا کہ آیا یہ تھیلی تمہاری ہے؟ سب نے کہا کہ نہیں ہماری نہیں ہے۔ البتہ ان میں سے ایک نے کہا کہ یہ میری ہے! تو وہ کس کی ہے؟ فرمایا: اسی کی ہے جس نے اس کا دعویٰ کیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، النہایہ)

باب ۱۸

قاضی کیلئے جائز ہے کہ بغیر بیّنہ کے اپنے علم پر عمل کرلے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود قضایا امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک بدّو حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ پر ستر درہم کا دعویٰ کیا اسی اونٹنی کی قیمت کے سلسلہ میں جو (اس کے بقول) اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاں فروخت کی تھی! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: وہ رقم میں نے اسی وقت ادا کر دی تھی۔ اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے کہا کہ آپؐ ایک شخص کو حَکَم بنائیں جو میرے اس معاملہ کا فیصلہ کرے! چنانچہ اسی اثناء میں ایک قریشی شخص حاضر ہوا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ تم ہمارے جھگڑے کا فیصلہ کرو۔! پس اس نے بدو سے پوچھا: تیرا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کیا دعویٰ ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے آپ سے اپنی فروخت کردہ اونٹنی کی قیمت کے ستر درہم لینے ہیں پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا: میں نے وہ رقم اسی وقت ادا کر دی تھی۔ پھر اس نے بدّو سے پوچھا: تم کیا کہتے ہو؟ اس نے کہا کہ آپؐ نے رقم ادا نہیں کی۔ پھر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپ کے پاس اس ادائیگی پر بیّنہ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ پھر اس نے بدّو سے پوچھا کہ آیا تو قسم کھائے گا کہ تو نے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے اپنا حق وصول نہیں کیا بلکہ اب لینا ہے؟ اس نے کہا: ہاں! اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ میں اس کے ساتھ ساتھ اس شخص کو حَکَم بناتا ہوں جو خدا کے حکم کے مطابق ہمارا فیصلہ کرے گا۔ پس اس اثناء میں حضرت امیر علیہ السلام تشریف لائے۔ جبکہ بدو موجود تھا۔ پس حضرت امام علی علیہ السلام نے آنحضرتؐ کی خدمت میں عرض کیا: یا رسول اللہؐ! کیا بات ہے؟ فرمایا: اے ابوالحسن! میرے اور اس بدو کے درمیان فیصلہ کریں (یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے) بدو سے پوچھا کہ تمہارا پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کیا دعویٰ ہے؟ اس نے کہا: میں نے اپنی اونٹنی آپؐ کے ہاں فروخت کی تھی اس کی قیمت مبلغ ستر درہم لینی ہے! پھر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا کہ آپؐ کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: میں نے اس کی قیمت اسی وقت ادا کر دی تھی! آپؑ نے بدو سے پوچھا: جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے آیا وہ اس میں سچے ہیں؟ بدو نے کہا: نہیں۔ انہوں نے مجھے قیمت ادا نہیں کی۔ اس پر حضرت امام علی علیہ السلام نے اپنی تلوار میان سے نکالی اور بدو کو قتل کر دیا۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یا علیؑ! آپ نے ایسا کیوں کیا ہے؟ عرض کیا: یا رسول اللہؐ! ہم خدا کے امر و نہی اور جنت و جہنم اور ثواب و عقاب اور وحی الٰہی کے نزول (وغیرہ) میں آپ کی تصدیق کرتے ہیں اور بدو کی اونٹنی کی قیمت کی ادائیگی پر آپؐ کی بات کی تصدیق نہ کریں؟ میں نے اسے اس لئے قتل کیا ہے کہ اس نے آپؐ کی تکذیب کی ہے! کیونکہ میں نے اس سے پوچھا تھا کہ آیا حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی بات میں سچے ہیں؟ اس نے کہا کہ نہیں..... انہوں نے قیمت ادا نہیں کی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ہاں یا علیؑ! آپ نے ٹھیک کیا ہے۔ مگر پھر ایسا نہ کرنا۔ پھر اسی قریشی کی طرف متوجہ ہوئے اور اس سے فرمایا: یہ حکم خدا ہے نہ وہ جس کا تو نے فیصلہ کیا تھا۔

(الفقیہ، الامالی، الانتصار)

۲۔ نیز باسناد خود عمارہ بن خزیمہ بن ثابت سے اور وہ اپنے چچا سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک بدو سے گھوڑا خریدا اور چاہا کہ جلدی اس کی قیمت ادا کر دیں۔ مگر بدو نے وصول کرنے میں تاخیر کی۔ پس لوگ (جن کو اس خرید و فروخت کا علم نہیں تھا)۔ بدو سے گھوڑے کی قیمت پوچھنے لگے اور وہ بتانے لگا۔ یہاں تک کہ بعض لوگوں نے گھوڑے کی قیمت بڑھا دی (جس کی وجہ سے بدو بے ایمان ہو گیا)۔ اور اس شخص سے کہا کہ اگر خریدنا ہے تو جلدی خرید ورنہ میں اسے فروخت کر دوں گا۔ پس جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی یہ بات سنی تو بدو سے فرمایا: کیا میں نے تم سے یہ گھوڑا خرید نہیں لیا؟ (اس نے کہا: نہیں۔ اس پر) لوگ اکٹھے ہو گئے۔ جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور بدو آپس میں جھگڑ رہے تھے۔ اس پر بدو نے کہا کہ اگر آپؐ

نے یہ گھوڑا خریدا ہے تو گواہ پیش کریں۔ پس جو مسلمان آتا وہ بدو سے یہی کہتا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو کچھ کہتے ہیں وہ حق بات کہتے ہیں۔ یہاں تک کہ خزیمہ آ گئے۔ اور کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ تو نے یہ گھوڑا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ہاتھ فروخت کیا ہے؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خزیمہ سے فرمایا: تم کس طرح گواہی دیتے ہو؟ خزیمہ نے عرض کیا کہ آپ کی تصدیق کرنے کی وجہ سے دی ہے یا رسول اللہ! اس پر آنحضرتؐ نے خزیمہ کی شہادت کو دو شہادتوں کے قائمقام قرار دیا اور آپ کا نام ''ذوالشہادتین'' رکھا۔ (الفقیہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے بہت سی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ علم کے مطابق عمل کرنا چاہئے اور علم و یقین کے بغیر بات نہیں کرنی چاہئے۔ اور تقیہ کے بغیر علم کو پوشیدہ نہیں کرنا چاہئے اور حضرت امام علی علیہ السلام کا طلحہ کی زرہ کے بارے میں فیصلہ کرنا بھی گزر چکا ہے۔

باب ۱۹

اگر قاضی کو گواہوں پر شک ہو تو اس کے لئے مستحب ہے کہ ان کو الگ الگ کر دے۔ اور ان سے اس واقعہ کی جزئیات کے بارے میں مکمل سوال و جواب کرے۔ پس اگر ان میں اختلاف ہو جائے تو ان کی گواہی رد کر دی جائے مگر ان کو الگ الگ کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمر بن الخطاب کے پاس ایک لڑکی لائی گئی جس کے بارے میں لوگوں نے گواہی دی کہ اس نے زنا کیا ہے۔ اور اس کا اصل واقعہ یوں ہے کہ وہ ایک (یتیم لڑکی تھی اور) ایسے شخص کے ہاں رہتی تھی جو اکثر و بیشتر اپنے گھر اور اہل و عیال سے غائب رہتا تھا۔ اب جب وہ یتیم بچی جوان ہوئی تو اس شخص کی بیوی کو خوف دامن گیر ہوا کہ کہیں اس کا شوہر اس سے شادی نہ کر لے۔ تو اس نے چند عورتوں کو بلا بھیجا اور ان سے کہا اس لڑکی کو پکڑو اور اس عورت نے اس کا پردہ بکارت اپنی انگلی سے پھاڑ دیا۔ اور جب اس کا شوہر آیا تو اس کی بیوی نے اس لڑکی پر زنا کاری کی تہمت لگا دی اور گواہی کے طور پر اپنی ان پڑوسن عورتوں کو بلوایا جنہوں نے اس عورت کے ساتھ تعاون کیا تھا...... پس جب یہ قضیہ عمر کے دربار میں پیش ہوا تو اسے سمجھ نہیں آتی تھی کہ اس مقدمہ کا فیصلہ کس طرح کرے؟ پس ایک شخص کو حضرت علی علیہ السلام کے پاس بھیجا اور کہا کہ ہمیں بھی ان کے ہاں لے چل۔ چنانچہ جب یہ جناب امیر علیہ السلام کے پاس پہنچے اور سارا قضیہ بیان کیا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے اس شخص کی بیوی

سے (جس نے یہ ساری سازش تیار کی تھی) فرمایا: آیا اس کی بدکاری پر تیرے پاس بیّنہ (چار گواہ) ہے۔ اس نے کہا: ہاں میرے پاس میری یہ سب پڑوسنیں موجود ہیں جو میری بات کی گواہی دیتی ہیں! چنانچہ اس عورت نے ان عورتوں کو حاضر کیا...... ادھر حضرت علی علیہ السلام نے تلوار میان سے نکال کر اپنے سامنے رکھ لی اور ان عورتوں کے بارے میں حکم دیا کہ الگ الگ کمروں میں داخل کی جائیں۔ بعد ازاں اس شخص کی بیوی کو بلوایا اور ہر ممکن کوشش کی۔ مگر وہ اپنی بات پر ڈٹی رہی۔ پس اسے اپنے کمرہ میں واپس بھیج دیا۔ اس کے بعد ان عورتوں میں سے ایک عورت کو بلوایا اور آپ گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے۔ اور اس عورت سے فرمایا: کیا تو مجھے پہچانتی ہے۔ میں علی ابن ابی طالب ہوں۔ اور یہ میری تلوار ہے۔ اس شخص کی عورت نے جو دعویٰ کیا ہے وہ تجھے معلوم ہے۔ اور وہ حق کی طرف رجوع کر چکی ہے۔ اور میں نے اسے امان دے دی ہے۔ پس اگر تو مجھ سے سچی بات نہیں کہے گی تو میں اس تلوار سے تیرا کام تمام کر دوں گا۔ اس پر وہ عورت عمر کی طرف متوجہ ہوئی اور کہا کہ اگر سچ بولوں تو مجھے امان ہے؟ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تو سچ بول۔ اس نے کہا (پھر سچی بات تو یہ ہے کہ (اس عورت نے جب اس لڑکی کا حسن و جمال اور اس کی ہیئت دیکھی تو اسے اندیشہ ہوا کہ کہیں اس کا شوہر اس سے شادی نہ کرے۔ تو اسے مسکر پلایا اور ہمیں بلایا اور ہم نے اسے پکڑا اور اس نے اپنی انگلی سے اس کا پردۂ بکارت زائل کر دیا۔ یہ سن کر حضرت امیر علیہ السلام نے نعرۂ تکبیر (اللہ اکبر) بلند کیا اور فرمایا: میں پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں میں جدائی ڈالی ہے سوائے جناب دانیال نبی کے (کہ انہوں نے بھی ایسا کیا تھا) پس جناب امیر علیہ السلام نے اس عورت پر حد قذف (اسّی کوڑے) لگانے کا فیصلہ کیا اور ان عورتوں میں سے ہر ایک پر چار سو درہم تاوان عائد کیا اور حکم دیا کہ اس عورت کو شوہر سے دور کر دیا جائے۔ اور وہ اسے طلاق دے دے اور اس کی اس لڑکی کے ساتھ شادی کر دی۔ بعد ازاں جناب دانیال کا قصہ بیان کیا کہ انہوں نے کس طرح گواہوں کو الگ الگ کر کے کس طرح ان سے واقعہ کے جزئیات کے بارے میں سوال و جواب کئے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمانا کہ دانیال کے سوا میں پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں کو الگ الگ کیا ہے۔ یہ دلیل ہے کہ ایسا کرنا مستحب ہے (ورنہ دوسرے سب قاضی بھی ایسا کرتے) نیز اگر ایسا کرنا لازم ہوتا تو اس کا کوئی فائدہ ہی باقی نہ رہتا کیونکہ جب گواہوں کو پتہ ہوتا کہ ہمیں جدا جدا کیا جائے گا تو وہ پہلے سے ہی اس کی منصوبہ بندی کر لیتے کہ کس طرح اپنے جھوٹ پر قائم رہنا ہے؟؟

باب ۲۰

قاضی کو جب شک ہو تو اس کے لئے بہتر ہے کہ مدعیوں اور منکروں کو علیحدہ علیحدہ کرے اور ان سے خوب سوال و جواب کرے اور اگر ان میں اختلاف ہو تو ان کے دعویٰ کو باطل قرار دے مگر یہ تفریق واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں دعویٰ کیا کہ یہ لوگ میرے باپ کو اپنے ہمراہ سفر میں لے گئے لیکن جب یہ واپس لوٹے تو میرا باپ نہیں لوٹا اور جب میں نے ان سے اپنے باپ کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے بتایا کہ وہ فوت ہو گیا ہے اور جب اس کے مال کے بارے میں پوچھا تو انہوں نے کہا کہ اس نے کچھ نہیں چھوڑا۔ پس میں ان کو شریح قاضی کے پاس لے گیا۔ تو اس نے ان سے حلف لیا۔ (اور انہوں نے قسم کھائی) مگر میں جانتا ہوں کہ جب میرا باپ گھر سے گیا تھا تو اس کے پاس بہت سا مال تھا اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: بخدا میں ان کا اس طرح فیصلہ کروں گا کہ جس قسم کا فیصلہ مجھ سے پہلے جناب داؤد نبی علیہ السلام کے سوا اور کسی نے نہیں کیا ہوگا۔ پھر قنبر کو حکم دیا کہ شرطۃ الخمیس (مولا کی مخصوص پولیس) کو بلواؤ۔ چنانچہ اس نے ان کو بلایا۔ اور آپؑ نے ان لوگوں میں سے ہر ایک شخص کو ایک پولیس والے کے حوالے کر دیا۔ پھر آپؑ نے ان سب کے چہروں پر نگاہ ڈالی اور فرمایا: تم کیا کہتے ہو؟ تمہارا کیا خیال ہے۔ تم سمجھتے ہو کہ میں نہیں جانتا کہ تم نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس طرح تو میں جاہل قرار پاؤں گا۔ پھر فرمایا: ان کو الگ الگ کر دو۔ اور ان کے چہروں کو ڈھانپ دو۔ فرمایا: چنانچہ ان میں سے ہر شخص کو مسجد کے ستون کے پاس کھڑا کر دیا گیا۔ جبکہ ان کے سر ان کے کپڑوں سے ڈھانپے ہوئے تھے۔ پھر آپؑ نے اپنے کاتب عبیداللہ بن ابی رافع کو بلوایا۔ اور ان سے فرمایا کہ کاغذ اور دوات لا۔ اور حضرت مجلس قضا میں بیٹھ گئے۔ اور دوسرے لوگ بھی بیٹھ گئے۔ آپؑ نے لوگوں سے فرمایا: جب میں نعرۂ تکبیر بلند کروں تو تم بھی نعرۂ تکبیر بلند کرنا۔ پھر لوگوں سے فرمایا: باہر نکلو۔ پھر ان میں سے ایک شخص کو بلایا اور اپنے سامنے بٹھایا اور اس کے منہ سے کپڑا اٹھایا۔ پھر عبیداللہ سے فرمایا کہ اس کا اقرار دیکھ۔ اور وہ بھی لکھ جو کچھ یہ کہتا ہے۔ پھر آپؑ نے اس سے سوال و جواب شروع کیا۔ (چنانچہ پہلا سوال یہ کیا) کہ تم کس دن اپنے گھروں سے نکلے تھے جبکہ اس جوان کا باپ تمہارے ساتھ تھا۔ اس شخص نے جواب دیا فلاں دن نکلے تھے۔ پھر پوچھا: مہینہ کون سا تھا؟ اس نے کہا: فلاں مہینہ تھا۔ پھر پوچھا: اور سال کون سا تھا؟ اس نے

عرض کیا کہ فلاں سال! پھر پوچھا: جب اس جوان کا باپ فوت ہوا تو تم کہاں تھے؟ اس نے کہا کہ فلاں جگہ۔ پھر پوچھا: کس کے گھر میں فوت ہوا؟ اس نے بتایا کہ فلان بن فلاں کے گھر میں فوت ہوا۔ پھر پوچھا: اسے بیماری کیا تھی؟ اس نے بتایا کہ فلاں بیماری۔ پھر پوچھا: کتنے دن بیمار رہا؟ اس نے بتایا: اتنے دن! پھر پوچھا: کس دن فوت ہوا اور اسے غسل کس نے دیا۔ اور کفن کس نے دیا اور تم نے اسے کس چیز کا کفن دیا اور کس نے نماز جنازہ پڑھائی؟ اس نے بتایا کہ فلاں وفلاں اور فلاں نے۔ پس جب حضرتؑ اس سے اس قسم کے سوالات کر چکے تو آپؑ نے نعرۂ تکبیر بلند کیا۔ اور لوگوں نے بھی نعرہ لگایا اس پر اس شخص کے ساتھیوں کو یقین ہوگیا کہ اس شخص نے اپنے جرم کا اقرار کرلیا ہے۔ تو آپؑ نے حکم دیا کہ اب اس کا سر ڈھانپ کر قید خانہ میں لے جاؤ۔ اس کے بعد دوسرے (ملزم) کو بلایا اور اس کو اپنے سامنے بٹھایا۔ اور اس کے چہرہ سے کپڑا اتارا۔ اور اس سے فرمایا: تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ مجھے پتہ نہیں ہے کہ تم نے اس جوان کے باپ کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟ اس نے کہا: یا امیر المومنین! گو میں بھی اسی قوم کا فرد ہوں (جس نے یہ جرم کیا ہے) مگر میں اس شخص کے قتل پر رضامند نہ تھا۔ پس اس نے اس کے قتل کا اقرار کرلیا...... اس کے بعد تیسرے شخص کو بلوایا اور اس کے بعد چوتھے کو، الغرض سب آتے گئے اور اس اس کے قتل کرنے اور اس کا مال لینے کا اقرار کرتے گئے ...... بعد ازاں اس (پہلے) شخص کو بلوایا جسے قید خانہ میں بھیجا تھا۔ (اور اس نے جب صورت حال کا جائزہ لیا تو) اس نے بھی اقرار کرلیا۔ پس جنابؑ نے ان پر ایک شخص کو قتل کرنے اور اس کے مال پر ناجائز قبضہ کرنے کا دعویٰ ثابت (ڈگری) کر دیا۔ پھر جناب داؤد علیہ السلام کے اس قسم کے ایک فیصلہ کا تذکرہ فرمایا۔ (یہاں تک کہ فرمایا) پھر ان لوگوں اور اس جوان کے درمیان یہ اختلاف پیدا ہوا کہ وہ مال کس قدر تھا؟ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے اپنی انگوٹھی اتاری اور سب حاضرین کی انگوٹھیاں اتروائیں ...... اور فرمایا: ان سہام کو پھیرو۔ پس جو میری اس انگوٹھی کو نکالے گا وہ اپنے دعویٰ میں سچا ہوگا۔ کیونکہ یہ اللہ تعالیٰ کا سہم ہے اور وہ کبھی خائب و خاسر نہیں ہوتا۔ (الفروع، الفقیہ، الارشاد)

- نیز باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور انہوں نے بھی حضرت امیرؑ سے اسی قسم کی ایک روایت نقل کی ہے مگر اس میں یہ اضافہ ہے کہ راوی نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں! اگر جوان دعویٰ کرے کہ وہ مال ایک لاکھ یا اس سے کم وبیش تھا؟ اور وہ لوگ کہیں کہ نہیں وہ تو دس ہزار یا اس سے کم وبیش تھا۔ تو آپؑ ان لوگوں کے خلاف کتنا مال ڈگری کریں گے؟ فرمایا: میں اس جوان کی انگوٹھی اور ان لوگوں کی انگوٹھیاں لے کر کسی مکان میں پھینک دوں گا۔ اور کہوں گا کہ ان کو پھیرو۔ اور ایک سہم (انگوٹھی) نکالو پس جس کی انگوٹھی نکلے گی وہ اپنے دعویٰ میں سچا سمجھا جائے گا۔ کیونکہ یہ خدا کا سہم ہے اور خدا کا سہم کبھی خائب و خاسر نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب، الارشاد، الفقیہ)

باب ۲۱

وہ چند قضیے اور احکام جو حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہیں۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالمعلی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ عمر بن الخطاب کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جو انصار میں سے ایک شخص کے ساتھ تعلق رکھتی تھی۔ اور اس سے محبت کرتی تھی۔ مگر کسی طرح اس سے (ناجائز تعلقات قائم کرنے پر) قادر نہ تھی۔ چنانچہ اس نے انڈا لیا۔ اور اس کی زردی نکال دی اور اس کی سفیدی اپنے کپڑوں پر اور اپنی رانوں پر انڈیل دی اور پھر سیدھی عمر کے پاس پہنچ گئی اور دعویٰ کیا کہ اے مومنوں کے امیر! اس شخص (انصاری) نے مجھے فلاں جگہ پر پکڑا اور مجھے رسوا کر ڈالا۔ پس عمر نے چاہا کہ اس انصاری شخص کو سزا دے مگر انصاری نے قسمیں کھانی شروع کیں کہ وہ بے قصور ہے اور حضرت امیر علیہ السلام بھی وہاں موجود تھے۔ اور وہ انصاری بار بار یہ کہتا تھا کہ آپ میرے معاملہ کی چھان بین کریں۔ جب اس نے بہت اصرار کیا تو عمر نے حضرت امام علی علیہ السلام سے کہا: یا ابا الحسن! آپ کیا فرماتے ہیں؟ اس وقت حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے کپڑوں پر اور اس کے رانوں کے درمیان سفیدی دیکھی تو خیال کیا کہ اس نے اس شخص کو پھنسانے کے لئے یہ حیلہ سازی کی ہے۔ فرمایا: میرے پاس گرم پانی لاؤ جسے خوب جوش دیا گیا ہو۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ پس جب پانی آ گیا تو آپؑ نے فرمایا: یہ پانی وہاں ڈالو جہاں سفید داغ ہیں پس جب ایسا کیا گیا تو داغ صاف ہو گئے۔ اور جناب امیر علیہ السلام نے وہ پانی اپنے منہ میں ڈالا اور اس کا ذائقہ معلوم کر کے باہر پھینک دیا۔ اور پھر اس عورت کی طرف متوجہ ہوئے (اور اس سے اصل معاملہ معلوم کرنے کی خواہش کی) یہاں تک کہ اس عورت نے اپنی حیلہ سازی کا اقرار کر لیا اور اس طرح خدا نے اس انصاری کو عمر کی سزا سے بچا لیا۔ (الفروع، التہذیب، الارشاد)

۲۔ نیز باسناد خود عاصم بن حمزہ سلولی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک نوخیز لڑکے نے ایک عورت کے بارے میں دعویٰ کیا کہ وہ اس کی ماں ہے۔ مگر اس عورت نے اس کا انکار کر دیا۔ (جب عمر کے دربار میں یہ مسئلہ پیش ہوا تو) تو عمر نے حکم دیا کہ اس جوان کی ماں کو پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس عورت کو معہ اس کے چار بھائیوں کے دربار میں پیش کیا گیا۔ اور چالیس قسمیں کھانے والوں نے قسمیں کھائیں کہ یہ عورت اس نوجوان کو نہیں پہچانتی۔ اور یہ نوجوان ظالم ہے جو اس عورت کو اس کی قوم و قبیلہ میں بدنام کرنا چاہتا ہے۔ اور یہ قوم قریش کی نوجوان عورت ہے جس کی ہنوز شادی ہی نہیں ہوئی ہے۔ اور اس پر اس کے پروردگار کی مہر لگی ہوئی ہے (کہ یہ

باکرہ ہے)۔......... اس موقع پر حضرت علی علیہ السلام (جو کہ وہاں موجود تھے) انہوں نے عمر سے کہا کہ اجازت ہو تو میں ان کے درمیان فیصلہ کروں؟ عمر نے کہا: سبحان اللہ! آپ کس طرح فیصلہ نہ کریں جبکہ میں نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ فرماتے تھے کہ تم سب سے بڑے عالم علی بن ابی طالبؑ ہیں پھر آپ نے اس عورت سے فرمایا: آیا تیرے پاس گواہ ہیں؟ چنانچہ چالیس آدمی آگے بڑھے اور انہوں نے قسمیں کھائیں (کہ یہ عورت اس نوجوان کو جانتی پہچانتی ہی نہیں ہے)۔ اس پر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا: میں تمہارے درمیان ایسا فیصلہ کروں گا جو رب رحمٰن کو راضی کر دے گا۔ جو مجھے حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تعلیم دیا ہے۔ پھر اس عورت سے پوچھا: تیرا کوئی ولی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ میرے یہ چار بھائی موجود ہیں! اس پر جناب امیر علیہ السلام نے اس کے بھائیوں سے فرمایا: آیا میرا حکم تم میں اور تمہاری بہن کے معاملہ میں نافذ ہے؟ انہوں نے جواب میں کہا: ہاں! اس موقع پر حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: میں خدا کو اور تمام حاضرین بزم مسلمانوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ میں نے اس عورت کا اس لڑکے سے چار سو درہم پر عقد ازدواج کر دیا ہے یہ چار سو درہم نقد میں اپنے مال سے ادا کروں گا...... پھر قنبرؓ کو حکم دیا کہ چار سو درہم لاؤ...... چنانچہ قنبرؓ درہم لے آیا اور آپؑ نے وہ درہم اس نوجوان کے ہاتھ پر رکھے اور فرمایا: یہ لے۔ اور یہ اپنی بیوی کو دے اور پھر اس وقت تک میرے پاس نہ آ جب تک تجھ پر شادی کا اثر نمایاں نہ ہو یعنی غسل کر کے آ۔ چنانچہ وہ نوجوان اٹھا اور وہ درہم اس عورت کی گود میں ڈالے اور اسے گریبان سے پکڑ کر اپنی طرف کھینچا۔ اور اس سے کہا: اٹھ۔ اس وقت اس عورت نے داد و فریاد کرنا شروع کی۔ آگ! آگ! (جہنم)، اے محمدؐ کے چچا کے بیٹے! آپ میری شادی میرے بیٹے سے کرتے ہیں؟ خدا کی قسم یہ تو میرا بیٹا ہے! میرے ان بھائیوں نے ھجین سے میری شادی کر دی تھی۔ جس سے یہ بچہ پیدا ہوا۔ اور جب یہ جوان ہو گیا تو انہوں نے مجھ سے کہا کہ اس کی نفی کر دے اور اسے دور بھگا دے۔ خدا کی قسم! یہ میرا بیٹا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عمر کے پاس ایک جوان عورت کو لایا گیا جس سے ایک بوڑھے آدمی نے شادی کی تھی۔ اور جب اس نے اس سے مباشرت کی تو اس کے پیٹ کے اوپر دم توڑ گیا۔ اور اس مقاربت کے نتیجہ میں اس عورت نے ایک بچہ کو جنم دیا۔ اور اس (بوڑھے شوہر) کے (دوسری بیوی سے) بیٹوں نے کہا کہ اس عورت نے زنا کاری کر کے یہ بچہ جنا ہے اور انہوں نے گواہ بھی پیش کر دیئے اور عمر نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ اس اثناء میں وہاں سے حضرت امام علی علیہ السلام گزرے اور اس عورت نے آپ کو دیکھ کر فریاد کی کہ رسولؐ کے چچازاد بھائی! میرے پاس (میری

بے گناہی کی) حجت اور دلیل موجود ہے۔ آپؑ نے فرمایا: اپنی دلیل پیش کر! چنانچہ اس عورت نے آپ کے سامنے ایک تحریر پیش کی اور جنابؑ نے وہ تحریر پڑھی۔ پس آپؑ نے فرمایا: یہ عورت بتاتی ہے کہ کس دن اس کی شادی ہوئی، کس دن شوہر نے اس سے مباشرت کی اور کس طرح کی؟ اس عورت کو واپس لے جاؤ۔ جب دوسرا دن ہوا تو آنجنابؑ نے اس بچہ کے ہم سن بچوں کو طلب فرمایا اور اس بچہ کو بھی طلب کیا اور فرمایا کہ کھیلو۔ یہاں تک کہ جب سب بچے کھیل میں اچھی طرح مصروف ہوگئے تو ان سے فرمایا: بیٹھ جاؤ۔ چنانچہ جب سب بچے آرام سے بیٹھ گئے تو آپؑ نے ایک چیخ ماری چنانچہ سب بچے اٹھ کھڑے ہوئے۔ مگر وہ بچہ اپنی دونوں ہتھیلیوں کا سہارا لے کر کھڑا ہوا۔ پس حضرت امام علی علیہ السلام نے اس بچہ کو بلا کر اس کے باپ کا وارث قرار دیا اور اس کے افترا پرداز بھائیوں پر حد (قذف) جاری فرمائی۔ اس پر عمر نے کہا: یہ فیصلہ آپؑ نے کس طرح کیا ہے؟ فرمایا: جب بچہ ہتھیلیوں کا سہارا لے کر اٹھا تو مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ کمزور (بوڑھے) باپ کا بیٹا ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن عثمان سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کے عہد (خلافت) میں ایک شخص پہاڑ سے حج کرنے آیا اور اس کے ہمراہ ایک نوجوان غلام بھی تھا۔ اور اس نے کوئی قصور کیا اور اس کے آقا نے اسے مارا۔ اور اس (غلام) نے اس (آقا) سے کہا کہ تو میرا آقا نہیں ہے بلکہ میں تیرا آقا ہوں (اور تو میرا غلام ہے)...... چنانچہ وہ دونوں اسی طرح ایک دوسرے کو برابر دھمکیاں دیتے رہے یہ اس کو اور وہ اس کو۔ اور دونوں برابر یہی کہتے ہوئے کہ اے دشمن خدا! ہمیں کوفہ پہنچنے دے۔ میں تمہیں حضرت امیر علیہ السلام کے پاس لے جاؤں گا۔ (اور وہ حق و باطل کا فیصلہ کریں گے)۔ چنانچہ وہ جب کوفہ پہنچے تو حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور (اپنا ماجرا پیش کیا) چنانچہ پہلے وہ شخص بولا جس نے غلام کو مارا تھا کہ یہ میرا غلام ہے اس نے جرم کیا اور میں نے اسے مارا۔ اور یہ مجھ پر چڑھ دوڑا۔ اور دوسرے (مضروب نے) کہا کہ بخدا یہ میرا غلام ہے۔ میرے والد نے مجھے اس کے ہمراہ بھیجا تھا کہ وہ مجھے پڑھائے)۔ مگر وہ مجھ پر چڑھ دوڑا (اور سرداری کا دعویٰ کر دیا) تاکہ میرا مال لے جائے۔ راوی کا بیان ہے کہ ادھر یہ قسم کھاتا اور اُدھر وہ اسے جھٹلاتا اور یہ اسے جھٹلاتا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں کو حکم دیا کہ اس وقت چلے جاؤ اور اس رات اپنا فیصلہ کر لو۔ اور میرے پاس آؤ تو حق کے ساتھ۔ پس جب صبح ہوئی تو حضرت امیر علیہ السلام نے قنبرؓ سے فرمایا: اس دیوار میں دو سوراخ کر۔ اور جناب امیر علیہ السلام کا دستور یہ تھا کہ وہ نماز صبح کے بعد تعقیبات پڑھتے رہتے تھے یہاں تک کہ سورج نیزہ بھر نکل آتا۔ چنانچہ اب وہ دونوں شخص بھی آگئے اور عام لوگ بھی جمع ہوگئے۔ اور کہنے لگے کہ آج حضرت امیر علیہ السلام کو ایک ایسا (مشکل) قضیہ درپیش ہے جس جیسا

قضیہ پہلے کبھی پیش نہیں ہوا اور شاید آپ اس (مخمصہ) سے باہر نہیں نکل سکیں گے۔ الغرض حضرت امیر علیہ السلام نے ان دونوں سے فرمایا: اب بتاؤ کہ تم کیا کہتے ہو؟ پس ہر ایک نے قسم کھائی کہ دوسرا میرا غلام ہے۔ ان کا یہ بیان سن کر آنجنابؑ نے فرمایا: اٹھو۔ میں سمجھتا ہوں کہ تم حق کی تصدیق نہیں کرتے۔ پھر ایک سے فرمایا کہ تو دیوار کے اس سوراخ میں سر داخل کر۔ اور دوسرے سے فرمایا کہ تو اپنا سر اس سوراخ میں داخل کر! پھر قنبر کو حکم دیا کہ میرے پاس حضرت رسول خداﷺ والی تلوار لاؤ۔ اور جلدی کرو تاکہ ان میں سے جو غلام ہے میں اس کا کام تمام کر دوں! پس (یہ سن کر) جو غلام تھا اس نے اپنا سر باہر نکال لیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تُو تو کہتا تھا کہ تو غلام نہیں ہے (بلکہ اس دوسرے کا سردار ہے؟)...... مگر دوسرا سوراخ میں سر دیئے کھڑا رہا۔ (غلام نے) کہا کہ اس (سردار) نے مجھے مارا اور مجھ پر زیادتی کی۔ اس لئے میں نے بغاوت کر دی)۔ پس جناب امیر علیہ السلام نے (مالک سے) عہد و پیمان لے کر اس (غلام) کو اس کے حوالے کر دیا۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ابن ابی لیلیٰ کو کہتے ہوئے سنا کہ کہہ رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے دو ساتھیوں کا فیصلہ اس طرح کیا جو سفر میں اکٹھے ہو گئے تھے اور جب دو پہر کا کھانے کا وقت ہوا تو ایک ساتھی نے اپنے زادِ سفر سے پانچ روٹیاں نکالیں۔ اور دوسرے نے اپنے زادِ سفر سے تین روٹیاں نکالیں۔ اور جب وہ کھانا کھا رہے تھے تو وہاں سے ایک مسافر گزرا جسے انہوں نے دعوتِ طعام دی۔ اور اس نے ان کے ہمراہ کھانا کھایا اور باقی کچھ نہ بچا۔ پس جب کھانا کھا چکے تو اس مسافر نے کھانا کھانے کے عوض ان کو آٹھ درہم دیئے۔ بس تین روٹیوں والے نے کہا: نصفا نصف تقسیم کرلو۔ مگر دوسرے نے کہا: نہ۔ بلکہ ہر شخص اپنی روٹیوں کی تعداد کے مطابق درہم لے۔ (جھگڑا بڑھا) تو دونوں شخص حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ نے ماجرا سن کر فرمایا: دونو آپس میں صلح کرلو۔ کیونکہ معاملہ بڑا پست ہے۔ اس پر انہوں نے کہا: نہیں۔ بلکہ آپ حق کے ساتھ ہمارا فیصلہ فرمائیں۔ یہ سن کر آپ نے پانچ روٹیوں والے کو سات درہم اور تین روٹیاں والے کو ایک درہم عطا فرمایا۔ پھر فرمایا: کیا تم میں سے ایک نے پانچ اور دوسرے نے تین روٹیاں نہیں نکالی تھیں؟ دونوں نے عرض کیا کہ ہاں۔ پھر فرمایا: کیا مسافر نے بھی اسی قدر نہیں کھایا جس قدر تم نے کھایا ہے۔ دونوں نے کہا: ہاں۔ فرمایا: کیا تم میں سے ہر ایک شخص ایک ثلث کم تین تین روٹیاں نہیں کھائیں؟...... دونوں نے کہا کہ ہاں! پھر آپؑ تین روٹیوں والے کی طرف متوجہ ہوئے کہ تو نے بھی پونی تین روٹیاں کھائیں؟ اس نے کہا: ہاں! پھر پانچ روٹیوں والے سے فرمایا کہ تو نے بھی پونی تین روٹیاں کھائیں؟ اس نے عرض کیا کہ ہاں! اور مہمان نے بھی پونی تین روٹیاں کھائیں! پھر فرمایا: اے تین روٹیوں والے! تیری روٹیوں سے ایک ثلث

بچا تو اس نے گویا تمہیں ہر ثلث کے عوض ایک درہم دیا۔ اس لئے میں نے دو روٹیاں اور ایک ثلث والے کو سات درہم اور ایک ثلث والے کو ایک درہم دیا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، الارشاد)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے دور میں ایک شخص کی دو کنیزیں تھیں چنانچہ ایک کے ہاں بیٹا پیدا ہوا اور دوسری کے ہاں بیٹی۔ بس بیٹی جننے والی کنیز نے (چالاکی) سے پنگھوڑے سے دوسری کنیز کا بیٹا خود اٹھا لیا اور اپنی بیٹی اس میں ڈال دی۔ اور دعویٰ کر دیا کہ یہ بیٹا میرا ہے اور حقیقی بیٹے والی نے کہا کہ وہ میرا بیٹا ہے۔ چنانچہ جب یہ مقدمہ حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش ہوا تو آپؑ نے فرمایا کہ ان دونوں کنیزوں کا دودھ تولا جائے اور جس کا دودھ بھاری ہو لڑکا اسی کو دے دیا جائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود نضر بن سوید سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے قسم کھائی کہ وہ ہاتھی کا وزن کرے گا (اور اب وہ ایسا کر نہیں سکتا تھا) فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے فرمایا کہ ہاتھی کو کشتی مین سوار کیا جائے اور پھر دیکھا جائے کہ کشتی پانی میں کہاں تک جاتی ہے وہاں نشان لگا دیا جائے اور پھر ہاتھی کو اتار لیا جائے اور اس کی جگہ لوہا، پیتل یا جو چیز چاہے کشتی میں لاد دی جائے اور جب اسی نشان تک پانی میں چلی جائے تو اسے اتار کر وزن کر لیا جائے۔ (الفقیہ)

۸۔ نیز باسناد خود حفص بن غالب سے اور وہ مرفوعاً بیان کرتے ہیں کہ جناب عمر کے دور میں دو شخص بیٹھے تھے کہ وہاں سے ایک قیدی شخص گزرا۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے کہا کہ اگر اس شخص کی بیڑی کا وزن اتنا نہ ہو تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہیں اور دوسرے نے کہا کہ اگر حقیقت حال وہی ہے جو تو بیان کر رہا ہے تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہیں! چنانچہ وہ دونوں اس قیدی غلام کے آقا کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ ہم نے اس طرح قسمیں کھائی ہیں۔ لہذا تو اس کی بیڑی اتار تاکہ ہم اس کا وزن کریں۔ اور اس نے کہا کہ اگر میں اس کی بیڑی اتاروں تو میری بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں۔ چنانچہ انہوں نے اکٹھے ہو کر عمر کے سامنے مرافعہ پیش کیا۔ اور سارا قصہ بیان کیا۔ موصوف نے کہا کہ غلام کا آقا اس کا زیادہ حقدار ہے۔ اسے حضرت امام علی علیہ السلام کے پاس لے جاؤ شاید ان کے پاس اس کا کوئی حل موجود ہو...... چنانچہ وہ سب آپؑ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے اور سارا قصہ بیان کیا آپ نے سن کر فرمایا: یہ بات تو بالکل آسان ہے! پھر آپ نے ایک پیالہ منگوایا۔ اور حکم دیا کہ غلام کی بیڑی میں ایک دھاگہ باندھا جائے چنانچہ ایسا کر کے اسے بھی اور اس کے دونوں پاؤں کو بھی پیالہ میں ڈال دیا۔ پھر اس پر پانی ڈالا گیا۔ یہاں تک کہ وہ پیالہ پُر ہو گیا پھر فرمایا: بیڑی کو اٹھاؤ۔ چنانچہ اسے پانی سے باہر نکال لیا گیا۔ پس جب اسے باہر

نکالا گیا تو پانی قدرے کم ہوگیا۔ پھر آپ نے لوہے کے ٹکڑے منگوائے اور انہیں پانی میں ڈال دیا۔ یہاں تک کہ پانی وہاں تک پہنچ گیا جہاں بیڑی کی وجہ سے پہنچا تھا۔ پھر فرمایا: بس ان ٹکڑوں کو تول لو بس یہی اس بیڑی کا وزن ہے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے بیڑی کا وزن معلوم کرنے کا طریقہ کار بتا کر لوگوں کو ان لوگوں کے احکام سے نجات دلائی جو قسم کھانے سے طلاق کو صحیح جانتے ہیں۔

۹۔ نیز باسنادِ خود حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص وفات پا گیا اور اپنے پیچھے ایک بیٹا اور ایک غلام چھوڑ گیا۔ پس ان میں سے ہر ایک نے دعویٰ کر دیا کہ وہ اس کا بیٹا ہے اور دوسرا اس کا غلام ہے چنانچہ یہ مقدمہ حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں پیش کیا گیا۔ پس آپؑ نے حکم دیا کہ مسجد کی دیوار میں دو شگاف لگائے جائیں اور پھر ان میں سے ہر ایک کو حکم دیا کہ وہ اپنا اپنا سر ان شگافوں میں داخل کریں چنانچہ انہوں نے ایسا کیا۔ پس حضرتؑ نے قنبر کو حکم دیا کہ تلوار میان سے نکال پھر اسے اشارہ کیا کہ میں نے جس بات کا تمہیں حکم دیا ہے وہ نہ کر۔ پھر فرمایا: ہاں ان میں سے جو غلام ہے اس کی گردن اڑا دے۔ پس جو غلام تھا اس نے اپنا سر ایک طرف کھینچ لیا۔ پس جنابؑ نے اسے پکڑ لیا۔ اور دوسرے سے فرمایا کہ تو (مرحوم کا) بیٹا ہے اور یہ (غلام ہے مگر) میں اسے آزاد کر کے تمہارا غلام قرار دیتا ہوں۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسنادِ خود روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور دعویٰ دائر کیا کہ میرے شوہر نے میری کنیز کے ساتھ میری اجازت کے بغیر مباشرت کی ہے۔ آپ نے اس کے شوہر سے پوچھا کہ تو کیا کہتا ہے؟ اس نے کہا کہ بے شک میں نے مباشرت کی ہے مگر اس کی اجازت سے! حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت سے کہا کہ اگر تو نے سچ کہا ہے تو ہم تیرے شوہر کو سنگسار کریں گے اور اگر تو نے جھوٹ بولا ہے تو ہم تجھ پر حد (قذف) جاری کریں گے۔ اس اثناء میں اقامت کہی گئی اور آپ نماز پڑھانے میں مشغول ہوگئے۔ ادھر عورت نے سوچا کہ اس سے نہ شوہر کا سنگسار ہونا برداشت ہو سکتا ہے اور نہ ہی وہ حد برداشت کر سکتی ہے۔ پس وہ یہ سوچ کر ایسی غائب ہوئی کہ پھر نظر نہ آئی اور نہ ہی جناب امیر علیہ السلام نے پوچھا کہ وہ کدھر گئی ہے؟ (ایضاً)

۱۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب الارشاد میں فرماتے ہیں کہ عامہ و خاصہ روایت کرتے ہیں کہ عمر کے دورِ خلافت میں دو عورتوں نے ایک بچے کے بارے میں دعویٰ کیا کہ یہ بچہ اس کا ہے مگر کسی کے پاس بینہ نہ تھا۔ اور نہ ہی کوئی اور فریق تھا۔ چنانچہ معاملہ مشکل ہوگیا۔ چنانچہ حاکم نے حضرت امیر علیہ السلام کی طرف رجوع کیا۔ اور

آپؑ نے دونوں عورتوں کو بلا کر پہلے وعظ و نصیحت کی اور خوفِ خدا دلایا کہ (جو جھوٹی ہے وہ دست بردار ہو جائے) مگر وہ دونوں اپنے دعویٰ پر ڈٹی رہیں۔ تب حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: میرے پاس آرہ لے آؤ۔ اس پر دونوں عورتیں بولیں کہ آپؑ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ فرمایا: اس کے دو ٹکڑے کرتا ہوں۔ ایک ٹکڑا ایک کو دوں گا اور دوسرا دوسری کو۔ پس ایک عورت تو اس پر خاموش رہی۔ مگر دوسری بولی: اے ابوالحسنؑ! اللہ سے ڈر۔ (اور ایسا نہ کر)۔ اگر یہ صورت حال ہے تو میں یہ بچہ اس دوسری کو دیتی ہوں (یہ بچہ اسی کا ہے) یہ سن کر حضرت امیر علیہ السلام نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور فرمایا کہ یہ بچہ تیرا ہی ہے نہ کہ اس کا۔ اگر یہ بچہ اس کا ہوتا تو اس کی (مادری) محبت بھی تو کچھ جوش مارتی (اور اسے بچانے کی کوشش کرتی)۔ اس پر دوسری عورت نے اقرار کیا کہ دوسری عورت حق بجانب ہے۔ اور یہ بچہ اسی کا ہی ہے۔ اس کا نہیں ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! میرے سامنے کچھ کھجوریں پڑی ہوئی تھیں۔ پس میری بیوی آگے بڑھی اور ایک دانہ اٹھا کر منہ میں ڈال لیا۔ میں نے اسے قسم دی کہ نہ کھانا اور نہ باہر نکالنا۔ (اب وہ کیا کرے؟) حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اس قسم سے گلوخلاصی کرنے کا طریقہ کار یہ ہے کہ آدھا دانہ کھا لے اور آدھا دانہ باہر پھینک دے۔ (الارشاد للشیخ المفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔[۱]

باب ۲۲

وہ مقامات جہاں ظاہری حکم کو لینا لازم ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کسی حق پر بیّنہ (دو گواہ) قائم ہو جائے تو آیا قاضی کے لئے ان کی شہادت پر بنیاد رکھ کر فیصلہ کرنا جائز ہے جبکہ وہ ان کو نہ جانتا ہو؟ فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جن میں ظاہری حکم کو لینا واجب ہے: (۱) ولایت (سرپرستی)، (۲) نکاح، (۳) وراثت، (۴) ذبح، (۵) اور شہادت۔ پس جب کسی بندہ کا ظاہر ٹھیک ہو اور امین ہو تو اس کی شہادت نافذ ہے اور اس کے باطن کے بارے میں

---

[۱] اس موضوع پر بہت کچھ لکھا گیا ہے۔ چنانچہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اپنی کتاب نہایہ میں بہت سے واقعات درج کئے ہیں اور علامہ سید محسن امین عاملی نے اور فاضل جلیل آقائے محلاتی اور عزیزم ڈاکٹر افتخار حسین اعوان نے مستقل کتابیں تالیف و ترتیب دی ہیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب، الخصال، الاستبصار)

باب ۲۳

اگر مرنے والی عورت کا باپ یا کوئی اور دعوی کرے کہ اس نے مرحومہ کو کچھ مال ومتاع یا حشم وخدم عاریۃ دیا تھا تو آیا وہ بلا بینہ قبول کیا جائے گا؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جعفر بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک عورت فوت ہوگئی اور اس کے باپ نے دعوی کیا کہ مرحومہ کے پاس جو بعض مال ومتاع اور بعض حشم وخدم تھے وہ اس نے اسے عاریۃ دیئے تھے؟ آیا اس کا دعوی بلا بینہ قبول ہوگا یا نہ؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ بلا بینہ (باپ کا) دعوی قبول ہوگا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے مزید خط لکھا کہ اگر اس مرنے والی کا شوہر یا اس کے شوہر کا باپ یا اس کے شوہر کی ماں دعوی کردے کہ اس مرنے والی کے پاس جو کچھ مال ومتاع یا حشم وخدم تھے وہ انہوں نے اس کو بطور عاریہ دیئے تھے تو آیا اس کے باپ کے دعوی کی طرح یہ دعوی بھی بلا بینہ قبول کیا جائے گا؟ امامؑ نے جواب میں لکھا کہ نہیں۔ (یہ دعوی بلا بینہ قبول نہ ہوگا)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۴

مدعا علیہ کے لئے مستحب ہے کہ مدعی کے دعوی کی تصدیق کرے جب کہ اس کی صداقت کا احتمال ہو اور اگر یہ احتمال نہ ہو تو پھر تصدیق مستحب نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ موسیٰ بن عیسیٰ اپنے گھر میں موجود تھا جو بمقام مسعیٰ (صفا ومروہ کے درمیان) تھا جس سے سعی کرنے والے لوگ نظر آتے تھے کہ موصوف نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو دیکھا کہ وہ ایک خچر پر سوار مروہ سے واپس لوٹ رہے ہیں تو ابن ھیاج نے ہمدان کے ایک شخص کو حکم دیا کہ جا کر خچر کی لگام پکڑ لے اور دعوی کرے کہ وہ خچر اس کا ہے (تا کہ امامؑ کو پریشان کیا جائے)...... چنانچہ اس شخص نے ایسا ہی کیا۔ پس امام علیہ السلام خچر سے اتر آئے۔ اور اپنے غلاموں کو حکم دیا کہ اس کی زین اتار لو...... اور خچر اس شخص کو دے دو...... اس پر اس شخص نے کہا کہ زین بھی میری ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو جھوٹ کہتا ہے ہمارے پاس بینہ موجود ہے کہ وہ محمد بن علی کی ہے۔ اور جہاں تک خچر کا تعلق

ہے تو ہم نے وہ عنقریب خریدا ہے اور تو نے جو کچھ کہا ہے (کہ وہ تیرا ہے) تو تو اپنی بات کی صداقت کو بہتر جانتا ہے۔ (اگر ہمارے خریدنے سے پہلے یہ تیرا ہی تھا تو پھر تو اسے لے جا)۔ (روضۂ کافی)

باب ۲۵

جس کے قبضہ میں کوئی چیز ہو تو اس کی ملکیت کا فیصلہ کرنا واجب ہے جب تک اس کے خلاف کچھ ثابت نہ ہو۔ اور قابض کے لئے اپنی ملکیت پر گواہ پیش کرنا جائز ہے اور قاضی پر واجب نہیں ہے کہ وہ جستجو کرے کہ اس کے قبضہ سے پہلے وہ چیز کس کے پاس تھی۔ اور اگر گھر کے ساز و سامان کے بارے میں میاں بیوی میں جھگڑا ہو جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عباس بن ہلال سے اور وہ امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا کہ اگر معاملات کی باگ ڈور ان کے ہاتھ میں آجائے تو وہ لوگوں کو ان چیزوں پر برقرار رکھیں گے جو انکے قبضہ میں ہیں اور وہ نہیں دیکھیں گے کہ کون سی چیز کس کی ملکیت میں پیدا ہوئی ہے۔ اور بیان فرمایا کہ پیغمبر اسلام ﷺ یہ نہیں دیکھتے تھے کہ مشرکین نے شرک کی حالت میں کیا کیا کرتوت کئے تھے۔ وہ تو صرف یہ کرتے تھے کہ جو شخص اسلام لاتا تھا اور جو کچھ اس کے پاس ہوتا تھا آپ اسے اس پر برقرار رکھتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے آپؑ کی خدمت میں عرض کیا کہ جب میں کسی شخص کے ہاتھ میں کوئی چیز دیکھوں تو گواہی دے دوں کہ وہ چیز اسی کی ہے؟ فرمایا ہاں۔ اس پر اس آدمی نے کہا کہ میں یہ تو گواہی دے سکتا ہوں کہ وہ اس کے قبضہ میں ہے مگر یہ گواہی کس طرح دے سکتا ہوں کہ وہ چیز اسی کی ہے۔ کیونکہ ممکن ہے کہ وہ کسی اور کی ہو؟ امامؑ نے فرمایا: آیا اس چیز کا اس سے خریدنا جائز ہے؟ کہا ہاں! امامؑ نے فرمایا کہ ممکن ہے کہ وہ مال کسی اور کا ہو۔ تو پھر تیرے لئے کس طرح جائز ہے کہ تو اسے خریدے اور وہ تیری ملکیت قرار پائے؟ اور اس کے بعد تو کہے کہ وہ چیز میری ہے۔ اور تو اس پر قسم کھائے کہ وہ تیرا مال ہے۔ جبکہ تو اسے اس شخص کا مال تسلیم نہیں کرتا جس سے منتقل ہو کر وہ تیرے پاس پہنچی ہے؟ اس کے بعد امامؑ نے فرمایا اگر ایسا نہ ہوتا تو مسلمانوں کا کوئی بازار نہ چلتا (اور کوئی خرید و فروخت نہ ہو سکتی۔ بلکہ برابر یہ احتمال قائم رہتا کہ شاید وہ مال بیچنے والے کا نہ ہو؟)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ جناب علی بن ابراہیم قمی اپنی تفسیر (قمی) میں باسناد خود عثمان بن عیسیٰ اور حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فدک والی حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ

السلام نے ابوبکر سے کہا کہ تو ہمارے معاملہ میں وہ فیصلہ کرتا ہے جو اہل اسلام میں خدا کے فیصلہ کے خلاف ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اس پر حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا کہ اگر ایک چیز مسلمانوں کے قبضہ میں ہو اور میں اس کی ملکیت کا دعویٰ کروں تو تو کس سے بیّنہ طلب کرے گا؟ کہا: میں بیّنہ آپ سے طلب کروں گا۔ جس کا آپ مسلمانوں کے مال پر دعویٰ کر رہے ہیں؟ اس پر حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا کہ جب کوئی چیز میرے قبضہ میں ہو اور قبضہ بھی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے زمانہ سے ہو۔ اور اس کے بعد بھی۔ اور اب کوئی شخص اس مال کا دعویٰ کرے تو کیا تو مجھ سے بیّنہ طلب کرے گا یا اس آدمی سے جس نے اس کی ملکیت کا دعویٰ کیا ہے؟ .... (یہاں تک کہ فرمایا کہ) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ بیّنہ بذمۂ مدعی اور قسم بذمۂ منکر ہے۔ (تفسیر قمی، علل الشرائع، الاحتجاج)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: یہ بات جو یہاں مذکور ہے وہ اس بات کے منافی نہیں ہے جو باب الشہادات میں آئے گی کہ قابض کے لئے بقاءِ ملک پر گواہ پیش کرنا جائز ہے۔ کیونکہ وہاں فرض یہی کیا گیا ہے کہ جو متصرف ہے وہ اس مال کی ملکیت کا دعویٰ نہیں کرتا۔ وغیرہ وغیرہ۔

باب ۲۶

غیر حاضر پر حکم لگانے کی کیفیت کا بیان؟ اور اس قبالہ کا حکم جو دو آدمیوں کا کسی کے پاس رکھا ہوا ہے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ ہمارے اصحاب کی ایک جماعت سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام وحضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غائب شخص کے خلاف بیّنہ قائم ہو جائے تو اس کے خلاف فیصلہ ڈگری کر دیا جائے گا اور اس کا مال فروخت کر کے اس کا قرضہ ادا کیا جائے گا لیکن غائب جب آئے گا تو وہ اپنی حجت پر قائم ہوگا (فیصلے پر نظر ثانی انے کا حقدار ہوگا) ...... اور جس شخص کا مال لینے پر بیّنہ قائم کیا ہے اسے وہ مال کسی کفیل کی ضمانت پر دیا جائے گا۔ (التہذیب، الکافی)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ تین آدمیوں کے سوا اور کوئی شخص قید خانہ میں نہیں ڈالا جائے گا: (۱) غاصب، (۲) ظلم و زیادتی سے یتیم کا مال کھانے والا، (۳) اور جو امانت کو خورد برد کر دے۔ اور اگر اس کا کچھ مال مل جائے تو اسے فروخت کر دیا جائے تاکہ خورد برد شدہ مال کی تلافی کی جا سکے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود ابوخدیجہ سے روایت کرتے ہیں وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ایک شخص نے حضرت

امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ دو شخصوں نے اس کے پاس ایک تحریر (قبالہ) بطور امانت رکھی جس میں ان دونوں کے کسی شخص سے کسی چیز کے خریدنے کا تذکرہ تھا۔ اور انہوں نے اس (امین) سے کہا کہ یہ تحریر ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا جب تک ہم دونوں اکٹھے نہ آئیں۔ اس کے بعد ان میں سے ایک کہیں غائب ہو گیا یا گھر میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ اس دوران بیچنے والا آیا اور اس نے مال کے بیچنے کا انکار کر دیا۔ چنانچہ دو میں سے ایک خریدار اس شخص کے پاس گیا۔ اور کہا کہ میرا ساتھی غائب ہے یا مجھے نقصان پہنچانے کی غرض سے گھر میں بیٹھ گیا ہے۔ لہٰذا آپ مجھے وہ قبالہ دے دیں تا کہ میں بیّنہ کے سامنے پیش کر سکوں کیونکہ بائع نے مال فروخت کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ تو آیا اس عادل (اور امین) شخص کے لئے لازم ہے کہ قبالہ صرف ایک شخص کو دے دے تا کہ وہ اسے بیّنہ کے سامنے پیش کر سکے یا جب تک دونوں خریدار اکھٹے نہ آئیں تب تک اس کے لئے ایسا کرنا جائز نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جب ان لوگوں کا مفاد اس کے پیش کرنے میں ہے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی غائب (غیر حاضر) کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا۔ (قرب الاسناد)

(چونکہ یہ روایت بظاہر دوسری روایات کے منافی ہے اس لئے مؤلف علام جمع بین الروایات کرتے ہوئے) فرماتے ہیں کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے خلاف حتمی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا بلکہ وہ حاضر ہونے کے بعد اپنی حجت و دلیل پر قائم ہوگا (یعنی اپیل کر کے اس فیصلے کو تبدیل کرا سکتا ہے)۔ نیز اسے اس شخص پر محمول کیا جا سکتا ہے کہ جو مجلس قضاء سے غیر حاضر ہو مگر شہر میں حاضر ہو۔ (کہ اس کے خلاف فیصلہ نہیں کیا جا سکتا)۔

باب ۲۷

جب قاضی کے پاس اہل کتاب کوئی مقدمہ لے جائیں تو اسے اختیار ہے کہ چاہے تو قانونِ اسلام کے مطابق ان کے درمیان فیصلہ کرے اور چاہے تو ان کو ان کے حال پر چھوڑ دے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حاکم (شرع) کے پاس اہل تورات و انجیل کوئی مقدمہ لے جائیں تو یہ اس کی صوابدید پر منحصر ہے چاہے تو ان کا (قانونِ اسلام کے مطابق) فیصلہ کرے اور چاہے تو انہیں ان کے حال پر چھوڑ دے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسنادخود ہارون بن حمزہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ہارون کا بیان ہے کہ میں نے جناب کی خدمت میں عرض کیا کہ اہل کتاب میں سے دو مرد ہیں یعنی نصرانی ہیں یا یہودی۔ اور ان کے درمیان نزاع ہے (اور ہمارے کسی حاکم کے پاس اپنا مقدمہ لے جاتے ہیں) اور وہ ہمارا حاکم ان کا غیر عادلانہ فیصلہ کرتا ہے اور جس کے خلاف فیصلہ ہوا ہے وہ اسے تسلیم کرنے سے انکار کر دیتا ہے اور مطالبہ کرتا ہے کہ مسلمانوں کے آئین کے مطابق اس کا فیصلہ کیا جائے تو؟ فرمایا: ہاں اس کا فیصلہ مسلمانوں کے قانون کے مطابق کیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (جلد ۱۹ میں) یہودی، نصرانی اور مجوسی کی دیت کے بیان میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

کسی قاضی کے کسی دوسرے قاضی کی طرف کچھ (فیصلہ) لکھنے کے مطابق فیصلہ کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ کسی قاضی کے کسی دوسرے قاضی وغیرہ کی طرف لکھنے کے مطابق فیصلہ نہیں کرتے تھے یہاں تک کہ بنی امیہ کا دور آگیا۔ انہوں نے بینات کے ساتھ فیصلے کرنا شروع کر دیئے۔ (التہذیب)

باب ۲۹

قطع ید کے نصاب (درہم) سے کم تر چیز کے لئے قسم کو مغلظ کرنا مکروہ ہے جیسے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبر اقدس کے پاس قسم اٹھوانا، ہاں البتہ کسی کافر سے مغلظ قسم اٹھوانا یعنی اس کی نگاہ میں جو مقدس جگہ ہو وہاں اس سے قسم اٹھوانا جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادخود محمد بن مسلم اور زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس مقدار پر قطع ید واجب ہے اس سے کمتر مقدار پر کوئی شخص نبی پاک ﷺ کی قبر اقدس کے پاس قسم نہ کھائے۔ (التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادخود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام یہود و نصاریٰ

سے ان کے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں اور مجوس سے ان کے آتشکدوں میں قسم اٹھواتے تھے اور فرماتے تھے کہ ان پر تشدد کرو۔ تاکہ مسلمانوں کے ساتھ (دادرسی میں احتیاط ہو جائے)۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

حدود کے بارے میں منکر پر کوئی قسم نہیں ہے اور جس پر حد جاری کی جائے اس کو بعض مستثنیٰ صورتوں کے علاوہ قید نہیں کیا جا سکتا اور حمام والا (غسل کرنے والوں کے) کپڑوں کا ضامن نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص نے ایک دوسرے شخص کے خلاف زیادتی کا دعویٰ کیا اور کہا کہ اس نے مجھ پر افترا پردازی کی ہے! جنابؑ نے اس شخص سے پوچھا کہ آیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں۔ اب آنجنابؑ نے مدعی سے پوچھا: آیا تیرے پاس بیّنہ ہے؟ اس نے کہا کہ میرے پاس بیّنہ تو نہیں ہے۔ البتہ آپ اس (منکر) سے میرے لئے قسم اٹھوائیں (کہ اس نے مجھ پر افترا پردازی نہیں کی؟) آپؑ نے فرمایا: اس پر قسم نہیں ہے (کیونکہ قسم مالی حقوق میں ہوتی ہے)۔ (التہذیب)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امیرؑ سے مروی ہے فرمایا: حمام کے مالک پر کپڑوں کی کوئی ضمانت نہیں ہے (اگر وہ ضائع ہو جائیں) کیونکہ اس نے حمام (میں نہانے) کی اجرت لی ہے کپڑوں کی (کی حفاظت کی) نہیں لی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام علی علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ امام کا کسی کو حد جاری کرنے کے بعد قید کرنا ظلم ہے۔ (ایضاً)

باب ۳۱

حد وہی شخص جاری کرتا ہے جو فیصلے کرتا ہے اور وہ حد جس میں احکام جاری ہوتے ہیں وہ بچوں اور بچیوں پر بھی لاگو ہوتی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ حدیں کون جاری کرتا ہے؟ بادشاہ یا قاضی؟ فرمایا: حدود وہ جاری کرتا ہے جو حکم نافذ کرتا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد عمر بن حنظلہ سے اور وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دونوں (مدعی اور مدعا علیہ) دیکھیں کہ جو شخص حدیث کی روایت کرتا ہے اور ہمارے حلال وحرام پر نگاہ رکھتا ہے اور ہمارے احکام کی معرفت رکھتا ہے وہ اسکے حاکم ہونے پر راضی ہو جائیں۔ کیونکہ میں نے اسے تم پر حاکم (عمومی) مقرر کر دیا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات، حجر، الوصایا وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲
جس شخص کا قید کرنا جائز ہے اس کا بیان؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حبسِ دوام میں نہ رکھا جائے مگر تین قسم کے آدمیوں کو (۱) جس کو سزا دینی ہے۔ اسے قید میں رکھا جائے گا یہاں تک کہ اسے قتل کیا جائے۔ (۲) مرتد عورت، (۳) اور وہ چور جو ہاتھ اور پاؤں کے قطع ہونے کے بعد بھی چوری کرے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امامؑ پر لازم ہے کہ جو قرضہ (نہ دینے) کی وجہ سے قید ہوں ان کو جمعہ کے دن نماز جمعہ کی ادائیگی تک، عید کے دن نماز عید کی ادائیگی تک آزاد کرے، ہاں البتہ جب نماز ادا کر چکیں تو پھر ان کو زندان میں لوٹا دے۔ (ایضاً والتہذیب)

۳۔ باسناد خود احمد بن عبداللہ البرقی سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام پر واجب ہے کہ چند قسم کے لوگوں کو قید کرے: (۱) فاسق و فاجر علماء کو، (۲) جاہل طبیبوں کو، (۳) اور مفلس کرایہ داروں کو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۹ باب الحکم علی الغائب میں) اور کچھ باب الحجر وغیرہ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳
جب بیّنہ موجود نہ ہو اور گنگا آدمی انکار کر دے تو اسے قسم دینے کی کیفیت کا بیان۔ اور انکار کا حکم اور قسم کے مغلظ کرنے کا جواز۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ جب کسی گونگے آدمی کے خلاف قرضہ کا دعویٰ کیا جائے اور وہ انکار کردے۔ جبکہ مدعی کے پاس بیّنہ موجود نہ ہو۔ تو اس سے کس طرح قسم اٹھوائی جائے؟ فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام کے پاس ایک گونگا آدمی لایا گیا۔ جس کے خلاف قرضہ لینے (اور پھر ادا نہ کرنے) کا دعویٰ تھا اور مدعی کے پاس بیّنہ نہ تھا۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے خدا کی حمد وثنا کرتے ہوئے فرمایا: ہر قسم کی تعریف اس خدا کے لئے ہے جس نے مجھے اس وقت تک دنیا سے نہیں اٹھایا جب تک میں نے امت کے لئے وہ سب کچھ بیان نہیں کر دیا جس کی اسے ضرورت تھی۔ اس کے بعد فرمایا: میرے پاس قرآن مجید لے آؤ۔ چنانچہ قرآن لایا گیا۔ امام نے گونگے سے فرمایا: یہ کیا ہے؟ اس نے آسمان کی طرف اشارہ کرکے کہا کہ یہ اس کا کلام ہے! پھر فرمایا: اس کا کوئی سرپرست لے آؤ۔ چنانچہ اس کا بھائی لایا گیا۔ آپؑ نے اسے اس (گونگے) کے پہلو میں بٹھا دیا۔ پھر قنبر کو حکم دیا کہ میرے پاس دوات اور کاغذ لاؤ۔ چنانچہ وہ یہ دونوں چیزیں لے آیا۔ پھر گونگے کے بھائی سے فرمایا کہ اپنے بھائی سے کہہ کہ میرے اور تیرے درمیان (حضرت) علی موجود ہیں۔ چنانچہ اس نے اسے بتایا.......... اس کے بعد حضرت امام علی علیہ السلام نے یہ تحریر لکھی: ﴿والله الذی لا اله الا هو عالم الغیب و الشهادة الرحمن الرحیم الطالب الغالب الضار النافع المهلك المدرك الذی یعلم السر و العلانیة﴾ (اس ذات کی قسم) کہ فلاں بن فلاں جو کہ مدعی ہے اس کا میں فلاں بن فلاں (گونگے) کے ہاں کوئی (مالی) حق نہیں ہے۔ اور اس کا کسی قسم کا کوئی مطالبہ نہیں ہے۔ پھر آپؑ نے اس تحریر کو دھویا اور گونگے سے فرمایا کہ یہ پانی پی۔ مگر اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور آپؑ نے اس کے خلاف قرضہ کا دعویٰ ڈگری کر دیا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ قبل ازیں ہشام کی حدیث میں یہ بات گزر چکی ہے کہ (جب مدعا علیہ قسم نہ کھائے تو) قسم مدعی کی طرف لوٹائی جاتی ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ جواز پر محمول ہے۔ (کہ مدعی قسم کھائے) اور یہ بھی احتمال ہے کہ (انکار کی صورت میں) منکر قسم کو مدعی کی طرف لوٹائے۔ اور قبل ازیں باب ۷ میں مدعا علیہ کے (قسم کھانے سے) انکار کا حکم بیان ہو چکا ہے۔

باب ۳۴

اللہ تعالیٰ اور اس کے خاص اسماء کے سوا اور کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اللہ کا یہ ارشاد کیسا ہے "مجھے قسم ہے رات کی کہ جب چھا جائے" اور مجھے قسم

بے تارے کی کہ جب ٹوٹے'' اور اس قسم کی دوسری قسمیں؟ فرمایا: خدائے تعالیٰ کیلئے روا ہے کہ اپنی مخلوق میں سے جس کی چاہے قسم کھائے مگر اس کی مخلوق کیلئے اسکے خاص نام کے سوا اور کسی چیز کی قسم کھانا جائز نہیں ہے۔ (الفروع)

باب ۳۵

حدود وغیرہ میں سفارش کرنے کا حکم؟ اور وہ گواہ جن سے حقوق ثابت ہوتے ہیں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی حد (شرعی) کا معاملہ امام تک پہنچ جائے تو اب کوئی کسی کی سفارش نہ کرے۔ کیونکہ وہ اس کا مالک نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب تک معاملہ امام تک نہ پہنچ جائے تب تک سفارش جائز ہے جبکہ (مجرم کی) ندامت اور پشیمانی ظاہر ہو۔ نیز حد شرعی کے علاوہ اگر کسی معاملہ میں سفارش کرنا چاہو تو کر سکتے ہو۔ جب تک امام تک معاملہ نہ پہنچ جائے جب کہ وہ شخص (بُرے کام سے) باز آجائے جس کی سفارش کر رہے ہو مگر کسی مسلمان وغیرہ کے حق کے معاملے میں اس کی اجازت کے بغیر کسی کی سفارش نہ کرو۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد باب الحدود میں بیان کی جائینگی اور دوسرے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب الشہادات میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۶

بیٹے کے لئے باپ سے نزاع کرنا جائز ہے جبکہ وہ اس پر ظلم کرے مگر وہ اپنی آواز کو والد کی آواز پر بلند نہ کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حکم بن عتیبہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میرے والد ماجد نے مجھے ایک مکان عطا کیا اور میں نے اس کا قبضہ بھی لے لیا۔ اس کے بعد اس کے ہاں جب اور اولاد پیدا ہوئی تو اس نے چاہا کہ وہ مکان مجھ سے واپس لے کر ان کو دے تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس بارے میں سوال کیا تو سارا قصہ کہہ سنایا۔ فرمایا: اسے واپس نہ کر۔ میں نے عرض کیا کہ وہ (والد) مجھ سے نزاع کرے گا؟ فرمایا: تو بھی نزاع کر مگر اپنی آواز اس کی آواز پر اونچی نہ کر۔ (الفروع، التہذیب)

کتاب الشہادات

(اس سلسلہ میں کل چھپن (۵۶) باب ہیں)

باب ۱
جب کسی کو گواہ بننے کے لئے بلایا جائے تو اس پر گواہ بننا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس ارشاد خداوندی ﴿ولا یاب الشهداء﴾ (کہ گواہ انکار نہ کریں) کے بارے میں فرمایا: اسے قبول کرے اور ارشاد الٰہی ﴿ومن یکتمها فانه اثم قلبه﴾ (کہ جو گواہی کو چھپائے گا اس کا دل گنہگار ہوگا) کے بارے میں فرمایا کہ مطلب یہ ہے کہ جو گواہ بننے کے بعد چھپائے گا۔

(التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالصباح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے آیت شریفہ ﴿ولا یاب الشهداء﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب تم میں سے کسی شخص کو گواہ بننے کی طرف بلایا جائے تو اسے یہ نہیں کہنا چاہئے کہ میں اس معاملہ میں تمہارا گواہ نہیں بنتا (بلکہ اسے بننا چاہئے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن فضیل سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اسی آیت ﴿ولا یاب الشهداء﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب تمہیں کوئی بلائے کہ تو اس کے قرضہ یا کسی دوسرے حق کا گواہ بن جاؤ تو تجھے اس سے پہلو تہی نہیں کرنی چاہئے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ارشاد خداوندی ﴿ولا یاب الشهداء﴾ کی تفسیر میں فرمایا: یہ شہادت (دینے) سے پہلے کے بارے میں ہے (یعنی گواہ بننے کے بارے میں)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائیں گی انشاءاللہ۔

باب۲

(گواہ کیلئے) گواہی دینا واجب ہے اور اس کا چھپانا حرام ہے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾ (اور جو گواہی کو چھپائے تو اس کا دل گنہگار ہے) فرمایا: یہ گواہ بننے کے بعد ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو کوئی گواہی کو چھپائے یا (جھوٹی) گواہی دے تاکہ اس کی وجہ سے کسی مسلمان کا خون بہہ جائے۔ یا یہ کسی مسلمان کا مال سمیٹے تو وہ شخص قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ تا حد نگاہ اس کے چہرہ پر سیاہی ہی سیاہی ہوگی اور اس کے چہرہ پر ایسی خراشیں ہوں گی جن کی وجہ سے تمام اہل محشر اس کو اس کے نسب و نام سے پہچان جائیں گے اور جو شخص اس لئے برحق گواہی دے تاکہ اس کی وجہ سے کسی مسلمان کا حق زندہ ہو جائے تو وہ اس حالت میں قیامت کے دن حاضر ہوگا کہ حد نگاہ تک اس کے چہرہ کا نور پھیلا ہوا ہوگا جس کی وجہ سے اہل محشر اسے اس کے نام ونسب سے پہچان لیں گے۔ پھر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم نہیں دیکھتے کہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿وَاَقِيْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ (کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر گواہی دو)۔

(الفروع، الفقیہ، عقاب الاعمال، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ آیت مبارکہ ﴿وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾ کی تفسیر میں معصوم علیہ السلام کا ارشاد نقل کرتے ہیں فرمایا کہ ﴿آثِمٌ قَلْبُهُ﴾ کا مطلب یہ ہے کہ اس کا دل کافر ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرینؑ کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی کے اندر گواہی کے چھپانے سے منع فرمایا اور فرمایا کہ جو شخص گواہی چھپائے گا تو خداوند عالم علی رؤوس الاشہاد اسے اس کا گوشت کھلائے گا اور یہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿وَلَا تَكْتُمُوا الشَّهَادَةَ وَمَنْ يَكْتُمْهَا فَإِنَّهُ آثِمٌ قَلْبُهُ﴾۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز باسناد خود حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام پر نص امامت والی حدیث میں فرمایا: اور اگر مجھے گواہی دینے کو کہا جائے تو میں اسے ادا کروں گا چنانچہ خداوند عالم فرماتا ہے: ﴿اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمَانَاتِ اِلٰى اَهْلِهَا﴾ (کہ اللہ تعالیٰ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتوں کو ان کے اہل کے ہاں لوٹاؤ)۔ اور فرماتا ہے: ﴿وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ كَتَمَ شَهَادَةً عِنْدَهُ مِنَ اللّٰهِ﴾ (کہ اس

شخص سے بڑا ظالم کون ہے جو گواہی کو چھپاتا ہے)۔ (عیون الاخبار)

۶۔ نیز باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنی گواہی سے منحرف ہو جائے یا اسے چھپائے تو خداوند عالم تمام مخلوقات کے روبرو اسے اس کا گوشت کھلائے گا اور اسے اس حالت میں جہنم میں داخل کرے گا کہ وہ اپنی زبان کو چاٹتا ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

۷۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَلَا يَأْبَ الشُّهَدَآءُ إِذَا مَا دُعُوا﴾ کی تفسیر میں فرمایا کہ جس شخص کی گردن میں گواہی ہو تو جب اسے گواہی دینے کے لئے بلایا جائے تو وہ انکار نہ کرے۔ بلکہ اسے ادا کرے، اس میں نصیحت کرے، اور وہ کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پروا نہ کرے۔ اور اسے چاہئے کہ نیکی کا حکم دے اور برائی سے منع کرے۔

(تفسیر منسوب بامام حسن عسکریؑ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

عامہ یعنی برادرانِ اسلامی کے حق میں بھی گواہی دینا واجب ہے مگر یہ کہ کسی اہل ایمان پر ظلم و زیادتی کا اندیشہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سوید سائی سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں موصوف کا بیان ہے آنجنابؑ نے میرے نام اپنے مراسلہ میں لکھا کہ تم نے عام مسلمانوں کے حق میں گواہی دینے کے بارے میں سوال کیا ہے تو سنو گواہی ضرور دو خواہ وہ خود تمہارے یا تمہارے والدین یا قریبی رشتہ داروں کے خلاف ہی کیوں نہ ہو۔ ہاں البتہ اگر اس (گواہی دینے سے) اپنے کسی دینی بھائی کو ضرر وزیاں پہنچنے کا اندیشہ ہو تو پھر نہ دو۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۴

گواہی میں تصحیح (تنگ کرنا) ہر طرح جائز ہے جب کہ برحق ہو تا کہ قاضی اسے نافذ کرے (اور رد نہ کردے)۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن حصین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب تم کوئی گواہی دینا چاہو تو اس کی ترتیب و ترکیب میں ہر قسم کا ردوبدل کر کے اس کی تصحیح کر سکتے ہو تا کہ صاحب حق کے حق میں تمہاری گواہی قبول ہو سکے۔ جبکہ تمہاری گواہی برحق ہو۔ ہاں البتہ اصل حق میں تم کسی قسم کی کمی یا بیشی کرنے کے روادار نہیں ہو کیونکہ گواہ (غلط گواہی دے کر) کبھی حق کو باطل کر دیتا ہے اور کبھی (صحیح گواہی دے کر) حق کو حق ثابت کرتا ہے۔ اور گواہ کے ذریعہ سے ہی حق لازم ہوتا ہے اور عطا ہوتا ہے اور گواہ کے لئے جو گواہی دینے میں ہر ممکن طریقہ پر تصحیح کرتا ہے یعنی الفاظ کو گھٹا بڑھا کر اور مطالب و معانی میں ردوبدل کرتا ہے تا کہ حق کو حقدار تک پہنچا سکے، مگر حق سے زائد نہ لیا جائے تو اسے اس شخص جیسا اجر و ثواب ملتا ہے جو دن کو روزہ رکھے، رات مصلائے عبادت پر گزارے اور اپنی تلوار سے جہاد فی سبیل اللہ کرے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود داؤد بن الحصین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا جبکہ ان سے ایک شخص نے سوال کیا تھا کہ ایک شخص کسی واقعہ کا عینی گواہ ہے۔ مگر یہ (عامہ) کے قاضی اس وقت تک کسی شخص کی گواہی کو قبول نہیں کرتے جب تک ان کے مذہب کے مطابق اس میں (ردو بدل کر کے) تصحیح نہ کی جائے۔ اور میں جب گواہی دینا چاہتا ہوں تو مجھے ضرورت ہے کہ میں الفاظ میں کچھ اس طرح ردوبدل کروں جو میرے مشاہدہ کے خلاف ہیں۔ تا کہ میری شہادت قبول ہو اور حقدار کو فائدہ پہنچے آیا میرے لئے ایسا کرنا جائز ہے؟ فرمایا: ہاں بخدا اور تجھے اس کا بہترین اجر و ثواب ملے گا۔ لہٰذا شہادہ میں ہر ممکن رد و بدل کرکے اسے ان کے نزدیک قابل قبول بنا۔ (ایضاً)

باب ۵

جس شخص کو گواہی (واقعہ) کا علم ہو مگر وہ گواہ نہ ہو تو اس کیلئے گواہی دینا جائز ہے اگرچہ واجب نہیں ہے مگر یہ کہ اس سے (گواہی نہ دینے سے) کسی مظلوم کی حق تلفی کا اندیشہ ہو (تو پھر واجب ہے)۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص گواہی کی بات سنے مگر خود گواہ نہ ہو تو اسے اختیار ہے چاہے تو گواہی دے اور چاہے تو خاموش رہے۔ (الفروع، التہذیب)

۔ نیز باسنادِ خود اسی قسم کی ایک دوسری روایت میں جو بسند ہشام بن سالم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی موجود ہے کہ جب اسے گواہ بنایا جائے تو اس کے لئے گواہ بننے کے سوا کوئی چارہ کار

نہیں ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز اسی قسم کی ایک حدیث میں جو بروایت محمد بن مسلم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے اس کے ساتھ یہ تتمہ موجود ہے (اور جو چاہے تو خاموش رہے) مگر یہ کہ ظالم کے بارے میں علم ہو (کہ اس نے ظلم کیا ہے) تو اب اس کے گواہی دینے کے سوا کوئی چارہ کار نہیں ہے (تاکہ مظلوم کی حق تلفی نہ ہو جائے)۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو دو شریک کار آدمیوں کے حساب و کتاب کے وقت حاضر تھا (مگر انہوں نے اس کو گواہ مقرر نہیں کیا تھا) اگر اسے گواہی دینے کے لئے بلایا جائے تو؟ فرمایا: اگر چاہے تو گواہی دے اور اگر چاہے تو نہ دے۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز باسناد خود احمد بن اشیم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کی بیوی حیض سے پاک ہوئی تو اس نے کہا کہ "فلانۃ طالق" جبکہ چند لوگ اس کی یہ بات سن رہے تھے لیکن اس نے ان سے یہ کہا نہیں تھا کہ تم گواہ رہو۔ آیا طلاق واقع ہو جائے گی؟ فرمایا: ہاں۔ ورنہ کیا یہ اسے لٹکا ہوا چھوڑ دے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۵ باب ۲۱ باب الطلاق میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جب گواہی برحق ہو تو اس سے انحراف کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص گواہی سے منحرف ہو جائے یا اسے چھپائے۔ تو خداوند عالم اسے تمام مخلوقات کے روبرو اپنا گوشت کھلائے گا۔ اور وہ اس حالت میں جہنم میں داخل ہوگا کہ اپنی زبان چباتا ہوگا۔ (عقاب الاعمال)

باب ۷

وقف کے بارے میں گواہی دینا واجب ہے جب اسے کسی وکیل کے نام پر گواہ بنایا جائے پھر وہ وکیل مر جائے یا اس کے کچھ معاملہ پر دیگر گواہ ہو جائے اور کوئی اور شخص متولی بن جائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ طبرسیؒ باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام زمانہ علیہ السلام کی

خدمت میں عریضہ لکھا جس میں یہ مسئلہ دریافت کیا تھا کہ ایک شخص کچھ جائیداد یا کوئی جانور وقف کرتا ہے۔ اور اپنے وقف شدہ مال کے بعض وکلاء کے نام پر گواہ مقرر کرتا ہے (کہ فلاں متولی ہوگا)۔ مگر بعد میں وہ وکیل فوت ہو جاتا ہے یا اس کا معاملہ دگرگون ہو جاتا ہے۔ اور کوئی اور شخص متولی بن جاتا ہے۔ تو آیا گواہ کے لئے جائز ہے کہ اس (نئے) متولی کے حق میں گواہی دے جو پہلے (اصلی) وکیل کی جگہ مقرر ہوا ہے یا جائز نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جائز نہیں ہے۔ کیونکہ گواہی تو دراصل مالک کے لئے تھی (کہ اس نے فلاں چیز وقف کر دی ہے) وکیل کے لئے نہیں تھی۔ بلکہ مالک الملک کے لئے تھی چنانچہ ارشاد قدرت ہے کہ ﴿اَقِیْمُوا الشَّهَادَةَ لِلّٰهِ﴾ کہ اللہ تعالیٰ کی خاطر گواہی دو۔ (احتجاج طبرسی)

باب ۸

اگر آدمی کو اس کے اپنے خط اور اپنی مہر کے ساتھ کوئی تحریر ملے جبکہ اسے یقین ہو کہ یہ تحریر اور مہر اسی کی ہے اور اس میں کوئی جعل سازی نہیں کی گئی ہے تو وہ اس کے مطابق گواہی دے سکتا ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مجھے اپنی کسی بات پر گواہ مقرر کرتا ہے (اور عرصہ دراز کے بعد) اپنی تحریر اور اپنی مہر دیکھتا ہوں (کہ وہ بات لکھی ہوئی ہے) مگر مجھے کچھ یاد نہیں ہے۔ تو آیا گواہی دے سکتا ہوں؟ فرمایا: جب تمہارا ساتھی ثقہ ہے۔ اور اس کے ہمراہ ایک ثقہ آدمی بھی موجود ہے۔ (جو واقعہ یاد دلاتا ہے اور تمہاری تحریر بھی موجود ہے) تو پھر اس کے حق میں گواہی دے دو۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک کسی بات کی گواہی نہ دو جب تک اسے اس طرح نہ جانتے ہو جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کو جانتے ہو۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: ایسی گواہی نہ دو جو تمہیں یاد نہیں ہے کیونکہ (جو چاہتا ہے کہ اسے یاد رہے تو) وہ لکھ لے اور اس کے اوپر اپنی مہر لگا دے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ لکھ لیا کرو۔ کیونکہ تم (زبانی) یاد نہیں رکھ سکتے جب تک لکھ نہ لو۔ (الکافی)

۵۔ نیز باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی کتابوں کی حفاظت کرو۔ کیونکہ عنقریب تمہیں ان کی ضرورت پیش آئے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۲۰ میں) ایسی حدیثیں بیان کی جائیںگی کہ جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گواہی میں علم و یقین ضروری ہے۔

باب ۹

جھوٹی گواہی دینا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جھوٹی گواہی دینے والے کے ابھی اپنی جگہ سے قدم نہیں اٹھتے کہ اس کے لئے جہنم واجب ہو جاتی ہے۔ (الفروع، الامالی، عقاب الاعمال)

۲۔ نیز باسناد خود صالح بن میثم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کے خلاف جھوٹی گواہی دیتا ہے تاکہ اسے مالی نقصان پہنچائے۔ تو خداوند عالم اس کے عوض اس کے لئے جہنم کا پروانہ لکھ دیتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام علی علیہ السلام سے فرمایا: یا علیؑ! جب ملک الموت ایک کافر کی روح قبض کرنے کے لئے اترتا ہے تو اس کے ہاتھ میں ایک ایسی آہنی سیخ ہوتی ہے جس سے وہ اس کی روح اس طرح قبض کرتا ہے کہ جہنم بھی چیخ اٹھتی ہے۔ اس پر حضرت امام علی علیہ السلام نے عرض کیا: یا رسول اللہ! یہ کیفیت آپ کی امت میں سے بھی کسی کو پیش آتی ہے؟ فرمایا: ہاں (تین قسم کے لوگوں کو یہی کیفیت پیش آتی ہے) (۱) ایک حاکم جائر و ظالم کو، (۲) دوسرے ظلم و زیادتی کے ساتھ یتیم کا مال کھانے والے کو، (۳) اور تیسرے جھوٹی گواہی دینے والے کو۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حاکم کے سامنے جھوٹی گواہی دینے والے کا کلام ہنوز ختم نہیں ہوتا کہ وہ جہنم میں اپنی جگہ مہیا کر لیتا ہے۔ اور یہی انجام گواہی چھپانے والے کا ہوتا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے حدیث مناہی میں فرمایا: جو شخص کسی بھی انسان کے خلاف جھوٹی گواہی دے تو اسے زبان کے بل منافقین کے ساتھ جہنم کے نچلے طبقہ میں لٹکایا جائے گا اور جو شخص کسی مسلمان بھائی کا حق دبائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس پر رزق کی برکت حرام قرار دے دیتا ہے۔ مگر یہ کہ توبہ کرلے۔ اور جو کوئی (کسی کو کوئی بُرا کام کرتے) دیکھے اور پھر اسے آگے پھیلائے وہ (جرم میں) گناہ کرنے والے کی مانند ہے۔ (الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

جب گواہ فیصلہ سے پہلے اپنی گواہی سے منحرف ہو جائیں تو پھر فیصلہ نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر فیصلے کے بعد منحرف ہوں تو پھر وہ تاوان ادا کریں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب گواہ اپنی گواہی سے اس وقت رجوع کرلیں جبکہ متعلقہ شخص کے خلاف فیصلہ کیا جا چکا ہو تو وہ تاوان ادا کریں گے اور اگر فیصلے سے پہلے منحرف ہو جائیں تو ان کی گواہی کو نظر انداز کر دیا جائے گا (فیصلہ نہیں کیا جائے گا) اور وہ تاوان بھی ادا نہیں کریں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۱

جب کوئی گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہو جائے تو اس کی جھوٹی گواہی سے جس قدر کسی کا مال تلف ہوا ہے وہ اس کی ادائیگی کا ضامن ہوگا۔ ہاں البتہ اگر اصل مال موجود ہو تو وہ واپس لوٹا دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ جھوٹے گواہ کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا: اگر اس کی جھوٹی گواہی سے کسی کا کچھ مال تلف ہوا ہے، نصف یا ثلث (جبکہ کوئی اور گواہ بھی ہو) یا سب (جبکہ یہ تنہا ہو) تو وہ ادا کرے (اور خدا سے معافی الگ مانگے)۔ (الفروع، التہذیب، عقاب الاعمال)

۲۔ نیز باسناد خود جمیل (ابن دراج) سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے

جھوٹی گواہی دینے کے بارے میں فرمایا کہ اس کی جھوٹی گواہی کی وجہ سے جو مال ادا ہوا ہے اگر وہ موجود ہو تو وہ واپس کر دیا جائے گا اور اگر موجود نہ ہوا تو پھر وہ اس مقدار کا ضامن ہوگا جو اس کی گواہی کی وجہ سے تلف ہوا ہے۔(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: جب کوئی شخص ہمارے پاس کوئی گواہی دے اور پھر متغیر ہو جائے تو ہم اس کی پہلی چیز کو لے لیتے ہیں اور آخری کو پھینک دیتے ہیں۔(التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۴ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۲

اس صورت کا حکم کہ جب چار گواہ کسی کے زنا کی گواہی دیں اور پھر منحرف ہو جائیں یا ان میں سے کوئی ایک منحرف ہو جائے جبکہ وہ شخص سنگسار ہو چکا ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن محبوب سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا کہ ایک محصن شخص کے بارے میں چار گواہوں نے زنا کی گواہی دی اور اس کے بعد وہ شخص سنگسار ہو گیا مگر بعد ازاں ایک گواہ منحرف ہو جائے تو؟ فرمایا: اگر وہ یہ کہے کہ مجھے گمان ہوا تھا (تب گواہی دی) تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور دیت بھی ادا کرے گا اور اگر کہے کہ میں نے عمداً جھوٹی گواہی دی ہے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابراہیم بن نعیم ازدی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ چار گواہوں نے کسی (محصن) شخص کے خلاف زناکاری کی گواہی دی اور جب وہ سنگسار کیا جا چکا تو ان میں سے ایک منحرف ہو گیا۔ تو؟ فرمایا: منحرف کو قتل کر دیا جائے گا اور باقی تین گواہ مرجوم کی دیت کے تین حصے ادا کریں گے۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

اس صورت کا حکم جب دو گواہ گواہی دیں کہ فلاں شخص نے اپنی عورت کو طلاق دے دی ہے اور جب وہ عورت دوسری شادی کر چکے تو شوہر طلاق کا انکار کرے یا دو گواہ کسی شخص کی موت کی گواہی دیں اور بعد ازاں اس کا زندہ ہونا ثابت ہو جائے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان دو گواہوں کے بارے میں جنہوں نے گواہی دی تھی کہ فلاں عورت کو اس کے شوہر نے طلاق دے دی ہے اور چنانچہ اس عورت نے دوسری جگہ شادی کر لی۔ بعد ازاں اس کا خاوند آ گیا اور اس نے کہا کہ میں نے تو اسے طلاق نہیں دی تو؟ فرمایا: ان دونوں پر جھوٹی گواہی دینے کی حد لگائی جائے گی...... اور وہ (دوسرے شوہر کے ادا کردہ) حق مہر کے ضامن ہوں گے اور عورت عدت گزار کر پہلے شوہر کے گھر چلی جائے گی۔ (الفروع)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان دو گواہوں کے بارے میں جنہوں نے گواہی دی تھی کہ فلاں عورت کا خاوند مر گیا ہے۔ پس اس عورت نے دوسری جگہ شادی کر لی اور پھر اس کا پہلا شوہر آ گیا...... تو؟ فرمایا: اس عورت کو دوسرے خاوند سے حق مہر دلوایا جائے گا۔ اور گواہوں پر حد بھی جاری کی جائے گی۔ اور حق مہر بھی ادا کریں گے۔ اور عورت عدت گزار کر پہلے شوہر کے پاس چلی جائے گی۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۵ میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

جب دو گواہ کسی کی چوری پر گواہی دیں اور جب اس کا ہاتھ کاٹا جا چکے تو وہ گواہی سے رجوع کر لیں تو وہ اس کے ہاتھ کی دیت کے ضامن ہوں گے اور اگر (اس کے بعد) وہ کسی پر چوری کرنے کی گواہی دیں گے تو ان کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس کے خلاف گواہوں نے گواہی دی کہ اس نے چوری کی ہے۔ پس جب اس کا ہاتھ کاٹا جا چکا تو وہ دونوں ایک اور شخص کو پکڑ کر لائے اور کہا کہ دراصل چور یہ ہے ہم نے اس شخص کو یہ شخص سمجھ کر گواہی دی تھی۔ آنجنابؑ نے دونوں پر (ہاتھ کی) آدھی آدھی دیت لازم قرار دی۔ اور دوسرے شخص کے خلاف ان کی شہادت کو نافذ قرار نہیں دیا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں دو آدمیوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے چوری کی ہے پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اس کے بعد ان میں سے ایک گواہ اپنی گواہی سے منحرف ہوگیا اور کہا کہ ہمیں اشتباہ ہوا ہے فرمایا: ان دونوں پر ہاتھ کی دیت کی ادائیگی لازم قرار دی جائے گی۔ اور آنجنابؑ نے ان چار گواہوں کے بارے میں جنہوں نے ایک شخص کے خلاف گواہی دی کہ انہوں نے اس کو ایک عورت کے ساتھ زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے۔ پس اسے سنگسار کر دیا گیا اور بعد ازاں ان میں سے ایک اپنی گواہی سے منحرف ہوگیا۔ فرمایا: اسے دیت کی ایک چوتھائی ادا کرنا پڑے گی اور جب دو پھر جائیں اور دعویٰ کریں کہ ہمیں اشتباہ ہوا ہے تو آدھی دیت ادا کریں گے اور جب سارے پھر جائیں اور دعویٰ یہی کریں کہ ہمیں اشتباہ ہوا ہے تو پھر پوری دیت ادا کریں گے۔ اور اگر وہ اقرار کریں کہ ہمیں اشتباہ ہوا ہے تو پھر پوری دیت ادا کریں گے۔ اور اگر وہ اقرار کریں کہ ہم نے جان بوجھ کر جھوٹی گواہی دی ہے تو سب کو قتل کر دیا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۱ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۵

جو شخص جھوٹی گواہی دے اس پر حسب مصلحت امام حد جاری کرے گا (یعنی تعزیر لگائے گا) اور کوچہ و بازار میں پھرائے جانے کے بعد اسے قید کر دیا جائے گا اور آئندہ اس کی گواہی قبول نہیں ہوگی مگر یہ کہ وہ توبہ کرلے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جھوٹے گواہوں پر حد جاری کی جائے گی۔ اور اس کے لئے کوئی خاص وقت (یعنی حد و عدد) مقرر نہیں ہے بلکہ امامؑ کی صوابدید پر منحصر ہے اور ان کو (کوچہ و بازار میں پھرایا جائے گا) تاکہ وہ پہچانے جائیں اور پھر ایسی

حرکت نہ کریں۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اس کے بعد توبہ کرلیں اور اپنی اصلاح کرلیں تو پھر ان کی گواہی قبول کی جائے گی؟ فرمایا: ہاں اگر وہ (صحیح معنوں میں) توبہ کرلیں تو اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرے گا اور پھر ان کی گواہی بھی قبول کی جائے گی۔ (الفقیہ، عقاب الاعمال)

۲۔ ایک دوسری حدیث میں جو بروایت عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے۔ اس کی توبہ کی کیفیت یوں مروی ہے کہ امامؑ سے پوچھا گیا کہ اس کی توبہ کس طرح معلوم ہوگی؟ فرمایا: سب لوگوں کے روبرو اپنے آپ کو جھٹلائے (کہ اس نے جھوٹی گواہی دی تھی)...... جہاں اسے مارا جائے گا۔ اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کرے۔ پس جب وہ ایسا کرے گا تو اب اس کی توبہ ظاہر ہو جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جب کبھی کوئی جھوٹا گواہ پکڑ کر آپ کی خدمت میں لایا جاتا تھا تو اگر وہ مسافر ہوتا تھا تو آپ اسے اس کی قوم وقبیلہ کے پاس بھیج دیتے تھے۔ اور اگر وہ وہیں کا بازاری (شہری) ہوتا تھا تو اسے بازار میں پھراتے تھے بعد ازاں کچھ دنوں کے لئے قید کر دیتے تھے اور پھر اسے چھوڑ دیتے تھے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کا بیان ہے کہ

باب ۱۶

جب کوئی عورت گواہی بھول جائے اور اسے دوسری عورت یاددہانی کرائے اور اسے یاد آجائے تو اس پر اس کی ادائیگی واجب ہے اور وہ قبول بھی کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿اَنْ تَضِلَّ اِحْدٰهُمَا فَتُذَكِّرَ اِحْدٰهُمَا الْاُخْرٰى﴾ کی تفسیر میں فرمایا: جب ایک عورت گواہی کو بھول جائے اور دوسری اسے یاد دلائے۔ پس پھر دونوں گواہی دینے کے لئے آمادہ ہو جائیں تو دو کی شہادت عنداللہ ایک مرد کی شہادت کے برابر ہے۔ کیونکہ (مردوں کی نسبت) ان کی عقل اور ان کا دین ناقص ہے پھر فرمایا: تمام عورتیں ناقص العقل پیدا ہوئی ہیں۔ لہٰذا لازم ہے کہ وہ گواہی دینے میں غلطی سے اجتناب کریں۔ کیونکہ گواہی کے معاملہ میں خدا ان کو دوست رکھتا ہے جو ادائے شہادت میں یادداشت سے کام لیتے ہیں خواہ مرد ہوں یا عورتیں۔ (پھر فرمایا) میں نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جو بھی دو عورتیں گواہی دینے میں احتیاط

سے کام لیں اور اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلائے تاکہ وہ صحیح طریقہ پر گواہی دے کر حق کو ثابت کریں اور باطل کی نفی کریں تو جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ ان کو زندہ کرے گا تو ان کا ثواب عظیم ہوگا۔ بعد ازاں ایک طویل حدیث بیان کی ہے جو ثواب جزیل پر مشتمل ہے۔ (تفسیر منسوب بامام حسن عسکریؑ)

باب ۱۷

گواہی کے سلسلہ میں سابقہ ملکیت کے استصحاب پر بنا رکھنا اور وراثت کے سلسلہ میں عدم شرکت کے اصول پر بنا رکھ کر شریک کے نہ ہونے پر اور ذاتی علم کے ہونے اور نہ ہونے پر اور ان دونوں چیزوں پر قسم کھانا اور صاحب قبضہ کی ملکیت کی گواہی دینا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام) کی خدمت میں عرض کیا کہ ابن ابی لیلیٰ (برادرانِ اسلام کا قاضی) مجھ سے کہتا ہے کہ میں اس گھر کے بارے میں گواہی دوں کہ فلاں شخص مر گیا اور یہ گھر بطور وراثت چھوڑ گیا ہے اور یہ کہ اس شخص کے سوا اس کا اور کوئی وارث نہیں ہے جس کے حق میں گواہی دے رہا ہوں؟ فرمایا: اپنے علم و یقین کے مطابق گواہی دو۔ راوی نے عرض کیا کہ ابن ابی لیلیٰ مجھ سے زبردست قسم کی قسم اُٹھواتا ہے تو؟ فرمایا: اپنے علم کے مطابق قسم کھا سکتے ہو۔

(الفروع، التہذیب)

۔ نیز باسناد خود معاویہ بن وہب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص اپنے گھر میں رہتا تھا۔ اور پھر وہ وہاں اپنے اہل و عیال چھوڑ کر تیس (۳۰) سال تک غائب ہوگیا۔ پھر ہمارے پاس اس کی موت کی خبر آئی اب ہمیں کوئی خبر نہیں ہے کہ اس کے گھر کا کیا بنا، اور یہ کہ آیا اس کے ہاں کوئی بچہ پیدا ہوا ہے یا نہ؟ اور نہ ہی یہ معلوم ہوا کہ اس کا وہ گھر اس کے وارثوں میں تقسیم ہوگیا ہے یا نہ؟ یہاں تک کہ دو گواہوں نے گواہی دی کہ یہ گھر فلاں بن فلاں کا تھا جو کہ مر گیا ہے اور وہ اس نے فلاں روز فلاں کو بطور وارث چھوڑ گیا ہے آیا ہم بھی یہ گواہی دے سکتے ہیں؟ فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے عرض کیا کہ ایک شخص ہے اور اس کا ایک غلام ہے اور ایک کنیز اور وہ دعویٰ کرتا ہے کہ اس کا غلام بھاگ گیا ہے یا کنیز بھاگ گئی ہے اور وہ شہر سے پکڑے جاتے ہیں۔ مگر قاضی اسے بیّنہ پیش کرنے کو کہتا ہے کہ یہ فلاں کا غلام ہے جسے اس نے نہ بیچا ہے اور نہ کسی کو ھبہ کیا ہے۔ تو آیا ہم اس کے حق میں گواہی دے سکتے ہیں جبکہ ہمیں ذاتی طور پر علم نہیں ہے کہ اس نے (فروخت یا ھبہ) کا کوئی کام کیا ہے یا نہ؟ فرمایا: جب کسی مسلمان کے ساتھ اس کا غلام یا کنیز اور کوئی اور

غائب ہو جائے یا تمہارے اپنے ہاتھ سے غائب ہو جائے تو پھر گواہی نہ دو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز اسی قسم کی ایک اور روایت جوانہی معاویہ بن وہب کے واسطہ سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس میں اسی صورت حال کے سوال کے جواب میں امامؑ نے فرمایا ہے کہ تم گواہی دے سکتے ہو (کہ یہ غلام فلاں کا ہے اور یہ کنیز فلاں کی ہے الغرض اس کا دارومدار ذاتی علم پر ہے (واللہ العالم)۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ از کیفیۃ قضا) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جھوٹی گواہی کے ذریعہ سے حق کا زندہ کرنا (حاصل کرنا) جائز نہیں ہے ہاں البتہ اس کے ذریعہ سے اپنی جان یا ناموس یا کسی مؤمن کی جان وناموس سے ضرر وزیاں کا دور کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کا دوسرے کے ذمہ کچھ (مالی) حق ہے۔ مگر وہ انکار کر دیتا ہے اور قسم کھاتا ہے کہ اس کے ذمہ کسی کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور صاحب حق کے پاس بھی اپنے حق کے اثبات کے لئے بیّنہ موجود نہیں ہے لہٰذا اگر ہمیں اندیشہ ہو کہ اس کا حق مارا جائے گا تو ہم اسے جھوٹی گواہی کے ذریعہ سے زندہ کر سکتے ہیں؟ فرمایا: تدلیس (دھوکہ دہی) کے ساتھ ایسا کرنا جائز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حکم بن ابی عقیلہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دشمن میرے خلاف جھوٹی گواہیوں کی بھر مار کر رہا ہے۔ مگر میں اس کے خلاف ایسا کرنے کو پسند نہیں کرتا علاوہ بریں مجھے یہ بھی معلوم نہیں ہے کہ میرے لئے ایسا کرنا (جھوٹی گواہی دلوانا) جائز بھی ہے یا نہ؟؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: کیا تم تک حضرت امیر علیہ السلام کا یہ فرمان نہیں پہنچا کہ آپؑ فرمایا کرتے تھے کہ جھوٹی گواہیوں کے ذریعہ سے اپنے مال وجان میں اضافہ نہ کرو۔[1] یا اپنے آپ کو قید نہ کرو۔ یا فرمایا: اپنے مال وجان میں کمی نہ کرو۔ کیونکہ ایک مسلمان کے لئے دین میں کوئی (زیادتی) نہیں ہے اور

---

[1] ترجمہ کا یہ اختلاف حدیث میں وارد شدہ لفظ "لا تؤسروا" کی وجہ سے پیدا ہوا ہے کیونکہ یہ لفظ "یسار" سے بھی مشتق ہو سکتا ہے جس کے معنی تونگری کے ہیں اور "اسر" سے بھی ہو سکتا ہے جس کے معنی قید کرنے کے ہیں۔ اور بعض علماء کی تحقیق یہ ہے کہ یہ لفظ دراصل "لا تو تروا" "وتر" سے مشتق ہے جس کے معنی نقص اور خسارے کے ہیں کہ جھوٹی گواہیاں دے کر اپنے مال وجان کو نقصان وزیاں نہ پہنچاؤ اور انہیں کم نہ کرو۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

نہ ہی اس پر کوئی گناہ ہے کہ اگر جھوٹی گواہی کے ذریعہ زنا کاری سے بچ جائے یا خون ناحق سے پرہیز کرے بلکہ یہ اس کے لئے بہتر ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۳۔ جناب سعد بن عبداللہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے موصوف کے نام خط میں لکھا کہ تم نے جو یہ بیان کیا ہے کہ یہ لوگ ایک دوسرے کے حق میں (جھوٹی) گواہیاں دیتے یا دلواتے ہیں اور یہ کہ یہ کام جائز نہیں ہے دراصل بات اس طرح نہیں ہے جس طرح وہ تاویل کرتے ہیں اور پھر آپ نے وصیت کے حکم کا تذکرہ کیا۔ اور پھر فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایک مرد اور مدعی کی قسم کے ساتھ فیصلہ کرتے تھے اور مسلمان کے حق کو تلف ہونے سے بچاتے تھے۔ اور مومن کی گواہی کو مسترد نہیں فرماتے تھے پس جب ایک مرد کی گواہی اور مدعی کی قسم فراہم ہو جاتی تھی تو اس کے حق میں فیصلہ فرما دیتے تھے۔ تا آخر حدیث۔ (بصائر الدرجات صغیر و کبیر)

باب ۱۹

ایک غریب و نادار (بندۂ مومن) کے خلاف گواہی دینا جائز نہیں ہے جبکہ اندیشہ ہو کہ قرض خواہ اس پر ظلم و زیادتی کرے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قسم بن الفضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے سوال کیا کہ آپ کے ایک غریب و نادار موالی کے ذمہ ایک مخالف مذہب کا قرضہ ہے اور وہ اسے قید کرنا چاہتا ہے حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ وہ نادار ہے اور قرضہ کی ادائیگی کی قدرت نہیں رکھتا۔ نیز قرض خواہ کے پاس کوئی بیّنہ بھی نہیں ہے آیا اس کے لئے (جھوٹی) قسم کھانا جائز ہے تاکہ اپنے آپ کو ضرر و زیاں سے بچا سکے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے ادائیگی کی توفیق دے۔ اور آپ کے جن موالیوں کو علم ہے کہ اس نے قرضہ دینا ہے مگر اب ادائیگی پر قادر نہیں ہے تو ان کے لئے جائز ہے کہ اس کے خلاف گواہی دیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: ان کے لئے اس کے خلاف گواہی دینا جائز نہیں ہے۔ اور وہ (مقروض) بھی اس (قرض خواہ) پر ظلم کرنے کی نیت نہ کرے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سوید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ لوگ مجھے اپنے (دینی) بھائیوں کے خلاف گواہ بناتے ہیں تو؟ فرمایا: ان کے حق میں گواہی دے اگرچہ اپنے بھائی پر نقصان کا اندیشہ ہی کیوں نہ ہو...... حضرت شیخ صدوق

علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک نسخہ میں یوں وارد ہے کہ اگر کسی برادر مومن کے بارے میں ضرر و زیاں کا اندیشہ ہو تو پھر گواہی نہ دے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے پہلی روایت کو (جس میں دینی بھائی کے خلاف گواہی دینے کا جواز وارد ہے) اس شخص پر محمول کیا ہے جو نادار نہ ہو اور دوسری کو (جس میں اس کے خلاف گواہی دینے کی ممانعت وارد ہے) غریب و نادار پر محمول کیا ہے۔

باب ۲۰

علم و یقین کے بغیر گواہی دینا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن غیاث سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اس وقت تک گواہی نہ دو جب تک تمہیں اس کا اس طرح یقین نہ ہو جس طرح اپنے ہاتھ کی ہتھیلی کا یقین ہے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں، فرمایا: گواہی علم و یقین کے بغیر نہیں ہوتی۔ جو چاہے لکھ لے اور جو چاہے مہر لگائے۔ (الفقیہ، الفروع)

۳۔ جناب محقق حلیؒ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی یہ حدیث نقل کرتے ہیں کہ آپؐ سے گواہی کے بارے میں پوچھا گیا؟ تو آپؐ نے فرمایا: کیا سورج کو دیکھ رہے ہو؟ اس کی طرح علم ہو تو گواہی دو یا پھر اسے ترک کر دے۔ (شرائع الاسلام)

باب ۲۱

جب کوئی بچہ نابالغی کی حالت میں گواہ بنے اور گواہی بلوغت کے بعد دے تو قبول کی جائے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی بچہ (نابالغی میں گواہ بنے) اور بالغ و عاقل ہونے کے بعد سمجھے کہ وہ گواہی برحق ہے تو اس کی گواہی نافذ العمل ہوگی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب بچوں کو گواہ بنایا جائے اور وہ بڑے ہو کر گواہی دیں تو ان کی گواہی نافذ ہوگی بشرطیکہ

بھول نہ گئے ہوں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا ایک بچہ نے بچپن میں ایک چیز کو دیکھا آیا وہ بڑا ہو کر اس کی گواہی دے سکتا ہے؟ فرمایا: اس کی گواہی کو ان لوگوں کی گواہی کی مانند (یا فرمایا: اس سے بہتر) سمجھا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

وہ معاملات جن میں بچوں کی گواہی بلوغت سے پہلے جائز ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آیا بچوں کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں قتل کے سلسلہ میں جائز ہے۔ مگر اس کے پہلے کلام کو لیا جائے نہ کہ دوسرے کو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ایوب خزاز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جناب اسماعیل بن امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: نوخیز کی گواہی کب نافذ ہوتی ہے؟ کہا: جب دس برس کا ہو جائے۔ پھر میں نے عرض کیا: اور اس کا معاملہ بھی نافذ ہے؟ کہا: جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے عائشہؓ سے مقاربت کی تو وہ دس برس کی تھیں۔ اور بچی سے اس وقت تک مقاربت جائز نہیں ہوتی جب تک وہ عورت نہ بن جائے۔ پس جب بچہ دس برس کا ہو جائے تو اس کا معاملہ بھی نافذ ہے اور گواہی بھی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے بچہ اور غلام کی گواہی کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: معمولی معاملات میں جائز ہے اور بڑے معاملات میں جائز نہیں ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بچوں کی گواہی ان کے درمیان نافذ ہے جب تک متفرق نہ ہو جائیں یا جب تک اپنے گھروں کی طرف نہ لوٹ جائیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں موجبات ضمانت کے باب میں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

غلام اور مکاتب کی گواہی ان کے مالکوں کے علاوہ دوسرے لوگوں کے بارے میں قابل قبول ہے۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے سات مکررات کو چھوڑ کر باقی آٹھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب غلام عادل ہو تو اس کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود برید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا غلام کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (پھر) فرمایا کہ سب سے پہلے جس شخص نے غلام کی گواہی کو رد کیا وہ فلاں (عمر) تھا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل قبلہ میں سے جو غلام ہے اس کی اہل کتاب کے بارے میں گواہی نافذ ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مسلمان غلام کی گواہی آزاد مسلمان کے بارے میں نافذ ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بیان کیا ہے کہ یہ اس صورت میں ہے کہ جب غلام یہ گواہی اپنے آقا کے حق میں نہ دے بلکہ کسی اور کے حق میں دے۔

۵۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس غلام کا نصف آزاد ہو جائے آیا طلاق کے سلسلہ میں اس کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: جب اس کے ہمراہ ایک مرد اور ایک عورت موجود ہو۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہاں عورت کا تذکرہ تقیہ پر محمول ہے ورنہ طلاق کے معاملہ میں عورت کی گواہی قبول نہیں ہے۔

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جو ایک کنیز اور دو غلام چھوڑ کر فوت ہوا تھا۔ اور اس کا ایک بھائی تھا جو ان کا وارث بنا اور اس نے دونوں غلاموں کو آزاد ہونے کے بعد گواہی دی کہ ان کے آقا نے ان کو گواہ بنایا تھا کہ وہ اپنی اس کنیز سے مباشرت کیا کرتا تھا۔ لہٰذا یہ بچہ اسی کا ہے! فرمایا: ان کی گواہی نافذ تصور ہوگی اور وہ حسب سابق

(اس بچہ کے) غلام متصور ہوں گے۔ (التہذیبین)

۷۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ بچے جب بڑے ہو جائیں تو ان کی گواہی نافذ ہے بشرطیکہ بھول نہ جائیں۔ اور یہی حکم یہود و نصاریٰ کی گواہی کا ہے جب کہ اسلام لے آئیں تو ان کی گواہی نافذ ہے۔ اور غلام کو جب گواہ بنایا جائے اور پھر آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی آزاد ہونے سے پہلے نافذ ہے بشرطیکہ حاکم (شرع فسق وغیرہ کی وجہ سے) اسے رد نہ کر دے نیز حضرت امام علی علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر اسے صرف گواہی کی خاطر آزاد کیا جائے (کہ مالک کے حق میں گواہی دے) تو پھر اس کی گواہی نافذ نہیں ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۸۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ہم بارگاہ رسالتؐ میں حاضر تھے کہ آیت مبارکہ ﴿وَاسْتَشْهِدُوا شَهِيدَيْنِ مِنْ رِجَالِكُمْ﴾ کے بارے میں فرمایا: اس سے مراد تمہارے آزاد مرد ہیں۔ کیونکہ خدائے تعالیٰ نے غلام کو اپنے آقا کی خدمت کرنے کی وجہ سے گواہ بننے اور گواہی دینے سے باز رکھا ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ متہم آدمی کی گواہی قبول نہیں ہے۔

باب ۲۴

وہ امور جن میں عورتوں کی گواہی نافذ ہے اور وہ امور جن میں عورتوں کی گواہی نافذ نہیں ہے۔

(اس باب میں کل اکیاون حدیثیں ہیں جن میں سے ۳۳ مکررات کو چھوڑ کر باقی اٹھارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن حمران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ ہم نے عرض کیا کہ آیا حدود کے معاملہ میں عورتو کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: صرف قتل کے معاملہ میں نافذ ہے۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ایک مسلمان کا خون رائیگان نہیں ہونا چاہئے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے نکاح میں عورتوں کی گواہی کے بارے میں سوال کیا گیا؟ فرمایا: جب ان کے ساتھ ایک مرد ہو تو پھر جائز ہے اور حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں دس (۱۰) (عورتوں کی گواہی) کو طلاق میں نافذ نہیں کرتا۔ راوی کا بیان ہے

کہ میں نے عرض کیا: آیا قرضہ کے سلسلہ میں مرد کے ساتھ عورتوں کی گواہی جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر میں نے سوال کیا کہ دایہ کی گواہی ولادت کے سلسلہ میں جائز ہے؟ فرمایا: ہاں بلکہ ایک دایہ کی بھی جائز ہے۔ نیز فرمایا: عورتوں کی گواہی نفاس اور کنوار پن کے معاملہ میں جائز ہے۔ نیز حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے کہ آپؐ نے قرضہ کے معاملہ میں عورتوں کی گواہی کو جائز قرار دیا ہے بشرطیکہ صاحب حق اس کے ساتھ قسم بھی کھائے کہ اس کا مطالبہ برحق ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا سنگساری کے معاملہ میں عورتوں کی گواہی جائز ہے؟ فرمایا: جب تین مرد اور دو عورتیں ہوں تو پھر جائز ہے۔ اور اگر دو مرد ہوں اور چار عورتیں تو پھر جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسنادِ خود ابراہیم صارقی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اس معاملہ میں عورتوں کی گواہی جائز ہے جسے مرد نہیں دیکھ سکتے اور گواہی نہیں دے سکتے (جیسے حیض و نفاس اور بکارت وغیرہ)۔ اور نکاح کے معاملہ میں بھی ان کی گواہی جائز ہے مگر طلاق کے معاملہ میں جائز نہیں ہے اور زنا کے معاملہ میں بھی جائز ہے جبکہ تین مرد اور دو عورتیں ہوں۔ اور اگر دو مرد ہوں اور چار عورتیں تو پھر جائز نہیں ہے۔ اور سنگساری کے معاملہ میں جائز نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسنادِ خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص اپنی حاملہ بیوی چھوڑ کر فوت ہو گیا اور اس کی موت کے بعد اس نے ایک بچہ کو جنم دیا اور پھر وہ بچہ بھی زمین پر آنے کے بعد فوت ہو گیا۔ اور دایہ نے گواہی دی ہے کہ بچہ نے زمین پر آنے کے بعد آواز بلند کی تھی اور پھر مر گیا؟ فرمایا: امام پر لازم ہے کہ اس (دایہ) کی شہادت کو بچہ کی وراثت کی ایک چوتھائی میں نافذ قرار دے۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود محمد بن مسلم سے اور وہ امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رؤیت ہلال اور طلاق کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی جائز نہیں ہے۔ نیز عورتوں کی گواہی کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: بکارت اور نفاس کے معاملہ میں جائز ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بکارت کے معاملہ میں اور ہر اس عیب کے بارے میں جسے مرد نہیں دیکھ سکتا عورتوں کی گواہی جائز ہے۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ

السلام کے پاس ایک عورت لائی گئی جس کے بارے میں لوگوں کا گمان تھا کہ اس نے زنا کیا ہے؟ حضرتؑ نے عورتوں کو حکم دیا کہ وہ اس کا معائنہ کریں تو انہوں نے گواہی دی کہ وہ باکرہ ہے! آپؑ نے فرمایا: میں کس طرح اس عورت کو مار سکتا ہوں جس پر خدائی مہر لگی ہوئی ہے۔ اور آپ اس قسم کے معاملات میں عورتوں کی گواہی کو جائز جانتے تھے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے مرنے والے کی اس وصیت کے بارے میں جس کی گواہ صرف ایک عورت تھی یہ فیصلہ فرمایا کہ ایک عورت کی گواہی وصیت کی چوتھائی میں نافذ کیا۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسناد خود حماد بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: رؤیت ہلال کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ کیونکہ اس سلسلہ میں صرف دو عادل مرد گواہوں کی گواہی قبول ہوتی ہے اور یہی حال طلاق کا ہے کہ وہاں بھی صرف دو عادل گواہوں کی گواہی ضروری ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسناد خود منصور بن حازم سے اور وہ بالواسطہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کسی صاحب حق کے حق میں دو عورتیں گواہی دیں اور وہ قسم بھی کھائے تو اس سے اس کا حق ثابت ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

۱۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن الحکم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت گواہی دیتی ہے کہ فلاں شخص نے بچہ کو کنویں میں دھکا دیا اور وہ مر گیا تو؟ فرمایا: مرد پر عورت کی گواہی کی وجہ سے بچہ کی دیت کی ایک چوتھائی لازم ہوگی۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسناد خود داؤد بن حصین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نکاح کا انکار کرتی ہے تو اگر دو عورتیں نکاح کی گواہی دیں تو کافی ہے؟ فرمایا: ہاں اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (ایضاً)

۱۴۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں جس نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے ایک مہینہ میں تین بار حیض آیا ہے؟ فرمایا: اس کی ہم جولیوں سے پوچھا جائے کہ آیا اسے اس سے پہلے بھی اس طرح کبھی حیض آتا تھا؟ پس اگر وہ اس کی تصدیق کریں تو اسے سچا سمجھا جائے گا ورنہ وہ جھوٹی متصور ہوگی۔ (ایضاً)

۱۵۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی

اللہ علیہ وآلہ وسلم نے قرضہ کے سلسلہ میں عورتوں کی شہادت کو نافذ قرار دیا ہے جبکہ ان کے ہمراہ کوئی مرد نہ ہو۔ (التہذیب، الفقیہ)

۱۶۔ نیز باسناد خود ابن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ نومولود کے بارے میں جو پیدا ہونے کے بعد آواز بلند کرے (اور پھر مر جائے) تو اس کی وراثت کے بارے میں فرمایا کہ دایہ کی گواہی قبول ہے۔ پس اگر ایک عورت ہے تو ایک ربع میں، دو ہیں تو نصف میں قبول ہوگی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۷۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں وارد ہے کہ اگر تین عورتیں گواہی دیں تو اس سے پوری وراثت کی تین تہائی ثابت ہوگی اور اگر چار ہوں تو پھر پوری وراثت ثابت ہو جائے گی۔ (الفقیہ)

۱۸۔ نیز باسناد خود محمد بن سنان سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ نے موصوف کی طرف بعض احکام کے علل و اسباب کے سلسلہ میں لکھا کہ طلاق اور چاند کے سلسلہ میں عورتوں کی گواہی اس لئے قابل قبول نہیں ہے کہ ان کی قوت رؤیت کمزور ہے۔ بہر حال سخت ضرورت کے وقت ان کی گواہی قبول ہے جیسے دایہ وغیرہ کی گواہی (نومولود کی موت وحیات کے سلسلہ میں) یا جس چیز کو مرد نہیں دیکھ سکتے۔ (جیسے عورتوں کے مخفی عیوب) جس طرح ضرورت کے وقت اہل کتاب کی گواہی قبول کی جاتی ہے جبکہ کوئی اور (مسلمان) گواہ موجود نہ ہو۔ جیسا کہ قرآن مجید میں وارد ہے: ﴿اثْنَانِ ذَوَا عَدْلٍ مِنْكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ (تم میں سے دو عادل گواہ یا دو گواہ تمہارے غیروں سے) یعنی کافروں میں سے یا جیسے قتل کے معاملہ میں بچوں کی گواہی (جائز ہے) جبکہ کوئی اور نہ ہو۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب الطلاق وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۵

بیوی کی گواہی اپنے شوہر کے حق میں اور شوہر کی گواہی اپنی بیوی کے حق میں جائز (نافذ) ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: شوہر کی گواہی اپنی بیوی کے حق میں اور بیوی کی گواہی اپنے شوہر کے حق میں جائز (نافذ) ہے جبکہ ان کے ہمراہ کوئی اور بھی ہو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود عمار بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا یا کہا کہ بعض اصحاب نے پوچھا کہ آیا شوہر اپنی بیوی کے حق میں گواہی دے سکتا ہے؟ فرمایا: جب نیکوکار ہو تو پھر اس کی گواہی بیوی کے حق میں نافذ ہے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ شہادات والی احادیث اپنے عموم و اطلاق سے بھی اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۲۶

بیٹے کی گواہی اپنے باپ کے حق میں یا اس کے برعکس باپ کی گواہی بیٹے کے حق میں جائز ہے اور بھائی کی گواہی بھائی کے حق میں بھی جائز ہے۔ مگر بیٹے کی اپنے باپ کے خلاف گواہی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بیٹے کی گواہی اپنے باپ کے حق میں اور باپ کی گواہی اپنے بیٹے کے حق میں اور بھائی کی گواہی بھائی کے حق میں جائز (نافذ) ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود عمار بن مروان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا یا یوں کہا کہ ہمارے بعض اصحاب نے آپ سے پوچھا کہ کوئی شخص اپنے والد کے حق میں یا کوئی باپ اپنے بیٹے کے حق میں یا کوئی بھائی اپنے بھائی کے حق میں گواہی دیتا ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ جب وہ اچھا آدمی ہے تو اس کی گواہی اپنے باپ، اپنے بیٹے اور اپنے بھائی کے حق میں جائز اور نافذ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجدؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بھائی کی گواہی اپنے بھائی کے حق میں جائز ہے جبکہ پسندیدہ کردار کا مالک ہو اور اس کے ہمراہ کوئی دوسرا گواہ بھی ہو۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ بیٹے کی گواہی اپنے والد کے خلاف قبول نہیں ہے۔ (الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۸ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔۔ اور یہ جو بعض احادیث میں وارد ہے کہ بیٹے کا اپنے باپ کے خلاف گواہی دینا واجب ہے یہ اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ اس

کا قبول کرنا بھی واجب ہے۔

باب ۲۷

اگر ایک شریک کار اپنے شریک کے حق میں اس چیز میں گواہی دے جس میں وہ شریک ہے تو وہ قبول نہیں ہے جبکہ دوسری چیز میں قبول ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمٰن بن ابوعبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ تین آدمی باہم شریک کار ہیں اور ان میں سے دو تیسرے کے حق میں گواہی دیتے ہیں؟ فرمایا: وہ نافذ نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن الصلت سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے پوچھا کہ چند آدمی سفر میں باہم شریک تھے کہ ان پر ڈاکہ پڑا۔ اور انہوں نے چوروں کو پکڑ لیا۔ اور ان میں سے بعض نے دوسرے بعض کے حق میں مشترک چیز کے بارے میں گواہی دی۔ تو؟ فرمایا: ان کی یہ گواہی قبول نہیں ہے۔ مگر یہ کہ چور اس کا اقرار کریں یا کوئی اور شخص گواہی دے۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ دو شریک کار لوگوں میں سے ایک دوسرے کے حق میں گواہی دیتا ہے تو؟ فرمایا: اس کی گواہی جائز ہے مگر اس چیز میں (جائز نہیں ہے) جس میں اس (گواہ) کا حصہ ہے۔

(الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

وصی کی گواہی میت اور وارث دونوں کے حق میں اور ان کے برخلاف جائز ہے سوائے اس چیز کے جس میں وہ وصی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ محمد بن حسن صفار نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا کہ جب کوئی وصی گواہی دے کہ مرنے والے نے (جس کا یہ وصی

ہے) فلاں شخص سے قرضہ لینا تھا۔ جبکہ اس کے ہمراہ ایک اور عادل گواہ بھی موجود ہو۔ تو آیا اس کی گواہی قبول کی جائے گی؟ امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخط کے ساتھ لکھا کہ جب اس (وصی) کے ہمراہ ایک اور عادل بھی گواہی دے تو مدعی کو دفع تہمت کے لئے (احتیاطاً) قسم بھی کھانی چاہئے۔ دوسرا مسئلہ یہ پوچھا تھا کہ آیا وصی کے لئے جائز ہے کہ وہ میت کے چھوٹے یا بڑے وارث کے حق میں گواہی دے۔ جبکہ چھوٹا وارث اس کی تولیت میں ہے اور بڑا نہیں! امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہاں (دے سکتا ہے) مگر وصی کو چاہئے کہ حق کی گواہی دے۔ اور صحیح گواہی کو نہ چھپائے اور یہ مسئلہ بھی پوچھا تھا کہ آیا جب وصی کے ہمراہ ایک اور عادل گواہ بھی ہو تو ان کی شہادت مرنے والے کے خلاف جائز ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ہاں جائز ہے مگر قسم کے ساتھ۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۲۹

اجیر (مزدور) کی گواہی مستاجر (مزدور رکھنے والے) کے لئے جائز نہیں ہے ہاں البتہ دوسروں کے لئے جائز ہے۔ نیز مستاجر سے علیحدگی کے بعد اس کے لئے بھی جائز ہے اور مہمان کی گواہی بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود صفوان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے مزدور کو کسی بات پر گواہ بنایا آیا اس (مستاجر) سے علیحدگی کے بعد اس کی گواہی جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اور یہی حکم غلام کا ہے کہ وہ جب آزاد ہو جائے تو اس کی گواہی جائز (نافذ) ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام مزدور کی گواہی کو نافذ نہیں جانتے تھے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس تفصیل پر محمول کیا ہے جو ذیل میں حدیث نمبر ۳ میں آرہی ہے۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مہمان جب عفیف النفس ہو تو اس کی اس گواہی میں (جو میزبان کے حق میں دے) کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ البتہ مزدور کی گواہی اپنے ساتھی (مستأخر) کے حق میں مکروہ ہے ہاں وہ دوسروں کے لئے گواہی دے سکتا

ہے۔ اور مستاجر کے حق میں بھی جدائی کے بعد جائز ہے۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۰

جو فاسق ہو یا متّہم ہو یا جو دشمن ہو اس کی گواہی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کن گواہوں کی گواہی ردّ کی جاتی ہے؟ فرمایا: (۱) ظنین (مشکوک اور ناپسندیدہ آدمی)، (۲) متّہم (بدنام)۔ راوی نے عرض کیا اور فاسق اور خائن؟ فرمایا: وہ ظنین میں داخل ہیں (یعنی ان کی گواہی بھی قبول نہیں ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے بھی اسی قسم کا سوال حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کیا اور امام علیہ السلام نے فرمایا: تین شخصوں کی گواہی قبول نہیں ہے: (۱) ظنین (ناپسندیدہ شخص)، (۲) متّہم (بدنام)، (۳) اور دشمن۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں فاسق کی گواہی سوائے اس کی اپنی ذات کے اور کسی کے بارے میں قبول نہیں کرتا۔ (ایضاً)

۴۔ جناب احمد بن محمد بن عیسٰی اپنے نوادر میں محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں: بچہ، دشمن، متّہم اور ظنین کی گواہی جائز (نافذ) نہیں ہے۔ (نوادر احمد بن محمد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

ولد الزنا کی گواہی ناجائز ہے۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ولد الزنا کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: نہیں۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ حکم

بن عتیبہ (اسلامی برادری کا قاضی) تو کہتا ہے کہ نافذ ہے! امام علیہ السلام یہ بات سن کر فرمایا: ﴿اَللّٰھُمَّ لا تغفر ذنبہٗ﴾ (اے اللہ! اس کا یہ گناہ معاف نہ کر)۔ پھر فرمایا: خدائے تعالیٰ نے حکم سے نہیں فرمایا (بلکہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے فرمایا ہے) کہ یہ قرآن تمہارے اور تمہاری قوم کے لئے نصیحت ہے۔

(الفروع، بصائر الدرجات)

۲۔ جناب کشی نے مذکورہ بالا روایت نقل کرنے کے بعد اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی نقل کیا ہے کہ فرمایا: حکم دائیں طرف جائے یا بائیں طرف خدا کی قسم! علم تو بہرحال انہی اہل بیت کے ہاں ملے گا جن پر جبرئیلؑ نازل ہوا ہے۔

(رجال کشی)

۳۔ نیز باسناد خود عبید بن زرارہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر میرے پاس چار آدمی کسی شخص کے زنا کرنے کی گواہی دیں اور ان میں سے ایک ولد الزنا ہو تو میں سب پر حد (قذف) جاری کروں گا۔ کیونکہ اس کی گواہی نافذ نہیں ہے اور نہ ہی وہ لوگوں کو نماز پڑھا سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عیسیٰ بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ولد الزنا کی گواہی کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: کسی معمولی چیز کے بارے میں جائز ہے۔ جبکہ اس میں اچھائی دیکھو۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس روایت میں تقیہ کا احتمال ہے۔

۵۔ جناب مفسر عیاشی باسناد خود عبیداللہ حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چاہیئے کہ ولد الزنا کی گواہی قبول نہ کی جائے اور وہ لوگوں کو نماز نہ پڑھائے۔ اور فرمایا کہ اسے جناب نوح علیہ السلام نے کشتی پر سوار نہیں کیا تھا جبکہ کتے اور خنزیر کو سوار کیا تھا۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۳۲

ان چند لوگوں کا تذکرہ جن کی گواہی قبول نہیں ہوتی۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فحش گو اور دینی معاملہ میں ذلیل و خوار آدمی کی گواہی کو قبول نہیں کرتے تھے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علا بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اذان کہنے اور نماز پڑھانے پر اجرت لیتا ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے اور نہ ہی اس کی گواہی جائز ہے۔[1]

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ کن لوگوں کی گواہی مسترد ہوتی ہے؟ فرمایا: مریب (شک میں ڈالنے والے) کی، دشمن کی، شریک کی، قرضہ ادا نہ کرنے والے کی، مزدور کی، غلام کی، تابع کی اور متہم کی ان سب کی گواہی مسترد کردی جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے تھے کہ میں عرّاف (نجومی)، قیافہ شناس، چور کی گواہی قبول نہیں کرتا اور نہ ہی فاسق کی گواہی قبول کرتا ہوں مگر اس کی اپنی ذات کے خلاف۔ (الفقیہ)

۵۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن محمد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کینہ ور آدمی اور دینی معاملہ میں ذلیل ورسوا آدمی کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔ (ایضاً)

۶۔ الفقیہ کی ایک اور حدیث میں مریب اور دشمن وغیرہ کے ساتھ درج ذیل لوگوں کی گواہی کے قبول نہ کئے جانے کا بھی تذکرہ ہے، جیسے شارب الخمر، شطرنج کھیلنے والا، اور جواباز۔ (ایضاً)

۷۔ جناب احمد بن علی بن ابی طالب طبرسی باسناد خود محمد بن عبداللہ حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام صاحب العصر والزمان علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ آیا مبروص، مجذوم اور فالج زدہ کی گواہی قبول ہے؟ کیونکہ ہم سے یہ روایت بیان کی گئی ہے کہ یہ حضرات تندرست لوگوں کو نماز نہیں پڑھا سکتے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اگر یہ بیماریاں ان میں نئی پیدا ہوئی ہوں تو پھر تو ان کی گواہی قبول ہے اور اگر پیدائشی ہوں تو پھر جائز نہیں ہے۔ (الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے

---

[1] حالانکہ اذان دینا اور نماز باجماعت پڑھانا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے مگر اس قسم کی حدیثوں سے واضح ہوتا ہے کہ شرعی نقطۂ نگاہ سے مستحبات پڑھی مقرر کر کے اجرت لینا جائز نہیں ہے ورنہ ایسا کرنے والوں کی اقتداء میں نماز پڑھنا ناجائز نہ ہوتی اور نہ ہی ان کی گواہی مسترد ہوتی۔ اس موضوع پر تمام تفصیلات ہمارے رسالہ اصلاح المجالس والمحافل میں دیکھی جائیں۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۳

نرد (ایک قسم کا کھیل) اور شطرنج کھیلنے والے اور ہر جوئے باز اور گانے والے اور گانا سننے والے کی گواہی قبول نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نرد، چودہ (گوٹیاں والے) اور شامین والے کی گواہی قبول نہیں ہے۔ جو کہتا ہے کہ نہیں بخدا، ہاں بخدا بخدا شاہ مر گیا، اور بخدا شاہ قتل ہو گیا۔ حالانکہ شاہ نہ مرا ہے اور نہ قتل ہوا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے یہاں (سابقہ باب میں) اور اس سے پہلے باب التجارہ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۴۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

سابق الحاج [1] کی گواہی قبول نہیں ہے جب کہ اپنی سواری پر (تیز چلانے کیلئے) ظلم کرے اور نماز کو خفیف سمجھے۔ ہاں البتہ مکاری (کرایہ پر سواری دینے والے) اور شتربان اور ملاح کی گواہی قبول ہے جبکہ نیکوکار ہوں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن سیابہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ سابق الحاج کی گواہی قبول نہیں ہے کیونکہ وہ اپنی سواری کو (تیز چلا کر) قتل کرتا ہے، زادِ راہ ختم کرتا ہے، اپنی جان کو ہلکان کرتا ہے اور اپنی نماز کو خفیف جانتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ کرایہ پر جانور دینے والا، اور شتربان اور ملاح کی گواہی کیسی ہے؟ فرمایا: جب نیکوکار ہوں تو ان کی گواہی قبول ہے ان میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود مسمع بن عبد الملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام سابق الحاج کی گواہی کو جائز (نافذ) نہیں جانتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

---

[1] سابق الحاج سے مراد وہ جلد باز حاجی ہے جو سب سے پہلے مکہ مکرمہ پہنچنے کیلئے غیر معمولی تیز روی سے کام لیتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (جلد ۸ میں) سابق الحاج کی مذمت کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۵

ہاتھ پھیلا کر سوال کرنے والے کی گواہی قبول نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا ہاتھ پھیلا کر سوال کرنے والے شخص کی گواہی قبول ہے؟ فرمایا: میرے والد بزرگوار ایسے شخص کی گواہی قبول نہیں کرتے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ہاتھ پھیلا کر سوال کرنے والے شخص کی گواہی رد کر دی تھی۔ امامؑ علیہ السلام نے اس کی وجہ بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ اس کی گواہی کا کوئی اعتبار نہیں ہے کیونکہ وہ ایسا ہے کہ اگر اسے کچھ دے دیا جائے تو خوش ہو جاتا ہے اور اگر اسے کچھ نہ دیا جائے تو ناراض ہو جاتا ہے (یعنی اس کا دین صرف پیسہ ہے)۔ (ایضاً)

باب ۳۶

جو شخص کسی (مومن یا مومنہ) پر تہمت زنا لگائے پس اگر توبہ کرلے تو پھر اس کی گواہی قبول ہے ورنہ نہیں۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: جب کسی پر تہمت زنا لگانے والے پر شرعی حد (اسّی کوڑے) جاری ہو جائے تو اس کی (مزید) توبہ کیا ہے؟ فرمایا: وہ اپنے آپ کو جھٹلائے (برملا اقرار کرے کہ اس نے جھوٹی تہمت لگائی تھی)۔ عرض کیا کہ جب اپنی تکذیب کر گزرے تو پھر اس کی گواہی قبول ہے؟ فرمایا: ہاں۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی شرعی حد کا مستوجب ہو اور وہ اس پر جاری بھی کر دی جائے اور وہ توبہ کرلے (اور اپنی اصلاح کرلے) تو پھر اس کی گواہی جائز (نافذ) ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان سے پوچھا کہ جو شخص پاکدامن عورتوں پر تہمت زنا لگائے تو آیا حد کے جاری ہونے کے بعد جب وہ توبہ کر لے تو آیا اس کی گواہی قبول ہے؟ فرمایا: ہاں! عرض کیا کہ اس کی توبہ کس طرح ہے؟ فرمایا: امامؑ (یا کسی بھی حاکم شرع) کے پاس جائے اور اپنے آپ کو جھٹلائے اور اقرار کرے کہ میں نے فلانہ پر جھوٹی تہمتِ زنا لگائی تھی اور کہے کہ میں (بارگاہِ ایزدی میں) توبہ کرتا ہوں۔ (ایضاً)

باب ۳۷

جس شخص پر کوئی شرعی حد جاری کی جائے اور وہ اس گناہ سے توبہ کر لے تو اس کی گواہی قبول ہے اور توبہ سے پہلے قبول نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جس شخص پر کوئی شرعی حد جاری ہو چکی ہو تو اگر وہ توبہ کر لے تو آیا اس کی گواہی قبول ہو سکتی ہے؟ فرمایا: ہاں جب توبہ کر لے (پھر توبہ کی وضاحت کرتے ہوئے فرمایا) اور اس کی توبہ یہ ہے کہ اس نے جو کچھ کیا تھا (جھوٹ بولا تھا) اس سے باز آجائے اور امامؑ اور مسلمانوں کے پاس اپنے آپ کو جھٹلائے۔ پس جب وہ ایسا کر گزرے تو پھر امامؑ پر لازم ہے کہ اس کی گواہی کو قبول کرے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک ایسے شخص نے گواہی دی جس کے (شرعی حد کے سلسلہ میں) ہاتھ اور پاؤں کاٹے جا چکے تھے۔ اور آپ نے اس کی گواہی قبول فرمائی کیونکہ اس نے توبہ کر لی تھی اور اس کی توبہ (اس کے عمل و کردار سے) پہچانی جاتی تھی۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۸

مسلمان کی گواہی کافر کے خلاف جائز (نافذ) ہے۔ مگر کافر کی گواہی مسلمان کے خلاف سوائے بعض مستثنیٰ صورتوں کے جائز نہیں ہے اگرچہ کافر ذمی ہی کیوں نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: مسلمانوں کی گواہی تمام اہل ملل و ادیان کے برخلاف جائز (نافذ) ہے مگر دوسرے اہل ملل و مذاہب کی گواہی مسلمانوں کے خلاف جائز نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ (اسلام کے علاوہ) دوسرے کسی اہل ملت کی گواہی کیسی ہے؟ فرمایا: صرف انہی کے اہل ملت کے خلاف جائز (نافذ) ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اہل قبلہ (مسلمانوں) کے غلام کی گواہی اہل کتاب کے خلاف نافذ ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۹

جب کسی کافر کو کسی چیز کا گواہ بنایا جائے اور وہ گواہی دینے سے پہلے مسلمان ہو جائے تو پھر اس کی گواہی قبول ہوگی۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کسی کافر ذمی اور غلام کو کسی معاملہ میں گواہ مقرر کیا جائے اور گواہی دینے سے پہلے ذمی اسلام لے آئے اور غلام آزاد ہو جائے تو آیا ان کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں جب اس کے بعد ان کی بھلائی مشاہدہ کی جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود صفوان بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے مزدور کو گواہ مقرر کیا۔ اور پھر اس سے علیحدہ ہو گیا۔ آیا اس علیحدگی کے بعد اس کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں۔ پھر پوچھا کہ ایک یہودی کو گواہ بنایا گیا اور پھر وہ اسلام لے آیا لہٰذا اب اس کی گواہی جائز ہے؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کسی یہودی اور نصرانی کو گواہ مقرر کیا جائے اور وہ گواہی سے پہلے اسلام لے آئیں تو ان کی گواہی جائز ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابو زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب بچوں کو ان کے بچپن میں کسی معاملہ کا گواہ مقرر کیا جائے تو بڑا ہونے کے بعد ان کی گواہی نافذ ہے بشرطیکہ وہ اس معاملہ کو بھول نہ گئے ہوں۔ اور یہی حکم یہود و نصاریٰ کا ہے (کہ جب ان کو یہودیت اور نصرانیت کی حالت میں گواہ مقرر کیا جائے) اور پھر وہ اسلام لے آئیں تو ان کی گواہی نافذ ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

باب ۴۰

سخت ضرورت کے وقت وصیت کے معاملہ میں یہود و نصاریٰ اور مجوس وغیرہ کی گواہی نافذ ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبیداللہ بن علی حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا اہل ذمہ کی گواہی ان کے ہم ملت کے علاوہ دوسروں کے لئے نافذ ہے؟ فرمایا: جب کسی کے اہل ملت موجود نہ ہوں تو پھر دوسروں کی گواہی جائز ہے تاکہ کسی کا حق تلف نہ ہو۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود احمد بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (معصومؑ) سے ارشادِ خداوندی کے بارے میں سوال کیا کہ ﴿ذَوَا عَدْلٍ مِّنكُمْ أَوْ آخَرَانِ مِنْ غَيْرِكُمْ﴾ (کہ وصیت کے بارے میں تمہارے دو عادل آدمی یا دوسرے لوگوں میں سے دو آدمی گواہی دیں) اس کا مطلب کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ دو مسلمان گواہی دیں یا اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) میں سے دو آدمی گواہی دیں...... اور اگر اہل کتاب بھی نہ مل سکیں تو پھر مجوسی گواہی دیں...... کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ان (مجوسیوں) کے ساتھ اہل کتاب والا سلوک کرو۔ اور یہ اس وقت ہے کہ جب کوئی مسلمان مسافرت کے عالم میں مرے اور وہاں دو مسلمان گواہ دستیاب نہ ہوں تو پھر اہل کتاب سے دو آدمی گواہ مقرر کئے جائیں گے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الوصیۃ میں گزر چکی ہیں۔

باب ۴۱

گواہ میں کس قسم کی عدالت کا پایا جانا معتبر ہے؟

(اس باب میں کل تیئس حدیثیں ہیں جن میں سے آٹھ مکررات کو قلمزد کر کے باقی پندرہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن ابی یعفور سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ وہ کون سے صفات ہیں جن سے مسلمانوں میں کسی

شخص کی عدالت کا علم ہوتا ہے تا کہ اس کی گواہی قبول کی جا سکے خواہ ان کے حق میں دے یا ان کے خلاف؟ فرمایا: وہ اس طرح ہے کہ تم اسے پہچانو کہ وہ عفیف ہے شریف ہے، وہ شکم، شرمگاہ، ہاتھ اور زبان کو حرام کاموں سے بچاتا ہے اور اسے پہچانا جائے کہ وہ ان تمام گناہانِ کبیرہ سے اجتناب کرتا ہے جن کے ارتکاب پر خدا نے جہنم کی وعید کی ہے جیسے شرابخواری، زناکاری، سودخواری، والدین کی نافرمانی اور میدانِ کارزار سے فرار وغیرہ وغیرہ۔ اور ان ساری باتوں کی دلیل یہ ہے کہ وہ اپنے تمام عیوب و نقائص کو چھپاتا ہو تا کہ مسلمانوں پر اس کے مخفی حالات و کیفیات کی جستجو کرنا حرام قرار پائے اور ان پر اس کی پاکیزگی اور اس کی عدالت کا لوگوں میں ظاہر کرنا لازم ہو جائے۔ الغرض وہ باقاعدگی سے نماز پنجگانہ ادا کرتا ہو۔ اور ان کے اوقات کا خیال کرتا ہو۔ اور وہ مسلمانوں کے ساتھ باجماعت اور کسی عذر کے بغیر اس کی خلاف ورزی نہ کرے بلکہ اوقاتِ نماز میں اپنے مصلیٰ پر حاضر باش نظر آئے حتیٰ کہ جب اس کے محلّہ اور قبیلہ والوں سے اس کے بارے میں پوچھا جائے تو وہ بھی گواہی دیں کہ ہم نے اس سے خیر و خوبی کے سوا اور کچھ نہیں دیکھا اور وہ اوقاتِ فضیلت نماز پر پڑھنے پر مداومت کرتا ہو یہ وہ باتیں ہیں جو اس کی عدالت اور گواہی کو مسلمانوں میں نافذ قرار دیتی ہیں۔ کیونکہ نماز گناہوں کا کفارہ ہے اور جب کوئی شخص اپنے مصلیٰ پر اور مسلمانوں کی جماعت میں شریک نہ ہو تو پھر کس طرح گواہی دی جا سکتی ہے کہ وہ نماز پڑھنے پر مداومت کرتا ہے۔ یہ جماعت اور یہ اجتماع اسی لئے مقرر کیا گیا ہے تا کہ معلوم ہو جائے کہ کون نماز پڑھتا ہے اور کون نہیں پڑھتا۔ اور کون اوقاتِ نماز کی پابندی کرتا ہے اور کون انہیں ضائع کرتا ہے اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی کسی کی بھلائی کی گواہی نہ دے سکتا۔ کیونکہ جو شخص نماز ہی نہیں پڑھتا بھلا اس میں کیا خیر و خوبی ہے۔ حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارادہ کیا تھا کہ ان لوگوں کو ان کے گھروں میں آگ لگا کر جلا دیں جو مسلمانوں کی جماعت میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔ حالانکہ ان لوگوں میں ایسے لوگ بھی تھے جو اپنے گھروں میں نماز پڑھتے تھے۔ مگر آپ نے یہ بات قبول نہیں کی تھی۔ بھلا اس شخص کی گواہی یا عدالت کس طرح قبول کی جا سکتی ہے جس کے بارے میں خدا اور رسول کا حکم یہ ہو کہ اسے اپنے گھر کے اندر آگ سے جلا دیا جائے جبکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کسی وجہ کے بغیر مسلمانوں کے ہمراہ مسجد میں نماز نہیں پڑھتا۔ اس کی کوئی نماز نہیں ہے۔[1] (الفقیہ)

---

[1] علماء و فقہاء نے عادل کی یہ تعریف کی ہے کہ عادل وہ شخص ہے جو عمداً واجبات شرعیہ کو ترک نہ کرے اور محرمات الٰہیہ کا ارتکاب نہ کرے اور تمام معاملات میں میانہ روی کو لازم سمجھے۔ اور تا بامکان خلاف مروت کوئی کام نہ کرے اور اگر کبھی کبھار بتقاضائے بشریت کوئی غلطی کر بیٹھے تو توبہ کرنے میں دیر و درنگ نہ کرے۔ اس حدیث شریف میں جو کچھ بیان کیا گیا ہے وہ اسی اجمال کی تفصیل ہے والحمد للہ۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی مذکورہ بالا حدیث کو اپنی دونوں کتابوں میں نقل کیا ہے مگر اس میں بعض فقروں کی کمی ہے اور بعض جملوں کا اضافہ ہے جیسے یہ کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص گھر میں نماز پڑھتا ہے اور ہماری جماعت سے روگردانی کرتا ہے اس کی غیبت کرنا صرف جائز ہی نہیں ہے بلکہ واجب ہے۔ اور اس کی عدالت ساقط ہو جاتی ہے اور اس کا سوشل بائیکاٹ کرنا لازم ہے۔ اور جب اس کا معاملہ امام المسلمین تک پہنچ جائے وہ اسے ڈرائے دھمکائے گا۔ پس اگر جماعت میں حاضر ہو جائے تو فبہا ورنہ اسے اس کے گھر میں جلا دے گا۔ اور جماعت المسلمین کو لازم سمجھے تو ان پر اس کی غیبت کرنا حرام ہے اور اس کی عدالت ثابت ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یونس بن عبدالرحمٰن سے اور وہ بعض اشخاص سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کسی بات پر بیّنہ قائم ہو جائے تو آیا قاضی کے لئے بیّنہ کے قول کے مطابق فیصلہ کرنا جائز ہے؟ فرمایا: پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ لوگوں پر واجب ہے کہ ان کے ظاہر پر حکم لگائیں (اور کام چلائیں)۔ (۱) ولایات و تعلقات، (۲) مناکح (نکاح و متعہ وغیرہ)، (۳) ذبائح (مسلمانوں کا ذبیحہ)، (۴) گواہیاں، (۵) اور انساب (کہ فلاں بن فلاں ہے اور فلاں بن فلاں)......... پس جب ایک شخص کے کام ظاہراً اچھا ہے تو اس کی گواہی نافذ ہوگی اور اس کے باطنی و مخفی حالات کے بارے میں پوچھ گچھ نہیں کی جائے گی۔ (الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے بھی مذکورہ بالا روایت کو نقل کیا ہے۔ اور اس کے ظاہر پر عمل بھی کیا ہے۔ مگر اس میں پانچویں چیز انساب کی جگہ مواریث مذکور ہے۔ اور یوں وارد ہے کہ قاضی بیّنہ کے قول پر فیصلہ کرے گا اور جب گواہوں کے حالات و کوائف نہ جانتا ہو تو ان کے بارے مین پوچھ گچھ نہیں کرے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص کبوتروں سے کھیلتا ہے۔ اس کی گواہی کیسی ہے؟ فرمایا: اس میں کوئی حرج نہیں ہے جب تک وہ شخص فاسق نہ ہو۔ (الفقیہ، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر (اسلامی) معاملات کی باگ ڈور ہمارے ہاتھ میں آ گئی تو ہم حقوق الناس میں ہر اس شخص کی گواہی کو نافذ قرار دیں گے جس کی خیر و خوبی معلوم ہوگی جب کہ مخالف قسم کھائے گا۔ (الفقیہ)

۷۔ نیز باسناد خود عمار بن مروان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اپنے بیٹے کے حق میں، کوئی شوہر اپنی بیوی کے حق میں گواہی دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ اچھا آدمی ہو۔ (ایضاً)

۸۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر مہمان (اپنے میزبان کے حق میں) گواہی دے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ عفیف النفس اور محتاط آدمی ہو۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود ابراہیم بن زیاد کرخی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شب و روز میں پانچ نمازیں پڑھے اور وہ بھی مسجد میں جماعت کے ساتھ اور لوگ اس کے بارے میں اچھا گمان رکھیں تو اس کی گواہی کو نافذ العمل سمجھو۔ (امالی شیخ صدوق)

۱۰۔ نیز باسناد خود علقمہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ فرزند رسولؐ! مجھے بتائیں کہ کن لوگوں کی گواہی قبول ہوتی ہے اور کن کی قبول نہیں ہوتی؟ فرمایا: اے علقمہ! جو شخص فطرتِ اسلامیؔ پر قائم ہے اس کی گواہی قبول ہے...... راوی نے عرض کیا کہ آیا گنہگار کی گواہی جائز ہے؟ فرمایا: اے علقمہ! اگر گنہگاروں کی گواہی قبول نہ ہوتو پھر تو صرف انبیاء اور ان کے اوصیاء کی گواہی قبول ہوگی! کیونکہ معصوم تو صرف وہی ہستیاں ہیں! پس جب تک تم خود کسی شخص کو گناہ کرتے ہوئے نہ دیکھو یا جس کے خلاف دو عادل گواہ ارتکاب گناہ کی گواہی نہ دیں تب تک وہ اہل ستر و عدالت میں سے ہے، اور اس کی گواہی قبول ہے اگرچہ وہ درحقیقت گنہگار ہی کیوں نہ ہو۔ اور جو ایسے (متستّر) کی غیبت کرے وہ اللہ تعالیٰ کی ولایت (حکومت) سے خارج ہے اور شیطان کی ولایت میں داخل ہے۔ (ایضاً)

۱۱۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کی غیبت کرے بعض ان (خامیوں) کی وجہ سے جو اس میں پائی جاتی ہیں تو خدا کبھی دونوں کو جنت میں اکٹھا نہیں کرے گا۔ (یعنی غیبت کرنے والا جہنم میں جائے گا) اور اگر کوئی کسی مومن کی غیبت اس (عیب) کی وجہ سے کرے جو اس میں پایا ہی نہیں جاتا تو پھر تو ان کا (ایمانی) تعلق بالکل ختم ہو جاتا ہے اور غیبت کرنے والا ابد الآباد تک جہنم میں رہے گا اور وہ بہت ہی بُری جائے بازگشت ہے۔ علقمہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ لوگ ہمیں بڑے بُرے امور کی طرف نسبت دیتے ہیں! اور اس سے ہمارے سینے تنگ ہونے لگتے ہیں؟ فرمایا: سب لوگوں کی خوشنودی حاصل نہیں کی جا سکتی! اور ان کی زبانوں پر کنٹرول نہیں کیا جا سکتا۔ بھلا تم اس

(تہمت تراش) سے کس طرح محفوظ رہ سکتے ہو جس سے اللہ تعالیٰ کے انبیاء و مرسلین محفوظ نہیں رہ سکتے؟[1]

(ایضاً)

۱۲۔ نیز باسنادِ خود عبداللہ بن احمد بن عامر طائی سے اور وہ اپنے باپ سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص لوگوں کے ساتھ معاملہ کرنے میں ظلم و زیادتی نہ کرے، جب لوگوں سے بات کرے تو جھوٹ نہ بولے اور جب ان سے وعدہ کرے تو وعدہ خلافی نہ کرے تو یہ شخص ان لوگوں میں سے ہے جن کی مروّت (وشرافت) مکمل ہے، عدالت ظاہر ہے، اس سے برادری واجب ہے اور اس کی غیبت کرنا حرام ہے۔ (کتاب الخصال)

۱۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان چار گواہوں کے بارے جنہوں نے کسی محصن شخص کی زنا کاری کی گواہی دی تھی جن میں سے دو کی عدالت تو واضح تھی۔ مگر دوسرے دو کی عدالت واضح نہ تھی۔ فرمایا: جب چاروں گواہ مسلمان ہیں اور جھوٹی گواہی دینے کی شہرت بھی نہیں رکھتے تو ان سب کی گواہی نافذ سمجھی جائے گی۔ اور جس کے خلاف گواہی دیں گے اس پر حد جاری کی جائے گی۔ کیونکہ ان کا فرض ہے کہ اپنی دید اور اپنے علم کے مطابق گواہی دیں اور والی کا فرض ہے کہ ان کی گواہی کو نافذ کرے مگر یہ کہ وہ مشہور فاسق و فاجر ہوں۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۴۔ نیز باسنادِ خود عبدالکریم بن ابو یعفور سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورت اور عورتوں کی گواہی (جن امور میں جائز ہے جس کی تفصیل پہلے گزر چکی ہے) اس صورت میں جائز ہے کہ جب وہ اچھے گھروں کی مستورات ہوں (نہ کہ مکشوفات) اور عفت و پاکدامنی میں مشہور ہوں، اپنے شوہروں کی فرمانبردار ہوں، نہ بدزبان ہوں اور نہ ہی نامحرموں کی بزم میں بے پردہ جانے والی ہوں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۱۵۔ تفسیر منسوب بامام حسن عسکری علیہ السلام میں حضرت امیر علیہ السلام سے منقول ہے کہ آپؑ نے آیت مبارکہ

---

[1] ﴿و لنعم ما قیل ـ قیل ان الالٰه ذو ولد. و قیل ان الرسول قد کهنا. اذا ما نجی الله و الرسول معًا. من لسان الوری فکیف انا﴾ لوگوں نے کہا کہ خدا کے بیٹے ہیں اور لوگوں نے کہا کہ رسولؐ جادوگر ہیں۔ پس جب لوگوں کی زبان سے خدا اور رسولؐ نہ بچ سکے تو میں کس طرح بچ سکتا ہوں۔ اسی بنا پر مرزا غالب نے دل برداشتہ ہو کر کہا تھا۔

غالب بُرا نہ مان جو واعظ بُرا کہے   ایسا بھی کوئی ہے کہ سب اچھا کہیں جسے؟

(احقر مترجم عفی عنہ)

﴿مِمَّنْ تَرْضَوْنَ مِنَ الشُّهَدَآءِ﴾ (پسندیدہ گواہ مقرر کرو) کی تفسیر میں فرمایا: یعنی ایسے گواہ مقرر کرو جن کا دین و مذہب اور دیانت و امانت اور صلاحیت پسندیدہ ہو اور جس بات کی گواہی دے رہے ہیں اس کا بیدار مغزی سے جائزہ لیں۔ کیونکہ ہر نیکوکار تمیز دار نہیں ہوتا۔ اور نہ ہی ہر تحصیل دار صالح و نیکوکار ہوتا ہے۔ الخ۔۔۔

(تفسیر منسوب با مام حسن عسکری علیہ السلام)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کچھ یہاں اور کچھ کتاب القضا اور نماز باجماعت وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۲

اندھے اور بہرے آدمی کی گواہی ان امور میں قبول ہے جن کا جاننا اس کے لئے ممکن ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اندھے کے بارے میں پوچھا کہ آیا اس کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: ہاں جب کہ اس کے نزدیک ثابت ہو۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود جمیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا بہرے کی گواہی قتل کے معاملہ میں جائز ہے؟ فرمایا: (ہاں) اس کے کلام کے پہلے حصہ کو لیا جائے گا اور دوسرے حصہ کو نہیں لیا جائے گا۔ (ایضاً، الفروع)

۳۔ جناب احمد بن علی الطبرسی اپنی کتاب احتجاج میں باسناد خود محمد بن عبداللہ بن جعفر حمیری سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت صاحب الامر علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ ایک اندھا شخص ہے جو اس وقت کسی معاملہ کا گواہ بنا تھا جب بینا تھا مگر بعد میں اندھا ہو گیا جواب اپنے خط کو نہ دیکھ سکتا ہے اور نہ ہی پہچان سکتا ہے آیا وہ گواہی دے سکتا ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ جب اسے وہ گواہی یاد ہے اور اس کا وقت بھی یاد ہے تو پھر اس کی گواہی نافذ ہے۔ (الاحتجاج للطبرسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس موضوع پر وہ تمام احادیث اپنے عموم و اطلاق سے دلالت کرتی ہیں جو شہادت کے بارے میں وارد ہوئی ہیں۔

باب ۴۳

جب کسی عورت کے خلاف گواہی دی جائے تو اس کی پہچان ضروری ہے یا وہ آدمی موجود ہو جو اسے پہچانتا ہو یا پھر اس کا چہرہ بے نقاب کیا جائے تا کہ وہ اسے دیکھ سکے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن یقطین سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب عورت کے اقرار کی گواہی دی جائے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اگرچہ وہ بے نقاب نہ ہو جبکہ وہ معلوم ہو۔ یا وہاں وہ شخص حاضر ہو جو اسے پہچانتا ہو۔ لیکن جب وہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی اسے پہچاننے والا کوئی شخص موجود ہو تو گواہ اس کے خلاف گواہی نہیں دے سکتے جب تک اس کا چہرہ کھلا نہ ہو۔ اور وہ (گواہ) اس کی طرف نہ دیکھ رہے ہوں۔ (الفروع، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۰ میں ۹ اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ گواہی میں علم و یقین شرط ہے۔ اور جناب شیخ نے اسی پر عمل کیا ہے۔

باب ۴۴

جب اصلی گواہ زندہ ہو اور اسی شہر میں موجود ہو مگر اس کے لئے پیش ہونا ممکن نہ ہو تو اس کی طرف سے گواہی دینا جائز ہے لیکن ضروری ہے اس کی جانب سے دو گواہ ہوں۔ لیکن جو فرع (اصل کا قائمقام) ہے اس پر گواہی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے کسی آدمی کی گواہی پر گواہی دینے کے بارے میں جبکہ اصل زندہ ہو اور اسی شہر میں موجود ہو (مگر کسی وجہ سے حاضر نہ ہو) فرمایا: ہاں جائز ہے۔ اگرچہ وہ کسی سواری کے پیچھے موجود ہو تب بھی جائز ہے۔ جبکہ کسی وجہ سے اس کے لئے حاضر ہونا ممکن نہ ہو۔ تو اس کی گواہی پر گواہی دینا جائز ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ وہ ایک (اصل) شخص پر ایک آدمی کی گواہی کو نافذ نہیں کرتے تھے بلکہ دو آدمیوں کی گواہی لازم جانتے تھے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب ایک آدمی (اصل)

کی گواہی پر ایک شخص گواہی دے تو یہ آدھی گواہی ہے اور جب دو عادل گواہ کسی ایک شخص کی گواہی پر گواہی دیں تو اس سے (اصل) ایک آدمی کی گواہی ثابت ہو جاتی ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود عمرو بن جمیع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اپنی گواہی پر اس کو گواہ بناؤ۔ جو ناصح ہو! لوگوں نے کہا: وہ کس طرح گوہی دے؟ آیا وہ کمی وبیشی کر سکتا ہے؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ من وعن گواہی دے۔ (پھر فرمایا) گواہی پر گواہی اور اس پر گواہی (فرع پر فرع کی گواہی) جائز (نافذ) نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۵

حدود (اور تعزیرات) میں گواہی پر گواہی جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ وہ حد کے سلسلہ میں (اصل) گواہی پر گواہی کو نافذ نہیں جانتے تھے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حد کے سلسلہ میں گواہی پر گواہی جائز نہیں ہے اور نہ ہی حد کے معاملہ میں کوئی ضمانت ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

باب ۴۶

اس صورت حال کا حکم کہ اصل گواہ اپنے (فرعی) گواہ کو جھٹلا دے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن ابو عبد اللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک شخص (اصل گواہ) کی گواہی پر گواہی دی۔ اور جب وہ اصل گواہ آیا تو اس نے کہا کہ میں نے اس شخص (فرع) کو گواہ مقرر نہیں کیا تو؟ فرمایا: ان دونوں (اصل وفرع) میں سے جو زیادہ عادل ہوگا اس کی گواہی نافذ ہوگی اور اگر دونوں کی عدالت برابر ہوئی تو پھر اس کی گواہی نافذ نہ ہوگی۔ (الفقیہ، التہذیب)

باب ۴۷

خصی آدمی کی اور جس کے بعض اعضاء نہ ہوں ان کی گواہی جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ عمر نے حضرت امام علی علیہ السلام سے کہا کہ آیا خصی کی گواہی نافذ ہے؟ فرمایا: اس کے خصیتین کا نہ ہونا ایسا ہے جیسے کسی شخص کی ڈاڑھی کا نہ ہونا یا بعض دوسرے بعض اعضاء کا نہ ہونا ہے (یعنی اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۴۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۸

اس صورت کا حکم جب چند گواہ جائیداد کی حدود کی گواہی دیں جبکہ بائع ان کو نہ پہچانتا ہو اور کسی اور ذریعہ سے ان کی پہچان کی جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحسن الصفار سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کو خط لکھا جس میں یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ ایک شخص نے اپنی جائیداد ایک شخص کے ہاتھ فروخت کی جبکہ اس زمین کے کئی قطعے تھے اور گواہ بناتے وقت اس کے حدود (اربعہ) کا کوئی علم نہیں تھا۔ تو گواہ نے کہا کہ جب تمہیں زمین کے حدود کا علم ہو جائے تو میں گواہی دے دوں گا۔ آیا اس کے لئے یہ گواہی دینا جائز ہے یا نہ؟ امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخطوں سے لکھا کہ جائز ہے **والحمد للہ**۔ (یہاں تک کہ کہا) کہ صفار نے مزید یہ مسئلہ بھی لکھ کر پوچھا کہ آیا گواہ کے لئے جائز ہے کہ اس (فروخت کردہ جائیداد) کے حدود کی گواہی دے جو اسے اس بستی کے عادل لوگوں کی زبانی معلوم ہوئے ہیں۔ امامؑ نے اس کے جواب میں لکھا کہ ہاں ان لوگوں کے لئے جائز ہے کہ وہ ایسی چیز کی گواہی دیں جو ان کو معلوم ہے۔ نیز صفار نے یہ مسئلہ بھی دریافت کیا کہ ایک آدمی نے دو آدمیوں سے کہا کہ تم گواہ رہو کہ میرا فلاں مکان جو فلاں جگہ پر ہے وہ اپنے تمام حدود و قیود کے ساتھ اور اس میں جو کچھ مال و متاع ہے وہ فلاں بن فلاں کا ہے (یعنی میں نے اس کے ہاتھ فروخت کر دیا ہے) تو آیا اس مکان کا سب مال و متاع خریدار کیلئے حلال ہے جبکہ گواہوں کو کوئی علم نہیں ہے کہ اس میں کیا کچھ ہے؟

امام علیہ السلام نے جواب میں اپنے دستخطوں کے ساتھ لکھا کہ اس کے لئے وہ سب کچھ مباح ہے جو احاطۂ خرید میں داخل ہے انشاء اللہ تعالیٰ۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

باب ۴۹

زنا کے علاوہ قتل ہو یا کوئی اور جرم وہ دو گواہوں سے ثابت ہو جاتا ہے۔ ہاں البتہ زنا چار گواہوں سے کم سے ثابت نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ قتل تو دو گواہوں سے ثابت ہو جاتا ہے جبکہ زنا چار گواہوں سے ثابت ہوتا ہے۔ حالانکہ قتل زنا سے بھی زیادہ سنگین جرم ہے؟ فرمایا: اس کی وجہ یہ ہے کہ قتل ایک کام ہے اور زنا دو کام ہیں (کیونکہ اس میں دو آدمی شریک جرم ہیں) اس لئے اس میں چار گواہ لازم ہیں دو مرد کے لئے اور دو عورت کے لئے (اور ان دونوں پر حد جاری کرنی ہے)۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب القضا (باب ۶ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵۰

آدمی کے لئے زنا کے سلسلہ میں پہلا گواہ بننا مکروہ ہے بلکہ آخری بننا چاہئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ (زنا کے سلسلہ میں) کسی مرد اور عورت پر حد جاری نہ کی جائے جب تک چار گواہ (آلۂ تناسل) کے دخول و خروج پر گواہی نہ دیں۔ اور فرمایا: میں چار گواہوں میں سے پہلا گواہ بننا پسند نہیں کرتا مجھے اندیشہ ہے کہ باقی (تین) گواہوں میں سے کوئی گواہی سے منحرف نہ ہو جائے۔ اور مجھ پر (جھوٹی گواہی دینے کی) حد جاری نہ ہو جائے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اگر میں زنا کے گواہوں میں سے ایک ہوں تو میں پہلے پہل گواہی نہیں دوں گا۔ (الامالی)

باب ۵۱

جب کسی شخص پر دو عادل گواہ زندیق ہونے کی گواہی دیں تو اسے زندیق سمجھا جائے گا اگرچہ ہزار آدمی اس کی برأت کی گواہی دیں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع بن عبد الملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جب دو عادل گواہ کسی شخص کے زندیق ہونے کی گواہی دے دیتے تھے تو آپ اس پر زندیق ہونے کا حکم جاری کر دیتے تھے اور اگر (اس کے بعد) ایک ہزار گواہ اس کی برأت کی گواہی دیتے تھے تو آپ اسے رڈ کر دیتے تھے کیونکہ وہ پوشیدہ دین ہے (اور ہر شخص اس سے آگاہ نہیں ہوتا)۔(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علی سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ اپنے آباء طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے جادوگر کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا: جب دو عادل گواہ گواہی دیں کہ وہ جادوگر ہے تو پھر اس کا خون بہانا مباح ہو جاتا ہے۔(التہذیب)

باب ۵۲

جب (میت کے) بعض وارث (کسی غلام کے) آزاد ہونے یا اس قسم کی بات کی گواہی دیں (اور گواہی کا عدد مکمل نہ ہو) تو پھر اس کے اپنے حصہ میں وہ گواہی قبول ہوگی اور اگر دو عادل گواہ اس قسم کی کوئی گواہی دیں تو وہ سب کے بارے میں نافذ ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک غلام چھوڑ کر فوت ہوگیا۔ اور اس کے وارثوں میں سے بعض نے کہا کہ یہ تو آزاد ہے تو؟ فرمایا: اس گواہ کے حصہ میں اس کی گواہی نافذ ہوگی۔ اور باقی غلام دوسرے وارثوں کا مال متصور ہوگا۔(التہذیب)

باب ۵۳

اس واقعہ کا گواہ بننا مکروہ ہے جس کے بارے میں گمان ہو کہ اس کی گواہی قبول نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمود بن ابی حزمہ سے اور وہ ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ اس نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شریک کار ہے جو ہماری گواہی کو رد کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: اپنے آپ کو ذلیل و رسوا نہ کرو (یعنی ایسی حالت میں گواہ ہی نہ بنو)۔ (التہذیب)

باب ۵۴

کبوتر کے ساتھ کھیلنے والے اور شرط پر گھڑ دوڑ کرانے والے کی گواہی نافذ ہے جبکہ وہ فاسق نہ ہو۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علا بن سیابہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جو شخص کبوتر سے کھیلتا ہے اس کی گواہی کیسی ہے؟ فرمایا: کوئی مضائقہ نہیں ہے جبکہ وہ فاسق نہ ہو۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود بیان کرتے ہیں راوی کا بیان ہے کہ میں ان (امامؑ) کو فرماتے ہوئے سنا، فرمار ہے تھے کہ کبوتر کے ساتھ کھیلنے والے کی گواہی میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ اور نہ ہی شرط باندھ کر گھڑ دوڑ کرانے والے کی گواہی میں کوئی مضائقہ ہے۔ کیونکہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے گھوڑے دوڑائے ہیں اور مقابلہ پر بھی دوڑائے ہیں۔ اور فرمایا کرتے تھے کہ فرشتے خف (اونٹ)، سم (گھوڑے) اور پَر (کبوتر وغیرہ) کی بازی کے وقت حاضر ہوتے ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۶ باب ۴۱ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵۵

ظلم، سود اور غیر شرعی طلاق پر گواہی کا بیان۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ انصار میں سے ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں چاہتا ہوں کہ آپؐ اس عطیہ پر گواہ بنیں جو میں نے اپنے بیٹے کو دیا ہے؟ آپؐ نے فرمایا: اس کے سوا تمہارا کوئی اور بیٹا نہیں ہے؟ کہا: ہے۔ فرمایا: ان سب کو اس طرح کچھ عطا کیا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: ہم گروہ انبیاءؑ ظلم و زیادتی پر گواہ نہیں بنا کرتے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں: غیر شرعی طلاق کی گواہی نہ دو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سود اور ظلم

وزیادتی پر گواہی باطل ہے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۳۳ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۵٦

جب زمین میں کوئی چیز دفن کی جائے تو گواہ مقرر کرنا مستحب ہے اسی طرح قرضہ وغیرہ پر گواہ مقرر کرنا نیز مرنے والے کے حق میں خیر وخوبی کی گواہی دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرمایت ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جب تم زمین میں کوئی چیز دفن کرو تو اس پر گواہ مقرر کرو۔ کیونکہ وہ کبھی آپ کی طرف کچھ نہیں لوٹائے گی۔ (الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے موضوع پر دلالت کرنے والی حدیثیں اس سے پہلے باب الدعاء وغیرہ میں گزر چکی ہیں اور تیسرے موضوع پر دلالت کرنے والی حدیثیں باب الدفن میں گزر چکی ہیں و اللہ الموفق۔

کتاب الحدود والتعزیرات

اضافہ منجانب مترجم عفی عنہ

حدود وتعزیرات کا باہمی فرق

شریعت مقدسہ میں مختلف جرائم کی جو مختلف سزائیں مقرر ہیں جیسے زنا کاری، تہمت، بدکاری اور چوری وراہزنی وغیرہ کی سزائیں ان کو "حدود" کہا جاتا ہے اور جن جرائم کی سزائیں شرعاً مقرر نہیں ہیں بلکہ ان کی تعیین کرنا حالات، اشخاص، ازمنہ اور دیگر مصالح کے مطابق حاکم وقت (نبی یا امام یا ان کے نائب خاص یا عام) کی صوابدید پر منحصر ہو انہیں تعزیرات کہا جاتا ہے۔

گناہوں کے اقسام

اس طرح اسلامی نقطہ نگاہ کے مطابق گناہوں کی تین قسمیں ہیں۔

۱۔ پہلی قسم وہ ہے جس میں حد شرعی لازم ہے مگر کفارہ نہیں ہے جیسے زنا، شراب نوشی اور راہزنی وغیرہ۔

۲۔ دوسری قسم وہ ہے جس میں کفارہ لازم ہے مگر کوئی حد نہیں ہے جیسے احرام یا روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کرنا وغیرہ۔

۳۔ تیسری قسم وہ ہے جس میں نہ حد شرعی ہے اور نہ کفارہ بلکہ صرف تعزیر لازم ہے جیسے نامحرم عورت سے دست درازی اور بوس وکنار کرنا۔

اسلامی حدود کی خوبیاں

جرائم کی دنیوی شرعی سزائیں جو حدود وقصاص کے نام سے موسوم ہیں اس قدر موثر اور عبرت خیز ہیں کہ ان کی موجودگی میں کسی شخص کو ان کے جرائم کے ارتکاب کی جرات وجسارت نہیں ہوسکتی۔ یہ سخت سزائیں ان سماجی وانفرادی جرائم پر مقرر کی گئیں ہیں جن کے نقصانات متعدی اور اثرات حد سے متجاوز ہیں اگر کسی قوم میں یہ خرابیاں پیدا ہو جائیں تو اس کا شیرازہ بکھر جاتا ہے باہمی انتشار وخلفشار بڑھ جاتا ہے فتنہ وفساد اور بدنظمی وانارکی عام ہو جاتی ہے ان جرائم میں جو

جرائم سرفہرست ہیں وہ جانوں کی ہلاکت، لوگوں کی عزت و آبرو پر حملہ، شراب نوشی اور لوگوں کے مال و دولت پر دست درازی کرنا ہے۔

ایک اعتراض کا جواب

کہا جاتا ہے کہ شرعی حدود و تعزیرات بہت سخت اور بے رحمانہ ہیں بلکہ نئی تہذیب کے بعض پرستار تو انہیں وحشیانہ قوانین قرار دیتے ہیں کہ شادی شدہ زانی کو سنگسار کرنے اور غیر شادی شدہ کو سو کوڑے مارنے اور چور کا ہاتھ کاٹنے اور شراب نوشی اور تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے لگانے کا حکم دیا گیا ہے۔

معمولی سزا کے نتائج

ایسا اعتراض کرنے والوں نے دراصل انسانی نفسیات کا گہرا مطالعہ نہیں کیا ورنہ ان پر یہ بات واضح و آشکار ہو جاتی کہ دنیا کے اوباش اور جرائم پیشہ لوگ معمولی قید و جرمانہ کی سزا سے اپنی شرارتوں اور سماجی برائیوں سے باز نہیں آتے۔ یہی وجہ ہے کہ جہاں اسلامی حدود و تعزیرات جاری نہیں ہیں ان ممالک کے نرم قوانین کی وجہ سے دنیا میں جرائم کی رفتار روز افزوں ہے اور جن بعض اسلامی ممالک میں بعض تعزیری احکام جاری ہیں وہاں جرائم کی تعداد نہ صرف یہ کہ دوسرے ممالک کی نسبت بہت کم ہے بلکہ نہ ہونے کے برابر ہے۔ جرائم کی بیخ کنی اور انسداد کی یہی صورت ہو سکتی ہے کہ ایسے مجرموں کو سخت قسم کی سزائیں دی جائیں کیونکہ تجربہ شاہد ہے کہ اس قسم کی سزائیں نہ صرف یہ کہ مجرموں کے لئے مفید ہوتی ہیں بلکہ دوسرے لوگوں کی بھی اصلاح کرتی ہیں اور ان کو جرائم کے ارتکاب سے باز رکھتی ہیں۔

بدنی سزا کا دوبارہ اجراء

یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک اور ان کے تابع مہمل ممالک جہاں جسمانی سزا کا قانون منسوخ ہے وہاں بھی قانون ساز ان ممالک میں روز افزوں بڑھتی ہوئی رفتار جرائم کے پیش نظر دوبارہ جسمانی سزا رائج کرنے کے بارے میں سوچ رہے ہیں بلکہ بعض بعض موارد میں تو جسمانی سزا کا قانون رائج بھی ہے جیسے کوئی قیدی زنداں کے آئین کی خلاف ورزی کرے تو اسے کوڑوں کی سزا دی جاتی ہے یا اگر کوئی سپاہی فوجی قوانین کی مخالفت کرے تو اسے بھی جسمانی سزا کی کٹھالی سے گزرنا پڑتا ہے الغرض دنیا کے تمام تر مفکرین و ماہرین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جسمانی سزا میں وہ تمام خصوصیات پائی جاتی ہیں جن سے سزا کا مقصد حاصل ہوتا ہے ایسی سزا جہاں مجرم کے لئے موثر ہوتی ہے اور اسے جرم کے اعادہ سے باز رکھتی ہے وہاں دوسرے لوگوں کے لئے بھی درس عبرت ہوتی ہے اسی لئے شریعت مطہرہ میں اس سزا کے وقت اہل اسلام کا اجتماع ضروری قرار دیا گیا ہے۔ **و لیشهد عذابهما طائفة من المؤمنين**

جرم کی نوعیت کے مطابق سزا

عقل وشرع کا تقاضا ہے کہ جرم کی نوعیت کے مطابق مجرم کو سزا دی جائے۔ اسلام کے تعزیری احکام میں بدرجہ اتم اس بات کا خیال رکھا گیا ہے چنانچہ اسلام میں سب سے کڑی اور سخت سزائیں قتل' زنا' چوری' ڈاکہ زنی' شراب نوشی اور ارتداد پر دی جاتی ہیں جن سے نفس' نسل' مال' عقل اور دین ضائع و برباد ہوتے ہیں اور اس میں کسی قسم کا شک وشبہ نہیں ہے کہ تمام ملل و مذاہب میں ان چیزوں کی حفاظت کو بنیادی حیثیت حاصل ہے کیونکہ انہی پانچ چیزوں میں افراط وتفریط کے نتیجہ میں قتل وقتال' جنگ وجدال' فتنہ وفساد اور خون خرابے ہوتے ہیں جس سے امن عالم تہہ وبالا اور نظم وضبط درہم برہم ہو جاتا ہے اس لئے ان چیزوں سے کھیلنے والے اور امن عامہ کو تباہ کرنے والے افراد کے خلاف شرع انور میں سخت سزائیں تجویز کی گئی ہیں تاکہ ان جرائم کا قلع قمع ہو سکے اور یہ چیز بھی شریعت اسلامیہ کے خالق فطرت کی مقررہ شریعت ہونے کی منجملہ دیگر دلائل و براہین کے ایک بڑی روشن دلیل ہے۔

مختلف النوع ابواب کی اجمالی فہرست

(۱) مقدمات الحدود اور احکام عامہ کے ابواب۔

(۲) زناکاری کے ابواب۔

(۳) لواطت کی حد کے ابواب۔

(۴) چپٹی اور دلالی کی حد کے ابواب۔

(۵) قذف (تہمت زنا) کی حد کے ابواب۔

(۶) نشہ آور چیز پینے کی حد کے ابواب۔

(۷) چوری چکاری کی حد کے ابواب۔

(۸) محارب (ڈاکو) کی حد کے ابواب۔

(۹) مرتد کی حد کے ابواب۔

(۱۰) جانوروں سے بدفعلی اور مردوں سے بدکاری کرنے اور مشت زنی کرنے کی حد کے ابواب۔

(۱۱) بقیہ حدود وتعزیرات کا تذکرہ۔

(۱۲) دفاع کے ابواب۔

ان ابواب کی تفصیل درج ذیل ہے:

مقدمات حدود اور ان کے احکام عامہ کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل چونتیس (۳۴) باب ہیں)

باب ۱

مقررہ شرائط کے ساتھ حدود کا قائم کرنا واجب ہے اور ان کا معطل کرنا حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ آپؑ کبھی پورا کوڑا مارتے تھے اور کبھی آدھا اور کبھی اس کا بعض حصہ۔ اور جب کوئی نابالغ بچہ بچی آپ کے پاس لائے جاتے تھے تو تب بھی حدود اللہ کو باطل نہیں کرتے تھے۔ عرض کیا گیا کہ اس صورت میں آپ کس طرح مارتے تھے؟ فرمایا: کوڑا کو اس کے وسط سے یا اس کے ثلث سے پکڑتے تھے اور ان کے دانتوں کی تعداد کے مطابق مارتے تھے اور حدود اللہ کو باطل نہیں کرتے تھے۔

(الفروع، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حنان بن سدیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں وہ ایک شرعی حد جو زمین میں جاری کی جائے وہ چالیس شب و روز تک بارش برسنے سے زیادہ پاکیزگی آور ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن بن الحجاج سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت شریفہ ﴿یُحۡیِ الۡاَرۡضَ بَعۡدَ مَوۡتِھَا﴾ (کہ خدا زمین کو اس کی موت کے بعد زندہ کرتا ہے) فرمایا کہ یہ زندہ کرنا بارش کے قطروں سے نہیں ہے (بلکہ عدل سے ہے) کہ اللہ تعالیٰ کچھ ایسے بندے بھیجتا ہے جو عدل و انصاف کو زندہ کرتے ہیں اور اس عدل کے زندہ ہونے سے زمین زندہ ہو جاتی ہے۔ اور زمین میں ایک حد کا جاری کرنا چالیس دنوں تک بارش برسنے سے زیادہ سودمند ہے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود حفص بن عون سے اور وہ مرفوعاً حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ امام عادل کا ایک گھنٹہ (عدل کرنا) ستر سال کی عبادت سے افضل ہے اور وہ ایک حد جو زمین میں جاری کی

جائے وہ چالیس دن کی بارش سے افضل ہے۔ (الفروع)

۵۔ نیز باسناد خود عمران بن میثم سے یا صالح بن میثم سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ ایک طویل حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ایک بار ایک عورت حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور چار بار اپنے زنا کا اقرار کیا۔ اس وقت حضرت امیر علیہ السلام نے آسمان کی طرف اپنا سر بلند کر کے کہا: یا اللہ! اس پر چار گواہیاں ثابت ہو چکی ہیں۔ اور تو نے اپنے نبیؐ سے فرمایا ہے کہ یا محمدؐ! جو شخص میرے حدود میں سے کسی ایک حد کو بھی معطل کرے تو اس نے مجھ سے دشمنی کی ہے اور میری مخالفت طلب کی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المحاسن)

۶۔ نیز باسناد خود حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص پر جب دنیا میں حد جاری ہو جائے تو آیا اسے آخرت میں بھی سزا دی جائے گی؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے اجل و اکرم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص بھی شریعت مقدسہ کی مخالفت کرے اس پر حد یا تعزیر جاری ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اصحاب رسولؐ نے سعد بن عبادہ سے کہا کہ اگر تو کسی (اجنبی) شخص کو اپنی بیوی کے پیٹ پر پائے تو اس سے کیا سلوک کرے گا؟ کہا: میں اسے تلوار سے ماروں گا! اس اثناء میں حضرت رسول خدا ﷺ برآمد ہوئے اور فرمایا: اے سعد! یہ کیا (گفتگو ہو رہی) ہے؟ سعد نے سارا ماجرا کہہ سنایا (کہ اصحاب نے مجھ سے یہ سوال کیا اور میں نے یہ جواب دیا۔ اس پر آپؐ نے) فرمایا: اے سعد! پھر چار گواہوں کا کیا بنے گا؟ اس پر سعد نے عرض کیا: یا رسول اللہؐ! اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بھی؟ (گواہوں کی ضرورت ہے) جبکہ خدا جانتا ہے کہ اس نے بدکاری کی ہے؟ فرمایا: ہاں بخدا! اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے باوجود اور اللہ کے جاننے کے باوجود کہ اس نے وہ (برا) کام کیا ہے؟ اللہ تعالیٰ نے ہر شئ کیلئے ایک حد مقرر کی ہے اور جو اس حد سے تجاوز کرے اس کیلئے بھی حد مقرر کی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عمرو بن قیس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا: اے عمرو بن قیس! کیا تمہیں معلوم ہے کہ خداوند عالم نے ایک رسول بھیجا۔ اور اس پر ایک کتاب نازل کی۔ اور اس

کتاب میں وہ سب کچھ نازل کیا جس کی (امت کو) ضرورت ہے اور اس کے لئے دلیل مقرر کی اور ہر شئ کے لئے ایک حد مقرر کی اور جو اس حد سے تجاوز کرے اس کے لئے بھی حد مقرر کی۔ (یہاں تک کہ) راوی نے عرض کیا کہ حد سے تجاوز کرنے والے کے لئے کس طرح حد مقرر کی؟ فرمایا: خدا نے مال کے سلسلہ میں یہ حد مقرر کی ہے کہ اسے حلال طریقہ کے سوا حاصل نہ کیا جائے لہٰذا جو اسے غیر حلال طریقہ (چوری وغیرہ) سے حاصل کرے تو اس پر حد جاری کی جائے گی اور اس کے ہاتھ کو کاٹا جائے گا۔ اور اس نے حد مقرر کی کہ مباشرت نہ کی جائے مگر حلال طریقہ سے اور جو حرام طریقہ سے کرے گا۔ اگر وہ غیر شادی شدہ ہوا تو اس پر حد (سو کوڑے) جاری کی جائے گی۔ اور اگر شادی شدہ ہوا تو اسے سنگسار کر دیا جائے گا کیونکہ اس نے حد سے تجاوز کیا ہے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود عاصم بن حمید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنگسار کرنا اللہ کی بڑی حد ہے اور کوڑے مارنا چھوٹی حد ہے۔ (الفروع، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

شرعی حد سے تجاوز جائز نہیں ہے اور جو تجاوز کرے گا اس سے قصاص لیا جائے گا اور اس شخص کا حکم جسے حد لگائی جائے اور وہ مر جائے؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آدھا کوڑا اور کوڑے کا تیسرا حصہ مارنے کے بارے میں فرمایا کہ کوڑے کو نصف یا ثلث سے پکڑ کر مارا جائے گا۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود حسن بن صالح ثوری سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے قنبر کو حکم دیا کہ وہ ایک شخص پر حد جاری کرے تو قنبر نے غلطی سے تین کوڑے زیادہ مار دیئے تو جناب امیر علیہ السلام نے قنبر کو قصاص میں تین کوڑے لگوائے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: جس شخص پر ہم حدود اللہ میں سے کوئی حد جاری کریں اور وہ مر جائے تو اس کی ہم پر کوئی دیت نہیں ہے اور جس پر ہم حدود الناس میں سے کوئی حد جاری کریں اور وہ مر جائے تو اس کی دیت ہم پر ہے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک خطبہ کے دوران فرمایا: خداوند عالم نے کچھ حدود مقرر فرمائے

پس تم ان سے تجاوز نہ کرو۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿تِلْكَ حُدُودُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوهَا وَمَنْ يَتَعَدَّ حُدُودَ اللّٰهِ فَأُولٰئِكَ هُمُ الظّٰلِمُونَ﴾ (یہ اللہ تعالیٰ کے حدود ہیں ان سے تجاوز نہ کرو اور جو ان حدود سے تجاوز کرے وہ ظالم ہیں) فرمایا: خداوند عالم زانی پر ناراض ہوا تو اس کی سزا سو کوڑے مقرر فرمائی پس جو شخص اس پر ناراض ہو جائے اور سو سے زیادہ کوڑے مارے تو میں اس سے اللہ کی بارگاہ میں بیزار ہوں۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

جب کسی شخص کو ظلم و زیادتی سے مارا جا رہا ہو یا قتل کیا جا رہا ہو تو جب آدمی اس کی مدد نہ کر سکے تو پھر وہاں جانا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ظالم حکمران کسی شخص کو ظلم و جور سے مار پیٹ رہا ہو۔ یا کوئی کسی کو قتل کر رہا ہو یا کوئی کسی پر ظلم کر رہا ہو تو تم ہرگز وہاں نہ جاؤ جب کہ تم اس کی مدد نہ کر سکو۔ کیونکہ ایک مسلمان پر مؤمن کی نصرت اور مدد کرنا فرض ہے جبکہ حاضر ہو۔ اور عافیت و علیحدگی بہت وسیع ہے جب تک کوئی ظاہری حجت و دلیل تمہیں مجبور نہ کرے۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (جلد ۱۱ باب ۳۸ وغیرہ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جب کسی گناہِ کبیرہ کے مرتکب پر دو بار حد جاری کی جائے (اور وہ پھر بھی اس جرم کا ارتکاب کرے) تو تیسری بار اسے قتل کر دیا جائے گا سوائے زناکار کے کہ اسے چوتھی بار قتل کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے جب (دو بار) ان پر حد جاری کی جائے (مگر پھر بھی باز نہ آئیں) تو تیسری بار (زانی کے علاوہ) باقی قتل کر دیئے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی زنا کار زنا کرے تو تین بار اس پر شرعی حد جاری کی جائے گی اور چوتھی بار اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع)

باب ۶

کسی پر مکمل حد جاری کرنے کے لئے اس کا بالغ ہونا شرط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یزید کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب لڑکی مکمل نو سال کی ہو جائے تو اس کی یتیمی ختم ہو جاتی ہے، اس کی شادی کی جاتی ہے اور اس پر مکمل حدود جاری ہوتی ہیں۔ خواہ اس کے حق میں ہوں یا اس کے برخلاف۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک نابالغ لڑکا ہے جس کے باپ نے اس کی شادی کر دی اور اس نے اپنی اہلیہ سے ہمبستری بھی کی۔ آیا اسی حالت میں اس پر حدود جاری کی جائینگی! فرمایا: وہ کامل حدود جو مردوں پر جاری ہوتی ہیں وہ تو جاری نہیں کی جائینگی مگر اس کے سن و سال کے مطابق اس پر حدود جاری کی جائینگی۔ اور خدا کی حدود کو باطل نہیں کیا جائے گا اور نہ ہی مسلمانوں کے حقوق کو پائمال کیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۷

سردیوں کے موسم میں دن کے آخری وقت اور گرمیوں میں ٹھنڈ کے دو وقت میں حد جاری کرنی چاہیئے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن احمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام مسجد میں تشریف فرما تھے اور میں بھی وہاں حاضر تھا کہ آپؑ نے ایک شخص کی (چیخ و پکار کی) آواز سنی جسے نماز صبح کے وقت سخت سردی میں مارا جا رہا تھا (اس پر حد جاری کی جا رہی تھی) آپؑ نے فرمایا: یہ کیا ہے؟ عرض کیا گیا کہ ایک شخص کو مارا جا رہا ہے۔ فرمایا: سبحان اللہ! اس وقت؟ (پھر فرمایا) جب بھی کسی شخص کو حدود کے سلسلہ میں مارا پیٹا جائے تو موسم سرما میں دن کے آخری حصہ میں اور موسم گرما میں ٹھنڈے وقت میں مارنا چاہیئے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوداؤد مسترق سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ ایک جگہ سے گزر رہا تھا کہ دیکھا کہ ایک شخص کو کوڑے مارے جا رہے ہیں! امام علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا: سبحان اللہ! آیا اس وقت اسے مارا جا رہا ہے؟ راوی نے عرض کیا کہ آیا مارنے کے لئے بھی کوئی خاص وقت مقرر ہے؟ فرمایا: ہاں۔ اگر موسم سرما ہو تو گرم وقت میں (جو آخری وقت ہوتا ہے) مارے جائیں اور اگر موسم گرما ہو تو ٹھنڈے وقت میں (جو دن کا ابتدائی حصہ ہوتا ہے) مارے جائیں۔ (ایضاً)

باب ۸

دیوانہ، بچہ اور سوئے ہوئے شخص پر کوئی حد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عیسیٰ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دیوانہ پر کوئی حد نہیں ہے جب تک افاقہ نہ ہو جائے اور بچہ پر کوئی حد نہیں ہے جب تک بالغ نہ ہو جائے اور سوئے ہوئے پر کوئی حد نہیں ہے جب تک بیدار نہ ہو جائے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب الارشاد میں فرماتے ہیں کہ عامہ و خاصہ نے روایت کی ہے کہ ایک دیوانی عورت سے کسی شخص نے زنا کیا اور پھر بھاگ گیا۔ اور اس عورت پر بیّنہ قائم ہو گیا۔ تو عمر نے اسے کوڑے مارنے کا حکم دیا۔ اچانک وہاں سے حضرت امیر علیہ السلام گزرے اور ماجرا دیکھ کر پوچھا کیا بات ہے کہ فلاں خاندان کی ایک پاگل عورت کو قتل کیا جا رہا ہے۔ اس پر لوگوں نے سارا ماجرا بیان کیا۔ آپؑ نے فرمایا: اسے عمر کے پاس لے جاؤ اور اس سے کہو کہ یہ عورت فلاں خاندان کی پاگل عورت ہے اور کیا تمہیں معلوم نہیں ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ دیوانہ سے قلم اٹھا لیا گیا ہے جب تک اسے افاقہ نہ ہو جائے۔ چنانچہ لوگ اسے عمر کے پاس لے گئے اور اسے مولاؑ کا پیغام پہنچایا۔ تو اس نے حد کا اجراء روک دیا۔ (کتاب الارشاد)

باب ۹

جو شخص (کوئی گناہِ کبیرہ کرکے) اپنے اوپر حد واجب کرے اور پھر دیوانہ ہو جائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس پر شرعی حد واجب تھی مگر جاری نہ کی گئی یہاں تک کہ وہ پاگل ہو گیا؟ فرمایا: جب اس نے (گناہِ کبیرہ کرکے) اپنے اوپر حد واجب کی تھی اگر اس وقت وہ صحیح و سالم تھا تو اب وہ جس حال میں بھی ہے اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۱۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

دشمن کی سرزمین پر کسی پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو مریم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ دشمن (اسلام) کی سرزمین پر کسی پر حد جاری نہ کی جائے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میں دشمن کی سرزمین پر کسی پر حد جاری نہیں کروں گا جب تک وہاں سے نکل نہ جائے ورنہ اندیشہ ہے کہ کہیں حمیت و نفرت اسے اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ وہ دشمن کے ساتھ شامل ہو جائے۔ (التہذیب، علل الشرائع)

باب ۱۱

جو شخص اپنے حد کے واجب ہونے کا اقرار تو کرے مگر معیّن نہ کرے تو اسے اس وقت تک کوڑے مارے جائیں گے جب تک وہ خود منع نہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنے اوپر حد کے واجب ہونے کا اقرار تو کیا تھا مگر یہ نہیں بتایا تھا کہ وہ کون سی حد ہے؟ فرمایا: اسے برابر کوڑے مارے جائیں گے یہاں تک کہ وہ خود منع کرے (کہ اب بس)۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

جب کوئی شخص پہلے اپنے اوپر کسی حد کا اقرار کرے اور پھر مکر جائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی مگر یہ کہ وہ حد سنگساری یا قتل ہو۔ اور رجم کا اقرار کرنے والا جب مکر جائے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے پہلے اپنے اوپر کسی حد کے واجب ہونے کا اقرار کیا اور پھر مکر گیا؟ فرمایا: جب وہ امام (یا حاکم شرع) کے روبرو چوری کا اقرار کرے اور پھر مکر جائے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے اگرچہ اس کی ناک رگڑی جائے۔ یا اگر وہ شرابخواری کا یا افترا پردازی کا اقرار کرے اور پھر مکر جائے تو فرمایا: اسے اسی کوڑے لگاؤ۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ ایسے جرم کا اقرار کرے جس میں سنگساری واجب ہے (جیسے زنائے محصن) اور پھر مکر جائے تو آیا اسے سنگسار کریں گے؟ فرمایا: نہیں۔ میں اسے سنگسار تو نہیں کروں گا مگر اس پر (سو کوڑے کی) حد ضرور جاری کروں گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی حد کے واجب ہونے کا اقرار کرے تو میں ضرور اسے جاری کروں گا سوائے سنگساری کے کہ اگر کوئی شخص اس کا اقرار کرے اور پھر مکر جائے تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی کو قتل کرنے کا اقرار کرے اور گواہ موجود نہ ہوں تو اسے (قصاص میں) قتل کر دیا جائے گا اور اگر بعد میں انکار کر دے اور کہے کہ میں نے قتل نہیں کیا تو اسے چھوڑ دیا جائے گا اور قتل نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود جمیل بن دراج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی محصن شخص چار بار اپنے زنا کرنے کا اقرار کرے تو اسے سنگسار کر دیا جائے گا یہاں تک کہ مر جائے۔ یا پھر سنگسار ہونے سے پہلے مکر جائے اور کہے میں نے کوئی زنا نہیں کیا تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب تک دو بار چوری کرنے کا اقرار نہ کرے۔ اور اگر اقرار کے بعد انکار کر دے تو مال کا ضامن تو ہوگا مگر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جبکہ گواہ موجود نہ ہوں الخ۔۔۔ (ایضاً)

باب ۱۳

بیمار، اندھے، گونگے اور پھوڑے پھنسیاں اور زخموں والے شخص اور مستحاضہ کا حکم جبکہ ان پر حد واجب ہو۔

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود یحییٰ بن عباد مکی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ سفیان ثوری نے مجھ سے کہا کہ تمہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے نزدیک اچھا مقام حاصل ہے ان سے پوچھ کہ ایک شخص نے جبکہ وہ بیمار تھا زنا کیا ہے۔ لہٰذا اگر اس پر حد جاری کی جائے تو وہ مر جائے گا تو آپ اس کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ چنانچہ میں نے آپؑ سے یہ مسئلہ دریافت کیا۔ آپؑ نے فرمایا: (پہلے یہ بتا کہ) یہ مسئلہ تیرے اپنے ذہن کا پیدا کردہ ہے یا کسی اور انسان نے تیرے ذمہ لگایا ہے کہ مجھ سے پوچھے؟ میں نے عرض کیا کہ سفیان ثوری نے میرے ذمہ لگایا ہے۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں ایک ایسا شخص لایا گیا جس کا پیٹ سوجا ہوا تھا اور وہ سوء القینیا کا مریض تھا جس کی رانوں کی رگیں ظاہر تھیں اور اس نے ایک بیمار عورت کے ساتھ زنا کیا تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ کھجور کے درخت کی شاخ لائی جائے جس کے کئی گوشے ہوں۔ چنانچہ آپؐ وہ پکڑ کر ایک بار مرد کو ماری اور ایک بار عورت کو ماری بعد ازاں ان کو آزاد کر دیا پھر اس آیت کو پڑھا (جو جناب ایوب علیہ السلام اور ان کی حلف کے بارے میں وارد ہے کہ ﴿خُذْ بِيَدِكَ ضِغْثًا فَاضْرِبْ بِهٖ وَلَا تَحْنَثْ﴾ (کہ خشک گھاس کا مٹھا ہاتھ میں لو اور اس سے مارو۔ اور قسم نہ توڑو)۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادخود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے گونگے، بہرے اور اندھے کی حد کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: ان پر حد جاری کی جائے گی جبکہ وہ سمجھتے ہوں کہ انہوں نے (جرم) کیا ہے؟ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: استحاضہ والی عورت پر اس وقت تک حد جاری نہیں کی جائے گی جب تک اس کا خون بند نہ ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسا شخص لایا گیا جو شرعی حد کا مستوجب تھا۔ مگر اس کے بدن پر بکثرت زخم اور پھوڑے پھنسیاں تھیں! آنجنابؑ نے فرمایا: اسے شفایاب ہونے تک چھوڑ دو۔ اور اس کے پھوڑوں اور زخموں کو نہ چھیلو ورنہ

اسے قتل کردو گے۔ (کتب اربعہ)

۵۔ نیز باسناد خود ابو العباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک قبیح المنظر اور کوتاہ قد آدمی کو بارگاہ رسالتؐ میں لایا گیا جو سوء القینیا کا مریض بھی تھا جس کے پیٹ کی رگیں نکلی ہوئی تھیں۔ جس نے ایک عورت کے ساتھ زنا کیا تھا۔ عورت نے کہا کہ مجھے صرف اتنا معلوم ہے کہ وہ میرے اوپر داخل ہوا!! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے پوچھا: آیا تو نے زنا کیا ہے؟ اس نے کہا کہ ہاں! مگر وہ محصن نہ تھا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی آنکھ اوپر نیچے کی اور پھر کھجور کا ایک گوشہ طلب فرمایا جس کی سو شاخیں تھیں پھر ایک بار اسے اس سے مارا۔ (الفروع، التہذیبین)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ بیان کرتے ہیں کہ امام معصوم علیہ السلام نے فرمایا کہ زانی کو سخت ترین کوڑے لگائے جائیں گے اور افترا پردازی کرنے والے کو میانہ قسم کے لگائے جائیں گے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۴

جو شخص جہالت کی وجہ سے وہ حرام کام کرے جس پر حد جاری ہوتی ہے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر کوئی شخص اسلام میں داخل ہو اور اس کی صداقت کا اقرار کرے اور پھر شراب پئے، زنا کرے اور سود کھائے جبکہ اسے (اسلام کے) حلال وحرام کا کوئی علم نہ ہو تو میں اس پر کوئی حد جاری نہیں کروں گا۔ جبکہ وہ جاہل ہو۔ مگر یہ کہ بیّنہ قائم ہو جائے کہ اس کے سامنے وہ سورہ پڑھی گئی تھی جس میں زنا کاری، شرابخواری اور سود خواری کی حرمت کا تذکرہ ہے اور اگر اس نے جہالت کی وجہ سے ایسا کیا ہے تو میں اسے مسائل واحکام سے آگاہ کروں گا۔ اور اگر وہ اس کے بعد بھی ان کبائر کا ارتکاب کرے گا تو پھر میں اس پر حد جاری کروں گا۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے ایک شخص کو اسلام کی دعوت دی اور اس نے اس کا اقرار کر لیا (اور اس میں داخل ہو گیا) مگر پھر شراب بھی پی، زنا بھی کیا اور سود بھی کھایا کیونکہ اسے ان چیزوں کی حرمت کا کوئی علم نہیں تھا تو؟ آیا اس پر حد جاری کی جائے گی؟ فرمایا: نہیں۔ مگر یہ کہ بیّنہ قائم ہو جائے کہ اس نے ان چیزوں کی حرمت کا اقرار کیا تھا اور پھر ارتکاب کیا (تو پھر حد جاری ہوگی)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ابوبکر کے پاس

ایک ایسا (نومسلم) شخص لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ ابوبکر نے اس سے پوچھا تو نے کیوں شراب پی جبکہ وہ حرام ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اسلام قبول کیا۔ مگر میرا گھر ایسے لوگوں کے درمیان ہے جو حلال سمجھ کر شراب پیتے ہیں اور اگر مجھے علم ہوتا کہ یہ حرام ہے تو ضرور میں اس سے اجتناب کرتا۔ حضرت امام علی علیہ السلام نے ابوبکر سے فرمایا (جو وہاں موجود تھے) کہ اسے مہاجرین وانصار کی محافل میں لے جایا جائے اور ان سے پوچھا جائے کہ ان میں سے کسی شخص نے اس (نومسلم) کے سامنے حرمت شراب والی آیت پڑھی ہے؟ پس اگر ثابت ہو جائے کہ کسی نے نہیں پڑھی تو پھر اسے چھوڑ دیجئے۔ چنانچہ ایسا کیا گیا۔ تو کسی شخص نے بھی ایسی گواہی نہ دی۔ چنانچہ اسے چھوڑ دیا گیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

جس شخص پر کئی حدود واجب ہوں اور ان میں سے ایک حد قتل ہو تو پہلے وہ حدود جاری کی جائینگی اور پھر قتل کیا جائے گا اور اگر ان حدود میں ہاتھ یا پاؤں کا قطع کرنا بھی ہو اور کوڑے مارنا بھی تو پہلے کوڑے مارے جائیں گے پھر ہاتھ قطع کیا جائے گا اور سب کے آخر میں قتل کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس کسی پر کئی حدود جمع ہو جائیں جن میں قتل بھی شامل ہو تو ابتداء دوسرے حدود سے کی جائے گی۔ اور بعد ازاں اسے قتل کیا جائے گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ پوچھا کہ ایک شخص کو پکڑا گیا ہے جس پر تین حدود واجب ہیں، شراب پینے کی، زنا کرنے کی اور چوری کرنے کی، تو کس حد سے آغاز کیا جائے گا؟ فرمایا: پہلے شراب کی حد جاری کی جائے گی (اسی کوڑے) پھر چوری کی (ہاتھ کاٹا جائے گا)، اور آخر میں زنا کی (کہ کنوارا ہے تو سو کوڑے اور اگر شادی شدہ ہے پھر سنگسار)۔ (قرب الاسناد)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں جسے پکڑا گیا جس کے ذمہ کئی حدود ہیں کہ منجملہ ان کے ایک قتل ہے تو؟ فرمایا: ایسی صورت میں حضرت امام علی علیہ السلام پہلے اس پر دوسرے حدود جاری کرتے تھے اور بعد میں قتل کرتے

تھے اور تم حضرت امام علی علیہ السلام کی مخالفت نہ کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص پر کئی حدود واجب ہوں جن میں قتل کرنا بھی شامل ہو تو پہلے وہ حدود جاری کیے جائیں گے جو قتل سے کم ہیں اور آخر میں قتل کیا جائے گا۔ (التہذیب)

باب ۱۶

جو شخص پکڑا جانے سے پہلے توبہ کرے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اور توبہ کی آزمائش مستحب ہے کہ امامؑ کے پاس اقرار کرے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چور اپنی طرف سے بارگاہِ خدا میں تائب ہو کر آجائے تو چوری کا مال مالک کو واپس لوٹایا جائے گا اور اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (الفروع)

۲۔ باسناد خود احمد بن محمد بن خالد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس زانی والی حدیث کے ضمن میں فرمایا: جس نے چار بار اقرار کیا تھا کہ اس نے زنا کیا ہے آپ، نے پہلے قنبر سے فرمایا کہ اسے محفوظ رکھ پھر غضبناک ہو کر فرمایا کہ ایک آدمی کے لئے یہ بات کس قدر قبیح ہے کہ وہ (خلوت میں) بعض فواحش کا ارتکاب کرے اور پھر لوگوں کے روبرو اپنے آپ کو ذلیل و رسوا کرے۔ اس نے اپنے گھر کے اندر توبہ کیوں نہ کر لی؟ بخدا! اس کا اپنے اور خدا کے درمیان توبہ کر لینا اس سے بہتر تھا کہ میں اس پر حد جاری کروں۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے چوری کی تھی یا شراب پی تھی یا زنا کیا تھا۔ مگر اس کا یہ جرم کسی کو معلوم نہ ہو اور نہ ہی اسے پکڑا گیا۔ یہاں تک کہ اس نے توبہ کر لی اور اپنی اصلاح کر لی تھی۔ فرمایا: جب وہ اپنی اصلاح کر لے اور اس سے اچھے کاموں کا مشاہدہ کیا جائے تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ ابن ابی عمیر کا بیان ہے کہ میں نے عرض کیا کہ اگر ایسا شخص کوئی مسافر آدمی ہو تو پھر بھی اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی؟ فرمایا: اگر پانچ ماہ یا اس سے کچھ کم وقت گزر جائے اور اس سے اچھے امور کا ظہور ہو تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس پر بیّنہ قائم ہو گیا کہ اس نے زنا کیا ہے (مگر حد جاری ہونے سے پہلے) بھاگ گیا۔ فرمایا: اگر توبہ کرے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر امامؑ کے ہاتھ لگ جائے تو وہ اس پر حد جاری کریں گے اور اگر انہیں اسکے مقام کا علم ہو تو اس کی طرف کوئی آدمی بھیجیں گے۔ (تاکہ اسے پکڑا جاسکے اور پھر اس پر حد جاری ہو سکے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو العباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا: یا رسول اللہؐ! میں نے زنا کیا ہے! (یہاں تک کہ فرمایا) حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر یہ شخص چھپا رہتا اور توبہ کر لیتا تو یہ بات اس کے لئے بہتر تھی۔ (التہذیب)

باب ۱۷

حقوق الناس کے سلسلہ میں جو حدود جاری ہوتی ہیں اگر امامؑ تک مقدمہ پیش ہونے سے پہلے اگر صاحب حق معاف کر دے تو جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے مجھ پر جنایت کی ہے۔ تو کیا میں اسے معاف کر دوں؟ یا حاکم کے پاس مقدمہ لے جاؤں؟ فرمایا: وہ تمہارا حق ہے۔ اگر معاف کر دو تو بہتر ہے اور اگر امامؑ کے پاس لے جاؤ تو (جائز ہے کیونکہ) تم نے اپنا حق طلب کیا ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص چور کو پکڑ لیتا ہے اسے (حاکم تک) لے جائے یا اسے چھوڑ دے؟ فرمایا: صفوان بن امیہ مسجد الحرام میں لیٹا ہوا تھا کہ اپنی چادر وہیں رکھ کر پانی انڈیلنے کے لئے باہر نکلا۔ جب واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی چادر چوری ہو چکی ہے تو کہا: کس نے میری چادر چرائی ہے؟ پھر ڈھونڈنے کے لئے باہر نکلا تو چور کو پکڑ لیا۔ اور اسے بارگاہِ رسالتؐ میں پیش کیا۔ پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اس کا ہاتھ کاٹ دو۔ اس پر صفوان نے کہا: یا رسول اللہؐ! آیا میری چادر کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جا رہا ہے؟ فرمایا: ہاں۔ کہا: میں اسے ھبہ کرتا ہوں (تاکہ اس کا ہاتھ نہ کاٹا جائے)۔ آپؐ نے فرمایا: مجھ تک مقدمہ پیش کرنے سے پہلے ایسا کیوں نہ کیا؟ (یعنی اب معاف کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہے۔ اب تو بہر حال حد جاری ہوگی)۔ راوی نے عرض کیا کہ آیا امامؑ کا بھی

یہی مقام ہے۔ جب ان کی خدمت میں مقدمہ پیش کیا جائے؟ فرمایا: اچھا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

جو حدود حق اللہ کے سلسلہ میں جاری ہوتی ہیں اقرار کے ساتھ ان کے معاف کرنے کا حق امام کو حاصل ہے مگر بیّنہ سے ثابت ہونے کے بعد نہیں۔ اور جو شخص اپنا حق معاف کر دے وہ پھر اس سے رجوع نہیں کر سکتا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ضریس کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حقوق اللہ کی حدود سے صرف امام ہی معافی دے سکتا ہے اور جہاں تک حقوق الناس کی حدود کا تعلق ہے وہ امام کے علاوہ (صاحبِ حق) بھی معاف کر سکتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی پر تہمت زنا لگاتا ہے۔ اور وہ متعلقہ شخص اسے معاف کر دیتا ہے مگر بعد میں اسے خیال آتا ہے کہ اس پر حد جاری کرائے تو؟ فرمایا: ایک بار معاف کر دینے کے بعد حد جاری نہیں ہو سکتی۔ (الفروع، الاستبصار)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو عبداللہ برقی سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ بعض صادقین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور چوری کرنے کا اقرار کیا۔ امام علیہ السلام نے اس سے فرمایا: میں سورۂ بقرہ کی وجہ سے تیرا ہاتھ تجھے ھبہ کرتا ہوں۔ اس پر اشعث (منافق) نے کہا: کیا آپ اللہ کے حدود میں سے ایک حد کو معطل کر رہے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: تجھے کیا خبر کہ کیا ہے؟ (پھر وضاحت کرتے ہوئے) فرمایا: جب کسی شخص کے جرم پر بیّنہ قائم ہو جائے تو امامؑ اسے معاف نہیں کر سکتا اور جب جرم مجرم کے اقرار کرنے سے ثابت ہو تو پھر امامؑ کو حق حاصل ہے کہ چاہے تو معاف کر دے اور چاہے تو حد جاری کرے (جو یہاں قطع ید ہے)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

باب ۱۹

جس پر (شرعاً) کوئی حد نہیں ہے جیسے دیوانہ تو وہ خواہ کسی پر تہمت زنا لگائے یا اس پر کوئی لگائے اس پر کوئی حد نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جس پر (شرعاً) کوئی حد نہیں ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے یعنی اگر کوئی دیوانہ آدمی کسی پر تہمت زنا لگائے تو میں اس پر کچھ نہیں دیکھتا اور اگر کوئی اور شخص اس پر تہمت زنا لگاتے ہوئے کہے: اے زانی! تو اس پر بھی کوئی حد نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۰

جب کسی حد کا معاملہ امام (حاکم شرعی) تک پہنچ جائے تو پھر نہ سفارش کرنا جائز ہے اور نہ ہی قبول کرنا روا ہے ویسے سفارش کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زوجہ ام سلمہؓ کی ایک کنیز تھی جس نے کسی قوم کی چوری کی اور اسے پکڑ کر بارگاہِ رسالتؐ میں لایا گیا۔ تو جناب ام سلمہؓ نے اس کے بارے میں سفارش کرنا چاہی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ام سلمہ! یہ اللہ کے حدود میں سے ایک حد ہے جسے ضائع نہیں کیا جا سکتا۔ پس آپؐ نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سلمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اسامہ بن زید ان امور میں جن پر کوئی شرعی حد نہیں ہے (بارگاہ رسالتؐ میں) سفارش کیا کرتے تھے۔ چنانچہ ایک بار بارگاہِ رسالتؐ میں ایک ایسا انسان لایا گیا جس پر حد واجب تھی۔ تو اسامہ نے سفارش کی۔ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو (جھڑکتے ہوئے) فرمایا: حد کے معاملہ میں مت سفارش کر۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جب حد کا معاملہ امامؑ تک پہنچ جائے تو پھر کوئی کسی کی سفارش نہ کرے۔ کیونکہ وہ (امامؑ) اس کا مالک نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب تک معاملہ امامؑ تک نہ پہنچے تب تک سفارش جائز ہے جبکہ (مجرم سے) ندامت و پشیمانی کے علامات دیکھے جائیں۔ نیز حد کے علاوہ دوسرے امور میں بھی امامؑ کی خدمت میں سفارش کر سکتے ہو جبکہ تم دیکھو کہ وہ شخص جس کی تم سفارش کر رہے ہو وہ اس (بُرے) کام سے باز آ گیا ہے۔ اور خبردار! کسی مسلمان کے حق کے معاملہ میں (جس سے اس کی حق تلفی ہوتی ہو) اس کی اجازت کے بغیر سفارش جائز نہیں ہے۔
(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

حد میں کفالت (ضمانت) جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: حد کے معاملہ میں کسی کی کفالت اور ضمانت نہیں ہے (وہ جاری ہو کے رہے گی)۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۴ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۲

جس پر حد جاری کی جارہی ہو اس کو دیکھنے کے لئے لوگوں کا جمع ہونا مکروہ ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یعقوبی سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امیر علیہ السلام بصرہ میں تشریف فرما تھے تو آپؑ کی خدمت میں ایک ایسا شخص لایا گیا جس پر حد جاری ہونا تھی۔ تو لوگوں کی ایک جماعت اکھٹی ہوگئی۔ جب وہ بالکل قریب آگئے اور آپؑ نے ان کے چہرے دیکھے تو قنبرؓ سے فرمایا: دیکھو یہ کیسی جماعت ہے؟ قنبر نے عرض کیا کہ ایک آدمی پر حد جاری کی جارہی ہے (اور یہ اسے دیکھنے کے لئے اکھٹے ہوئے ہیں)...... فرمایا: مرحبا نہیں ہے ان چہروں کے لئے جو صرف برائی کی مقام پر دیکھے جاتے ہیں۔ یہ فضول آدمی ہیں۔ اے قنبر! ان کو مجھ سے دور کرو۔ (التہذیب)

باب ۲۳

حد کی وراثت کا بیان۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حد میں اس طرح وراثت نہیں چلتی جس طرح دیت اور مال و جائیداد میں چلتی ہے لیکن اگر (میت کے) وارثوں میں سے کوئی وارث اس کا مطالبہ کرے تو اسے حق حاصل ہے اور جو مطالبہ نہ کرے تو اس کا کوئی حق نہیں ہے۔ اور اسکی مثال یہ ہے کہ ایک شخص نے دوسرے پر (یعنی اس کی ماں پر) تہمت زنا لگائی۔ (اور وہ عورت اب مرچکی ہے) جبکہ اس شخص کا (جس کی ماں پر تہمت زنا لگائی گئی) ایک اور بھائی بھی ہے۔ لہٰذا اگر ان دو بھائیوں

میں سے ایک معاف بھی کردے تو دوسرے کو حد جاری کرنے کا مطالبہ کرنے کا حق حاصل ہے کیونکہ وہ (مرحومہ) ان دونوں کی ماں ہے اور معاف کرنے کا حق دونوں کو ہے (نہ کہ ایک کو)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حد میں وراثت نہیں چلتی۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث میں اس کی وجہ بیان کر دی گئی ہے۔

باب ۲۴

حد کے معاملہ میں قسم نہیں ہے اور حدود شبہات کی وجہ سے دور ہو جاتی ہیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص ایک دوسرے شخص کو پکڑ کر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں لایا اور دعویٰ کیا کہ اس نے مجھ پر تہمت زنا لگائی ہے۔ مگر اس کے پاس بیّنہ (دو گواہ) نہ تھے۔ اس لئے اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! اس سے حلف اٹھوایئے۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ حد کے سلسلہ میں قسم نہیں ہے۔ اور ہڈی میں قصاص نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں دعویٰ کیا کہ فلاں شخص نے مجھ پر افترا پردازی کی ہے! اس پر حضرت امیرؑ نے اس شخص سے پوچھا کہ آیا تو نے ایسا کیا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! اس کے بعد حضرت امیرؑ نے دعویٰ کرنے والے سے پوچھا کہ تیرے پاس اپنے دعویٰ کے ثبوت میں بیّنہ ہے؟ عرض کیا کہ بیّنہ تو نہیں ہے مگر آپ اس سے قسم اٹھوائیں! فرمایا: اس پر قسم نہیں ہے۔ (التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت رسول ﷺ کا ارشاد ہے کہ حدود کو (معمولی) شکوک و شبہات کی بنا پر دفع کر دو۔ نیز فرمایا: حد کے سلسلہ میں نہ سفارش ہے، نہ ضمانت ہے اور نہ قسم ہے۔ (الفقیہ)

باب ۲۵

حد کے جاری کرنے میں تاخیر کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد

علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: حدود کے سلسلہ میں ایک گھنٹہ کا بھی انتظار نہیں ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے فیصلوں کے حوالہ سے روایت کرتے ہیں۔ جب حد کے (جاری کرنے میں) شاید اور عنقریب جیسے الفاظ آجائیں تو بس حد معطل ہو جائے گی۔ (الفقیہ)

باب ۲۶

کسی جواز کے بغیر کسی مسلمان کو مارنا حرام ہے اور غیظ وغضب کی حالت میں سزا دینا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ خدا کی نگاہ میں سب لوگوں سے زیادہ مبغوض شخص وہ ہے جو کسی حق کے بغیر کسی مسلمان کی پشت پر کوڑا مارے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے غیظ وغضب کی حالت میں سزا دینے کی ممانعت فرمائی ہے۔ (ایضاً و المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۷

کسی سبب کے بغیر کسی غلام پر حد جاری کرنا اور مارنا حرام ہے۔ اور جب وہ اپنے آقا کی نافرمانی کرے تو اسے مارنا مکروہ ہے اور اس حالت میں اس کا آزاد کرنا یا اس کا فروخت کر دینا مستحب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے غلام کو اس قدر مارے کہ کسی (شرعی) حد کی مقدار تک پہنچ جائے بغیر اس کے کہ غلام نے کوئی موجب حد جرم کیا ہو۔ تو اس کی اس مار کا کفارہ اس غلام کو آزاد کرنے کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد سے مسائل اسماعیل بن عیسیٰ سے حضرت امام زمانہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ جب کوئی غلام مالک کی نافرمانی کرے تو اسے مارنا جائز ہے یا نہ؟ فرمایا: اس کا مارنا جائز نہیں ہے۔ بس اگر وہ تمہارے مزاج کے موافق ہے تو اسے رکھو ورنہ اسے چھوڑ دو۔ (آزاد کر دو۔ یا پھر فروخت کر

دو)۔(ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (یہاں سابقہ باب میں اور ج ۱۴ مقدماتِ نکاح میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳۰ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

حدود کا قائم کرنا اس کے سپرد ہے جس کا حکم نافذ ہے (نبیؐ یا امامؑ)۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن غیاث سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا: حدود کون جاری کرے گا بادشاہ یا قاضی؟ فرمایا: حدود کا قائم کرنا اس کا کام ہے جس کو حکم کا حق حاصل ہے (نبیؐ یا امامؑ)۔(الفقیہ، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب المقنعہ میں فرماتے ہیں کہ حدود قائم کرنے کا حق اسلام کے سلطان کو حاصل ہے جو منجانب اللہ مقرر ہے اور وہ آل محمد علیہم السلام میں سے ائمہ اہل بیتؑ ہیں۔ اور جن کو وہ امراء و حکام میں سے مقرر فرمائیں اور انہوں نے ان معاملات کی باگ ڈور اپنے شیعوں کے فقہاء کے حوالے کی ہے۔(کتب المقنعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب القضا (باب ۳ از صفاتِ قاضی) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۹

جب کفار علانیہ طور پر محرماتِ شرعیہ کا ارتکاب کریں یا وہ خود اپنا معاملہ حاکم اسلام کے پاس لے جائیں تو پھر ان پر حدود جاری کیے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں پوچھا: ایک یہودی یا نصرانی یا مجوسی (کھلم کھلا) زنا کرتے یا شراب پیتے ہوئے پکڑا گیا ہے اس پر کیا ہے؟ فرمایا: جب وہ مسلمانوں کے کسی شہر میں ان بُرے کاموں کا ارتکاب کریں تو ان پر اسلامی حدود جاری کیے جائیں گے یا جرم تو غیر اسلامی شہر میں کریں مگر فیصلہ اسلامی حکام کے پاس لے جائیں......۔(قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس سے پہلے (سابقہ باب میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۰

آقا اپنے غلام پر حد جاری کر سکتا ہے اور اس کے جرم کے مطابق اسے سزا بھی دے سکتا ہے مگر افراط نہ کرے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالعباس سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کوئی مالک کس قدر اپنے غلام کو سزا دے سکتا ہے؟ فرمایا: اس کے گناہ کے مطابق۔ اس پر راوی نے عرض کیا کہ (مولا) آپ نے حریز کو اس کے جرم سے زیادہ سزا دی؟ فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! حریز میرا غلام ہے (میں اس کے حالات کو بہتر جانتا ہوں) اس نے تلوار میان سے نکالی تھی۔ اور جو تلوار نکالے وہ مجھ سے نہیں ہے۔ (الفروع، رجال کشی)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بعض اوقات میں اپنے غلام کو اس کے بعض جرائم کی وجہ سے مارتا ہوں؟ فرمایا: کس قدر مارتے ہو؟ عرض کیا کہ بعض اوقات سو کوڑے بھی مارتا ہوں۔ یہ سن کر امامؑ نے دو بار فرمایا: سو۔ سو۔ یعنی زنا کی حد کے برابر؟ اللہ سے ڈر۔ میں نے عرض کیا کہ میں آپؑ پر قربان! کس قدر ماروں؟ فرمایا: ایک کوڑا۔ عرض کیا: بخدا اگر اسے پتہ چل جائے کہ اس کے جرم پر میں اسے صرف ایک کوڑا ماروں گا تو وہ تو میری ہر چیز برباد کر دے گا! فرمایا: چلو دو کوڑے مارلو...... عرض کیا کہ اس میں تو میری ہلاکت ہے؟ راوی کا بیان ہے کہ میں اسی طرح برابر آپؑ سے تکرار کرتا رہا حتیٰ کہ آپ پانچ کوڑوں تک پہنچے۔ اور پھر غضبناک لب ولہجہ میں فرمایا: اے ابن عمار! اگر تجھے معلوم ہے کہ اس کے جرم کی حد کیا ہے تو پھر اس پر حد جاری کر۔ مگر اللہ تعالیٰ کے حدود سے تجاوز نہ کر۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عنبسہ بن معصب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ میری ایک کنیز نے زنا کیا ہے کیا میں اس پر حد جاری کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ عرض کیا: کیا اس کے بچہ کو فروخت کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں...... عرض کیا: آیا اس رقم سے حج کر سکتا ہوں؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب، الفقیہ)

(نوٹ) فقیہ کی اسی روایت میں اس کے ساتھ یہ اضافہ بھی ہے کہ فرمایا کہ پوشیدہ طور پر حد جاری کر کہ کہیں حاکم وقت تمہیں ضرر نہ پہنچائے۔ (الفقیہ)

۴۔ نیز باسنادخود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: تمہارا خادم اگر خدا کی نافرمانی کرے تو اسے مارو۔ اور اگر تمہاری حکم عدولی کرے تو معاف کردو۔ (التہذیب)

۵۔ نیز باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص اپنے غلام کو شرعی حد کی حد تک کوڑے مارے بغیر اس کے کہ اس نے کوئی ایسا جرم کیا ہو۔ تو اس مارنے والے کے جرم کا کفارہ اس غلام کو آزاد کرنے کے سوا اور کوئی نہیں ہے۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (باب ۳۲ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۳۱

جس بندہ پر خود حقوق اللہ کے سلسلہ میں کوئی حد واجب ہو اس کے لئے کسی دوسرے پر حد جاری کرنا مکروہ ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود عمران بن میثم سے یا صالح بن میثم سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں چار بار زنا کرنے کا اقرار کیا۔ حضرت امیرؑ نے قنبرؓ کو حکم دیا کہ وہ لوگوں کو اکٹھا ہونے کا اعلان کریں۔ چنانچہ لوگ جمع ہوگئے تو حضرت امیر علیہ السلام نے خطبہ دیتے ہوئے پہلے خدا کی حمد و ثنا کی اور پھر لوگوں سے مخاطب ہو کر فرمایا: ایہا الناس! آپ کا امام اس عورت کو لے جا کر باہر جا رہا ہے تاکہ اس پر حد جاری کرے انشاء اللہ۔ امیر المومنین تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم سب پتھر لے کر مگر اس طرح چہرے بدل کر باہر نکلو کہ کوئی کسی کو پہچان نہ سکے۔ اور اس وقت تم اپنے اپنے گھروں کی طرف لوٹ جاؤ۔ پھر آپؑ منبر سے نیچے اتر آئے۔ پس جب صبح ہوگئی تو آپؑ اس عورت کو لے کر نکلے اور آپ کے ہمراہ دوسرے لوگ بھی اس حال میں نکلے کہ مونہوں پر منڈاسے مارے ہوئے تھے تاکہ پہچانے نہ جائیں اور پتھر بھی اپنی چادروں اور آستینوں میں چھپائے ہوئے تھے۔ پس جب ظہر کے وقت تک کوفہ کے ایک خاص مقام پر پہنچے تو آپؑ نے حکم دیا کہ ایک گڑھا کھودا جائے پھر اس عورت کو اس میں دفن کر دیا گیا اور آپ اپنے خچر پر سوار ہوگئے۔ اور رکابوں میں پاؤں جما کر اور کانوں میں دونوں انگشت شہادت دے کر بآواز بلند فرمایا: ایہا الناس! خدا نے اپنے نبیؐ سے عہد لیا تھا اور نبی نے مجھ سے یہ عہد و پیمان لیا کہ وہ شخص کسی پر حد جاری نہ کرے جس پر خود کوئی جاری ہوتی ہو پس جس شخص پر اسی قسم کی کوئی حد واجب ہے جو اس عورت پر ہے تو وہ اس پر حد جاری کرنے میں

حصہ نہ لے۔ راوی کا بیان ہے کہ یہ اعلان سن کر سب لوگ واپس لوٹ گئے اور وہاں صرف حضرت امیر علیہ السلام اور امام حسنؑ و حسینؑ باقی رہ گئے۔ پس انہوں نے اس عورت پر حد جاری کی جبکہ ان کے ہمراہ اور کوئی نہیں تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ ان واپس جانے والوں میں محمد بن امیر المومنین بھی شامل تھے۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب، المحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا اور زنا کرنے کا اقرار کیا۔ جنابؑ نے اعلان کرایا کہ صبح منڈا اسے مار کر آنا (تاکہ اس شخص پر حد جاری کی جائے) چنانچہ جب صبح آدمی آئے تو آپؑ نے فرمایا کہ جس شخص نے بھی اس شخص جیسا فعل کیا ہے وہ اسے سنگسار نہ کرے اور واپس لوٹ جائے۔ چنانچہ لوگ واپس چلے گئے اور صرف چند نفر باقی رہ گئے۔ اور انہوں نے اسے سنگسار کیا۔ (الفروع، التہذیب)

(نوٹ) اسی مضمون کی مزید اور دو حدیثیں مذکور ہیں۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا روح اللہ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے! پس جناب عیسیٰ علیہ السلام نے اعلان کرایا کہ کوئی شخص گھر میں نہ رہ جائے بلکہ سب باہر نکلیں تاکہ فلاں کو پاک کیا جائے۔ پس سب لوگ جمع ہو گئے اور اس شخص کو گڑھا میں کھڑا کیا گیا تو اس نے بآواز بلند کہا کہ مجھ پر وہ شخص حد جاری نہ کرے جس پر خود میری طرح حد واجب ہے۔ یہ سن کر سب لوگ واپس لوٹ گئے اور صرف جناب عیسیٰ علیہ السلام اور یحییٰ علیہ السلام باقی رہ گئے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

جب امامؑ کے پاس حقوق اللہ میں سے کوئی حد ثابت ہو جائے تو اس کا قائم کرنا واجب ہے اور اگر حقوق الناس میں سے ہو تو جب تک صاحب حق مطالبہ نہ کرے تب تک اس کا قائم کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص امام کے پاس خدا کے حدود میں سے کسی حد کا اقرار کرے آزاد ہو یا غلام، مرد ہو یا عورت تو امام پر واجب ہے کہ حد جاری کرے مجرم جو بھی ہو۔ مگر جو محصن زانی ہو تو امام اسے سنگسار نہیں کرے گا جب تک گواہ گواہی نہ دیں۔ ہاں جب وہ گواہی دے دیں تو پہلے اس کو سو کوڑے

مارے گا۔ پھر سنگسار کرے گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ جو شخص امام کے پاس حقوق الناس میں سے کسی حق کے پائمال کرنے کا اقرار کرے (جس پر حد جاری ہوتی ہو) تو امام پر لازم نہیں ہے کہ اس پر حد جاری کرے جب تک صاحب حق یا اس کا ولی حاضر ہو کر اجراء کا مطالبہ نہ کرے۔ اس مقام پر بعض اصحاب نے عرض کیا کہ وہ کون سے حقوق ہیں کہ جب ان میں سے کسی ایک کا امام کے پاس ایک بار بھی اقرار کرے تو اس پر حد کا اجراء واجب ہو جاتا ہے؟ فرمایا: جیسے چوری کہ جب کوئی شخص امام کے پاس اس کا اقرار کرے تو امامؑ اس کا ہاتھ کاٹے گا یہ حقوق اللہ میں سے ہے یا جیسے شراب پینے کا اقرار تو امامؑ اس پر حد جاری کرے گا کہ یہ بھی حقوق اللہ میں سے ہے اور جب کوئی زنا کا اقرار کرے جبکہ وہ محصن نہ ہو تو یہ بھی حقوق اللہ میں سے ہے اور جب (کوئی مجرم) حقوق المسلمین میں سے کسی حق کی پائمالی کا اقرار کرے جیسے امام کے پاس کسی پر افتراپردازی کا اقرار کرے تو امام اس پر حد جاری نہیں کرے گا جب تک وہ شخص خود یا اس کا ولی آ کر مطالبہ نہ کرے کہ مفتری پر حد جاری کی جائے یا جیسے کوئی کسی کو قتل کرنے کا اقرار کرے تو امام اسے (قصاص میں) قتل نہیں کرے گا۔ جب تک مقتول کے اولیاء خود حاضر ہو کر قصاص کا مطالبہ نہ کریں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ جب امامؑ کسی شخص کو زنا کرتے یا شراب پیتے ہوئے دیکھے تو اس پر واجب ہے کہ اس پر حد جاری کرے اور وہ بینہ کا محتاج نہیں ہے کیونکہ اپنی آنکھوں سے دیکھنے کے بعد بینہ کی کیا ضرورت ہے۔ امام خود خلق خدا میں خدا کا امین ہے۔ اور جب دیکھے کہ کوئی شخص چوری کر رہا ہے تو امامؑ پر صرف یہ لازم ہے کہ اسے جھڑکے اور منع کرے اور پھر چلا جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: جب معاملہ حق اللہ کا ہو تو پھر امام پر حد کا جاری کرنا واجب ہوتا ہے۔ اور جب لوگوں کا حق ہو تو پھر تو وہ لوگوں کا حق ہے (ان کے مطالبہ پر حد کا اجراء ہوگا)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

گواہوں کے لئے مستحب ہے کہ حدود کے اجراء کی نگرانی کریں۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن یحییٰ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام گواہوں کو حدود کی نگرانی کراتے تھے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک شخص کو دو آدمی پکڑ کر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں لائے اور کہا کہ اس شخص نے زرہ چرائی ہے اور وہ آدمی برابر خدا کا واسطہ دے کر کہتا تھا کہ میں بے قصور ہوں اور یہ بھی کہتا تھا کہ اگر حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم موجود تھے تو وہ ہرگز میرا ہاتھ نہ کاٹتے۔ جناب امیر علیہ السلام نے پوچھا: کیوں؟ کہا: اس لئے کہ خدا ان کو بتا دیتا کہ میں بے قصور ہوں لہٰذا وہ مجھے بری کر دیتے۔ جناب امیر علیہ السلام نے جب اس کے خدا واسطے کو دیکھا تو گواہوں کو بلا کر فرمایا کہ اللہ سے ڈرو۔ اور ظلم وزیادتی سے اس شخص کا ہاتھ نہ کاٹو۔ پھر ان کو حکم دیا کہ تم میں سے ایک شخص اس کا ہاتھ کاٹے اور دوسرا اسے پکڑے۔ خلاصہ یہ کہ اس پر وہ اس شخص کو جمگھٹے میں چھوڑ کر فرار ہو گئے۔ اور وہ آدمی پھر حاضر ہوا اور عرض کیا کہ اگر وہ اپنی گواہی میں سچے ہوتے تو مجھے چھوڑ کر کیوں بھاگ جاتے۔ اس پر جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: ان گواہوں کو پکڑ کر لاؤ۔ لیکن وہ جا چکے تھے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (حد زانی کے باب ۱۲ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۴

جو کوئی خیانت کرے اور پھر حرم میں پناہ لے لے تو اس پر وہاں حد نہیں جاری کی جائے گی البتہ (خورد ونوش وغیرہ کی اس پر) تنگی کی جائے تا کہ باہر نکلے اور پھر حد جاری کی جائے اور اگر حرم کے اندر خیانت کرے تو پھر وہیں اس پر حد جاری کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ اس شخص کے بارے میں جو حرم سے باہر خیانت کرے اور پھر حرم میں پناہ لے۔ فرمایا: اس پر وہاں حد جاری نہیں کی جائے گی البتہ خورد ونوش میں اس پر اس طرح تنگی کی جائے گی کہ نہ اسے کھلایا جائے گا اور نہ پلایا جائے گا اور نہ اس سے خرید وفروخت کی جائے گی۔ امید ہے کہ جب اس سے یہ سلوک کیا جائے گا تو وہ باہر نکلے گا اور پھر اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر وہ حرم کے اندر جنایت کرے تو پھر وہیں اس پر حد جاری کی جائے گی کیونکہ اس نے خود حرم کی حرمت کا پاس نہیں کیا۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الحج مقدمات طواف میں گزر چکی ہیں۔

زنا کی حد کے ابواب کا بیان

(اس سلسلہ میں کل پچاس (۵۰) باب ہیں)

باب ۱

زنا کے حدود کے اقسام اور اس کے چند احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل انیس حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو چھوڑ کر باقی نو کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: سنگسار کرنا اللہ تعالیٰ کی سب سے بڑی حد ہے۔ اور کوڑے مارنا اللہ تعالیٰ کی چھوٹی حد ہے۔ پس جب کوئی محصن شخص زنا کرے تو اسے کوڑے نہیں مارے جائیں گے بلکہ اسے سنگسار کیا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کے بارے میں فیصلہ کیا تھا (کہ جب محصن نہ ہوں) کہ ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اور محصن کے متعلق یہ فیصلہ کیا کہ اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور باکرہ لڑکی لڑکے جب زنا کریں تو ان کو سو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اور ایک سال تک اپنے شہر سے ان کو جلاوطن بھی کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی آزاد مرد یا عورت زنا کریں (اور محصن نہ ہوں) تو ان کو سو سو کوڑا مارا جائے گا اور اگر محصن ہوں تو پھر ان کو سنگسار کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر محصن و محصنہ زنا کریں تو ان کو پہلے سو سو کوڑے مارے جائیں گے اور بعد میں سنگسار کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر بوڑھا مرد اور بوڑھی عورت زنا کریں تو ان کو پہلے سو سو کوڑے مارے جائیں گے اور پھر سنگسار کیا جائے گا اور اگر کنوارا لڑکا اور لڑکی زنا

کریں تو سو سو کوڑے مارے جائیں گے اور ایک سال تک دیس نکالا دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود عبدالرحمٰن سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام بوڑھے مرد اور بوڑھی عورت کو (زنا کرنے پر) پہلے سو سو کوڑے مارتے تھے بعد ازاں سنگسار کرتے تھے اور محصن مرد اور محصنہ عورت کو سنگسار کرتے تھے اور کنوارے لڑکے لڑکی کو سو سو کوڑے مارتے تھے اور ایک سال تک دیس نکالا دیا کرتے تھے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسنادِ خود اصبغ بن نباتہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ عمر کے پاس پانچ شخص لائے گئے جو زنا کرتے ہوئے پکڑے گئے تھے۔ اس نے حکم دیا کہ سب پر حد جاری کی جائے۔ حضرت امیر علیہ السلام جو وہاں موجود تھے انہوں نے فرمایا: اے عمر! یہ ان کا حکم نہیں ہے! اس نے کہا: یا علیؑ! آپ خود اٹھیں اور ان پر حد جاری کریں۔ پس آپؑ نے ایک شخص کو آگے بلوایا اور اس کی گردن اڑا دی۔ پھر دوسرے کو بلوایا اور اسے سنگسار کر دیا۔ بعد ازاں تیسرے کو بلوایا اور اس پر حد جاری کی (اسے سو کوڑے مارے)۔ پھر چوتھے کو بلوایا اور اس پر نصف حد جاری فرمائی (اسے پچاس کوڑے مارے) اور سب کے بعد پانچویں کو بلوایا اور اس پر تعزیر لگائی۔ اس پر عمر بھی متحیر ہوا اور لوگوں نے بھی بڑا تعجب کیا۔ چنانچہ عمر نے کہا: یا ابا الحسن! پانچ آدمی ہیں اور سب نے ایک ہی جرم (زنا) کیا ہے۔ مگر آپ نے ان پر پانچ مختلف حدود جاری کیے ہیں؟ اب جناب امیر المومنین علیہ السلام نے وضاحت کرتے ہوئے فرمایا: پہلا شخص کافر ذمی تھا جو اپنے ذمہ سے خارج ہو گیا پس اس کی سزا تلوار تھی۔ اور دوسرا محصن تھا جس کی حد سنگسار ہے۔ اور تیسرا محصن نہیں تھا پس اس کی حد سو کوڑے ہے اور چوتھا آدمی غلام تھا جس کی حد آدھی ہے۔ اور پانچواں دیوانہ تھا (جس میں قدرے شعور تھا) اس لئے اس پر تعزیر جاری کی۔ (التہذیب، الفروع)

۸۔ سابقہ روایت کو مفسر قمی نے اس طرح نقل کیا ہے کہ وہ چھ آدمی تھے چار تو وہی تھے جن کا تذکرہ پہلے کیا جا چکا ہے اور پانچواں جس پر آپ نے تعزیر لگائی تھی اس نے وطی بالشبہ کی تھی اس لئے اس پر تعزیر لگائی گئی۔ اور چھٹا پاگل تھا اس لئے اسے چھوڑ دیا گیا۔ کیونکہ اس سے شرعی تکلیف ساقط ہے۔ (تفسیر قمی)

۹۔ جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے اپنے رسالہ محکم و متشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالہ سے اور انہوں نے باسنادِ خود اسماعیل بن جابر سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور آپؑ نے اپنے آباء طاہرین علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپؑ نے حدیث ناسخ و منسوخ کے ضمن میں فرمایا کہ جاہلیت کے دور میں ان لوگوں کا طریقہ کار یہ تھا کہ اگر کوئی عورت زنا کرتی تھی تو اسے گھر میں بند کر دیا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ بھوک و پیاس کی شدت سے بلک بلک کر مر جاتی تھی۔ اور اگر مرد زنا کرتا تھا تو اسے

اپنی محافل سے نکال دیتے تھے اور اسے گالم گلوچ دیتے اور اس پر طعن و تشنیع کرتے تھے۔ چنانچہ اوائل اسلام میں خداوند عالم نے بھی اسی طرح حکم دیتے ہوئے فرمایا: ﴿وَالّٰتِیْ یَاْتِیْنَ الْفَاحِشَةَ...... الآیة﴾ تمہاری عورتوں میں سے جو زنا کریں تو ان پر چار گواہ پیش کرو۔ پس اگر وہ گواہی دیں تو انہیں گھروں میں بند کر دو یہاں تک کہ اسی حالت میں ان کو موت آ جائے یا خدائے تعالیٰ ان کے لئے کوئی اور راستہ نکالے...... پس جب اسلام طاقتور ہوگیا۔ اور مسلمان بہت ہو گئے اور لوگ جاہلیت والے امور سے گھبرانے لگے تو خدا نے نیا راستہ یہ کھولا کہ فرمایا: ﴿اَلزَّانِیَةُ وَالزَّانِیْ فَاجْلِدُوْا کُلَّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا مِائَةَ جَلْدَةٍ﴾ زنا عورت کرے یا مرد ان میں سے ہر ایک کو سو سو کوڑا مارو...... پس اس آیت نے عورت کو گھر میں بند کر کے مارنے اور مرد کو اذیت پہنچانے کو منسوخ کر دیا۔ (المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۲ و ۱۳ میں) بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بعض مقصود پر دلالت کرتی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کسی شخص کا محصن ہونا جو سنگساری کا موجب ہے اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ جس کے پاس آزاد عورت یا کنیز موجود ہو جس کے پاس ہر صبح و شام جا سکے۔ خواہ عقد دائمی سے ہو یا ملکیت سے اور مقاربت بھی کر سکے...... مگر عقد متعہ سے احصان ثابت نہیں ہوتا۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی نے عرض کیا: مولا! محصن کسے کہتے ہیں؟ فرمایا: جس کے پاس عورت موجود ہو (خواہ آزاد ہو اور خواہ کنیز) جس کے پاس صبح و شام جا سکے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی شخص زنا کرے جبکہ اس کے پاس شریف عورت یا کنیز موجود ہو جس سے مقاربت کرتا ہے آیا وہ اس طرح محصن بن جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ کیونکہ اس کے پاس وہ کچھ موجود ہے جو اسے زنا سے بے نیاز کر سکتا ہے! پھر عرض کیا کہ اگر اس کے پاس ایک کنیز موجود ہو جس کے بارے میں اس کا خیال ہو کہ وہ اس سے مباشرت نہیں کرتا تو؟ فرمایا: اس کی تصدیق نہیں کی جائے گی۔ پھر عرض کیا کہ اگر اس کے متعہ والی عورت موجود ہو تو آیا اس سے وہ محصن بن جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ احصان صرف عقد دائمی سے ثابت ہوتا ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار، علل الشرائع)

۳۔ نیز باسناد خود حریز سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آدمی کا محصن ہونا کس طرح ثابت ہوتا ہے؟ فرمایا: جو شخص اس حالت میں زنا کرے جبکہ اس کے پاس وہ چیز موجود ہے جو اسے زنا سے بے نیاز کرتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی مرد اس وقت تک محصن نہیں بن سکتا جب تک اس کے پاس کوئی ایسی عورت موجود نہ ہو جس پر جب چاہے اپنا دروازہ بند کر سکے (مباشرت کر سکے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوئی آزاد آدمی کبھی کنیز کو اور کوئی آزاد عورت غلام کو محصن نہیں بنا سکتے۔ (التہذیب، علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جناب شیخ نے اس حدیث کو اس معنی پر محمول کیا ہے کہ غلام اور کنیز کبھی آزاد مرد اور آزاد عورت سے محصن نہیں بن سکتے کہ ان کو سنگسار کیا جائے کیونکہ غلام اور کنیز کے لئے سنگساری نہیں ہے بلکہ ان کے لئے کوڑے ہیں اور وہ بھی آدھے۔

۶۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو اپنی بیوی کی کنیز سے اس کی اجازت کے بغیر زنا کرے فرمایا: اس پر زانی والی حد جاری کی جائے گی یعنی اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ نیز فرمایا: اگر کوئی شخص کسی یہودیہ، نصرانیہ یا کنیز سے زنا کرے تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ اور اگر کسی کے پاس آزاد عورت موجود ہو اور پھر کسی آزاد عورت سے زنا کرے تو پھر اسے سنگسار کیا جائے گا۔ فرمایا: جس طرح اس کے پاس کوئی کنیز، یہودیہ اور نصرانیہ (بطور عقد متعہ) موجود ہو۔ اور وہ کسی آزاد عورت سے زنا کرے تو وہ اس سے محصن نہیں بنتا۔ اسی طرح اگر اس کے پاس آزاد عورت موجود ہو اور وہ کسی یہودیہ، نصرانیہ یا کنیز سے زنا کرے تو اس پر محصن والی حد جاری نہیں ہوگی۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، علل الشرائع)

۷۔ جناب علی بن جعفرؒ اپنی کتاب میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کسی شخص کے گھر کنیز موجود ہو اور پھر بھی وہ زنا کرے تو آیا اس کو سنگسار کیا جائے گا؟ (یعنی وہ اس سے محصن بن جائے گا؟) فرمایا: ہاں۔ (مسائل علی بن جعفر۔ مندرجہ بحار الانوار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اگر کسی شخص کی زوجہ تو ہو مگر غائب ہو تو اس سے آدمی محصن نہیں بنتا۔ اور اگر زوجہ حاضر ہو مگر کسی وجہ سے اس کی اس تک رسائی نہ ہو تو اس سے بھی محصن نہیں بنتا۔ لہٰذا شوہر یا اس کی زوجہ زنا کرے تو اس سے سنگساری ثابت نہ ہوگی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ وہ مرد جس کی بیوی غائب ہو یا وہ بیوی جس کا شوہر غائب ہو اگر وہ زنا کریں تو اس سے ان کو سنگسار نہیں کیا جائے گا (مگر یہ کہ مرد کے ہمراہ اس کی عورت موجود اور عورت کے ہمراہ اس کا خاوند موجود ہو)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس (زانی) شخص کے بارے میں جس کی بیوی بصرہ میں موجود تھی اور اس نے کوفہ میں زنا کیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسے سنگسار نہیں کیا جائے بلکہ اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اور اس (زانی) شخص کے بارے میں جو قید خانہ میں بند تھا۔ اور اسی شہر میں اس کی بیوی گھر میں موجود تھی (مگر ان کی ایک دوسرے تک رسائی نہ تھی) اور اس نے قید خانہ میں زنا کیا تھا۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے اور اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عمر بن یزید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: اس (زانی) شخص کو سنگسار نہیں کیا جائے گا جو اپنی بیوی سے غائب ہو اور نہ اس آدمی کو جس نے ہنوز اپنی زوجہ سے مقاربت نہیں کی اور نہ متعہ والے کو (اس طرح وہ محصن قرار نہیں پاتا)۔ (الفروع، التہذیب، المحاسن)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

اس سفر کی حد جو کسی کے محصن ہونے کے منافی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھے بتائیں کہ جس شخص کی بیوی تو ہو مگر وہ اس سے دور ہو اگر وہ زنا کرے تو اسے سنگسار کیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ اور نہ اسے سنگسار کیا جائے جس نے ہنوز بیوی سے مباشرت نہیں کی اور نہ ہی متعہ والا...... راوی نے عرض کیا کہ اس سفر کی حد کیا ہے؟ فرمایا: جب آدمی نماز قصر کرے اور روزہ افطار کرے۔ اتنے سفر کے بعد آدمی محصن نہیں ہوتا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، المحاسن)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

احصان کے معاملہ میں اس صورت کا حکم؟ جب میاں بیوی میں سے ایک آزاد اور دوسرا غلام ہو یا ایک نصرانی اور دوسرا یہودی ہو؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر ایک آزاد آدمی کے گھر کنیز موجود ہو تو آیا وہ اس سے محصن بن جائے گا؟ فرمایا: آزاد کنیز کو اور غلام آزاد عورت کو محصن نہیں بناتا۔ اور نصرانی یہودیہ کو اور یہودی نصرانیہ کو محصن بناتا ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ غلام کی وجہ گزر چکی ہے کہ اس کے لئے سنگساری نہیں ہے بلکہ آدھی حد ہے۔

باب ۶

مرد یا عورت عدتِ رجعی کے اندر زنا کریں تو اس سے ان کا محصن ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو (رجعی) طلاق دی اور پھر زنا کیا اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: اسے سنگسار کیا جائے گا۔ (قرب الاسناد)

۲۔ نیز باسناد خود موصوف سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت کو (رجعی) طلاق دی گئی اور اس نے زنا کیا۔ آیا اسے سنگسار کیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۵ باب العدد میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

جب تک بیوی یا کنیز کے ساتھ دخول نہ کیا جائے تب تک ان کا محصن ہونا ثابت نہیں ہوتا۔ اور اسی طرح جب کوئی غلام آزاد ہو جائے اور اس کی بیوی آزاد ہو تو آزاد ہونے کے بعد جب تک بیوی سے مباشرت نہ کرے تب تک محصن نہیں بنتا۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود رفاعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے مباشرت کرنے سے پہلے زنا کرتا ہے آیا اسے سنگسار کیا جائے گا؟ فرمایا: نہیں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر مرادی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس غلام کے بارے میں جس نے آزاد عورت سے شادی کی۔ پھر آزاد ہو گیا۔ اور زنا کیا؟ فرمایا: جب تک آزاد ہونے کے بعد اپنی بیوی سے مباشرت نہ کرے اس وقت تک اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا: جب وہ آزاد ہو جائے تو آیا اس کی آزاد بیوی کو (نکاح توڑنے کا) اختیار ہے؟ فرمایا: نہیں۔ جب وہ غلام تھا تو یہ اس سے نکاح پر راضی تھی۔ لہٰذا اس کا پہلا نکاح برقرار رہے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جبکہ میں سن رہا تھا کہ ایک کنوارے شخص نے زنا کیا ہے۔ جبکہ اس نے شادی تو کی تھی مگر ہنوز بیوی سے مباشرت نہیں کی تھی؟ فرمایا: اسے سو کوڑا مارا جائے گا۔ اور اس کے (سر کے بال) کاٹے جائیں گے (یعنی اس کا سر منڈوایا جائے گا) اور ایک سال تک اسے دیس نکالا دیا جائے اور اس کے اور اس کی بیوی کے درمیان جدائی ڈالی جائے گی۔ (التہذیب)

۵۔ ایک اور حدیث میں جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: آدمی کنیز سے محصن نہیں بنتا۔ (التہذیب، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں: مطلب یہ ہے کہ جب کنیز سے دخول نہ کیا ہو۔

۶۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿فَاِذَآ اُحْصِنَّ﴾ (کہ جب وہ عورتیں محصنہ ہوں) فرمایا: ان کے احصان سے مراد یہ ہے کہ "ان کے

ساتھ مقاربت کی جائے۔ راوی نے پوچھا کہ اگر ہنوز ان سے مباشرت نہ ہوئی ہو اور وہ زنا کریں۔ تو آیا ان پر حد نہ ہوگی؟ فرمایا: ہاں۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ ان پر سنگساری نہیں ہے۔ بلکہ کوڑے ہیں۔

باب ۸

جو شخص اپنی بیوی کی کنیز سے (اس کی اجازت کے بغیر) زنا کرے تو اس کی سزا سنگساری ہے جبکہ محصن ہو۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب کسی کافرہ سے زنا کرے یا اپنی اس سابقہ کنیز سے زنا کرے جس کی اس نے کسی سے شادی کر دی ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی بیوی کی کنیز سے مقاربت کرے تو اس کی سزا وہی ہے جو ایک زانی کی ہوتی ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص اپنی کنیز کی کسی شخص سے شادی کر دے اور پھر اس سے مقاربت کرے تو اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابی زیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ محمد بن ابوبکر نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ ایک شخص نے یہودیہ اور نصرانیہ سے زنا کیا ہے تو؟ آپؑ نے جواب میں لکھا کہ اگر وہ محصن ہے تو اسے سنگسار کر دے اور اگر کنوارا ہے تو اسے سو کوڑے مار اور پھر اسے دیس نکالا دے۔ اور یہودیہ (یا نصرانیہ) کو اس کے اہل ملت (یہودیوں) کے پاس بھیج دے تاکہ وہ اس کے بارے میں جو مناسب سمجھیں وہ فیصلہ کریں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ ایک اور روایت میں وارد ہے جو حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ اگر کوئی شخص کسی یہودیہ یا نصرانیہ عورت سے یا کنیز سے زنا کرے تو اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ تو اس کا مطلب یہ ہے کہ محصن نہ ہونے کی وجہ سے اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ (التہذیب وغیرہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۱ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۹

جب کوئی نابالغ (بچہ) کسی بالغہ لڑکی کے ساتھ زنا کرے تو اس پر تعزیر جاری ہوگی اور لڑکی کو سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا اگرچہ محصنہ ہی ہو اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب کوئی بالغ کسی نابالغہ کے ساتھ زنا کرے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بچہ کے بارے میں جو ہنوز دس سال کا بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک عورت کے ساتھ زنا کیا؟ فرمایا: بچہ کو حد سے کم کوڑے مارے جائیں گے (یعنی اس پر تعزیر لاگو ہوگی) اور عورت پر پوری حد (سو کوڑے والی) جاری کی جائے گی۔ عرض کیا گیا کہ اگر وہ عورت محصنہ ہو تو؟ فرمایا: پھر بھی اسے سنگسار نہیں کیا جائے گا کیونکہ جس (لڑکے) نے اس سے زنا کیا ہے وہ نابالغ ہے۔ اگر وہ بالغ ہوتا تو پھر اسے سنگسار کیا جاتا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، علل الشرائع)

۲۔ ایک دوسری حدیث میں جو کہ بروایت ابو مریم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی مذکور ہے۔ اگر ایک نابالغ لڑکی کے ساتھ کوئی مرد زنا کرتا ہے تو؟ فرمایا: لڑکی کو حد سے کم کوڑے مارے جائیں گے یعنی اس پر تعزیر لگائی جائے گی اور مرد پر پوری حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوالعباس سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی نابالغ بچہ کسی عورت کے ساتھ زنا کرے تو بچہ پر حد جاری نہیں کی جائے گی (بلکہ اسے تعزیر لگائی جائے گی) اور مرد پر حد جاری کی جائے گی جب وہ کسی بچی سے زنا کرے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

ان دو مردوں یا دو عورتوں پر یا اس مرد و عورت پر امام کی صوابدید کے مطابق تعزیر لگائی جائے گی جو سخت ضرورت اور قرابت قریبہ کے سوا ایک لحاف یا ایک کپڑے میں ننگے پائے جائیں اور (تین بار تعزیر کے بعد) اگر چوتھی بار پھر بھی ایسا کریں گے تو پھر قتل کر دیئے جائیں گے۔

(اس باب میں کل پچیس حدیثیں ہیں جن میں سے پندرہ مکررات کو قلمزد کر کے باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب دو مرد یا دو عورتیں (ننگے) ایک لحاف میں پائے جائیں تو ان پر حد جاری کی جائے گی (انہیں کوڑے لگائے جائیں گے۔ جن کی تعداد امام کی صوابدید پر منحصر ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس مرد و عورت کے بارے میں جو ایک ہی لحاف میں پائے جائیں؟ فرمایا: ان کو ایک ایک کوڑا کم سو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالرحمٰن الحذّاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی مرد اور عورت ایک لحاف میں پائے جائیں تو ان کو سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس حدیث میں یہ احتمال ہے کہ دونوں کو سو کوڑے مارے جائیں گے یعنی ایک ایک کو پچاس پچاس کیونکہ نصوص موجود ہیں کہ تعزیر حد سے کم ہوتی ہے۔

۴۔ ایک اور حدیث میں جو بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے یوں وارد ہے کہ سنگساری کا حکم اس وقت لاگو ہوگا جب چار گواہ گواہی دیں گے کہ مرد عورت سے زنا کر رہا تھا۔ (ایضاً)

۵۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب (چار) گواہ گواہی دیں کہ کوئی زانی عورت کی اس جگہ بیٹھا تھا جہاں شوہر بیٹھتا ہے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام جب دو مردوں کو ننگا ایک لحاف میں دیکھتے تھے تو ان پر زانی والی حد یعنی سو کوڑے جاری کرتے تھے اور اسی طرح جب کہیں دو عورتوں کو ننگے ایک لحاف میں دیکھتے تھے تو ان پر بھی زنا کی حد یعنی سو سو کوڑے جاری کرتے تھے۔ (الفروع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب مرد و عورت کے ختنہ کے مقامات باہم مل جائیں تو (زنا کی) حد یعنی کوڑے واجب ہو جاتی ہے۔ (التہذیب)

۸۔ نیز باسناد خود ابان بن عثمان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام نے ایک مرد و عورت کو ایک لحاف میں پایا تو ان کو ایک ایک کوڑا کم سو سو کوڑے مارے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود سلیمان بن ہلال سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بعض اصحاب نے حضرت امام جعفر صادق

علیہ السلام سے پوچھا کہ میں آپؑ پر قربان ہو جاؤں ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ ایک لحاف میں سوتا ہے تو؟ فرمایا: آیا وہ باہم محرم ہیں؟ عرض کیا: نہ۔ پھر فرمایا: آیا کوئی سخت ضرورت ہے؟ عرض کیا کہ نہ۔ ...فرمایا: پھر انہیں تمیں تمیں کوڑے مارے جائیں گے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس نے لواطت کی! فرمایا: اگر مخصوص سوراخ کے علاوہ کی ہے تو پھر تو حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر مخصوص سوراخ (مقعد) میں کی ہے۔ تو اس (فاعل) کو کھڑا کر کے تلوار کا بھرپور وار کیا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اسے قتل کیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ پھر راوی نے عرض کیا کہ ایک عورت دوسری عورت کے ساتھ ایک ہی لحاف میں سوتی ہے تو؟ فرمایا: آیا وہ محرم ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: کیا سخت ضرورت کے تحت ایسا کیا ہے؟ عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: پھر ان کو تمیں تمیں کوڑے مارے جائیں گے۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک نے دوسری کے ساتھ (زنا) کیا ہے (یعنی چپٹی کھیلی ہے) امام علیہ السلام نے یہ بات سن کر تین بار فرمایا: اف، اُف، اُف، پھر فرمایا: اس پر حد جاری کی جائے گی (اسے سو کوڑے مارے جائیں گے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابوخدیجہ سے اور وہ امام معصوم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو عورتوں کو ایک لحاف میں نہیں سونا چاہئے۔ مگر یہ کہ درمیان میں کوئی چیز حائل ہو۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کو منع کیا جائے گا۔ اور اگر منع کرنے کے بعد بھی ایسا کریں تو ان پر حد جاری کی جائے گی (تعزیر لگائی جائے گی) اور اگر تیسری بار پھر ایسا کیا تو پھر حد جاری کی جائے گی (تعزیر لگائی جائے گی) اور اگر اس کے باوجود چوتھی بار پھر ایسا کیا تو انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

زنا کی حد میں کوڑا مارنے کی کیفیت کا بیان اور اس کے دوسرے چند احکام۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مرد کو کھڑا کر کے حد جاری کی جائے گی اور عورت کو بٹھا کر اور ہر ہر عضو پر کوڑے مارے جائیں گے مگر سر اور مقامات مخصوصہ کو چھوڑا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ زانی کو کس طرح کوڑے مارے جائیں گے؟ فرمایا: سخت ترین۔ عرض کیا: آیا کپڑوں کے اوپر سے؟

فرمایا: کپڑے اتروا کر۔ عرض کیا: اور مفتری کو کس طرح مارے جائیں گے؟ فرمایا: سارے جسم پر اور بین بین مگر کپڑوں کے اوپر سے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿وَلَا تَاْخُذْكُمْ بِهِمَا رَاْفَةٌ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: حدود کے قائم کرنے میں۔ ﴿وَلْيَشْهَدْ عَذَابَهُمَا طَآئِفَةٌ مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾ فرمایا: یہاں طائفہ سے مراد ایک شخص بھی ہوسکتا ہے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے اس کے سوال کے جواب میں لکھا کہ زانی کو جسم پر سخت کوڑے مارنے کی وجہ یہ ہے کہ زنا سے لطف بھی تو سارے بدن نے حاصل کیا تھا۔ اس لئے کوڑوں کو اس کی سزا اور دوسروں کے لئے عبرت قرار دیا گیا۔ اور زنا سب جنایات سے بڑی جنایت ہے۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۵۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زانی کی سزا تہمت زنا لگانے والے سے سخت ہے اور شراب خوار کی سزا تہمت زنا لگانے والے سے سخت تر ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۱۲

زنا صرف چار عینی گواہوں کی شہادت سے ثابت ہوتا ہے اور اس کے چند دوسرے احکام۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں سنگساری کی حد یہ ہے کہ چار گواہ گواہی دیں کہ وہ (زانی اپنا عضو) داخل خارج کر رہا تھا۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کسی مرد یا عورت کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جا سکتا جب تک چار گواہ اسے جماع اور اس طرح دخول کرتے نہ دیکھیں جس طرح سرمہ لگانے کا آلہ سرمہ دانی میں داخل خارج کیا جاتا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ تین گواہ گواہی دیتے ہیں کہ فلاں شخص نے فلاں عورت سے زنا کیا ہے مگر

چوتھا گواہی دیتا ہے کہ اسے یہ معلوم نہیں ہے کہ اس نے کسی عورت سے زنا کیا ہے تو؟ فرمایا: اس پر نہ حد جاری کی جائے گی اور نہ ہی اسے سنگسار کیا جائے گا۔ (کتب اربعہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب چوتھا زنا کی گواہی نہ دے بلکہ شک ظاہر کرے کہ نہیں معلوم اس نے زنا کیا ہے یا نہ؟

۴۔ نیز باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں تین آدمیوں نے گواہی دی کہ فلاں شخص نے زنا کیا ہے؟ آپؑ نے فرمایا: اور چوتھا گواہ کہاں ہے؟ لوگوں نے کہا کہ ابھی آتا ہے! آپؑ نے حکم دیا کہ ان تینوں پر (قذف کی) حد جاری کرو۔ کیونکہ حدود کے معاملہ میں ایک گھنٹہ بھی انتظار نہیں کیا جا سکتا (یعنی چاروں گواہوں کو اکٹھی گواہی دینی چاہئے)۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۵۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی گواہ گواہی دے کہ فلاں شخص (اجنبی) عورت کی اس جگہ بیٹھا تھا جہاں شوہر بیٹھتا ہے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شاید یہاں حد سے مراد تعزیر ہے (اگر اس شخص پر لگائی ہے جس کے خلاف گواہی دی گئی ہے) یا اس سے مراد گواہ ہے جس نے تنہا کسی آدمی پر زنا کی تہمت لگائی ہے تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

۶۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ کسی مرد یا عورت پر اس وقت تک حد جاری نہیں کی جائے گی جب تک چار گواہ دخول و خروج کی گواہی نہ دیں۔ اور فرمایا کہ (اگر مجھے گواہی دینی پڑے) تو میں پہلا گواہ نہیں بنوں گا۔ مبادا کوئی گواہ منحرف ہو جائے۔ اور خود مجھے کوڑے نہ لگائے جائیں۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۰ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاءاللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳

جب زنا کار آزاد آدمی ہو اور محصن نہ ہو تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت

امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ زنا کرنا بڑا گناہ ہے یا شراب پینا؟ اور اس کی کیا وجہ ہے شراب خواری کی سزا اسی کوڑے ہے اور زنا کی سو کوڑے؟ فرمایا: اے اسحاق! حد تو ایک ہی ہے۔ مگر اس (زنا میں بیس کوڑے) اس لئے زیادہ ہیں کہ زانی نے اپنا نطفہ ضائع کیا ہے اور اسے وہاں ڈالا ہے جہاں خدا نے اجازت نہیں دی تھی۔ (الفقیہ، علل الشرائع، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۲۰ و ۲۱ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

سنگسار کرنے کی کیفیت کا بیان اور اس کے دوسرے چند احکام۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس عورت کو سنگسار کرنا ہو اسے وسط تک گڑھے میں گاڑا جائے گا اور پھر پہلا پتھر امام مارے گا بعد ازاں دوسرے لوگ چھوٹے چھوٹے پتھر ماریں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود صفوان سے اور وہ ایک اور راوی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی محصن شخص زنا کا (چار بار) اقرار کرے تو اسے سنگسار کرتے وقت اسے پہلا پتھر امام مارے گا۔ بعد ازاں دوسرے لوگ پتھر ماریں گے اور اگر چار گواہوں کی گواہی سے زنا ثابت ہوا ہو تو پہلے گواہ پتھر ماریں گے بعد ازاں امام مارے گا اور سب کے آخر میں عام لوگ ماریں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (سنگسار کرنے کے سلسلہ میں) عورت کو وسط تک گڑھے میں گاڑا جائے گا۔ اور پھر پہلا پتھر امام ماریں گے اور بعد ازاں عوام چھوٹے چھوٹے پتھر ماریں گے اور مرد کو کوکھ تک گڑھے میں گاڑا جائے گا۔ (الفروع)

۴۔ نیز باسناد خود احمد بن محمد بن خالد سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب آپ کوفہ میں تشریف فرما تھے کہ ایک شخص آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے! چار بار اس نے یہ اقرار کیا۔ پس آپ اسے جبانۂ کوفہ (صحراء) کی طرف لے گئے (تاکہ اسے سنگسار کریں) اس شخص نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! آپ مجھے اتنی مہلت دیں کہ میں دو رکعت نماز پڑھ لوں چنانچہ اسے مہلت ملی اور اس نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے اسے کوکھ تک گڑھے میں گاڑا اور چار بار نعرۂ تکبیر

بلند کر کے اسے تین پتھر مارے اور ہر ہر پتھر پر تین تین بار تکبیر پڑھی۔ بعد ازاں اسی طرح (تکبیروں کے ساتھ) حضرت امام حسن علیہ السلام نے تین پتھر مارے اور سب کے آخر میں اسی طرح حضرت امام حسین علیہ السلام نے تین پتھر مارے جس سے وہ شخص مر گیا۔ آپؑ کے حکم پر قبر کھودی گئی اور آپ نے نماز جنازہ پڑھا کے اسے دفن کر دیا۔ عرض کیا گیا: یا امیر المومنینؑ! آپ نے اسے غسل کیوں نہیں دیا؟ فرمایا: اس نے ایسی چیز (رجم) کے ساتھ غسل کیا ہے کہ قیامت تک پاک رہے گا اس نے امر عظیم پر صبر کیا ہے۔ (الفروع وتفسیر قمی)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جب کسی آدمی کو سنگسار کرنا ہو تو اس کے پیچھے کی جانب سے کیا جائے گا۔ اس کے آگے کی طرف سے نہیں کیونکہ سنگسار کرنا ہو یا کوڑوں کا مارنا ہو وہ چہرہ پر نہیں مارے جاتے بلکہ جسم کے دوسرے اعضاء پر (چہرہ، سر اور شرم گاہ کو چھوڑ کر) مارے جاتے ہیں۔ (التہذیب)

باب ۱۵

جب زنا کار گڑھے سے بھاگ جائے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ مجھے بتائیں کہ اگر محصن زانی گڑھے سے بھاگ جائے تو آیا پھر واپس لوٹایا جائے گا تا کہ اس پر حد جاری کی جا سکے؟ فرمایا: لوٹایا بھی جائے گا اور نہیں بھی لوٹایا جائے گا۔ عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: اگر اس نے خود زنا کا اقرار کیا تھا اور پھر چند پتھر کھا کر بھاگ گیا تو اسے نہیں لوٹایا جائے گا۔ اور اگر وہ انکاری تھا۔ مگر چار گواہوں کی گواہی سے اس کا زنا ثابت ہوا تھا اور پھر بھاگ گیا تو لوٹایا جائے گا اور اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ماعز بن مالک نے بارگاہ رسالتؐ میں زنا کا اقرار کیا۔ اور آپؐ نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کیا جائے مگر وہ گڑھے سے بھاگ گیا اور زبیر بن عوام نے اسے اونٹ کی پنڈلی کی ہڈی دے ماری جس سے وہ گر گیا۔ اور لوگوں نے اسے قتل کر دیا۔ مگر جب پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس ماجرا کی اطلاع ہوئی تو فرمایا: تم نے کیوں نہ چھوڑ دیا تا کہ بھاگ جاتا۔ کیونکہ اس نے خود زنا کا اقرار کیا تھا! پھر فرمایا: اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہارے ہاں موجود ہوتے تو تم گمراہ نہ ہوتے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے بیت المال سے اس کی دیت ادا فرمائی۔ (الفروع، المحاسن)

۲۔ اس جیسی ایک دوسری روایت میں اس کے ساتھ یہ تتمہ بھی وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ

اگر وہ ستر پوشی سے کام لیتا اور توبہ کر لیتا تو یہ اس کے لئے بہتر ہوتا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ دو اور حدیثوں میں گڑھے سے بھاگنے والے کو واپس لوٹانے یا نہ لوٹانے کا ایک اور معیار قرار دیا گیا ہے۔ اور یہ معیار بروایت ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: اگر کچھ پتھر لگ چکے تھے اور اس نے پتھر لگنے کے درد کا مزہ چکھا تھا تو پھر اسے واپس نہیں لوٹایا جائے گا۔ اور اگر ہنوز اس نے پتھر کا درد محسوس نہیں کیا تھا تو اسے واپس لوٹایا جائے گا (اور اس پر حد جاری کی جائے گی)۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کی جائینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۶

جب تک چار بار اقرار نہ کیا جائے اس سے کمتر سے زنا ثابت نہیں ہوتا اور اقرار کرنے کی کیفیت اور دوسرے چند احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمران بن میثم یا صالح بن میثم سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عورت حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے زنا کیا ہے مجھے پاک کیجئے اللہ تعالیٰ آپ کو پاک رکھے! کیونکہ دنیا کی سزا آخرت کی سزا سے آسان ہے! آپؑ نے فرمایا: میں تجھے کس چیز سے پاک کروں؟ کہا: میں نے زنا کیا ہے! فرمایا: جب تو نے یہ فعل کیا تو تیرا شوہر موجود تھا یا غائب تھا؟ کہا: حاضر تھا۔ فرمایا: اس کے گھر چلی جا۔ جب وضع حمل ہو جائے تو پھر آنا میں تجھے پاک کروں گا۔ پس جب وہ واپسی پر اس قدر دور نکل گئی کہ آپ کا کلام نہیں سن سکتی تھی؟ فرمایا: ﴿اللھم انھا شھادة﴾ (اے اللہ! یہ ایک بار کا اقرار ہے)۔ کچھ دیر کے بعد پھر حاضر ہوئی اور عرض کیا: میرا وضع حمل ہو گیا ہے۔ لہٰذا مجھے پاک کیجئے۔ آپؑ نے تجاہل عارفانہ کرتے ہوئے فرمایا: اے اللہ کی کنیز! میں تجھے کس چیز سے پاک کروں؟ اس نے کہا: میں نے زنا کیا ہے۔ مجھے پاک کیجئے! فرمایا: آیا تو شوہر دار ہے؟ کہا: ہاں! فرمایا: جب تو نے یہ فعل کیا تھا تو آیا تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب؟ کہا: حاضر تھا! فرمایا: جا اور کامل دو سال تک اپنے بچہ کو دودھ پلا جیسا کہ خدا کا حکم ہے۔ چنانچہ وہ عورت واپس لوٹی اور جب اس قدر دور چلی گئی کہ آپ کا کلام سن نہیں سکتی تھی آپ نے فرمایا: ﴿اللھم انھما شھادتان﴾ (اے اللہ! یہ دو گواہیاں ہیں)...... پس جب دو سال گزر گئے تو پھر وہ عورت حاضر ہوئی اور عرض کیا کہ میں نے بچہ کو دو سال تک دودھ پلا لیا ہے۔ اب مجھے پاک کیجئے! آپ نے پھر تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے فرمایا: میں تجھے کس چیز سے پاک کروں؟ اس نے کہا کہ میں نے زنا کیا ہے

لہٰذا مجھے پاک کیجئے! فرمایا: آیا تو شوہردار ہے؟ کہا: ہاں۔ فرمایا: جب تو نے یہ فعل کیا تو آیا تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب؟ کہا: حاضر تھا۔ فرمایا: جا اور بچہ کی دیکھ بھال کر۔ یہاں تک کہ سمجھدار ہو جائے اور اسے کھانے پینے کا سلیقہ آ جائے تاکہ کہیں چھت سے نہ گرے اور کنویں میں نہ گر جائے۔ چنانچہ وہ روتی ہوئی واپس لوٹی اور جب اتنی دور نکل گئی کہ آپ کا کلام نہیں سن سکتی تھی تو فرمایا: ﴿اللّٰھم ھذہ ثلاث شھادات﴾ (اے اللہ! یہ تین شہادتیں ہیں)...... راوی کا بیان ہے جب وہ عورت واپس گھر جا رہی تھی تو راستہ میں اسے عمرو بن حریث مخزومی ملا۔ اور اس نے پوچھا: اے اللہ کی کنیز! تو کیوں رو رہی ہے؟ اور میں نے تجھے بار بار حضرت امام علی علیہ السلام کے پاس جاتے اور "مجھے پاک کیجئے" کہتے سنا ہے؟ اس وقت اس عورت نے اسے اپنا سارا ماجرا کہہ سنایا (کہ حضرت امام علی علیہ السلام برابر ٹال مٹول سے کام لے رہے ہیں) اور مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں مجھے موت نہ آ جائے اور آپ مجھے پاک نہ کر سکیں! اس پر عمرو بن حریث نے کہا: میں تیرے بچہ کی کفالت کروں گا تو واپس جا اور حضرت کو اس بات کی اطلاع دے۔ چنانچہ وہ (چوتھی بار) پھر بارگاہ امامت میں حاضر ہوئی اور عمرو بن حریث والا ماجرا کہہ سنایا اور عرض کیا کہ یا امیر المومنینؑ! میں نے زنا کیا ہے لہٰذا مجھے پاک کیجئے۔ آپؑ نے پھر تجاہل عارفانہ سے کام لیتے ہوئے پوچھا: آیا تو شوہردار ہے؟ کہا: ہاں! پھر فرمایا: جب تو نے یہ فعل کیا تو آیا اس وقت تیرا شوہر حاضر تھا یا غائب۔ کہا: حاضر تھا۔ اس وقت حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا سر آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا: ﴿اللّٰھم انہ ثبت علیھا اربع شھادات﴾ (اے اللہ! اب تو چار بار کے اقرار سے اس کا جرم ثابت ہو گیا ہے)...... (یہاں تک کہ راوی کا بیان ہے کہ) عمرو بن حریث نے دیکھا کہ حضرت امیر علیہ السلام کا چہرہ۔ (شدتِ غیظ و غضب سے) انار کی طرح لال پیلا ہو رہا ہے۔ یہ منظر دیکھ کر عمرو نے کہا: یا امیر المومنینؑ! میں نے تو بچہ کی کفالت اس لئے ذمہ لی تھی کہ میں سمجھا تھا کہ آپ اس عورت کو سزا دینا چاہتے ہیں...... لیکن اب معلوم ہوتا ہے کہ آپ تو اس بات کو ناپسند کرتے تھے۔ تو میں اپنی کفالت واپس لیتا ہوں۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: کیا چار بار کے اقرار کے بعد؟ اب تو تم وکیل ہو کر کفالت کرو گے۔ (کیونکہ اس بچہ کی ماں تو سنگسار ہو جائے گی)۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب، المحاسن)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور کا ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹا جائے گا جب تک دو بار (چوری) کا اقرار نہ کرے اور زانی کو سنگسار نہیں کیا جائے گا جب تک چار بار (زنا) کا اقرار نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے

پوچھا کہ ایک محصنہ عورت نے زنا کیا ہے جبکہ وہ حاملہ تھی تو؟ فرمایا: جب اس کا وضع حمل ہو جائے گا اور (دو سال تک) بچہ کو دودھ پلا لے گی تو پھر اسے سنگسار کیا جائے گا۔ (ایضاً، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ روایت کرتے ہیں کہ عمر کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی جس نے زنا کیا تھا اس نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کر دیا جائے۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے کہا فرض کر کہ تجھے عورت پر حد جاری کرنے کا حق حاصل ہے مگر جو اس کے پیٹ میں (بچہ) ہے اس پر تجھے کیا حق ہے؟ جبکہ خدا فرماتا ہے کہ ﴿وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی﴾ (کوئی کسی کا بوجھ نہیں اٹھائے گا)۔ اس پر عمر نے کہا: خدا کرے میں اس مشکل مسئلہ کیلئے زندہ نہ رہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن (علیؑ) موجود نہ ہوں۔ پھر کہا: اے ابوالحسنؑ! میں کیا کروں؟ فرمایا: انتظار کر پس جب وضع حمل ہو جائے پس جب بچہ پیدا ہو جائے اور اس کی کفالت کا بھی بندوبست ہو جائے پھر اس پر حد جاری کر۔ (الارشاد)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۱ از ابواب حدود میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیںگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

جو کوئی کسی عورت کو زنا کرنے پر مجبور کرے تو زانی کو تلوار سے قتل کر دیا جائے گا محصن ہو یا غیر محصن۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے کسی عورت کو زنا کاری پر مجبور کیا ہے (جسے زنا بالجبر کہا جاتا ہے) تو؟ فرمایا: محصن ہو یا غیر محصن۔ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص زبردستی کسی عورت سے زنا کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی عورت کو مجبور کر کے اس سے زنا کرے تو اس (زانی) پر تلوار کا بھرپور وار کیا جائے گا۔ خواہ مر جائے اور خواہ زندہ بچ جائے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۸

جب کسی عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو اس سے حد ساقط ہو جائے گی اگر شدتِ پیاس وغیرہ کی وجہ سے وہ تمکین بھی دے دے اور اگر وہ اس قسم کا کوئی دعویٰ کرے تو اس کی تصدیق کی جائے گی۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک عورت کو ایک مرد کے ساتھ حضرت امیر علیہ السلام کے پاس لایا گیا جس نے اس عورت کے ساتھ زنا کیا تھا! عورت نے کہا: یا امیر المومنینؑ! خدا کی قسم اس شخص نے مجھے زنا کاری پر مجبور کیا پس جناب امیر علیہ السلام نے اس عورت پر حد جاری نہیں فرمائی۔ پھر فرمایا: اگر ان (مخالفین) سے پوچھا جائے تو وہ تو اس عورت کی تصدیق نہیں کریں گے مگر حضرت امیر علیہ السلام نے کی ہے۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس پاگل عورت کے بارے میں جس نے زنا کیا تھا اور اس کے نتیجہ میں حاملہ ہوگئی تھی۔ فرمایا تھا کہ وہ مملوک کی مانند ہے جو اپنے آپ کا مالک نہیں ہے اس پر نہ سنگسار ہے، نہ کوڑے اور نہ دیس نکالا۔ (ایضاً)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے حضرت امیر علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: جس عورت کو زنا پر مجبور کیا جائے تو وہ (مستکرہ) مملوکہ کی مانند ہے جو اپنے نفس کی مالک نہیں ہے اگر وہ (زانی) چاہتا تو اسے قتل کر دیتا۔ لہٰذا اس پر نہ کوڑوں کی حد ہے اور نہ سنگساری کی سزا اور نہ دیس نکالے کی عقوبت۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: زانی پر حق مہر نہیں ہے اور مجبور عورت پر حد نہیں ہے۔ (ایضاً)

۵۔ نیز ب۸ محمد بن عمرو بن سعید سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت جناب عمر کے دربار میں حاضر ہوئی اور کہا کہ میں نے زنا کیا ہے لہٰذا مجھ پر حد جاری کریں! پس موصوف نے حکم دیا کہ اسے سنگسار کیا جائے۔ اتفاقاً حضرت امیر علیہ السلام وہاں حاضر تھے۔ انہوں نے یہ ماجرا دیکھ کر فرمایا کہ اس سے یہ تو پوچھو کہ اس نے کس طرح زنا کیا ہے؟ چنانچہ جب اس سے پوچھا گیا تو اس نے اپنا سارا قصہ کہہ سنایا کہ میں لق و دق صحراء سے گزر رہی تھی کہ مجھے سخت پیاس لگی۔ تو میں نے دور سے ایک خیمہ دیکھا جب وہاں پہنچی تو دیکھا کہ وہاں ایک بدو بیٹھا ہے۔ میں نے اس سے پانی مانگا۔ مگر اس نے کہا کہ جب تک تو مجھ سے زنا نہ کرے تب تک میں پانی نہیں

(جس سے عموماً وہ واصل جہنم ہو جائے گا)۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر (بالفرض) بچ جائے تو؟ فرمایا: حبس دوام میں رکھا جائے گا۔ یہاں تک کہ اسے موت آجائے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ کی خدمت میں ایک ایسا شخص پیش کیا گیا جس نے اپنے باپ کی بیوی سے زنا کیا تھا۔ تو آپؑ نے اسے سنگسار کر دیا حالانکہ وہ محصن نہ تھا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: جو شخص اپنی بہن سے زنا کرے اس کی (تلوار) سے گردن اڑا دی جائے گی۔ (الفقیہ)

باب ۲۰

جب زانی آدمی پر تین بار کوڑوں کی حد جاری کی جائے اور چوتھی بار پھر زنا کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی زانی تین بار زنا کرے تو اسے کوڑوں کی سزا دی جائے گی اور اگر چوتھی بار کرے پھر قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود عبید بن زرارہ سے یا برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک کنیز نے زنا کیا ہے؟ فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جب آٹھ بار زنا کرے گی تو آٹھویں بار قتل کر دی جائے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ اس کے لئے آٹھ بار کیوں مقرر ہوا ہے؟ فرمایا: چونکہ آزاد آدمی جب چار بار زنا کرے تو چوتھی بار اسے قتل کر دیا جاتا ہے پس جب کوئی کنیز آٹھ بار زنا کرے گی تو (نویں) بار سنگسار کر دی جائے گی۔ (التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ سب لوگ جو گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کرتے ہیں اور ان پر دو بار حد جاری کی جاتی ہے تو وہ تیسری بار قتل کر دیئے جاتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کو زانی کے علاوہ دوسرے گنہگاروں پر محمول

کیا (کیونکہ زانی کو تو چوتھی بار قتل کیا جاتا ہے)۔

باب ۲۱
دیوانگی کی حالت میں زنا کاری کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس دیوانی عورت کے بارے میں جس نے زنا کیا تھا فرمایا: وہ اپنے آپ کی بھی مالک نہیں ہے۔ لہٰذا اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود ابان بن تغلب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب دیوانہ اور معتوہ (کم عقل) زنا کرے اس پر حد جاری کی جائے گی اور اگر محصن ہو تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں متعدد احادیث گزر چکی ہیں کہ مجنون اور مجنونہ پر کوئی تکلیف شرعی نہیں ہے۔ لہٰذا ان پر حد بھی کوئی نہیں اس لئے اس حدیث کو اس صورت پر محمول کرنا پڑے گا کہ جب دیوانہ ہی اس قدر باشعور ہو کہ جس کی وجہ سے اس پر تکلیف جاری ہو سکے۔

باب ۲۲
اس صورت کا حکم کہ جب کوئی شخص اس کنیز کے ساتھ زنا کرے جس کے بعض حصے کا وہ مالک ہے یا اس کی کسی جگہ شادی کر دینے کے بعد اس سے زنا کرے؟

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ا۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو ولاد حناط سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک کنیز کے دو مالک ہیں ان میں سے ایک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے جب دوسرے شریک نے اس کی یہ کیفیت دیکھی تو وہ اس پر چڑھ دوڑا؟ فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ اور پچاس چھوڑ دیئے جائیں گے (کیونکہ وہ نصف کا مالک ہے)...... اور اس کنیز کا نصف تو آزاد سمجھا جائے گا اور اس کے باقی نصف (جو مملوکہ ہے) سے اس کی قیمت کا دسواں حصہ کم ہو جائے گا اگر باکرہ ہے اور اگر باکرہ نہیں ہے تو پھر بیسواں حصہ کم ہو جائے گا اور باقیماندہ قیمت کے بارے میں وہ کوشش کرے گی تا کہ ادا کر کے مکمل طور پر آزاد ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

کی خدمت میں عرض کیا کہ چند آدمیوں نے مل کر ایک کنیز خریدی اور ان میں سے ایک شخص کو امین سمجھ کر اس کے حوالے کی۔ مگر اس نے اس سے مباشرت کر ڈالی۔ تو؟ فرمایا: اس پر (زنا کی) حد جاری کی جائے گی۔ مگر اس کے حصہ (نصف، ثلث یا ربع وغیرہ) کے مطابق اس میں کمی کی جائے گی۔ اور پھر اس کنیز کی قیمت مقرر کرکے باقی شرکاء کے حصص ادا کرے گا پس اگر مقاربت والے دن اس کی قیمت اس کی قیمت خرید سے کم تھی تو وہ زیادہ قیمت ادا کرے گا اور اگر اس دن قیمت زیادہ تھی تو پھر وہی زیادہ ادا کرے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز چند اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے مال فئے میں سے ایک کنیز حاصل کی جبکہ ہنوز مال تقسیم نہیں ہوا تھا۔ اور اس سے مباشرت بھی کر ڈالی۔ تو؟ فرمایا: اس کی قیمت مقرر کی جائے اور اس کے حصہ میں جس قدر آئے اس سے زائد قیمت وہ ادا کرے گا اور اس پر حد جاری کی جائے گی اور جس قدر اس کا حصہ بنتا ہے اتنی مقدار حد سے ساقط کر دی جائے گی اور کنیز اسی کے حوالے کی جائے گی کیونکہ اس نے اس سے مقاربت کی ہے اور ممکن ہے کہ اس کو حمل ٹھہر جائے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ نیز باسناد خود اسماعیل جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ دو آدمیوں نے مل کر ایک کنیز خریدی اور ایک نے اس سے مباشرت کر ڈالی تو؟ فرمایا: اس پر آدھی حد جاری کی جائے گی (پچاس کوڑے) اور نصف قیمت ادا کرے گا جبکہ کنیز حاملہ ہو جائے۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص نے اپنی کنیز کی شادی ایک آدمی سے کر دی اور پھر اس سے زنا کیا تو؟ فرمایا: اس پر پوری حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۸ از ابواب زنا میں) گزر چکی ہیں اور اس کے بعد (باب ۲۷ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۳

اس شخص کا حکم جو ایک دن میں کئی بار زنا کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ایک دن میں کئی بار زنا کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر تو ایک ہی عورت سے کئی بار زنا

کرے تو پھر تو اس پر ایک حد جاری ہوگی۔ اور اگر ایک دن میں اور ایک ہی وقت میں کئی عورتوں سے زنا کرے تو پھر ہر زنا کے عوض علیحدہ علیحدہ حد جاری ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۴
زانی کے دیس نکالے کی حد؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دیس نکالا ایک شہر سے دوسرے شہر کی طرف ہوتا ہے۔ فرمایا: چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفہ سے بصرہ دیس نکالا دیا تھا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: امام علیہ السلام پر لازم ہے کہ جب زانی پر حد جاری کرے تو اسے اس سرزمین سے جہاں اس پر حد جاری ہوئی دوسری سرزمین کی طرف جلاوطن کرے۔ (ایضاً)

۳۔ تفسیر عیاشی میں مذکورہ بالا روایت کے ساتھ ایک سال تک کی قید بھی مذکور ہے۔ (تفسیر عیاشی)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا طریقۂ کار یہ تھا کہ جب اہل اسلام میں سے کسی کو جلاوطن کرتے تھے تو مشرکین کے اس شہر کی طرف کرتے تھے جو (بلاد) اسلام کے زیادہ قریب ہوتا تھا۔ چنانچہ آپ نے دیکھا کہ مشرکین کے شہروں میں سے دیلم اسلام کے زیادہ قریب تھا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ظاہر یہ ہے کہ یہاں دیس نکالا سے محارب (جنگجو) کا دیس نکالا مراد ہے مگر حضرت شیخ نے اسے زنا کے باب میں درج کیا ہے۔ واللہ العالم۔

باب ۲۵
جب کسی عورت کے بارے میں زنا کاری کی گواہی دی جائے مگر چند عورتیں اس کے باکرہ ہونے کی گواہی دیں تو ان کی گواہی قبول کی جائے گی اور اس سے حد ساقط ہو جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن ابوزیاد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص

ایک باکرہ لڑکی کو لے کر حاضر ہوا اس کا خیال تھا کہ اس نے زنا کیا ہے۔ جناب امیر علیہ السلام نے عورتوں کو حکم دیا کہ اس لڑکی کا جائزہ لیں۔ چنانچہ جب انہوں نے جائزہ لیا تو اسے باکرہ پایا۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: جس (کی بکارت) پر خدائی مہر لگی ہوئی ہے میں اس پر کس طرح حد جاری کر سکتا ہوں؟ اور آپ اس قسم کے معاملات میں عورتوں کی گواہی کو نافذ جانتے تھے۔ (التہذیب، عیون الاخبار، صحیفۃ الرضا)

باب ۲٦

جو شخص زنا کرے اور بعد ازاں دیوانہ ہو جائے اس پر حد واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس پر شرعی حد واجب تھی مگر وہ جاری نہ کی گئی حتیٰ کہ وہ پاگل ہو گیا۔ فرمایا: جب وہ صحیح و سالم تھا اور ایسا فعل بد کیا جس کی وجہ سے اس پر حد واجب ہو گئی۔ تو اب اس پر ضرور حد جاری کی جائے گی خواہ جیسا بھی ہو۔ (التہذیب، الفقیہ)

باب ۲۷

اگر کوئی شخص زنا کرے اور پھر لاعلمی کا دعویٰ کرے جس کا اس کے بارے میں احتمال نہ ہو۔ تو یہ دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا اور یہی حکم اس عورت کا ہے جو شوہر دار ہونے کے باوجود دوسری جگہ شادی کرے، یا عدت والی نکاح کرے یا عدت میں زنا کرے (اور پھر) جہالت کا دعویٰ کرے جس کا احتمال نہ ہو تو یہ دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل بارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شوہر دار عورت نے ایک دوسرے شوہر سے شادی رچالی ہے؟ فرمایا: اگر اس کا پہلا شوہر وہیں اسی شہر میں موجود ہے جس تک اس کی رسائی ہے اور اس کی اس تک۔ تو اس پر محصنہ والی حد (سنگسار) جاری کی جائے گی اور اگر اس کا خاوند غائب ہے یا ہے تو اسی شہر میں حاضر مگر (کسی وجہ سے) نہ اس کی رسائی اس تک ہے اور نہ اس کی رسائی اس تک ہے تو پھر اس پر دوسری حد (سو کوڑوں والی) جاری کی جائے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ اسے کون سنگسار کرے گا یا کون اس پر حد جاری کرے گا؟ جبکہ اس کا شوہر نہ اسے امامؑ کے پاس لے جاتا ہے اور نہ ہی اس کا ارادہ ہے تو؟ فرمایا: حد اس کے بدن پر باقی رہے گی۔ یہاں تک کہ کوئی جاری

کرے یا جب وہ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوگی تو وہ حد اس پر قائم ہوگی! راوی نے عرض کیا اور اگر اس نے جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے ایسا کیا ہو تو پھر؟ فرمایا: آیا وہ دار الہجرت میں نہیں ہے؟ عرض کیا کہ ہے۔ فرمایا: آج کے دور میں ایسی کوئی مسلمان عورت نہیں ہے جو یہ نہ جانتی ہو کہ دو شوہروں سے بیک وقت شادی کرنا حرام ہے؟ نیز فرمایا: اگر ایسا ہوتا تو پھر تو ہر زناکار عورت کہہ دیتی کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ زنا فعل حرام ہے اور پھر اس پر حد جاری نہ کی جاتی تو اس طرح حدود معطل ہو جاتیں۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود یزید کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے عدت کے اندر شادی کر لی ہے تو؟ فرمایا: اگر اس نے طلاق رجعی کے اندر شادی کی ہے جس میں شوہر کو رجوع کرنے کا حق تھا۔ تو اسے سنگسار کیا جائے گا (کیونکہ وہ شوہر دار ہے جس نے زنا کیا ہے)۔۔۔۔۔۔۔۔اور اگر ایسی طلاق (بائن) کی عدت میں شادی کی ہے جس میں خاوند کو رجوع کا کوئی حق نہیں تھا۔ تو اس پر غیر محصن زانی کی حد (سو کوڑے) ہے۔ اور اگر عدت وفات کے اندر شادی کی۔ ہے (جو کہ چار ماہ اور دس دن ہے) تو اس پر سنگساری والی حد نہیں ہے البتہ سو کوڑوں والی حد جاری ہوگی۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر اس نے یہ سب کچھ جہالت اور لاعلمی کی وجہ سے کیا ہو تو پھر؟ فرمایا: آج تمام مسلمان عورتیں جانتی ہیں کہ طلاق کے بعد اور شوہر کی وفات کے بعد عدت ہوتی ہے۔ بلکہ جاہلیت کے دور کی عورتیں بھی جانتی تھیں۔ ہاں البتہ اگر اسے یہ تو علم تھا کہ اس پر عدت ہے مگر یہ معلوم نہ تھا کہ کس قدر ہے تو پھر بھی اس پر حجت تمام ہو چکی ہے۔ اس پر لازم تھا کہ پوچھتی کہ عدت کس قدر ہے؟ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص پر حد (زنا) جاری کی تھی جس نے کسی عورت سے اس کی حالت نفاس میں، اس کے پاک ہونے سے قبل شادی کی تھی۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے اس کی یہ توجیہ کی ہے کہ اس شخص نے اسی حالت میں اس سے مقاربت کی تھی۔

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت کا شوہر غائب تھا اور اس نے دوسری جگہ شادی کر لی۔ تو؟ فرمایا: اگر اس کا معاملہ امام تک پہنچ گیا اور گواہوں نے گواہی دے دی کہ اس کا پہلے شوہر موجود ہے گو غائب ہے مگر اس کا حال احوال اس عورت تک پہنچتا رہتا ہے اور اس کے باوجود اس نے دوسری جگہ شادی کر لی ہے تو امام پر واجب ہوگا کہ اس عورت پر حد (زنا) جاری کرے

اور اس کے اور اس کے (دوسرے) خاوند کے درمیان جدائی کرائے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس حق مہر کا کیا بنے گا جو اس عورت نے اس خاوند سے حاصل کیا ہے؟ فرمایا: اگر خاوند کو اس میں سے کچھ مل جائے تو واپس لے لے۔ اور جو نہ مل سکے وہ چھوڑ دے۔ بہر حال اس عورت کے لئے وہ رقم ایسی حرام ہے جس طرح زانیہ کی کمائی۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود برید کناسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک عورت نے عدت کے اندر شادی کر لی تو؟ فرمایا: دیکھا جائے گا کہ عدت کون سی ہے؟ اور اپنے شوہر کی عدت وفات یعنی چار ماہ اور دس دن گزرنے سے پہلے شادی کر لی تو اس پر سنگسار نہیں ہے بلکہ اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ اور اگر عدتِ طلاق ہے اور ہے بھی رجعی اور پھر اس نے شادی کی ہے تو اسے رجم کیا جائے گا۔ اور اگر طلاق رجعی کی عدت نہیں تھی بلکہ بائن کی تھی تو اس پر غیر محصنہ والی حد جاری کی جائے گی یعنی اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفقیہ)

۶۔ جناب موصوف اپنی کتاب مقنع میں فرماتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے: شکوک وشبہات کی بنا پر حدود کو ٹال دیا کرو۔ (المقنع)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن العلاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں کہ جس نے ایک عورت سے شادی کی اور وہ اس کے پاس ایک سال تک رہی اور پھر غائب ہوگئی اور کہیں جا کر دوسری شادی کر لی۔ اور ایک سال تک اس کے ہاں رہی پھر اس سے بھی غائب ہوگئی۔ اور تیسری جگہ شادی رچا لی۔ اور اس (تیسرے) خاوند سے ایک بچہ کو بھی جنم دیا۔ تو؟ فرمایا: اس عورت کو تو سنگسار کیا جائے گا کیونکہ وہ پہلے شوہر کی وجہ سے محصنہ تھی۔ راوی نے عرض کیا آپ اس بچہ کے بارے میں کیا فرمائیں گے؟ فرمایا: وہ اپنے باپ کی طرف منسوب ہوگا۔ عرض کیا کہ اگر اس کا باپ مر گیا تو کیا یہ بچہ اس کا وارث قرار پائے گا؟ فرمایا: ہاں۔ (الامالی شیخ طوسی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ روایت اس بات پر محمول ہے کہ بچہ جننے والے (تیسرے) شوہر کو حقیقت حال کا کوئی علم نہیں ہے کہ یہ عورت شوہردار ہے (اس لئے اس کی مقاربت وطی بالشبہ قرار پائے گی اور بچہ حلال زادہ متصور ہوگا)۔ اور سنگساری کی سزا اس لئے ہے کہ چونکہ پہلا شوہر موجود تھا جس کی وجہ سے وہ محصنہ قرار پاتی تھی۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۶ میں یہاں اور ج ۱۴ باب ۴۴ از کتاب النکاح میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۸
اس شخص کا حکم جو اپنی بیوی کو فروخت کر دے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طریف بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ مجھے اس شخص کے بارے میں کچھ فرمائیں جس نے اپنی بیوی فروخت کر دی ہے! فرمایا: شوہر کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ اور عورت کو سنگسار کیا جائے گا (اس کی وجہ اوپر مذکور ہے)۔ اور جس نے اسے خریدا ہے اگر اس نے اس سے مقاربت کی ہے اگر وہ محصن تھا اور اسے علم بھی تھا تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور اگر وہ محصن نہیں ہے تو اسے سو کوڑے مارے جائیں گے اور عورت کو سنگسار کیا جائے گا اگر خریدار نے اس سے مباشرت کی ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ ہاتھ کاٹنے کی سزا یہاں کسی چوری کی وجہ سے نہیں ہے کہ وہ مملوکہ چیز کے چرانے پر دی جاتی ہے جبکہ آزاد عورت کی ملکیت درست نہیں ہے بلکہ قطع ید کی سزا اس لئے ہے کہ وہ شخص مفسد فی الارض ہے۔ اور امام کو اس میں اختیار ہے۔

باب ۲۹
مطلقہ سے مباشرت کا حکم؟ عدت کے بعد اور اس کے اندر؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرمار ہے تھے کہ جو شخص اپنی مطلقہ بیوی سے عدت گزر جانے کے بعد مباشرت کرے اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی اور اگر عدت گزرنے سے پہلے کرے تو اس کی یہ مباشرت اس کا رجوع کرنا متصور ہوگی۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود عاصم بن حمید سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس غلام کے بارے میں جس نے اپنی بیوی کو دو بار طلاق دینے کے بعد اس سے مقاربت کی تھی۔ فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک شخص کو حکم دیا تھا کہ ان دونوں کو پچاس پچاس کوڑے مارے اور ان کے درمیان جدائی کر دے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ میں یہاں اور ۱۵ باب ۲۹ از طلاق میں)

گزر چکی ہیں۔

باب ۳۰

جب کسی محصن مرد کے زنا کی تین مرد اور دو عورتیں گواہی دیں تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور اگر دو مرد اور چار عورتیں گواہی دیں تو اسے کوڑے لگائے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک محصن آدمی ایک عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے اور اس کے خلاف تین مرد اور دو عورتیں گواہی دیتی ہیں تو؟ فرمایا: اس کو سنگسار کرنا واجب ہے۔ اور اگر دو مرد اور چار عورتیں گواہی دیں تو ان کی گواہی سے اسے سنگسار تو نہیں کیا جائے گا ہاں البتہ اسے عام زانی والے (سو) کوڑے مارے جائیں گے۔

(التہذیب، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۴ از شہادات میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

جب غلام زنا کرے تو اس پر آدھی حد جاری ہوتی ہے یعنی پچاس کوڑے اور اگر چہ محصن بھی ہو تب بھی اسے سنگسار نہیں کیا جاتا سوائے بعض خاص صورتوں کے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جبکہ ان سے پوچھا گیا کہ جب کوئی مکاتب (غلام) جس نے ہنوز اپنی کتابت کی کچھ مقدار بھی ادا نہیں کی زنا کرے تو؟ فرمایا: یہ حق اللہ ہے۔ پوری حد (سو کوڑوں) میں سے نصف ساقط ہو جائیں گے لہٰذا اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود برید عجلی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام (یا حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس کنیز کے بارے میں جو زنا کرے فرمایا کہ اس پر آدھی حد جاری کی جائے گی خواہ اس کا شوہر موجود ہو یا نہ ہو۔ (التہذیب، الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود حسن بن السری سے وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غلام یا کنیز زنا کریں اور وہ محصن ہوں تب بھی ان پر سنگسار کرنے کی سزا نہیں ہے بلکہ ان کو پچاس پچاس کوڑے

مارے جائیں گے جو کہ مکمل حد کا نصف ہے۔ (التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے غلام کے بارے میں جبکہ وہ زنا کرے یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے مسلمان ہو یا کافر یا عیسائی۔ مگر اسے نہ سنگسار کیا جائے گا اور نہ ہی اسے دیس نکالا دیا جائے گا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳۲

جب کسی غلام کو زنا کے معاملہ میں آٹھ بار کوڑوں کی سزا دی جائے تو نویں بار اسے سنگسار کر دیا جائے گا غلام ہو یا کنیز اور اس کے آقا کو اس کی قیمت بیت المال سے ادا کر دی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے یا برید عجلی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک کنیز نے زنا کیا ہے؟ فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے! عرض کیا: اس نے دوبارہ زنا کیا تو؟ فرمایا: پھر پچاس کوڑے مارے جائیں گے! عرض کیا: آیا اسے کسی صورت میں سنگسار بھی کیا جائے گا؟ فرمایا: جب آٹھ بار زنا کرے تو پھر اسے سنگسار کر دیا جائے گا۔ عرض کیا کہ آٹھ بار میں سنگسار کیوں مقرر ہوا؟ فرمایا: آزاد آدمی جب چار بار زنا کرے اور ہر بار اس پر (کوڑوں والی) حد جاری کی جائے تو (چوتھی بار) قتل کر دیا جائے گا۔ لہٰذا جب کوئی کنیز آٹھ بار زنا کرے (اور ہر بار اس پر حد جاری کی جائے گی) تو نویں بار اسے سنگسار کر دیا جائے گا۔ عرض کیا: ایسا کیوں ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت پر رحم فرمایا کہ ایک طرف اسے غلامی کی زنجیر میں بھی جکڑے اور دوسری طرف اس پر آزاد آدمی والی سزا بھی لاگو کرے۔ پھر فرمایا کہ مسلمانوں کے امام پر لازم ہے کہ اس کنیز کی قیمت سہم الرقاب سے اس کے مالک کو ادا کرے۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳۳

جب کوئی ایسا (مکاتب) غلام زنا کرے جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو تو اس پر ملی جلی حد جاری کی جائے گی بقدر آزادی آزاد والی اور بقدر غلامی غلام والی۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپ نے اس مکاتب[1] غلام کے بارے میں (جس نے زنا کیا تھا) فرمایا: اس پر (آزاد والی حد) اس قدر جاری کی جائے گی جس قدر وہ آزاد ہوا ہے (اور باقی غلام والی جاری کی جائے گی)۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے ایک مکاتبہ کے بارے میں جس نے زنا کیا تھا یوں فیصلہ کیا تھا کہ دیکھا جائے گا کہ وہ کس قدر آزاد ہو چکی ہے پھر اتنی مقدار میں آزاد عورت والی حد جاری کی جائے گی اور جس قدر کنیز ہے اتنی مقدار میں کنیز والی سزا جاری ہوگی۔ اور اس مکاتبہ کے بارے میں جس کے تین حصے آزاد ہو چکے تھے۔ اور اس کی ایک چوتھائی باقی تھی۔ اس لئے اس پر تین حصے آزاد عورت والی حد جاری کی یعنی پچھتر کوڑے۔ اور پچاس کوڑوں کے حساب سے ساڑھے بارہ کوڑے کنیز والے یہ کل ساڑھے ستاسی کوڑے ہوگئے۔ اور جب تک مکمل آزاد نہ ہو جائے تب تک اسے سنگسار کرنے اور دیس نکالا دینے سے انکار کر دیا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ نے بھی باسناد خود عاصم بن حمید سے مذکورہ بالا روایت کو روایت کیا ہے مگر اس میں یہ تتمہ مذکور ہے کہ یونس نے کہا کہ کوڑے کو نصف سے پکڑا جائے گا اور اس سے مارا جائے گا۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بن کثیر عبدی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ان دو مکاتب غلاموں کے بارے میں فرمایا کہ انہوں نے اپنی قیمت کا جس قدر حصہ ادا کیا ہے (اور آزاد ہوگئے ہیں) ان پر اس قدر آزاد والی حد اور جس قدر غلام ہیں اس قدر غلام والی حد جاری کی جائے گی۔ (الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب الارشاد میں فرماتے ہیں کہ عامہ و خاصہ دونوں نے روایت کی ہے کہ عثمان کے دورِ حکومت میں ایک ایسی مکاتبہ نے جس کے تین حصے آزاد ہو چکے تھے زنا کیا۔ چنانچہ عثمان نے حضرت امام علی علیہ السلام سے پوچھا کہ اس پر کس طرح حد جاری کی جائے؟) آپ نے فرمایا: اس پر آزادی اور کنیزی کی مقدار کے مطابق حد جاری کی جائے (جس کی تفصیل اوپر حدیث نمبر۲ میں بیان کی جا چکی ہے)..... نیز اس (عثمان) نے زید بن ثابت سے بھی پوچھا۔ اس نے کہا کہ اسے کنیزی کے حساب سے کوڑے مارے جائیں! اس پر حضرت امام علی علیہ السلام نے فرمایا: اس پر کس طرح کنیزی والی حد جاری کی جائے جبکہ اس کے تین حصے تو آزاد

---

[1] مکاتب اس غلام کو کہا جاتا ہے کہ جس کا مالک اس کی قیمت مقرر کر کے اس سے یہ عہد و پیمان کرے کہ تو اپنی قیمت ادا کر کے آزادی کا پروانہ حاصل کر سکتا ہے۔ اب پھر اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) مطلق:۔ جس قدر قیمت ادا کرتا جائے گا اتنا آزاد ہوتا جائے گا۔ (۲) مشروط:۔ جب پوری قیمت ادا کر دے گا تب آزاد ہوگا۔ اور اگر بالفرض ایک روپیہ بھی باقی رہ گیا تو وہ بدستور غلام متصور ہوگا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہو چکے ہیں۔ تو پھر اس پر آزاد والی حد کیوں نہ جاری کی جائے کیونکہ آزادی کی مقدار زیادہ ہے۔ اس پر زید نے کہا: اگر یہ بات ہے تو پھر تو اس کی وراثت بھی آزادی کے حساب سے ہوگی؟ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: ہاں یہی بات واجب ہے اس پر زید تو لاجواب ہوگیا۔ (مگر اس کے باوجود) عثمان نے حضرت امام علی علیہ السلام کے فیصلہ کی مخالفت کی۔ (کتاب ارشاد شیخ مفیدؒ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) بیان کا بیان ہے کہ

باب ۳۴

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی مالک اپنی مکاتبہ کنیز سے مباشرت کرے جس کا بعض حصہ آزاد ہو چکا تھا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی مکاتبہ کنیز تھی جس سے یہ معاہدہ تھا کہ وہ جس قدر اپنی مقررہ قیمت میں سے ادا کرتی جائے گی اسی قدر آزاد ہوتی جائے گی! چنانچہ وہ کچھ مقدار قیمت ادا کر چکی تھی (یعنی کچھ آزاد ہو چکی تھی کہ) اس کے مالک نے اس سے جماع کیا؟ فرمایا: اگر اس نے اسے اس پر مجبور کیا ہے (اور وہ راضی نہ تھی) تو اس پر اتنی مقدار میں حد جاری کی جائے گی جس قدر وہ آزاد ہو چکی تھی (نصف یا ثلث وغیرہ) اور اتنی مقدار جاری نہیں کی جائے گی جتنی اس کی کنیزی باقی رہتی تھی۔ اور اگر وہ اس فعل پر راضی تھی تو پھر اس پر بھی بقدر آزادی حد جاری کی جائے گی۔ (کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی مکاتبہ کنیز سے ہمبستری کی ہے تو؟ فرمایا: (دیکھا جائے گا کہ اس نے ہنوز کس قدر اپنی قیمت ادا کی تھی) پس اگر ایک چوتھائی کر چکی تھی کہ اس نے اس سے زنا کیا تو اس پر کوڑوں والی حد جاری کی جائے گی اور اگر وہ محصن تھا تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور اگر تا حال کچھ ادا نہیں کیا تھا۔ تو پھر مالک پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ پہلی حدیث اس بات پر محمول ہے کہ مکاتبہ نے ہنوز اپنی قیمت کا چوتھا حصہ ادا نہیں کیا تھا۔ ورنہ جب ایک چوتھائی ادا ہو جائے تو آزادی غالب آ جاتی ہے اس لئے اگر اب مالک اس

سے جماع کرے گا تو پوری حد جاری ہوگی یا سنگسار کرنے والی حد کا نفاذ ہوگا۔

باب ۳۵

زانی پر ہنوز مکمل حد جاری نہیں ہوئی تھی کہ وہ بھاگ گیا تو اسے واپس لایا جائے گا اور حد مکمل کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے۔ جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک زانی پر کچھ حد جاری ہو چکی تھی کہ وہ بھاگ گیا تو؟ آیا لازم ہے کہ سنگسار ہونے والے شخص کی طرح (کہ جب کچھ پتھر کھا کر بھاگ جائے) اسے چھوڑ دیا جائے اور واپس نہ لایا جائے؟ فرمایا: نہیں۔ بلکہ اسے پکڑ کر واپس لایا جائے گا تا کہ اس پر کامل حد جاری کی جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ ان دونوں میں کیا فرق ہے؟ جبکہ وہ (رجم) بھی حد ہے اور یہ (کوڑے) بھی حد؟؟ فرمایا: محصن موت سے بھاگا ہے۔ اور توبہ کی طرف بھاگا ہے۔ کیونکہ وہ موت کو سامنے دیکھ کر گھبرا گیا (لہٰذا بھاگ گیا)۔ مگر اسے تو قتل نہیں کیا جا رہا تھا۔ لہٰذا ضروری ہے کہ حد مکمل کی جائے۔ (التہذیب)

باب ۳۶

اگر کوئی یہودی یا نصرانی کسی مسلمان عورت سے زنا کرے تو اسے قتل کر دیا جائے گا اگرچہ حد کے جاری کرتے وقت اسلام ہی لے آئے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان بن سدیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک یہودی شخص نے ایک مسلمان عورت کے ساتھ زنا کیا ہے تو؟ فرمایا: اسے قتل کیا جائے گا۔ (التہذیب، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود جعفر بن رزق اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ متوکل عباسی کے پاس ایک نصرانی لایا گیا جس نے ایک مسلمان عورت سے زنا کیا تھا۔ جب اس نے اس پر حد جاری کرنے کا ارادہ کیا تو وہ اسلام لے آیا؟ اس پر یحییٰ بن اکثم نے فتویٰ دیا کہ اس کے اسلام نے جہاں اس کے کفر و شرک کو ختم کیا ہے وہاں اس کے فعل (زنا) کو بھی ختم کر دیا ہے۔ اور بعض نے کہا کہ اس پر تین حدود جاری کئے جائیں۔ اور بعض نے کچھ اور کہا۔ متوکل نے کہا کہ حضرت علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جائے اور ان سے یہ مسئلہ دریافت کیا جائے۔ چنانچہ آپ کو خط لکھا گیا۔

اور آپؑ نے جواب میں لکھا کہ اسے اس وقت تک برابر مارا جائے کہ مر جائے۔ اس پر قاضی یحییٰ بن اکثم اور دوسرے قاضیوں نے اعتراض کیا اور متوکل سے تقاضا کیا کہ وہ امام سے اس کی وضاحت طلب کرے۔ کیونکہ یہ بات کتاب وسنت میں تو وارد نہیں ہوئی ہے۔ چنانچہ متوکل نے اس مضمون کا ایک خط امام علیہ السلام کی خدمت میں لکھا کہ جب قرآن وسنت میں اس حد کا کوئی تذکرہ نہیں ہے تو پھر کس طرح جاری کی جائے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ فَلَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا قَالُوْٓا اٰمَنَّا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗ وَكَفَرْنَا بِمَا كُنَّا بِهٖ مُشْرِكِيْنَ ○ فَلَمْ يَكُ يَنْفَعُهُمْ اِيْمَانُهُمْ لَمَّا رَاَوْا بَاْسَنَا سُنَّتَ اللّٰهِ الَّتِيْ قَدْ خَلَتْ فِيْ عِبَادِهٖ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الْكٰفِرُوْنَ﴾ یعنی امام علیہ السلام نے بسم اللہ کے بعد قرآن مجید کی دو آیتیں لکھ کر بھیجیں۔ جن کا ترجمہ یہ ہے کہ جب ان لوگوں (کفار) نے اللہ کے عذاب کو دیکھا تو کہا کہ ہم خدائے وحدہ لا شریک پر ایمان لائے ہیں اور اپنے کفر وشرک کا انکار کرتے ہیں۔ ارشادِ قدرت ہے: عذاب کو دیکھ کر ایمان لانے نے ان کو کوئی فائدہ نہ پہنچایا یہی خدا کا اپنے بندوں میں دستور رہا ہے کہ کافر لوگ خائب و خاسر ہوتے ہیں'' مطلب یہ تھا کہ نصرانی کا حد کے اجراء کے وقت اسلام لانا قابل قبول نہیں ہے۔ (امام کا یہ جامع جواب سن کر سب کا ناطقہ بند ہو گیا اور) متوکل نے حکم دیا کہ اسے اس قدر مارا جائے کہ مر جائے۔

(التہذیب، الفقیہ، الفروع، الاحتجاج)

باب ۳۷

اس عورت کا حکم جو زنا کرے اور اس کے نتیجہ میں حاملہ ہو جائے اور پھر بچہ کو قتل کر دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں راوی نے سوال کیا کہ ایک شوہر دار عورت نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی۔ جب (حرامی) بچہ کو جنم دیا تو اسے پوشیدہ طور پر قتل کر دیا تو؟ فرمایا: پہلے اسے سو کوڑے مارے جائیں گے کہ اس نے بچہ کو قتل کیا ہے اور بعد ازاں اسے سنگسار کیا جائے گا کیونکہ وہ محصنہ تھی کہ زنا کیا! پھر سوال کیا کہ ایک غیر شوہر دار عورت نے زنا کیا نتیجتاً حاملہ ہو گئی۔ اور جب بچہ جنا تو اسے مخفی طور پر قتل کر دیا تو؟ فرمایا: اسے ایک سو کوڑا زنا کی وجہ سے مارا جائے گا اور ایک سو کوڑا بچہ کو قتل کرنے کی وجہ سے مارا جائے گا۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ، المقنع، العلل)

باب ۳۸

اس عورت کا حکم جس نے ایک شخص کی کنیز کا روپ دھارا یہاں تک کہ اس نے اس سے مباشرت کی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو روح سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک عورت نے ایک شخص کی کنیز کا روپ دھارا اور یہ سو رنگ رات کے وقت رچایا۔ یہاں تک کہ اس شخص نے اپنی کنیز سمجھ کر اس سے مباشرت کی۔ اور جب معاملہ عمر کے دربار میں پہنچا تو اس نے حضرت امام علی علیہ السلام کی طرف بھیجا۔ تو جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ مرد پر پوشیدہ حد جاری کر اور عورت پر علانیہ۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اکثر اصحاب نے اسے اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب اس مرد کو شک ہو۔ یا گمان (کہ اس کی کنیز ہے یا کوئی اور عورت) اور پھر چھان بین میں کوتاہی کرے تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی (جسے یہاں پوشیدہ حد کہا گیا ہے)۔

باب ۳۹

اس شخص کا حکم جو کسی کی کنیز کو غصب کرے اور اس کی بکارت زائل کر دے یا کسی آزاد عورت کو غصب کر کے اس کی بکارت زائل کرے خواہ انگلی سے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک عورت نے ہاتھ سے ایک لڑکی کا پردۂ بکارت چاک کر دیا ہے؟ فرمایا: وہ اس کا حق مہر ادا کرے گی اور اس پر حد (یعنی تعزیر) بھی لگائی جائے گی۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور روایت میں اسّی کوڑے مروی ہیں (کہ اسے مارے جائیں گے)۔ (الفقیہ)

۳۔ اسی قسم کی ایک روایت میں (تعزیر کے علاوہ) کنیز کے لئے اس کی قیمت کا دسواں حصہ، اور آزاد عورت کے لئے اس کے حق مہر کی ادائیگی وارد ہے۔ (التہذیب)

باب ۴۰

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی مرد کسی عورت کے گھر میں پایا جائے جبکہ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہو۔ یا عورت کے پلنگ کے نیچے پایا جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مرد کسی عورت کے گھر رات کے وقت پایا جائے جبکہ ان کے درمیان کوئی رشتہ داری نہ ہو تو دونوں کو تعزیر لگائی جائے گی۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں قضیہ پیش کیا گیا کہ ایک شخص کسی عورت کے گھر میں اس کے پلنگ کے نیچے پایا گیا ہے فرمایا: اور تو کچھ نہیں دیکھا؟ ان لوگوں نے عرض کیا کہ نہیں۔ فرمایا: اسے کسی غلیظ اور گندی جگہ پر لے جاؤ اور اس کے جسم کو اس سے لتھیڑ و اور (اس طرح اس کا حلیہ بگاڑ کر) اسے چھوڑ دو۔ (ایضاً)

باب ۴۱

جب کوئی عورت چار بار اقرار کرے کہ اس نے فلاں شخص کے ساتھ زنا کیا ہے تو اس پر دو حدیں جاری ہوں گی ایک زنا کی دوسری قذف کی جبکہ اس مرد پر کچھ بھی نہیں ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زانیہ سے یہ نہ پوچھو کہ تجھ سے کس نے زنا کیا ہے کیونکہ اس کے لئے جس طرح یہ گناہ کرنا آسان ہے اسی طرح اس کے لئے کسی بے قصور مسلمان آدمی کا نام لینا بھی آسان ہے۔ (التہذیب)

۲۔ اسی سلسلۂ سند کے ساتھ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب میں کسی زانیہ سے پوچھوں کہ کس نے تجھ سے زنا کیا ہے؟ اور وہ کہے کہ فلاں نے! تو میں اس پر دو حدیں لگاؤں گا! ایک زنا کی حد اور دوسری ایک مسلمان پر زنا کی تہمت لگانے کی حد۔ (ایضاً)

باب ۴۲

جو شخص کسی عورت سے متعہ کرنا چاہے اور صیغۂ متعہ پڑھنا بھول جائے اور مباشرت کر بیٹھے اس پر کوئی حد نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام) میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص جو کہ ایک لڑکی سے متعہ کرنا چاہتا تھا مگر عقد پڑھنا بھول گیا اور مقاربت کر بیٹھا تو آیا اس پر زانی والی حد واجب ہے؟ فرمایا: نہیں۔ ہاں البتہ عقد پڑھنے کے بعد اس سے تمتع حاصل کرے اور جو کر چکا اس کی خدا سے بخشش طلب کرے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۳

زنا کار بیوی کو طلاق دینا مستحب ہے مگر اس کا اپنے پاس رکھنا بھی جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! میری بیوی (اس قدر سخی واقع ہوئی ہے کہ) کسی ہاتھ لگانے والے کے ہاتھ کو روکتی نہیں ہے تو؟ فرمایا: اسے طلاق دے دے! عرض کیا: یا رسول اللہؐ! مجھے اس سے (بڑی) محبت ہے؟ فرمایا: پھر اسے اپنے پاس رکھ۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لیا ہے آیا وہ اسے اپنے پاس رکھ سکتا ہے؟ فرمایا: اگر چاہے تو رکھ سکتا ہے! (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۸ میں) گزر چکی ہیں۔ اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۴

امام پر لازم ہے کہ زانیہ کی شادی اس شخص سے کرے جو اسے زنا کاری سے روکے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے بارے میں جو زنا کرتی اور بھاگ جاتی تھی۔ یہ فیصلہ کیا کہ امام المسلمین کو چاہئے کہ اس کو شوہر کے ساتھ اس طرح نتھی کر دے جس طرح سے بھگوڑے اونٹ کا گھٹنہ باندھا جاتا ہے۔ (التہذیب)

باب ۴۵
اس شخص کا حکم جو اپنی بیوی کو زنا کرتے ہوئے دیکھ لے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب احمد بن محمد برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن قاسم جعفری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب سعد بن عبادہ نے بارگاہ رسالتؐ میں عرض کیا کہ یا رسول اللہؐ! اگر میں اپنی بیوی کے ساتھ کسی شخص کو زنا کرتے دیکھوں تو کیا اسے قتل کر دوں؟ آپؐ نے فرمایا: اے سعد! تو چار گواہ کہاں سے آئیں گے۔ (المحاسن)

مؤلّف علام فرماتے ہیں: گو بینہ و بین اللہ اس کے لئے ایسا کرنا جائز ہے مگر حسب ظاہر اس بات کو گواہوں یا لعان کے بغیر کس طرح ثابت کیا جائے گا؟

۲۔ جناب شیخ محمد بن مکی (شہید اول) اپنی کتاب الدروس میں فرماتے ہیں: مروی ہے کہ جو شخص دیکھے کہ اس کی بیوی (کسی شخص کے ساتھ) زنا کر رہی ہے تو اس کے لئے دونوں کو قتل کر دینا جائز ہے۔ (کتاب الدروس)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱ باب ۳ از نہی از منکر میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الدفاع (باب ۵ میں) اور قصاص (ج ۱۹ باب ۲۲ و ۲۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴۶
جو شخص کسی کی کنیز سے زنا کرے تو اس پر واجب ہے کہ اس کے مالک سے حلال کرائے اور (بارگاہِ الٰہی میں) توبہ و انابہ کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابو شبل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک مسلمان آدمی نے اپنے (دینی) بھائی کی کنیز سے زنا کیا ہے تو اس کی توبہ کیا ہے؟ فرمایا: اس (کنیز کے) مالک کے پاس جائے اور اسے سارا ماجرا سنائے اور اس سے حلال کرائے اور پھر ایسا نہ کرے؟ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ اسے حلال نہ کرے تو پھر؟ فرمایا: وہ اس حال میں بارگاہ

خدا میں حاضر ہوگا کہ وہ زانی اور خیانت کار شمار ہوگا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴۷

اگر ام الولد کنیز زنا کرے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: (زنا میں) ام الولدؑ کی حد کنیز والی ہے (آزاد کی آدھی سزا) جبکہ اس کا بچہ موجود نہ ہو۔ (الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود مسمع بن سیّار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ام الولد کی جنایت کاری حقوق الناس میں سے ہے (اس کی ذمہ داری) اس کے آقا پر ہے اور جو حقوق اللہ میں سے ہے وہ اس کے بدن پر ہے اور مملوک سے اس کا قصاص لیا جائے گا اور آزاد اور غلام میں کوئی قصاص نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۳۱ میں) یہ بات گزر چکی ہے کہ ام الولد بھی کنیز ہے اور اس کی حد کنیز والی ہے۔

باب ۴۸

امام کے لئے جائز ہے کہ وہ لوگوں کو زنا کاری اور دوسرے محرمات کے ارتکاب سے روکے اگرچہ لوگوں کو جیل میں بند کرنا پڑے یا پاؤں میں بیڑی ڈالنا پڑے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میری ماں کسی ہاتھ بڑھانے والے کے ہاتھ کو نہیں روکتی۔ (زنا کار ہے)! فرمایا: اسے قید کر۔ عرض کیا: وہ بھی کر چکا ہوں۔ آنے جانے والوں کو روک! عرض کیا: ایسا بھی کر چکا ہوں۔ فرمایا: اس کے پاؤں میں بیڑی ڈال۔ کیونکہ تو اس کے ساتھ اس سے بہتر کوئی نیکی نہیں کر سکتا کہ اسے حرام کاری سے روکے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۴۴ میں) ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴۹

اس شخص کا حکم جو مسلمان عورت کی موجودگی میں (کافرہ) ذمیہ سے یا آزاد عورت کی موجودگی میں کنیز سے شادی کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے مسلمان بیوی کی موجودگی میں اس کی اجازت کے بغیر ایک (کافرہ) ذمیہ سے شادی کر لی ہے۔ تو؟ فرمایا: ان کے درمیان (واجباً) جدائی ڈالی جائے گی۔ عرض کیا: آیا اسے کچھ سزا بھی دی جائے گی؟ فرمایا: ہاں اسے ذلیل کر کے ساڑھے بارہ کوڑے مارے جائیں گے۔ زانی کی حد کا آٹھواں حصہ۔ عرض کیا کہ اگر (پہلی) مسلمان بیوی اس شادی پر راضی ہو جائے تو پھر؟ فرمایا: پھر نہ اسے کوڑے مارے جائیں گے اور نہ ہی ان کے درمیان جدائی ڈالی جائے گی۔ اور وہ اس نکاح پر باقی[1] رہیں گے۔ (الفروع)

باب ۵۰

اس مسلمان کا حکم جو کسی نصرانی عورت سے زنا کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب ابراہیم بن محمد ثقفیؒ اپنی کتاب غارات میں باسناد خود حارث سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ جب حضرت امام علی علیہ السلام نے جناب محمد بن ابوبکر کو مصر کا گورنر بنا کر بھیجا تو محمد بن ابوبکر نے آپؑ کو خط لکھا جس میں یہ سوال پوچھا تھا کہ اگر ایک مسلمان کسی نصرانی عورت سے زنا کرے تو اس سے کیا سلوک کیا جائے اور جب ایک زندیق قوم جس میں وہ لوگ بھی ہیں جو آفتاب و ماہتاب کی پرستش کرتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو ان کے علاوہ کسی اور چیز کی پرستش کرتے ہیں اور کچھ مرتد بھی شامل ہیں ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا جائے؟ نیز یہ بھی پوچھا تھا کہ جب ایک مکاتب غلام مر جائے اور کچھ مال و اولاد چھوڑ جائے تو کیا کیا جائے گا؟ اس کے جواب میں حضرت امیر علیہ السلام نے جوابی خط میں لکھا کہ جس مسلمان نے، نصرانی عورت سے زنا کیا

---

[1] یہاں یہ قوی ایراد وارد ہوتا ہے کہ ذمیہ کافرہ ہے اور کافرہ سے ایک مسلمان کا عقد و ازدواج بالاتفاق حرام اور باطل ہے۔ لہذا پہلی مسلمان بیوی راضی ہو یا ناراض اس سے اس عقد کے عدم جواز پر کوئی اثر نہیں پڑتا۔ لہذا معلوم ہوتا ہے کہ اس روایت میں کچھ تصحیف اور تبدیلی واقع ہوئی ہے۔ اس لئے وہ روایت صحیح ہے جو تہذیب الاحکام میں مذکور ہے۔ جس میں کافرۂ ذمیہ کی بجائے الامۃ (کنیز) کی لفظ موجود ہے اس طرح یہ ایراد ختم ہو جاتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے۔اس پر حد جاری کر۔اور نصرانی عورت کو اس کی قوم کے حوالے کر دو جو چاہیں اس کے ساتھ سلوک کریں۔اور زنادقہ کے بارے میں لکھا جو اسلام سے مرتد ہو گئے ہیں ان کو قتل کر دے اور دوسروں کو چھوڑ دے وہ جو چاہیں کریں اور اگر مکاتب اتنا مال چھوڑ جائے جو اس کی مکاتبت کی قیمت ادا کرنے کے لئے کافی ہے تو اسے اس میں صرف کیا جائے گا اور اگر اس سے کچھ بچ گیا تو وہ اس کی اولاد کو دیا جائے گا۔(کتاب الغارات)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲ میں) کچھ ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

لواطت کے ابواب کا تذکرہ

(اس سلسلہ میں کل چھ (۶) باب ہیں)

باب ۱

فاعل کی حد وہی ہے جو زانی کی ہے جبکہ دبر میں دخول نہ ہو۔ اور مفعول کو تو بہر حال قتل کیا جائے گا جبکہ وہ عاقل و بالغ اور مختار ہو۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: لواطہ کرنے والے کی حد وہی ہے جو زانی کی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسنادِ خود سلیمان بن ہلال سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی سے بدفعلی کرتا ہے فرمایا: اگر وہ دبر کے علاوہ کسی مقام پر کرتا ہے تو پھر تو اس کی حد زانی والی ہے (یعنی سو کوڑے) اور مقام مخصوص میں کرتا ہے تو پھر اس کی حد یہ ہے کہ اسے کھڑا کر کے تلوار کا بھرپور وار کیا جائے گا خواہ وہ جہاں تک پہنچ جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ اس سے مراد قتل ہے؟ فرمایا: ہاں وہی مراد ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادِ خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا: ایک مرد دوسرے مرد کے ساتھ بدفعلی کرتا ہے تو؟ فرمایا: اگر وہ محصن تھا تو اس کی حد قتل ہے اور اگر غیر محصن تھا تو پھر سو کوڑے ہے۔ راوی نے عرض کیا: اور مفعول کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: اس کی سزا بہر حال قتل ہے محصن ہو یا غیر محصن۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حسین بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک شخص نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو خط لکھا جس کا خط میں نے خود پڑھا ہے اور میں اسے جانتا ہوں کہ اس میں یہ سوال پوچھا تھا کہ ایک شخص دوسرے کے رانوں سے کھیلتا ہے آیا اس پر کوئی حد ہے؟ کیونکہ ہماری جماعت کے کچھ لوگ کہتے ہیں کہ ایسا کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: جو ایسا کرے اس پر خدا کی لعنت ہو...... نیز اسی شخص نے یہ مسئلہ بھی پوچھا تھا کہ ان دو مردوں کی سزا کیا ہے کہ جو ایک دوسرے کی رضامندی

سے ان کے رانوں کے درمیان بدفعلی کرتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اس کی سزا قتل ہے...... اور ان دو مردوں کی سزا کیا ہے جو ایک ہی کپڑے میں سوئے ہوئے پائے گئے ہیں؟ آپؑ نے جواب میں لکھا: ایک سو سو کوڑا۔ (ایضاً)

حضرت شیخ فرماتے ہیں: اس روایت کو ہم اس صورت پر محمول کریں گے جو کسی شخص نے بار بار یہ فعل بد کیا ہو جس کی وجہ سے بالآخر اسے قتل کیا جائے۔ یا پھر اسے اس صورت پر محمول کیا جائے گا کہ جب ایسا کرنے والا محصن ہو۔

۵۔ جناب عبید اللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ لوطی اگر محصن ہوا تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور اگر غیر محصن ہوا تو اس پر سو کوڑوں والی حد جاری کی جائے گی۔ (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ از ابواب زنا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جب کوئی مرد کسی بچہ سے بدفعلی کرے یا کوئی بچہ کسی مرد سے بدفعلی کرے اور دبر میں دخول ہو جائے تو مرد کو قتل کر دیا جائے گا اور بچہ پر حد سے کم تعزیر لگائی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبکر حضرمی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک میاں بیوی لائے گئے جس بیوی کا پہلے خاوند سے ایک بچہ تھا جس کے ساتھ اس کے موجودہ شوہر نے مقام مخصوص میں بدفعلی کی تھی! اور اس پر گواہوں نے گواہی دی تھی۔ جناب امیر علیہ السلام نے حکم دیا کہ اس پر تلوار کا بھرپور وار کیا جائے چنانچہ ایسا کیا جس سے وہ قتل ہو گیا۔ اور بچہ پر حد سے کم کوڑوں کی تعزیر لگائی۔ اور فرمایا: اگر تو بالغ ہوتا تو میں تجھے بھی قتل کر دیتا اس لئے کہ تو نے اسے تمکین کیوں دی کہ وہ تیرے ساتھ بدفعلی کرے؟ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ اسی قسم کی ایک دوسری روایت میں وارد ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں فاعل اور مفعول کو قتل کرا دیا جبکہ یہاں بھی لفظ غلام (بچہ) مذکور ہے۔ مگر یہ روایت اس صورت پر محمول ہے کہ وہ بالغ تھا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اس لواطت کی حد کا بیان جو دبر میں دخول کی حد تک پہنچ جائے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن عطیہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو کر چار بار اپنی لواطت کا اقرار کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: اے فلاں! حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے جیسے شخص کے بارے میں تین قسم کی سزا مقرر فرمائی ہے تم جس کو چاہو انتخاب کرو۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! وہ تین سزائیں کیا ہیں؟ (۱) گردن پر تلوار کا بھرپور وار خواہ وہ جہاں تک پہنچ جائے، (۲) ہاتھ پاؤں باندھ کر پہاڑ سے نیچے گرانا، (۳) یا پھر آگ سے جلانا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: اگر کسی کو دو بار سنگسار کرنا روا ہوتا تو لوطی کو دو بار سنگسار کیا جاتا۔ (کتب اربعہ)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالرحمن عزرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عمر کے دور میں ایک آدمی نے دوسرے کے ساتھ بدفعلی کی اور پھر ایک تو کہیں بھاگ گیا اور دوسرا پکڑا گیا۔ عمر نے لوگوں سے پوچھا کہ اس کے ساتھ کیا کیا جائے تو لوگوں نے بھانت بھانت کی بولیاں بولیں، کسی نے کچھ کہا اور کسی نے کچھ۔ بالآخر اس نے حضرت امام علی علیہ السلام سے پوچھا کہ یا ابا الحسنؑ! آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپؑ نے فرمایا: اس کی گردن اڑا دو۔ چنانچہ ایسا ہی کیا گیا...... جب لوگوں نے چاہا کہ اس کی لاش اٹھا کر لے جائیں تو آپؑ نے فرمایا: ٹھہر جاؤ ابھی حدود خدا میں سے ایک حد باقی ہے۔ عمر نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ فرمایا: کچھ لکڑیاں منگواؤ۔ چنانچہ لکڑیاں لائی گئیں اور جناب امیر علیہ السلام کے حکم پر اس کی میت کو جلا دیا گیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جب دیکھو کسی مرد کا کلام عورتوں کے کلام کی مانند ہے اور اس کی چال ڈھال عورتوں کی طرح ہے اور (لوگوں کو) اپنے نفس پر تمکین دیتا ہے اور اس سے اس طرح (لواطت) کی جاتی ہے جس طرح عورتوں سے (مباشرت) کی جاتی ہے تو اس کو سنگسار کر دو اور اسے زندہ رکھنے کی کوشش نہ کرو۔ (الفروع، التہذیب)

۵۔ نیز باسناد خود ابو یحییٰ سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان (معصوم) سے پوچھا کہ اگر دو شخص ایک

دوسرے کے رانوں میں شہوت رانی کرتے ہیں تو؟ فرمایا: ان دونوں کی حد زانی والی ہے۔ اگر ان میں سے ایک دوسرے کو سیدھا کرے (اس پر چڑھے) تو اس پر تلوار کا بھرپور وار کیا جائے گا۔ خواہ جہاں تک پہنچ جائے اور دوسرے کو آگ میں جلایا جائے گا۔ (الفروع)

۶۔ جناب احمد بن عبداللہ البرقیؒ باسناد خود عبداللہ بن میمون سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خالد (بن ولید) نے ابوبکر صاحب کو خط لکھا جس میں سلام کے بعد یہ مسئلہ پوچھا تھا کہ میرے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا ہے جس کے خلاف گواہ موجود ہیں کہ وہ مفعول ہے (تو اسے کیا سزا دی جائے؟) ابوبکر صاحب نے اس معاملہ میں لوگوں سے مشورہ کیا۔ انہوں نے کہا کہ اسے قتل کر دو۔ (اس کی تسلی نہ ہوئی چنانچہ) حضرت امیر علیہ السلام سے مشورہ کیا۔ آپؑ نے فرمایا: اسے آگ میں جلاؤ۔ کیونکہ عرب قتل ہونے کو کوئی اہمیت نہیں دیتے۔ پھر عثمان صاحب سے کہا کہ تم کیا کہتے ہو؟ کہا: میں وہی کہتا ہوں جو حضرت امام علی علیہ السلام نے کہا ہے اسے جلا دو۔ چنانچہ انہوں نے خالد کے خط کے جواب میں لکھا کہ اسے آگ میں جلا دو۔ (المحاسن)

مؤلف علامؒ فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ لواطت کی حد وہی ہے جو زنا کی ہے اور یہ کہ اس میں بھی محصن اور غیر محصن کی شرط معتبر ہے۔ اور حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ایسی حدیثوں کو (جن میں احصان وغیرہ میں فرق کیا گیا ہے) اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب دبر میں لواطت نہ کی جائے ورنہ دبر والی صورت میں بہرحال وہ واجب القتل ہے۔

باب ۴

اس شخص کا حکم جو کسی بچہ کو شہوت سے بوسہ دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک محرم (حالت احرام میں) شہوت کے ساتھ ایک نوخیز بچے کو بوسہ دیتا ہے تو؟ فرمایا: اسے سو کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵

لواطت چار بار اقرار کرنے سے ثابت ہوتی ہے اور اقرار کے بعد توبہ کرنے سے حد ساقط ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مالک بن عطیہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اپنے چند اصحاب کے درمیان تشریف فرما تھے کہ اچانک ایک شخص حاضر ہوا اور عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! میں نے ایک لڑکے کے ساتھ لواطت کی ہے۔ لہٰذا مجھے پاک کیجئے! (مجھ پر حد جاری کیجئے)۔ آپؑ نے اس کی یہ بات سن کر فرمایا: اے فلاں! گھر جا۔ شاید تیرے سوداء نے جوش مارا ہے۔ چنانچہ وہ شخص واپس گھر چلا گیا مگر دوسرے دن پھر حاضر ہوگیا۔ اور کہا: یا امیر المومنینؑ! میں نے ایک لڑکے کے ساتھ لواطت کی ہے لہٰذا مجھے پاک کیجئے! جنابؑ نے پھر فرمایا: شاید تیرے سوداء نے جوش مارا ہے (اس لئے ایسی بے تکی بات کر رہا ہے) جا گھر جا۔ وہ پھر چلا گیا۔ حتیٰ کہ وہ تیسرے دن پھر آیا اور یہی سوال و جواب ہوا...... اور جب چوتھی بار پھر حاضر ہوا اور اقرار کیا تب حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے تیرے جیسے مجرم کے لئے تین سزائیں مقرر کی ہیں۔ ان میں سے جسے تیرا جی چاہے اسے اختیار کر۔ اس نے کہا: وہ تین سزائیں کیا ہیں یا امیر المومنینؑ! فرمایا: (۱) گردن پر تلوار مارنا خواہ جہاں تک پہنچ جائے۔ (۲) ہاتھ پاؤں باندھ کر اونچے پہاڑ سے نیچے گرانا، (۳) یا آگ سے جلانا۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! ان تینوں سزاؤں میں سے زیادہ سخت کون سی ہے؟ فرمایا: آگ سے جلانا۔ عرض کیا کہ میں اسی کو اختیار کرتا ہوں۔ فرمایا: اس کے لئے تیار ہو جا۔ عرض کیا کہ بس تیار ہوں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس شخص نے دو رکعت نماز پڑھی۔ اور سلام کے بعد جس حالت میں بیٹھا تھا اسی حالت میں یوں بارگاہ خداوندی میں مناجات کی: **اللّٰھم** اے اللہ! میں نے اس سزا کو اختیار کیا جو ان سب سے زیادہ سخت ہے۔ اے اللہ! میں التجا کرتا ہوں کہ اس سزا کو میرے گناہوں کا کفارہ بنا اور مجھے آخرت میں اپنی (جہنم کی) آگ سے نہ جلا۔ اس کے بعد وہ (مصلّی سے) اٹھا جبکہ زار و قطار رو رہا تھا۔ یہاں تک کہ وہ اس گڑھا میں جا کر کھڑا ہوگیا جو حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے لئے کھدوایا تھا۔ جبکہ وہ دیکھ رہا تھا کہ آگ اس کے اردگرد شعلہ زن ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ (یہ منظر دیکھ کر) حضرت امیر علیہ السلام رو پڑے اور آپؑ کے دوسرے سب اصحاب بھی رونے لگے۔ تب حضرت امیر علیہ السلام نے اس شخص سے فرمایا: او فلاں! (یہاں سے) اٹھ کہ تو نے آسمان و زمین کے فرشتوں کو بھی رُلا دیا ہے۔[1] اٹھ خداوند عالم نے تیری توبہ قبول کر لی ہے اور پھر کبھی اس فعل کا اعادہ نہ کرنا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

---

[1] یہ واقعہ لکھتے وقت احقر مترجم پر بھی یہی کیفیت طاری ہے اور اسی گریہ و زاری کی حالت میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے طفیل بارگاہ خداوندی میں دعا و استدعا ہے کہ وہ رحیم و کریم خدا اس شخص کی طرح میری توبہ بھی قبول فرمائے اور میرے تمام صغیرہ و کبیرہ گناہ معاف فرمائے اور دنیا و آخرت کے عذاب و عقاب سے محفوظ و مصون فرمائے اور خدمت خلق و خالق بالخصوص خدمت دین مبین کے لئے ہمیشہ موفق و مؤید فرمائے انہ قریب مجیب و رحیم کریم۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۶

اس شخص کا حکم جو کسی دوسرے شخص کے پلنگ کے نیچے پایا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسا شخص لایا گیا جو کسی شخص کے بچھونے کے نیچے پایا گیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام کے حکم سے اسے غلاظت کے ساتھ لتھیڑا گیا۔ (الفقیہ)

مساحقہ (چپٹی) اور قیادت (دلّالی) کی حد کا بیان

(اس سلسلہ میں کل پانچ (۵) باب ہیں)

باب ۱

سحق (چپٹی) کی حد زنا والی ہے یعنی سو کوڑے جب کہ محصنہ نہ ہو ورنہ قتل ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن ابوحمزہ، ہشام اور حفص سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ چند عورتیں آپؑ کی خدمت میں حاضر ہوئیں اور ان میں سے ایک عورت نے آپؑ سے سحق (چپٹی) کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: اس کی حد زنا والی ہے! اس پر عورت نے کہا کہ اس کا تذکرہ قرآن میں تو نہیں ہے؟ فرمایا: ہاں! عورت نے کہا پھر وہ ایسی عورتیں کہاں ہیں؟ فرمایا: وہ اصحاب الرس[1] ہیں۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مساحقہ کرنے والی عورت کو کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع)

۳۔ جناب شیخ حسن طبرسیؒ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: عورتوں میں مساحقہ (چپٹی) ایسی ہے جیسے مردوں میں لواطہ۔ پس جب بھی دو عورتیں یہ فعل کریں تو دونوں کو قتل کر دو۔ (مکارم الاخلاق)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سیف تمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں دو عورتیں پیش کی گئیں جو ایک لحاف میں پائی گئی تھیں اور (چار) گواہوں نے گواہی دی تھی کہ انہوں نے باہم مساحقہ کیا ہے آپ نے چمڑے کا وہ فرش منگوایا جس پر مجرم کو سزا دی جاتی ہے اور حکم دیا اور ان دونوں کو (محصنہ ہونے کی بنا پر) آگ میں

---

[1] اصحاب الرس کا تذکرہ قرآن مجید میں کیا گیا ہے کہ خدا نے ان پر عذاب نازل کیا تھا۔ حدیث میں وارد ہے کہ ان کی عورتیں یہی حرکت کرتی تھیں۔ (کتب اربعہ) الغرض مساحقہ عورت کا عورتوں کے ساتھ بدفعلی کرنے کا نام ہے جو بالاتفاق حرام اور قابل حد جرم شنیع ہے۔

(احقر مترجم عفی عنہ)

جلا دیا گیا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۲ از حدِ لواطہ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

اس صورت حال کا حکم کہ جب دو عورتیں ننگی ایک لحاف میں پائی جائیں۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو خدیجہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: دو عورتوں کے لئے روا نہیں ہے کہ ایک لحاف میں سوئیں جب تک ان کے درمیان تلوار کی طرح کوئی چیز مانع نہ ہو۔ اور اگر وہ ایسا کریں تو ان کو منع کیا جائے گا۔ اگر پھر (دوسری بار) بھی ایسا کیا تو ان کو (سو) کوڑے مارے جائیں گے اور اگر تیسری بار ایسا کیا تو ان کو قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ نے بھی بسند عبدالرحمٰن بن ہاشم حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس روایت کو روایت کیا ہے مگر اس میں اور اس میں ایک فرق ہے کہ اس کی ابتداء لفظ "لا ینبغی" وارد ہے کہ دو عورتوں کو ایک لحاف میں نہیں سونا چاہئے...... اور دوسرا فرق یہ ہے کہ اس میں چوتھی مرتبہ قتل کرنے کا حکم وارد ہے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الزنا (نمبر ۱۰) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی شخص اپنی بیوی سے مجامعت کرے اور وہ اٹھ کر کسی کنواری لڑکی سے مساحقہ کرے اور وہ حاملہ ہو جائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام حسن مجتبیٰ علیہ السلام حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بزم میں تشریف فرما تھے کہ کچھ لوگ حاضر ہوئے اور عرض کیا: یا ابا محمد! ہم حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہونا چاہتے ہیں؟ پوچھا: کیوں؟ عرض کیا: ان سے ایک مسئلہ پوچھنا ہے۔ فرمایا: ہمیں بتاؤ۔ (ممکن ہے کہ ہم اس کا جواب دے دیں)۔ عرض کیا کہ ایک عورت ہے جس سے اس کے خاوند نے مجامعت کی اور جب وہ وہاں سے فارغ ہو کر اٹھا تو یہ عورت اٹھی اور اسی وقت ایک باکرہ لڑکی سے

مساحقہ کیا اور (اس کے شوہر والا) نطفہ اس لڑکی کے رحم میں پڑا اور وہ حاملہ ہوگئی۔ تو آپؑ اس کے بارے کیا فرماتے ہیں؟ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا: مشکل مسئلہ ہے اور اس کے حل کے لئے حضرت ابوالحسنؑ موجود ہیں۔ (بہر حال) میں اس کا جواب پیش کرتا ہوں پس جواب درست ہوا تو وہ خدا (کے فضل) اور امیر المومنین (کے طفیل) ہوگا اور اگر درست نہ ہوا تو وہ میری طرف سے ہوگا مگر مجھے امید ہے کہ (بوجہ عصمت وعلم لدنی) میں خطا نہیں کروں گا انشاء اللہ۔ (پھر فرمایا) سب سے پہلے تو کنواری لڑکی کا حق مہر اس مساحقہ کرنے والی عورت سے وصول کیا جائے کیونکہ بچہ پردۂ بکارت کو پھاڑے بغیر پیدا نہیں ہو سکتا۔ پھر اس عورت کو سنگسار کیا جائے کیونکہ محصنہ ہے (کہ شوہر دار ہے) اور پھر بچہ کے پیدا ہونے کا انتظار کیا جائے اور جب پیدا ہو جائے تو اس کے باپ کے حوالے کیا جائے جس کے نطفہ سے وہ پیدا ہوا ہے۔ پھر لڑکی پر حد جاری کی جائے (یعنی اسے سو کوڑے مارے جائیں)۔ چنانچہ وہ لوگ یہ مسئلہ حل کرا کر جب حضرت امیر علیہ السلام سے ملے تو آپؑ نے پوچھا: تم نے ابو محمد (امام حسن) سے کیا کہا اور انہوں نے تم سے کیا کہا؟ انہوں نے سارا ماجرا کہہ سنایا۔ فرمایا: اگر تم مجھ سے سوال کرتے تو میرے پاس بھی اس کے سوا کوئی جواب نہ تھا جو میرے بیٹے نے دیا ہے۔ (والحمد للہ)۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسنادِ خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھے یہ واقعہ سنایا کہ مجھے زیاد (مدینہ کے حاکم) نے بلایا اور کہا کہ امیر (منصور دوانیقی) نے مجھے لکھا ہے کہ آپ سے یہ مسئلہ پوچھ کر ان کو اطلاع دوں۔ میں نے پوچھا: وہ مسئلہ کیا ہے؟ کہا: ایک شخص نے اپنی بیوی سے ہمبستری کی۔ اور اس عورت نے اسی وقت ایک لڑکی سے مساحقہ کیا۔ جس سے وہ حاملہ ہوگئی؟ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے زیاد سے کہا کہ اہل مدینہ سے اس کا جواب پوچھ۔ اس نے مجھے امیر کا وہ خط دکھایا جس میں لکھا تھا کہ (امام) جعفر (صادقؑ) سے پوچھ ورنہ ان کو میرے ہاں بھیج۔ تب امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس عورت کو تو سنگسار کیا جائے گا۔ اور لڑکی کو (سو) کوڑے مارے جائیں گے۔ اور لڑکا اپنے باپ سے ملحق ہوگا۔ فرمایا: میرا خیال ہے کہ اس نے یہ بھی کہا کہ امیر اس مسئلہ میں مبتلا ہو گیا ہے۔ (الفروع، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں جو اس مطلب پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۴

اس عورت کا حکم جو اپنی انگلی سے کسی کنواری لڑکی کا پردۂ بکارت پھاڑ دے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جس نے اپنے ہاتھ سے کسی لڑکی کا پردۂ بکارت پھاڑ دیا تھا؟ فرمایا: اس لڑکی کا حق مہر اس عورت کے ذمہ ہے اور انہیں اسّی اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ ایک عورت نے ایک لڑکی کو پکڑ کر اپنی انگلی سے اس کا پردۂ بکارت پھاڑ دیا اور پھر اس پر زنا کاری کی تہمت لگائی۔ اور جب حضرت امام علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا تو آپؑ نے فرمایا کہ اس عورت کو پہلے تو حد قذف (اسّی کوڑے) جاری کی جائے گی۔ کیونکہ اس نے لڑکی پر تہمت زنا لگائی ہے۔ اور پھر اس کی قیمت (یعنی زرِ مہر) ادا کرے گی کیونکہ اس نے اس کا پردۂ بکارت پھاڑا ہے۔ امام حسن علیہ السلام کا یہ فیصلہ سن کر حضرت امیر علیہ السلام نے (تصدیق کرتے ہوئے) فرمایا: تو نے سچ کہا ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۹ از ابواب زنا میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۵

قیادت (دلالی) کی سزا پچھتر (۷۵) کوڑے مارنا اور شہر سے دیس نکالا دینا ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ دلّال کی حد کیا ہے؟ فرمایا: دلّال پر کوئی حد نہیں ہے۔ وہ تو دلالی پر اجرت لیتا ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ (ہماری مراد عام دلال نہیں ہے بلکہ ہماری مراد وہ مرد یا عورت ہے) جو ناجائز طریقہ پر کسی مرد اور کسی عورت کو زنا کاری کے لئے اکٹھا کرتے ہیں! امام علیہ السلام نے یہ بات سن کر فرمایا: اس پر زانی کی حد کے تین حصے یعنی اسے پچھتر (۷۵) کوڑے مارے جائیں گے اور اسے اس شہر سے دیس نکالا دیا جائے گا جس میں وہ رہتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ ایک اور حدیث میں وارد ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے واصلہ اور موتصلہ یعنی زانیہ اور دلّالہ پر لعنت کی ہے۔ (الفقیہ)

حدِ قذف (تہمتِ زنا) کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل اٹھائیس (۲۸) باب ہیں)

باب ۱

کسی پر بھی حتیٰ کہ غیر مسلمان پر علم و آگہی کے بغیر تہمت زنا لگانا حرام ہے اور اسی طرح اگر مقذوف (جس پر تہمت لگائی گئی ہے) وہ قاذف (تہمت لگانے والے) پر لگائے تو بھی حرام ہے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص پر بھی تہمت زنا لگانے سے منع فرمایا جو مسلمان نہیں ہے مگر یہ کہ اس کو اس کی یقینی اطلاع ہو۔ فرمایا: اس کا کم از کم نقصان یہ ہوگا کہ وہ جھوٹ بولے گا (اور جھوٹوں پر خدا لعنت کرتا ہے)۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوالحسن حذاء سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی بارگاہ میں حاضر تھا کہ مجھ سے ایک شخص نے پوچھا کہ تمہارے مقروض نے تمہارے ساتھ کیا کیا ہے؟ تو میں نے جواباً کہا کہ وہ تو زانیہ کا بیٹا ہے! (میری یہ بات سن کر) امام علیہ السلام نے میری طرف سخت نگاہوں سے دیکھا۔ میں نے (جھینپ کر) عرض کیا: میں آپؑ پر قربان! وہ مجوسی ہے۔ اس کی ماں اس کی بہن ہے (لہٰذا زانیہ کا بیٹا ہے) امام علیہ السلام نے فرمایا: آیا ان (مجوسیوں) کے دین میں بہن سے نکاح جائز نہیں ہے؟ (تو پھر یہ نکاح ہوا۔ زنا نہ ہوا؟) (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار ایک عورت حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بارگاہ میں حاضر ہوئی اور عرض کیا: یارسول اللہؐ! میں نے اپنی کنیز کو یا زانیہ کہہ دیا ہے؟ فرمایا: کیا تو نے اسے زنا کرتے ہوئے دیکھا ہے؟ عرض کیا: نہیں۔ فرمایا: وہ کنیز قیامت کے دن تجھ سے بدلہ لے گی۔ یہ سن کر وہ عورت گھر گئی اور اپنی کنیز کو کوڑا دے کر کہا کہ مجھے مار! مگر اس نے انکار کر دیا۔ اس پر اس نے اسے آزاد کر دیا اور پھر

بارگاہ رسالتؐ میں حاضر ہوئی اور سارا ماجرا کہہ سنایا۔ آپؐ نے سن کر فرمایا: ہو سکتا ہے کہ اس کام سے اس فعل کی تلافی ہو جائے۔ (التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص محصن مرد یا محصنہ عورت پر تہمت زنا لگائے تو خداوند جبار اس کے اعمال حبط کر دیتا ہے اور قیامت کے دن ستر ہزار فرشتے اسے تازیانے ماریں گے اس کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے اور پھر حکم ہوگا کہ اسے جہنم میں جھونک دیا جائے۔ (عقاب الاعمال)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الجہاد (ج ۱۱ کے مختلف ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

تہمت زنا لگانے والے پر اسّی (۸۰) کوڑے کی سزا ثابت ہے جب کسی بھی شخص کی طرف یا اس کے ماں یا باپ کی طرف زنا کی نسبت دے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جس نے کسی مرد پر تہمت زنا لگائی تھی فرمایا: اسے اسّی کوڑے لگائے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادخود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا تھا کہ افترا پردازی کی تین قسمیں ہیں: (۱) کوئی شخص کسی شخص پر زنا کی تہمت لگائے، (۲) کسی کی ماں پر زنا کی تہمت لگائے کہ وہ زانیہ ہے۔ (۳) یا کسی شخص کو اس کے باپ کے علاوہ کسی اور شخص کی طرف نسبت دے (کہ یہ فلاں کا بیٹا ہے) ان سب میں اسّی کوڑوں کی سزا ہے۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ علل الشرائع اور عیون الاخبار میں بروایت محمد بن سنان حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے موصوف کے خط کے جواب میں لکھا کہ تہمت زنا لگانے والے اور شارب الخمر پر حد جاری کرنے کی علت یہ ہے کہ قذف میں بچہ کی نفی، قطع نسل اور نسب کا ضیاع لازم آتا ہے۔ اور یہی کیفیت شراب پینے والے کی ہے کہ جب وہ شراب پئے گا تو ہذیان بکے گا اور جب ہذیان بکے گا تو افترا پردازی کرے گا۔ لہٰذا اس پر بھی مفتری کی حد واجب ہے (اور وہ دونوں کی اسّی اسّی کوڑے ہے)۔ (العلل، العیون)

۴۔ جناب علی بن ابراہیم قمیؒ اپنی تفسیر میں باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تہمت زنا لگانے والے کو اسی کوڑے مارے جائیں گے اور اس کی گواہی کبھی قبول نہیں ہوگی۔ مگر یہ کہ توبہ کرلے (اور اس کی توبہ یہ ہے) کہ اپنے آپ کو جھٹلائے (کہ اس نے غلط تہمت لگائی تھی) پس اگر کسی شخص کے خلاف تین شخص گواہی دیں اور چوتھا نہ دے تو ان تینوں پر حد قذف جاری کی جائے گی۔ جب تک پورے چار نہ ہوں اور وہ بھی گواہی اس طرح دیں کہ آلہ کا دخول وخروج اس طرح تھا جس طرح سرمہ لگانے کا آلہ سرمہ دانی میں داخل وخارج ہوتا ہے۔ (تفسیر قمی)

مؤلفؒ علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۴ باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۳

اس بات سے بھی قذف ثابت ہو جاتی ہے کہ کسی شخص کو لواطت کی طرف نسبت، دی جائے خواہ فاعل کے طور پر یا مفعول کے طور پر۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود نعیم بن ابراہیم بن عباد بصری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص کسی شخص پر تہمت لگاتے ہوئے کہے کہ تو تو قوم لوط والا عمل کرتا ہے یعنی مردوں سے لواطت کرتا ہے تو اس پر قذف والی حد جاری کی جائے گی یعنی اسے۔ اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عباد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی شخص کسی سے کہے کہ اے مفعول تو اس پر قذف والی حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

باب ۴

غلام کی حد کا حکم؟ وہ قاذف ہو (تہمت لگانے والا) یا مقذوف ہو (جس پر تہمت لگائی جائے) اور خالص غلام ہو یا مبعّض (جس کا کچھ حصہ آزاد ہو چکا ہو)۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے گیارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی گیارہ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ

آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی محصنہ (پاکدامن) عورت پر زنا کی تہمت لگائے اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے خواہ آزاد ہو یا غلام۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ اگر میرے پاس کوئی ایسا شخص لایا جائے جس نے کسی ایسے مسلمان مرد غلام پر تہمت زنا لگائی ہو جس کے بارے میں ہم خیر و خوبی کے سوا کچھ نہیں جانتے تو میں اس پر آزاد آدمی والی حد ایک کوڑا کم جاری کروں گا (یعنی ۷۹ کوڑے)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسنادِ خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک آدمی نے اپنی کنیز کا آدھا حصہ آزاد کر دیا ہے پھر اس پر تہمت زنا لگاتا ہے تو؟ فرمایا: اس کو پچاس تازیانے لگائے جائیں گے اور خدائے تعالیٰ سے مغفرت طلب کرے گا! عرض کیا: اگر وہ (کنیز) اسے معاف کر دے تو؟ فرمایا: اگر (امام تک) مرافعہ پہنچنے سے پہلے وہ معاف کر دے تو پھر اسے کوڑے نہیں مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسنادِ خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غلام کسی آزاد آدمی پر تہمت زنا لگائے تو اس کو اسّی کوڑے (آزاد آدمی کی طرح) لگائے جائیں گے کیونکہ یہ حقوق الناس کا معاملہ ہے (یعنی اس میں آزاد اور غلام برابر ہیں)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ نیز باسنادِ خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) سے سوال کیا کہ جب کوئی غلام آزاد پر افترا پردازی کرے تو؟ فرمایا: اسے اسّی کوڑے لگائے جائیں گے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر زنا کرے (جبکہ محصن نہ ہو تو؟ فرمایا: اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے)۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ ایک مکاتب (غلام) ایک آزاد مسلمان پر افترا پردازی کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس پر آزاد والی حد جاری کی جائے گی یعنی اسّی کوڑے خواہ اس نے ہنوز مکاتبت کی کچھ قیمت ادا کی ہو یا کچھ ادا نہ کیا ہو۔ (الفروع، الفقیہ)

۷۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی غلام پر افترا پردازی کرے اس پر حرمت اسلام کی وجہ سے تعزیر لگائی جائے گی۔ (التہذیب، علل الشرائع)

۸۔ نیز باسنادِ خود بکیر سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی

مسلمان پر افترا پردازی کرے اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے وہ خواہ یہودی ہو یا نصرانی یا غلام۔

(التہذیب، الاستبصار)

۹۔ نیز باسناد خود ابوبکر حضرمی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک غلام کسی آزاد آدمی پر تہمت زنا لگاتا ہے تو؟ فرمایا: اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے کیونکہ یہ حقوق الناس کا معاملہ ہے (جس مین غلام پر بھی آزاد آدمی والی حد جاری ہوتی ہے)۔ راوی نے عرض کیا کہ حقوق اللہ کیا ہیں؟ (جن میں آزاد پر پوری اور غلام پر آدھی حد جاری کی جاتی ہے؟) فرمایا: جیسے زنا کاری[1] اور شراب خواری یہ ان حقوق اللہ میں سے ہے جن میں غلام پر آدھی حد جاتی ہوتی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہا: یہودی، نصرانی اور غلام کی حد افترا پردازی اور شراب خواری میں برابر ہے (پوری ہے)۔ البتہ اہل ذمہ سے مصالحت کی گئی ہے کہ وہ گھروں کے اندر پی سکتے ہیں۔ (ایضاً)

۱۱۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰ اپنے نوادر میں باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غلام کسی آزاد آدمی پر تہمت زنا لگائے تو اس پر آزاد آدمی والی حد جاری کی جائے گی یعنی اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔ (نوادر احمد بن محمد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳۳ و ۳۴ از ابواب زنا میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

اس صورت کا حکم کہ جب کوئی چھوٹا کسی بڑے پر تہمت زنا لگائے یا اس کے برعکس کوئی بڑا کسی چھوٹے پر یہ تہمت لگائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابومریم انصاری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک نابالغ بچہ کسی بڑے آدمی پر تہمت زنا لگاتا ہے۔ آیا اس پر حد جاری ہوگی؟ فرمایا: نہیں۔ اور یہ ایسا ہی ہے کہ جیسے کوئی بڑا کسی بچہ پر تہمت زنا لگائے تو اس پر کوئی حد نہیں

---

[1] زنا کو اس صورت میں حقوق اللہ میں سے قرار دیا جائے گا کہ جب وہ عورت جس سے زنا کیا گیا ہے۔ حال حاضر میں نہ کسی کی بیوی ہو اور نہ بیٹی اور نہ کسی کی بہن اور نہ کسی کی مملوکہ وغیرہ یعنی اس کا کوئی رشتہ دار موجود نہ ہو اور بالکل آزاد ہو اور زنا بھی بالرضا ہو نہ بالجبر ورنہ زنا بھی حقوق الناس میں سے شمار ہوگا۔ اس موضوع پر مکمل تحقیق محدث جزائری کی شرح صحیفۂ کاملہ میں مذکور ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

ہے۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ نیز باسناد خود عاصم بن حمید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی مرد کسی بچی پر تہمت زنا لگائے تو؟ فرمایا: اس پر حد نہیں لگائی جائے گی مگر یہ کہ لڑکی بالغہ ہو یا بلوغت کے قریب ہو۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہر بالغ شخص جو کسی پر تہمت زنا لگائے مرد پر لگائے یا عورت پر، چھوٹے پر لگائے یا بڑے پر، مسلمان پر لگائے یا کافر پر اور آزاد پر لگائے یا غلام پر اس پر قذف والی حد (اسّی کوڑے) جاری کی جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ نابالغ پر تہمت لگانے پر حد کے واجب ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے والدین پر تہمت زنا لگائے، اور کافر پر تہمت زنا لگانے والے پر حد جاری ہونے کی وجہ یہ ہے کہ اس کی ماں مسلمان ہو۔ یا پھر حد سے مراد تعزیر ہے۔ مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۶

حد قذف کا جاری کرنا اس بات پر موقوف ہے کہ وہ شخص اس کے اجراء کا مطالبہ کرے جس پر تہمت لگائی گئی ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار بن ساباطی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے دوسرے شخص کو کہا تھا کہ اے زانیہ کے بیٹے! فرمایا: اگر اس کی ماں زندہ اور حاضر بھی ہے اور وہ آکر اپنے حق کا مطالبہ کرے تو اس کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔ اور اگر غائب ہے تو اس کے آنے کا انتظار کیا جائے گا۔ تاکہ جب آئے تو اپنے حق کا مطالبہ کر سکے۔ اور اگر مر چکی ہے اور اس کی شہرت اچھی تھی تو پھر بھی اس مفتری پر حد قذف جاری کی جائے گی یعنی اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۷

اس شخص کا حکم جو اس آدمی پر تہمت زنا لگائے جس کی ماں نے زنا کا اقرار کیا ہو اور اس پر حد بھی جاری ہو چکی ہو۔

(اس باب میں صرف دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن اسماعیل ہاشمی سے اور وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہما السلام سے سوال کیا کہ ایک عورت نے زنا کیا اور اس کے نتیجہ میں ایک بچہ کو جنم دیا۔ اور پھر امام المسلمین کے پاس اس نے اپنے زنا کرنے کا اور اپنے بچہ کے ولد الزنا ہونے کا اقرار کیا۔ اور پھر اس پر حد جاری کی گئی۔ بعد ازاں وہ بچہ بڑا ہو گیا۔ اب اس پر کسی نے افترا پردازی کی آیا اس پر حد ہوگی؟ فرمایا: حد جاری بھی ہوگی اور نہیں بھی ہوگی؟ راوی نے عرض کیا: وہ کس طرح؟ فرمایا: جو شخص اس کو یوں کہے اے ولد الزنا۔ اس پر تو حد جاری نہیں ہوگی (کیونکہ اس نے سچ کہا ہے) مگر اس پر تعزیر لگائی جائے گی (کہ اسے طعنہ کیوں دیا ہے؟) اور جو شخص اسے یوں کہے: اے زانیہ کے بیٹے! اس پر پوری حد جاری کی جائے گی۔ راوی نے عرض کیا کہ اس کے ایسا کہنے سے کس طرح اس پر حد جاری کی جائے گی (جبکہ یہ سچ ہے کہ وہ زانیہ تھی؟) فرمایا: جس نے اسے ولد الزنا کہا تھا چونکہ وہ اس بات میں سچا تھا اس لئے حد نہیں لگائی گئی بلکہ طعنہ زنی کی وجہ سے تعزیر لگائی گئی۔ مگر جب اس نے اسے زانیہ کا بیٹا کہا تو اس پر اس لئے پوری حد جاری کی جائے گی کہ جب کہ اس کی ماں نے زنا سے توبہ کر لی۔ اور امام علیہ السلام نے اس پر حد بھی جاری کر دی (تو اب اسے زانیہ کہنے کا کوئی جواز نہیں ہے)۔ (الفروع، المحاسن، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبد الرحمن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہا: جو کوئی نصرانی یا یہودی عورت کسی مسلمان کی زوجیت میں ہو۔ اور (زنا کاری کرنے کے اقرار پر) اس پر حد جاری کی جائے تو اب کوئی اس کے بیٹے پر افترا پردازی کرے تو تہمت زنا لگانے والے پر پوری حد جاری کی جائے گی۔ کیونکہ مسلمان (شوہر) نے اسے محصنہ بنا دیا تھا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۸

جس عورت کے ساتھ لعان ہوا ہو اس پر یا جسے غصب کیا گیا ہو اس پر اور جو گری پڑی ملی ہو اس پر یا ملاعنہ کے بیٹے پر تہمت زنا لگانے سے حدِ قذف ثابت ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے

والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس عورت کے ساتھ ملاعنہ ہوا ہو جو اس پر زنا کی تہمت لگائے اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابن محبوب سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو بچہ گرا پڑا ملا ہو (اس کے بڑے ہونے کے بعد) جو اس پر تہمت زنا (یا ولد الزنا ہونے کی تہمت) لگائے گا یا ملاعنہ پر تہمت زنا لگائے گا اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ، سے پوچھا گیا کہ جس عورت کو کوئی غصب کر کے لے جائے اور اس کے نتیجہ میں اس کے ہاں ایک بچہ پیدا ہوا (اور جب وہ بڑا ہوا) تو کوئی آدمی اس سے کہتا ہے کہ زانیہ ماں کے بیٹے۔ تو؟ فرمایا: اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے اور اسے اپنی اس بات کی وجہ سے اللہ کی بارگاہ میں توبہ بھی کرنی چاہیے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ اپنی کتاب علل الشرائع میں باسناد خود حسن بن محبوب سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی ماں کی کنیز سے (زبردستی) زنا کیا۔ اور اس کے نتیجہ میں ایک بچہ پیدا ہوا اور (جب وہ بڑا ہوا تو) کسی شخص نے اس پر افترا پردازی کی (یعنی اسے زانیہ کا بیٹا کہا ہے؟) فرمایا: اس افترا پردازی کرنے والے پر حد قذف جاری کی جائے گی کیونکہ وہ عورت مجبور تھی (لہٰذا اسے زانیہ نہیں کہا جا سکتا)۔ (علل الشرائع)

باب ۹

جو شخص اپنی بیوی کی کنیز سے مقاربت کرے اور دعویٰ کرے کہ اس کی بیوی نے یہ کنیز مجھے ہبہ کر دی ہے مگر اس کی بیوی اس کا انکار کرے (یعنی اسے زنا کار قرار دے) اور پھر اقرار کرے (کہ ہاں میں نے ہبہ کی تھی) تو اس پر حد قذف جاری کی جائے گی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جس نے اپنی کنیز اپنے شوہر کو ہبہ کی اور اس نے اس سے مقاربت کی۔ اور اس سے وہ کنیز حاملہ ہوگئی۔ مگر بیوی نے ہبہ کا انکار کر دیا اور کہا کہ وہ بدستور میری کنیز ہے (یعنی اس کے شوہر نے اس کی کنیز سے زنا کیا ہے) مگر اسے اندیشہ ہوا کہ اس کے شوہر پر حد جاری ہوگی۔ تو اقرار کر لیا کہ ہاں اس نے ہبہ کی تھی۔ فرمایا: اس پر حد قذف جاری کی جائے گی کیونکہ اس نے اپنے شوہر پر تہمت زنا لگائی

ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۰

حد قذف جاری ہونے سے پہلے یا بعد اگر یہ تہمت کئی بار لگائی جائے تو اس کا حکم کیا ہے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے کسی پر تہمت زنا لگائی اور اس پر حد بھی جاری ہوگئی۔ اب اس نے پھر اس پر اسی تہمت کا اعادہ کیا ہے؟ فرمایا: اگر اس نے یہ کہا ہے کہ میں نے جو کچھ پہلے کہا تھا وہ سچ ہے! تو پھر تو اس پر کوئی حد نہیں ہوگی۔ لیکن اگر نئی تہمت زنا لگائے تو پھر اس پر از سر نو حد جاری کی جائے گی۔ اور اگر پہلی حد جاری ہونے سے قبل دس بار بھی تہمت زنا لگائے تو ایک ہی حد جاری ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۱

اس شخص کا حکم؟ جو پوری ایک جماعت پر تہمت زنا لگائے؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کرکے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی شخص ایک پوری جماعت پر تہمت زنا لگائے تو؟ فرمایا: اگر تو وہ اکھٹے اسے پکڑ کر عدالت کے کٹھہرے میں لے آئیں تو پھر تو ایک ہی حد جاری ہوگی۔ اور اگر الگ الگ لے آئیں (کبھی ایک اسے لے کر آئے کہ اس نے مجھ پر افترا پردازی کی ہے اور کبھی دوسرا) تو پھر ہر ایک کی خاطر علیحدہ علیحدہ حد جاری ہوگی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حسن عطار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے ایک پوری جماعت پر تہمت زنا لگائی ہے تو؟ فرمایا: آیا ایک ہی (مشترکہ) کلمہ کہا ہے؟ (یعنی ان کا الگ الگ نام نہیں لیا؟) عرض کیا کہ ہاں! فرمایا: پھر ایک ہی حد جاری ہوگی اور اگر علیحدہ علیحدہ نام بنام تہمت لگائی ہے تو پھر ہر ایک کے لئے علیحدہ حد واجب ہوگی۔ (ایضاً)

باب ۱۲

جب پوری ایک جماعت ایک شخص پر تہمت زنا لگائے تو اس میں سے ہر ایک پر ایک حد جاری ہوگی۔ اور یہی حکم ان گواہوں کا ہے جو چار سے کم ہوں یا پھر عادل نہ ہوں (کہ ہر ایک پر حد جاری کی جائیگی)۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عباد بصری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر تین گواہ کسی شخص کے زنا کی گواہی دیں اور جب ان سے کہا جائے کہ چوتھا گواہ کہاں ہے؟ تو وہ کہیں کہ ابھی آتا ہے تو؟ فرمایا: ان میں سے ہر ایک کو اسّی کوڑے مارے جائیں گے جو کہ قذف کی حد ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ان چار گواہوں کے بارے میں جنہوں نے کسی شخص کے زنا کی گواہی دی تھی مگر وہ عادل نہ تھے؟ فرمایا: ان سب پر حد (قذف) جاری کی جائے گی۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

اس صورت حال کا حکم کہ جب کوئی شوہر اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائے یا اس سے کہے کہ میں نے تجھے کنواری نہیں پایا یا کسی عورت کے زنا کی چار گواہ گواہی دیں جن میں سے ایک اس کا شوہر ہو؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شوہر کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کہا تھا: اے زانیہ! میں نے تم سے زنا کیا تھا! فرمایا: اس پر ایک حد جاری ہوگی کیونکہ اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائی ہے! باقی رہا اس کا یہ کہنا کہ "میں نے تجھ سے زنا کیا تھا"، تو اس کی وجہ سے اس پر کوئی حد نہیں ہے جب تک امام کے پاس (اپنے زنا) کا چار بار اقرار نہ کرے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی پر تہمت زنا لگائی اور پھر ان کا ملاعنہ ہوا (اور اب بیوی ہمیشہ کیلئے اپنے شوہر پر حرام

ہو گئی) ..... مگر جب وہاں سے باہر نکلے اور جدا ہونے کے بعد پھر اس پر افترا پردازی کی تو آیا اس پر حد جاری ہوگی؟ فرمایا: ہاں۔ اس پر حد ہے۔ (الفروع)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے اپنی بیوی سے کہا: اے زانیہ! اور بیوی نے جواب میں کہا کہ تو مجھ سے زیادہ زنا کار ہے! فرمایا: اس عورت پر حد قذف جاری کی جائے جو اس نے شوہر پر لگائی ہے۔ اور جہاں تک اس کے اپنے اقرار کا تعلق ہے تو اس کی وجہ سے اس پر کوئی حد جاری نہیں ہوگی۔ جب تک امامؑ کے پاس چار بار اقرار نہ کرے۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب اللعان (ج ۵) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

اس صورت حال کا حکم جب کوئی باپ اپنے بیٹے اور اس کی ماں پر بدکاری کی تہمت لگائے اور یہ حق بیٹے کی طرف منتقل ہو تو؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے اپنے بیٹے پر تہمت زنا لگائی تو؟ فرمایا: اگر باپ بیٹے کو قتل کر دے تو قصاص میں اسے قتل نہیں کیا جائے گا اور اگر بیٹے پر تہمت زنا لگائے تو (احترام کی وجہ سے) اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی! پھر عرض کیا کہ اگر وہ (لڑکے کا باپ) اس کی ماں پر تہمت زنا لگائے تو؟ فرمایا: اگر وہ اس پر زنا کی تہمت لگائے اور اسکے بیٹے کی نفی کرے (کہ یہ اس کا بیٹا نہیں ہے) تو پھر وہ دونوں (میاں بیوی) آپس میں لعان کریں گے۔ اور ہمیشہ کیلئے ایک دوسرے پر حرام ہو جائیں گے۔ اور اگر بیٹے سے کہے: اے زانیہ کے بیٹے! جبکہ اس کی ماں زندہ ہو۔ اور اس کے بیٹے کی نفی نہ کرے تو پھر اس (بیٹے کی ماں) پر تہمت زنا لگانے کی وجہ سے اس پر حد جاری کی جائے گی۔ اور ان میں جدائی نہیں ڈالی جائے گی۔ اور اگر وہ (باپ) اپنے بیٹے سے اس وقت (اے زانیہ کے بیٹے) کہے جب اس کی ماں مر چکی ہو۔ تو اب اس (مرحومہ) کی طرف سے کوئی اس حد کا مطالبہ نہیں کر سکتا سوائے اس کے اسی بیٹے کے (جو کہ اس تہمت لگانے والے کا بھی بیٹا ہے)۔ تو اس پر حد جاری نہیں کی جائے گی (کیونکہ بیٹا باپ پر حد جاری نہیں کرا سکتا) ہاں البتہ اس عورت کا کوئی اور بیٹا ہو جو اس شوہر سے نہ ہو تو وہ اس کا ولی تصور ہوگا وہ اس پر حد جاری کروا سکتا ہے (اور اگر اس کا ایسا کوئی بیٹا نہ ہو مگر اس کے کچھ (قریبی) رشتہ دار موجود ہوں) وہ اگر حد کے اجراء کا مطالبہ کریں تو ان کی خاطر حد جاری ہو سکتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۵

تہمت زنا لگانے والے کی حد کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود سماعہ بن مہران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص افترا پردازی کرتا ہے تو امام کس طرح اس پر حد جاری کریں گے؟ اسے بین بین (درمیانے قسم کے) کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادخود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تھا کہ مفتری کی چادر کے سوا اور کوئی کپڑا نہ اتارا جائے (بلکہ کپڑوں کے اوپر سارے جسم پر کوڑے مارے جائیں)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسنادخود مسمع بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ زانی کو شراب سے سخت کوڑے مارے جائیں گے اور شرابی کو (مفتری) سے سخت مارے جائیں گے اور مفتری کو تعزیر سے سخت مارے جائیں گے۔ (الفروع

باب ۱۶

جو شخص پہلے قذف کا اقرار کرے اور پھر انکار کر دے تو اس سے حد ساقط نہ ہوگی۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص خود اقرار کرے کہ اس کے ذمہ کوئی حد ہے یا افترا پردازی کا اقرار کرے اور بعد میں مکر جائے تو اس پر حد جاری کی جائے گی۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۱ و ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۷

اہل ذمہ وغیرہ کا حکم جب وہ کسی پر تہمت زنا لگائیں یا ان پر لگائی جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادخود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں کہا کہ یہودی، نصرانی اور غلام کی شراب خواری میں حد ایک ہی ہے (یعنی اسی کوڑے)۔ ہاں البتہ اہل ذمہ سے اس بات پر مصالحت ہوئی ہے کہ وہ اپنے گھروں

کے اندر پی سکتے ہیں۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود عبّاد بن صہیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک نصرانی ایک مسلمان پر تہمت زنا لگاتے ہوئے کہے: اے زانی! تو؟ فرمایا: اسے اسّی کوڑے تو مسلمان کے حق کی خاطر لگائے جائیں گے اور ایک کم اسّی کوڑے حرمتِ اسلام کی خاطر۔ اور اس کا سر مونڈا جائے گا اور اسے اسکے اہل دین میں پھرایا جائے گا تا کہ دوسروں کیلئے عبرت کا باعث بنے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن فضل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی مسلمان کسی اہل ذمہ یا اہل کتاب پر افترا پردازی کرے تو آیا اس پر حد جاری کی جائے گی؟ فرمایا: نہ! مگر (حسب مصلحت) تعزیر لگائی جائے گی (کہ آئندہ ایسا نہ کرے)۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود بکیر سے اور وہ امامینؑ میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کوئی کسی مسلمان پر افترا پردازی کرے خواہ یہودی ہو یا نصرانی یا غلام تو اسے اسّی کوڑے مارے جائیں گے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۷ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۸

جب دو آدمی ایک دوسرے پر تہمت زنا لگائیں تو دونوں سے حد ساقط ہو جائے گی اور ان پر تعزیر ضرور لگائی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ دو شخص ہیں جنہوں نے ایک دوسرے پر تہمت زنا لگائی تو؟ فرمایا: حد تو دونوں سے ساقط ہو جائے گی مگر ان کو تعزیر لگائی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۹

جو شخص گالی دے مگر تعریض کرے اور تہمت زنا کی تصریح نہ کرے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ البتہ اس پر تعزیر ہے۔ اور یہی حکم اس صورت کا ہے کہ جب کوئی کسی طرف زنا اور لواطت کے سوا کوئی اور نسبت دے اور یہی کیفیت ہجو کی ہے اور اس شخص کا حکم جو دوسرے سے کہا کہ تیرا باپ اور ماں کوئی نہیں ہے؟

(اس باب میں کل دس حدیثیں ہیں جن میں سے چھ مکررات کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبدالرحمن بن ابو عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص دوسرے کو گالی دیتا ہے مگر تعریض کرتا ہے۔ تہمت زنا کی تصریح نہیں کرتا تو آیا اس پر حد جاری ہوگی؟ فرمایا: اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود جراح مدائنی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی شخص کسی کو (گالی دیتے ہوئے) کہے کہ تو خبیث ہے، تو خنزیر ہے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے بلکہ (بطور تعزیر) کچھ سزا ہے اور کچھ وعظ و نصیحت ہے (تاکہ آئندہ گالم گلوچ سے پرہیز کرے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوحنیفہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی شخص دوسرے کو اے فاسق کہے تو؟ فرمایا: اس پر حد تو نہیں ہے ہاں البتہ اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود ابومریم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے کسی کی ہجو (نظم یا نثر میں) یا کسی کی مذمت کرنے پر تعزیر لگانے کا فیصلہ کیا تھا۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مسعدہ بن صدقہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کو کہے کہ تیرا نہ کوئی باپ ہے اور نہ ماں! اسے چاہئے کہ (بطور کفارہ) کچھ صدقہ دے۔ اور جو کہے لا و ابی (نہیں مجھے قسم ہے اپنے باپ کی) تو وہ کہے ﴿اشھد ان لا الٰہ الا اللّٰہ﴾ کیونکہ یہ اس (غلط قسم) کا کفارہ ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۲۲ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۰

جس شخص پر تہمتِ زنا لگائی جائے تو جب وہ معاف کردے یا یہ حق جس کی طرف بطور وراثت منتقل ہوا ہے وہ معاف کردے تو حد ساقط ہو جائے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ضریس کناسی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو حدود اللہ ہیں ان کو تو امام کے سوا اور کوئی معاف نہیں کرسکتا۔ مگر جو حدود حقوق الناس سے متعلق ہیں تو ان کو اگر امام کے سوا (صاحب حق) معاف کردے تو اس میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص میرے اوپر جنایت کرتا ہے آیا میں اسے معاف کرسکتا ہوں یا حاکم کی طرف لے جاؤں؟ فرمایا: یہ تمہارا حق ہے پس اگر معاف کردو تو بہت اچھی بات ہے اور اگر امام (حاکم) کے پاس لے جاؤ تو تم نے اپنا حق طلب کیا ہے (کوئی زیادتی تو نہیں کی ہے؟)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص کسی آدمی پر تہمت زنا لگاتا ہے اور وہ اسے معاف کر دیتا ہے مگر بعد ازاں اسے خیال آتا ہے کہ اسے (حاکم سے) سزا دلوائے تو؟ فرمایا: ایک بار معاف کرنے کے بعد حد نہیں لگوا سکتا۔ پھر عرض کیا کہ ایک شخص کسی کو کہتا ہے: اے زانیہ کے بیٹے! مگر وہ للہ فی اللہ اسے معاف کر دیتا ہے تو؟ فرمایا: (معافی اس کے اختیار میں نہیں ہے بلکہ) اگر اس کی ماں زندہ ہے تو وہ معاف کرسکتی ہے اور حد بھی لگوا سکتی ہے (کیونکہ دراصل تہمت زنا اس پر لگائی گئی ہے) اور اگر اس کی ماں مر چکی ہے تو پھر یہ اس کا ولی ہے چاہے تو معاف کرسکتا ہے۔ (اور اگر چاہے تو قاذف کو سزا بھی دلوا سکتا ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۱

جو شخص قذف میں ایک بار معاف کردے وہ پھر اس سے رجوع نہیں کرسکتا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ بن مہران سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے جناب سے پوچھا کہ ایک شخص دوسرے پر زنا کی افترا پردازی کرتا ہے اور وہ اسے معاف کر دیتا ہے مگر بعد میں چاہتا ہے کہ اس پر حد جاری کرائے تو؟ فرمایا: ایک بار معاف کرنے کے بعد حد جاری نہیں کرا سکتا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۲۲

اس صورت حال کا حکم کہ جب (میت کے) بعض وارث حدِ قذف معاف کردیں اور حد کی وراثت کا حکم؟ اور دیوانہ کی حد؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام

جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جب کوئی کسی آدمی سے کہے: اے فاعلہ یعنی زانیہ کے بیٹے! اور جس پر تہمت لگائی ہے (وہ مر جائے) اور اس کے دو سگے بھائی ہوں اور ان میں سے ایک قاذف کو معاف کر دے اور دوسرا اس پر حد جاری کرانا چاہے تو وہ ایسا کر سکتا ہے؟ فرمایا: حد جاری کرانے والے کی ماں اور معاف کرنے والے کی ماں ایک نہیں ہے؟ (جسے زانیہ کہا گیا ہے؟) پھر فرمایا: اگر ان کی ماں مر چکی ہے تو پھر دونوں بھائی معاف کر سکتے ہیں (ایک نہیں) اور اگر زندہ ہے تو وہ خود معاف کرنے (یا نہ کرنے) کی مختار ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود عمار ساباطی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حد میں اس طرح وراثت نہیں چلتی جس طرح دیت اور مال میں چلتی ہے۔ لیکن ورثہ میں سے کوئی جاری کرانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو وہ (مرنے والے کا) ولی متصور ہوگا اور جو چھوڑ دے اور اجراء کا مطالبہ نہ کرے تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے اور اس کی مثال یہ ہے کہ ایک آدمی پر تہمتِ زنا لگائی گئی یعنی اسے زانیہ کا بیٹا کہا گیا (اور وہ مرحوم ہو گیا) اور اس کے دو بھائی ہیں۔ لہٰذا اگر ان میں سے ایک قاذف کو معاف کر دے تو دوسرا حد کے اجراء کا مطالبہ کر سکتا ہے۔ کیونکہ ان دونوں کی ماں تو ایک ہے (جس پر تہمت زنا لگائی تھی)۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ دوسرے حکم (دیوانہ پر حد) کا حکم قبل ازیں (مقدماتِ حدود میں) گزر چکا ہے۔

باب ۲۳

اس شخص کا حکم جو پہلے ایک بچہ کا اقرار کرے (کہ وہ اس کا بیٹا ہے) اور پھر انکار کر دے؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی بچہ کا اقرار کرے (کہ اس کا بیٹا ہے) اور پھر انکار کر دے تو اس پر حد (زنا) جاری کی جائے گی اور بچہ اسی کا قرار دیا جائے گا۔ (کتب اربعہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادِ خود علا بن فضیل سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص بچہ کی نفی کرتا ہے جبکہ پہلے (اس کے بیٹا ہونے کا) اقرار کیا تھا؟ فرمایا: اگر وہ بچہ ایک آزاد عورت کے بطن سے ہے تو اسے پچاس کوڑے مارے جائیں گے جو کہ غلام کی حد ہے اور اگر کنیز کے بطن سے ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ شیخ نے فرمایا ہے کہ ممکن ہے کہ پچاس کوڑوں کا ذکر راوی کا وہم ہو...... یا پھر قذف کی تصریح نہ کی گئی ہو۔ لہٰذا یہ تعزیری کوڑے ہوں گے۔

باب ۲۴

جو شخص کسی دوسرے آدمی کو کہے کہ مجھے تیری ماں کے ساتھ احتلام ہوا تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی، حد جاری نہیں کی جائے گی۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن ابو العلا سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص ایک دوسرے شخص سے ملا اور شکایت کی کہ اس نے مجھ پر تہمت لگائی ہے۔ پوچھا: اس نے تجھ سے کیا کہا ہے؟ کہا: اس نے کہا ہے کہ اسے اس کی ماں کے ساتھ احتلام ہوا ہے۔ فرمایا: انصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ تو ایسا کہنے والے کے سایہ پر حد جاری کرے، کیونکہ خواب سایہ کی مانند ہوتا ہے (پھر فرمایا) ہم اسے خوب پیٹیں گے تا کہ وہ پھر مسلمانوں کو اذیت نہ پہنچائے۔ چنانچہ آپ نے اسے تکلیف دہ طریقہ پر مارا۔ (التہذیب، العلل، المقنعہ، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۳۲ از مقدماتِ حدود میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

جو شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم یا دوسرے انبیاءؑ میں سے کسی نبی کو گالی دے اس کا قتل (واجب) ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسن بن علی وشا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے عہد میں ایک شخص نے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دی۔ اور اسے پکڑ کر مدینہ کے گورنر کے پاس لایا گیا۔ اور گورنر نے سب لوگوں کو اکٹھا کیا جن میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام بھی شامل تھے جو کہ بیماری سے صحت یاب ہوئے تھے اور آپ گلابی رنگ کی چادر اوڑھے تھے۔ گورنر نے آپ کو صدرِ مجلس میں بٹھایا۔ اور پھر حاضرین سے پوچھا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ اس پر عبداللہ بن الحسن بن زید وغیرہ نے کہا کہ ہمارا

خیال ہے کہ اس کی زبان کاٹ دی جائے۔ اس وقت گورنر ربیعۃ الرائے اور ان کے اصحاب کی طرف متوجہ ہوا کہ آپ کیا کہتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ اسے مناسب سزا دی جائے۔ اس پر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مطلب یہ ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب میں کوئی فرق نہیں ہے؟ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن اسباط سے اور وہ علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں اپنے والد گرامی کے سرہانے کھڑا تھا کہ مدینہ کے گورنر زیاد بن عبیداللہ حارثی کا آدمی آپ کو بلانے کے لئے آیا اور امامؑ نے اپنی تکلیف کی وجہ سے معذرت کی۔ قاصد دوبارہ آیا اور کہا کہ گورنر کہتے ہیں کہ میں نے محل کا دروازہ کھولنے کا حکم دیا ہے وہاں سے دربار قریب ہے آپ اُدھر سے تشریف لائیں۔ پس میرے والد ماجد علیہ السلام اٹھے اور مجھ پر ٹیک لگا کر دربار میں تشریف لے گئے۔ جبکہ گورنر نے دوسرے سب فقہاءِ مدینہ کو اکھٹا کر رکھا تھا۔ اور اس کے سامنے ایک خط پڑا تھا جس میں وادی القریٰ کے ایک باشندے کے بارے میں شہادتیں موجود تھیں کہ اس نے حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بُرا بھلا کہا۔ گورنر نے وہ خط حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو پیش کرتے ہوئے کہا کہ آپ اسے پڑھیں۔ امامؑ نے فرمایا: میں یہ جاننا پسند کروں گا کہ یہ حضرات کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ گورنر نے ان سے پوچھا کہ آپ حضرات اس سلسلہ میں کیا کہتے ہیں؟ چنانچہ سب نے کہا کہ ہمارا خیال ہے کہ اسے سزا دی جائے، پیٹا جائے اور قید کر دیا جائے۔ اس موقع پر امام علیہ السلام نے ان حضرات سے فرمایا: اگر کوئی شخص پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اصحاب کی توہین کرے تو آپ اس کے بارے میں کیا کہیں گے؟ اس پر انہوں نے وہی جواب دیا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بارے میں دیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: اس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کے اصحاب میں کیا فرق رہ جائے گا؟ اس پر گورنر نے کہا: آپ اس بات کو چھوڑیں کہ یہ لوگ کیا کہتے ہیں؟ اگر ہم نے ان کی بات ماننا ہوتی تو آپ کو کیوں زحمت دیتے؟ (آپ خود فرمائیں کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟) امام علیہ السلام نے فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام نے مجھ سے بیان کیا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ لوگ نمونۂ عمل میں برابر ہیں۔ پس جو شخص سنے کہ کوئی شخص مجھے گالی دے رہا ہے وہ اس کو قتل کر دے اور معاملہ حاکم تک نہ لے جائے۔ اور اگر ایسا معاملہ حاکم تک پہنچے تو اس پر واجب ہے کہ وہ ایسے شخص کو قتل کر دے۔ یہ سن کر گورنر نے کہا کہ اس آدمی کو باہر نکالو اور ابوعبداللہ (امام جعفر صادق) کے حکم پر اسے قتل کر دو۔ (چنانچہ ایسا کیا گیا)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا

کہ بنی ھذیل کا ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالیاں دیتا تھا۔ چنانچہ جب اس کی اس حرکت کا آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پتہ چلا تو فرمایا: کون ہے جو اس شخص کا کام تمام کرے؟ اس پر دو انصاری شخص کھڑے ہوئے اور عرض کیا کہ ہم یہ کام کریں گے۔ بعد میں وہ روانہ ہوئے اور (ہذیلہ کی) ایک نہر کے پاس پہنچے اور اس شخص کے بارے میں پوچھ گچھ کی، پتہ چلا کہ وہ وہاں بکریاں چرا رہا ہے۔ اس نے ان سے کہا: تم کون ہو؟ اور تمہارا نام کیا ہے؟ انہوں نے اس سے پوچھا: اور تم فلاں بن فلاں ہو؟ اس نے کہا کہ ہاں! اس وقت وہ سواری سے نیچے اترے اور اس کی گردن اڑا دی۔ محمد بن مسلم بیان کرتے ہیں کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ اگر آج بھی کوئی شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے تو کیا اسے قتل کر دیا جائے گا؟ فرمایا: ہاں، بشرطیکہ تمہیں اپنی جان کا خطرہ نہ ہو۔ (ایضاً)

۴۔ جناب شیخ فضل بن حسن طبرسیؒ باسناد خود اپنی کتاب صحیفۃ الرضا میں حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء واجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو کسی نبی کو گالی دے اسے قتل کیا جائے گا اور جو کسی نبی کے صحابی کو گالی دے اسے کوڑے مارے جائیں گے۔

(صحیفۃ الرضا)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آرہی ہیں۔

باب ۲۶

جو شخص یہ گمان کرے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی رعایا (امت) میں سے فضیلت اور حسب میں کوئی شخص ان کی مانند ہے اس کا قتل (واجب) ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مطر بن ارقم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ عبدالعزیز بن عمر والی (گورنر) نے مجھے بلوا بھیجا جب میں ان کے پاس گیا تو اس کے سامنے دو ایسے شخص بیٹھے تھے کہ ایک نے دوسرے کی اہانت کی تھی اور اس کے چہرے پر (تھپڑ) مارا تھا۔ اس نے امامؑ کی خدمت میں عرض کیا: اے ابوعبداللہ! آپ ان دو آدمیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے پوچھا: اور یہ کیا کہتے ہیں؟ کہا: ان میں سے ایک کہتا ہے کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو حسب میں بنی امیہ کے کسی آدمی پر کوئی فضیلت نہیں ہے! اور دوسرا کہتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو تمام لوگوں پر ہر خیر وخوبی میں فضیلت حاصل ہے! پس حضرت رسول خدا صلی اللہ

علیہ وآلہ وسلم کے حمایتی کو غصہ آیا اور اس نے دوسرے (بنی امیہ کے حمایت کار) کا چہرہ بگاڑ دیا ہے۔ اس (حمایتی رسولؐ) پر کچھ (حد وغیرہ) ہے؟ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں نے والی سے کہا کہ معلوم ہوتا ہے کہ تو نے دوسرے لوگوں سے پوچھا ہے اور انہوں نے کوئی جواب دیا ہے۔ گورنر نے کہا کہ میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ آپ اپنی بات فرمائیے (اور اس بات کو چھوڑیے کہ دوسروں نے کیا کہا ہے؟) امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ تب میں نے کہا کہ جو شخص یہ گمانِ فاسد کرتا ہے کہ (امت میں سے) کوئی بھی شخص فضل و کمال میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [1] جیسا ہے۔ اسے قتل کر دیا جائے اور اسے زندہ نہ چھوڑا جائے .... چنانچہ حاکم نے اس شخص کو قتل کرا دیا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۷

جو شخص حضرت امیر علیہ السلام یا ائمہ اہل بیتؑ میں سے کسی امامؑ کو گالی دے وہ واجب القتل ہے اور امن کی حالت میں عام ناصبی کا بھی یہی حکم ہے۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص حضرت امام علی علیہ السلام کو بہت گالیاں دیتا ہے آپ اس کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ فرمایا: بخدا! اس کا خون بہانا حلال ہے بشرطیکہ تم اس کی وجہ سے کسی بریٔ الذمہ (اہل ایمان تک) اس کے اثر کو نہ پہنچاؤ (کہ دشمنِ علیؑ کو قتل کرو اور وہ لوگ جواب میں کسی بے قصور مؤمن کو قتل کر دیں)۔ راوی نے عرض کیا کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو ہمیں اذیت پہنچاتا ہے؟ فرمایا: کس بات میں؟ راوی نے عرض کیا کہ آپؑ کے بارے میں! یعنی آپؑ کا تذکرہ (بُرے لفظوں میں) کرتا ہے! راوی کا بیان ہے کہ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آیا اس شخص کا حضرت امام علی علیہ السلام کی ذات میں کچھ حصہ ہے؟ (یعنی ان سے محبت کرتا ہے؟) عرض کیا کہ ہاں وہ اس کا قائل ہے اور اس کا اظہار کرتا ہے۔ فرمایا: پھر اسے نہ چھیڑو۔ (الفروع، العلل، التہذیب)

---

[1] اس حدیث شریف اور اس جیسی بیسیوں حدیثوں کی روشنی میں ان لوگوں کو اپنے فاسد نظریہ پر نظر ثانی کرنی چاہیے جو حضرت امیر علیہ السلام کو ہر لحاظ سے پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے برابر جانتے ہیں اور مساواتِ مطلقہ کے قائل ہیں بلکہ جناب امیر علیہ السلام کو آپؐ سے بڑھاتے ہیں۔ جبکہ خود حضرت امیر علیہ السلام حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ادنیٰ غلام ہونے پر فخر کرتے تھے۔ فتدبر و تشکر۔
(احقر مترجم عفی عنہ)

۲۔ نیز باسنادخود عبداللہ بن سلیمان عامری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جس کو میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو گالیاں دیتے ہوئے سنا ہے؟ اور ان سے برأت بھی ظاہر کرتا ہے؟ فرمایا: خدا کی قسم اس کا خون بہانا حلال ہے۔ لیکن ان کا ایک ہزار تمہارے ایک کے برابر نہیں ہے۔ لہٰذا اس کو اپنے حال پر چھوڑ دو۔ (تا کہ اس کے ردعمل سے بچ سکو)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسنادخود عبید بن زرارہ سے اور وہ (زرارہ سے) اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص ایسی محفل میں بیٹھے جس میں ائمہ (اہل بیت) میں سے کسی امام کو گالیاں دی جا رہی ہوں اور یہ بدلہ لینے کی قدرت رکھتا ہو مگر بدلہ نہ لے۔ تو خدا اسے دنیا میں ذلت و رسوائی کا لباس پہناتا ہے اور آخرت میں اسے عذاب کرے گا اور اس پر ہماری معرفت کا جو احسان کیا ہے وہ اس سے سلب کر لے گا۔ (روضۂ کافی)

۴۔ نیز باسنادخود محمد بن مرازم سے اور وہ اپنے باپ (مرازم) سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہم جب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہمراہ مقام حیرہ سے ابوجعفر دوانیقی کے پاس سے (واپس مدینہ جانے کے لئے) نکلے۔ اور رات کے اوائل میں سالحین کے مقام پر پہنچے تو وہاں حکومت کا چنگی والا موجود تھا۔ اس نے ہمیں آگے جانے سے روک دیا۔ میں اور مصادف آپؑ کے ہمراہ تھے ہم نے عرض کیا کہ آقا! یہ ایک کتا ہے جس نے آپؑ کو اذیت پہنچائی ہے۔ آپ ہمیں اجازت دیں کہ ہم اسے قتل کر کے نہر میں پھینک دیں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اے مصادف! خبردار! ایسا نہ کرنا۔ الغرض رات کا اکثر حصہ گزر گیا تب اس شخص نے ہمیں وہاں سے گزرنے کی اجازت دی۔ اس وقت امام علیہ السلام نے ہم سے فرمایا: یہ بات اچھی ہے یا وہ جو تم نے کہی تھی؟ ہم نے عرض کیا کہ یقیناً یہ بات بہتر ہے۔ امام علیہ السلام نے فرمایا (بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ آدمی چھوٹی ذلت سے نکل کر بڑی ذلت میں داخل ہو جاتا ہے (لہٰذا بڑے حزم واحتیاط سے قدم اٹھانا چاہئے)۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسنادخود داؤد بن فرقد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ ناصبی[1] (پکے دشمنِ آلِ محمدؐ) کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: وہ حلال الدم ہے (اس کا خون مباح ہے) لیکن مجھے تمہارے بارے میں (ردعمل کا) اندیشہ ہے۔ لہٰذا اگر اس پر دیوار گرا سکو یا اسے دریا میں غرق کر سکو تا کہ تمہارے خلاف کوئی گواہی نہ دے تو بے شک ایسا کرو۔ پھر عرض کیا کہ اس کے مال کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جس قدر مل سکے اسے برباد کرو۔

(علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ خمس کے باب میں ناصبی کے معنٰی کی وضاحت کی جا چکی ہے! اور کچھ حدیثیں اس کے بعد (باب ۴ از ابواب محارب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲۸

اس شخص پر حد قذف کا جاری کرنا ضروری نہیں جس کے منہ سے سبقت لسانی کی وجہ سے قذف وغیرہ نکل جائے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن عطیہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں میں حاضر تھا کہ ایک شخص نے آپؑ سے سوال کیا کہ ایک شخص کے منہ سے انتہائی غیظ وغضب کی حالت میں کچھ کلمات نکل جاتے ہیں تو آیا خدا اس سے ان کا مؤاخذہ کرے گا؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ اس سے اجل واکرم ہے کہ اپنے بندہ پر اس طرح دروازہ بند کرے (اور اسے بالکل مجبور کر دے)۔ (روضۂ کافی)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عقبہ بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے اپنی بیوی سے کہا: اے زانیہ! تو؟ فرمایا: اس پر حد (قذف) جاری کی جائے گی۔ اور ان کے درمیان جدائی ڈال دی جائے گی۔ فرمایا: اور اگر اس نے سبقت لسانی سے بلا قصد وارادہ ایسا کہا ہے۔ تو پھر جدائی نہیں ڈالی جائے گی (اور حد بھی جاری نہیں ہوگی)۔ (التہذیب والفقیہ)

۱۔ ہوسکتا ہے کہ کوئی کوتاہ اندیش فسادی ملا ناصبی کے معنی سنّی کرے تو اس کی آگاہی کے لئے اس قدر وضاحت کی جاتی ہے کہ محبت اہل بیتؑ ہر سنی وشیعہ مسلمان کے اسلام کا جزء ہے۔ جیسا کہ مولانا الطاف حسین حالی بارگاہ رسالتؐ میں عرض کرتے ہیں ؎

ایمان جسے کہتے ہیں عقیدے میں ہمارے ــــــ وہ تیری محبت تیری عترت کی ولا ہے

بلکہ ناصبی اس بدبخت اور ننگ اسلام کو کہا جاتا ہے جو قرآنی آیات اور نبوی ارشادات سے منہ موڑ کر اہل بیتِ نبوتؐ (بارہ امامؑ بشمول جناب خاتون قیامت علیہا السلام) سے کھلم کھلا دشمنی رکھے اور ان کو گالیاں دینا کار ثواب سمجھے اور موقع ملے تو ان کے قتل سے بھی دریغ نہ کرے۔ ائمہ اہل بیت علیہم السلام کے یہ سخت احکام ایسے بدبخت لوگوں سے متعلق ہیں فلا تغفل۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

﴿ مسکرات کی حد کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل چودہ (۱۴) باب ہیں)۔

باب ۱

مسکر (نشہ آور چیز) مطلقاً حرام ہے۔

(اس باب صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص شراب کا ایک گھونٹ پیتا ہے تو؟ فرمایا اسے اسّی کوڑے لگائے جائیں گے شراب قلیل ہو یا کثیر بہر حال حرام ہے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الاشربہ المحرمہ (ج ۱۷ باب ۶۴) میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جو شخص شراب کو حلال سمجھ کر پیئے اس کا مرتد اور واجب القتل ہونا ثابت ہو جاتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ اپنی کتاب ارشاد میں فرماتے ہیں کہ عامہ و خاصہ روایت کرتے ہیں کہ قدامہ بن مظعون نے شراب پی اور جناب عمر نے اس پر حد جاری کرنا چاہی۔ تو اس نے کہا کہ مجھ پر حد واجب نہیں ہے کیونکہ خداوند عالم فرماتا ہے کہ ﴿لَیْسَ عَلَى الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ جُنَاحٌ فِیْمَا طَعِمُوْٓا اِذَا مَا اتَّقَوْا وَّاٰمَنُوْا﴾ (جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کئے ان پر کوئی حرج نہیں جو کچھ کھائیں بشرطیکہ تقویٰ اختیار کریں اور ایمان لے آئیں)۔ پس عمر صاحب نے حد کا اجراء روک دیا۔ رفتہ رفتہ یہ بات حضرت امیر علیہ السلام تک بھی پہنچی وہ بنفس نفیس عمر کے پاس تشریف لے گئے۔ اور فرمایا کہ قدامہ اور وہ لوگ جو اس کے راستے پر چلتے ہوئے اللہ کے حرام کردہ کا ارتکاب کرتے ہیں وہ اس آیت کے مصداق نہیں ہیں۔ (پھر فرمایا) جو لوگ ایمان لاتے ہیں اور نیک عمل کرتے ہیں وہ کبھی حرام کو حلال نہیں جانتے۔ لہٰذا قدامہ کو بلاؤ اور اس سے کہو کہ وہ اپنی بات سے توبہ کرے پس

اگر توبہ کر لے تو پھر تو اس پر حد جاری کرو۔ اور اگر توبہ نہ کرے (اور حرام کو حلال سمجھے) تو پھر اسے قتل کر دو۔ کیونکہ وہ اسلامی ملت سے خارج ہو گیا ہے۔ تب عمر صاحب جاگے اور قدامہ کو بھی جب اس بات کی اطلاع ملی تو اس نے توبہ کر لی لہٰذا وہ قتل ہونے سے بچ گیا۔ مگر عمر صاحب کو یہ معلوم نہ تھا کہ اس پر کس طرح (اور کس قدر) حد جاری کرے۔ لہٰذا حضرت امیر علیہ السلام سے راہنمائی حاصل کی۔ آپؑ نے فرمایا: اسے اسّی کوڑے مارو۔ کیونکہ شراب خوار جب شراب پیتا ہے تو اسے نشہ چڑھ جاتا ہے اور جب کسی کو نشہ چڑھ جائے تو وہ ہذیان بکتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو افترا پردازی کرتا ہے اور جب افترا پردازی کرتا ہے تو اس کو اسّی کوڑے لگائے جاتے ہیں۔ چنانچہ عمر صاحب نے اسے اسّی کوڑے لگوائے۔ (ارشاد شیخ مفیدؒ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۲ از) مقدمۂ عبادات میں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

شراب خواری کی حد اسّی (۸۰) کوڑے ہے اگرچہ تھوڑی سی پی جائے۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کس طرح حد جاری کرتے تھے؟ فرمایا: پہلے چند جوتے مارتے تھے اور جب کوئی نیا شرابی آتا تھا تو چند جوتے اور بڑھا دیتے تھے۔ اسی طرح برابر بڑھاتے گئے یہاں تک کہ اسّی (۸۰) پر پہنچ کر ٹھہر گئے۔ (فرمایا) حضرت امام علی علیہ السلام نے عمر کو اسّی کا اشارہ کیا تھا اور وہ اس پر راضی ہو گیا تھا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آدمی جب شراب پیتا ہے تو اسے نشہ چڑھ جاتا ہے اور جب اسے نشہ چڑھ جاتا ہے تو ہذیان بکتا ہے اور جب ہذیان بکتا ہے تو پھر افترا پردازی کرتا ہے لہٰذا اس پر مفتری والی حد جاری کرو یعنی اسے اسّی کوڑے مارو۔ (الفروع، التہذیب، الارشاد)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ زنا بڑا گناہ ہے یا شراب پینا؟ اور کیا وجہ ہے کہ شراب میں اسّی کوڑے ہیں اور زنا میں سو؟ فرمایا: اے عمار! سزا تو ایک ہی ہے۔ مگر زنا میں بیس کوڑے اس لئے زیادہ ہیں کہ زانی

نے نطفہ ضائع کیا اور وہاں ڈالا ہے جو اس کا محل نہ تھا۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن الحنفیہ سے اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے شراب خواری کے سلسلہ میں اسی (۸۰) کوڑے مارے ہیں۔ (الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

شراب اور نبیذ کے پینے سے حد ثابت ہو جاتی ہے خواہ قلیل تعداد میں پی جائے یا کثیر میں؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود برید بن معاویہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ عام شراب خوار کو اسی کوڑے مارے جائیں گے اور جو نبیذ (انگوروں یا کھجوروں سے بنی ہوئی شراب) پئے گا اسے بھی اسی کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام شراب اور نبیذ (خاص شراب) پینے کے سلسلہ میں اسی کوڑے مارا کرتے تھے۔ (الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: شراب خواہ تھوڑی پی جائے (جو نشہ آور نہ ہو) یا کثیر پی جائے (جو نشہ آور ہو) بہرحال سب کی حد اسی کوڑے ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ اگر نبیذ پینے والے کو نشہ نہ چڑھے تو اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (التہذیب)

مگر حضرت شیخ نے وضاحت کی ہے کہ یہ روایت تقیہ پر محمول ہے کیونکہ یہ عامہ کے نظریہ کے مطابق ہے اور ہمارے مسلمات کے خلاف ہے۔

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

امام اگر مصلحت دیکھیں تو حد کے سلسلہ میں ایسے کوڑے کی چالیس ضربیں لگا سکتے ہیں جس کے دو کنارے ہوں۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ ولید بن عقبہ پر جب گواہی کی شہادت سے ثابت ہوگیا کہ اس نے شراب پی ہے تو عثمان نے حضرت امام علی علیہ السلام سے کہا کہ اس کے بعد ان لوگوں کے درمیان فیصلہ کریں جو کہتے ہیں کہ اس نے شراب پی ہے! آپؑ نے حکم دیا اور اسے ایسے چالیس کوڑے مارے گئے جن کے دو کنارے تھے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

شراب خواری کی حد میں آزاد اور غلام مسلمان اور کافر ذمی میں کوئی فرق نہیں ہے جبکہ وہ (ذمی) کھلم کھلا پیئے۔

(اس باب میں کل نو حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام شراب خواری کے سلسلہ میں آزاد اور غلام، یہودی اور نصرانی سب کو اسّی کوڑے مارتے تھے۔ راوی نے عرض کیا کہ یہودی و نصرانی کو کیوں؟ فرمایا: ان کو (اسلامی حکومت میں) کھلم کھلا اس کے پینے کی اجازت نہیں ہے ہاں البتہ وہ اپنے گھروں کے اندر پی سکتے ہیں۔

(الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام شراب اور نشہ آور نبیذ کے سلسلہ میں یہودی و نصرانی (وغیرہ) کو اسّی اسّی کوڑے مارتے تھے جبکہ وہ مسلمانوں کے کسی شہر میں کھلم کھلا شراب پئیں اور یہی حکم مجوسی کا ہے ہاں البتہ جب وہ اپنے گھروں یا اپنے گرجوں میں پئیں تو پھر انہیں کچھ نہیں کہا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے (اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے) روایت کرتے ہیں فرمایا: یہودی، نصرانی

اور غلام کی حد شراب پینے اور افترا پردازی کرنے میں ایک جیسی ہے (اور وہ اسی کوڑے ہے) فرمایا: اہل ذمہ سے صرف اس بات پر مصالحت ہوئی ہے کہ وہ اپنے گھروں کے اندر رہ کر شراب پئیں گے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود یحییٰ بن ابو العلاء سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: میرے والد ماجد علیہ السلام فرماتے تھے کہ غلام کی حد آزاد کی حد سے آدھی ہے۔

(التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے یہ غلام کی حد کے آزاد کی حد سے نصف ہونے کو زنا کی حد سے مخصوص قرار دیا ہے کہ وہاں نصف ہے (لیکن شراب خواری میں برابر ہے)۔

باب ۷

جو شخص جس قسم کا کوئی مسکر (نشہ آور) پیئے اس سے حد ثابت ہو جاتی ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو الصباح کنانی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: پی جانے والی چیزوں مین سے جو نشہ آور ہے اس کے پینے سے اس میں اسی طرح حد واجب ہے جس طرح شراب میں واجب ہوتی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عمر بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امام علی علیہ السلام کی کتاب میں لکھا ہے کہ شراب اور ہر نشہ آور چیز پینے والے کو مارا جائے گا۔ عرض کیا: کس قدر؟ فرمایا: دونوں کی حد ایک ہی ہے (یعنی اسی کوڑے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے باب الاشربہ (نمبر ۱۱ جلد ۱۷) میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

شراب خواری کی حد جاری کرنے کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابو بصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے مدہوش اور زانی کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: دونوں پر حد جاری کی جائے گی۔ یعنی ان کو ان کے کپڑے اتار کر دونوں کندھوں کے درمیان کوڑے مارے جائیں گے۔ مگر (زنا اور شراب میں سخت اور)

افترا پردازی میں درمیانے قسم کے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۵ باب ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۹

اس شخص کا حکم جو ماہ رمضان المبارک میں شراب پئے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود جابر سے اور وہ مرفوعاً ابو مریم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں نجاشی شاعر (حارثی شاعر) کو لایا گیا جس نے ماہِ رمضان میں شراب پی تھی۔ آپ نے اس کو اسّی تازیانے مارے اور رات بھر قید رکھا دوسرے دن اسے طلب کر کے مزید بیس کوڑے مارے۔ اس نے عرض کیا: یا امیر المومنینؑ! یہ بیس کوڑے کیسے ہیں؟ فرمایا: یہ تیری اس جرأت کی سزا ہے کہ تو نے ماہِ رمضان میں شراب پی ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۱۰

جس آدمی کو شراب کی حرمت کا علم نہ ہو اور جہالت کی وجہ سے پئے تو اس سے حد ساقط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ابوبکر کے عہد امارت میں ایک شخص نے شراب پی۔ چنانچہ اس کا معاملہ ابوبکر صاحب کی عدالت میں پیش کیا گیا تو آپ نے پوچھا: کیا تو نے شراب پی ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ کیوں؟ جبکہ وہ حرام ہے؟ اس پر اس شخص نے کہا کہ میں اسلام لایا اور میرا اسلام بڑا اچھا تھا مگر میرا گھر ایسی قوم کے درمیان ہے جو شراب پیتے ہیں اور وہ بھی حلال سمجھ کر۔ لہٰذا اگر مجھے معلوم ہوتا کہ وہ حرام ہے تو میں ضرور اس سے اجتناب کرتا۔ اس پر ابوبکر صاحب عمر صاحب کی طرف متوجہ ہوئے کہ آپ اس معاملہ میں کیا کہتے ہیں! اس پر عمر نے کہا کہ یہ وہ مشکل مسئلہ ہے جس کے لئے ابوالحسنؑ موجود ہیں اس پر ابوبکر صاحب نے حکم دیا کہ حضرت امام علی علیہ السلام کو بلواؤ۔ اس پر عمر نے کہا کہ بہتر یہ ہے کہ یہ معاملہ ان کے گھر میں بھیج دیا جائے۔ چنانچہ شیخین اور وہ شخص اور تمام حاضرین حضرت امیر علیہ السلام کے ہاں پہنچے اور انہیں اس آدمی کے قصہ سے آگاہ کیا اور اس شخص نے بھی اپنی زبانی اپنا قصہ کہہ سنایا۔ اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ اس شخص کو مہاجرین و انصار کی بزم میں لے جاؤ اور ان سے پوچھو کہ آیا ان میں سے کسی نے اس کے سامنے شراب کی حرمت والی آیت پڑھی ہے؟ چنانچہ اسے وہاں پھرایا گیا مگر کسی شخص نے

اس آیت کے پڑھنے کی گواہی نہ دی۔ پس آپؑ نے اسے چھوڑ دیا اور فرمایا: اگر آج کے بعد بھی پی تو ہم تم پر حد جاری کریں گے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے حدود کے مقدمات میں گزر چکی ہیں۔

باب ۱۱

شراب اور نبیذ پینے والے پر جب دو بار حد جاری کی جائے اور وہ پھر بھی تیسری بار پئے تو اب اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل پندرہ حدیثیں ہیں جن میں سے نو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جو شخص شراب پئے اس پر حد لگاؤ اگر پھر پئے تو پھر اس پر حد لگاؤ۔ اور اگر تیسری بار پھر پئے تو اسے قتل کر دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس قدر گناہانِ کبیرہ کا ارتکاب کرنے والے لوگ ہیں جب ان پر دو بار حد جاری کی جائے اور وہ پھر بھی وہ گناہ کریں تو اب تیسری بار انہیں قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شراب پئے اس پر حد جاری کرو۔ اگر پھر پیئے تو پھر اس پر حد جاری کرو اور اگر تیسری بار پھر پئے تو اب اسے قتل کر دو۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا یہ دستور تھا کہ جب آپ کے پاس کوئی شرابخوار لایا جاتا تھا تو آپؐ اسے کوڑے مارتے تھے اور اگر دوبارہ اسے لایا جاتا تو پھر بھی اسے کوڑے مارتے تھے اور اگر اسے تیسری بار لایا جاتا تو اب اس کی گردن اڑا دیتے تھے۔ (ایضاً)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن ابراہیم مشرقی سے اور وہ ایک شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام قلیل نبیذ پینے پر اسی طرح حد جاری کرتے تھے جس پر قلیل شراب پینے پر جاری کرتے تھے۔ اور اگر کوئی تیسری بار نبیذ پیتا تھا تو اسے اسی طرح قتل کر دیتے تھے جس طرح تیسری بار شراب پینے والے کو قتل کرتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب کوئی زنا کار زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا (کیونکہ اس کی روحِ ایمان نکل جاتی ہے) اور فرمایا: جب کوئی شخص شراب پئے تو اس پر حد جاری کرو۔ اگر دوبارہ پئے تو پھر حد جاری کرو۔ اور اگر تیسری مرتبہ پھر پئے تو اب اسے قتل کر دو۔

(قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب وغیرہ میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۲

شراب خوار پر حد کے ثابت کرنے کے لئے اس کا پاگل نہ ہونا شرط ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ ایک بار حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک شرابخوار کو لایا گیا۔ آپؑ نے اس سے قرآن مجید پڑھایا اور اس نے پڑھا۔ اور آپؑ نے اس کی چادر لے کر لوگوں کی چادروں کے ساتھ گڈمڈ کر دیا اور پھر اس سے فرمایا کہ اپنی چادر کو ان چادروں سے الگ کر۔ مگر وہ نہ کر سکا۔ پس آپؑ نے اس پر حد جاری فرمائی۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

جو شخص فقاع (جو کی شراب) پئے اس پر بھی حد ثابت ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن اسماعیل بن بزیع سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے آپؑ سے پوچھا کہ فقاع کا پینا کیسا ہے؟ فرمایا: وہ شراب ہے اور اس کی حد وہی ہے جو شراب خوار کی ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود حسین قلانسی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جس میں فقاع کے بارے میں پوچھا؟ آپؑ نے فرمایا: اس کے قریب بھی مت جاؤ کیونکہ

وہ شراب ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۷ اباب ۲۷ باب الاشربہ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۴

اگر کسی شخص پر دو گواہوں میں سے ایک اس کے شراب پینے کی گواہی دے اور دوسرا اس کے شراب کی قئی کرنے کی گواہی دے تو اس پر حد لازم ہو جائے گی۔ اور اگر وہ توبہ کرے تو اس کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جناب عمر کے پاس قدامہ بن مظعون کو لایا گیا جس نے شراب پی تھی۔ اس کے خلاف دو آدمیوں نے گواہی دی۔ جن میں سے ایک خصی تھا اور وہ عمرو تمیمی تھا۔ اور دوسرا معلیٰ بن جارود تھا۔ ایک نے گواہی دی کہ اس نے اسے دیکھا کہ وہ شراب پی رہا تھا۔ اور دوسرے نے گواہی دی کہ اس نے اسے دیکھا کہ وہ شراب کی قئی کر رہا تھا۔ یہ بیان سن کر عمر صاحب نے بعض اصحاب رسولؐ کے پاس پیغام بھیجا۔ جن میں حضرت امیر علیہ السلام بھی تھے عمر نے آپؑ سے کہا: یا ابا الحسنؑ! آپ اس کے متعلق کیا کہتے ہیں کیونکہ آپ کے بارے میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ﴿انت اعلم هذه الامة و اقضاها بالحق﴾ کہ ”تو اس امت کے سب لوگوں سے بڑے عالم اور سب سے بڑے حق کے ساتھ فیصلہ کرنے والے ہیں“ کیونکہ ان گواہوں کی گواہی میں اختلاف ہے۔ آپؑ نے فرمایا: ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ ایک کہتا ہے اس نے شراب پی ہے اور دوسرا کہتا ہے کہ اس نے شراب کی قئی کی ہے۔ ظاہر ہے کہ اگر شراب پی ہے تو جب ہی اس کی قئی کی ہے۔ (چنانچہ اس پر حد جاری کی گئی)۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۶ از ابواب مقدمہ حدود میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو توبہ کے حکم پر دلالت کرتی ہیں۔

چوری کرنے کی حد کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل پینتیس (۳۵) باب ہیں)

باب ۱
چوری کرنا حرام ہے۔

(اس باب کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کے بعض غلاموں سے اور خود امامؑ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک آدمی مسلسل چوری کرتا رہتا ہے (اور اس پر پردہ پڑا رہتا ہے) مگر جب وہ اپنے ہاتھ کی قیمت کے برابر کر چکتا ہے تو خدا اس سے آگاہ کر دیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن سنان سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام نے ان کے خط کے جواب میں ایک مکتوب ارسال کیا جس میں چور کا دایاں ہاتھ کاٹنے کے علل و اسباب کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا۔ چونکہ چور اکثر و بیشتر اپنے عام کاموں کی طرح چوری بھی دائیں ہاتھ سے کرتا ہے۔ اور دایاں ہاتھ آدمی کے افضل و انفع اعضاء میں سے ہے تو اسکے قطع کرنے کا حکم دیا گیا تاکہ خود چور کیلئے اور دوسرے لوگوں کے لئے بھی عبرت کا باعث بنے۔ علاوہ بریں خدا نے غیر حلال طریقے سے مال و دولت حاصل کرنے کو حرام قرار دیا کیونکہ اس سے مختلف قسم کے فسادات لازم آتے ہیں جن میں قتل نفس تک نوبت پہنچ جاتی ہے۔ نیز چوری چکاری کو حرام قرار دیا کیونکہ اس سے مال کا غصب کرنا، باہمی نزاع کا پیدا ہونا اور حسد و دشمنی جیسی روحانی بیماریاں پیدا ہوتی ہیں بلکہ قتل و قتال اور جنگ و جدال تک نوبت پہنچ جاتی ہے علاوہ بریں جائز اور حلال کاروبار جیسے تجارت اور صنعت و حرفت (اور زراعت وغیرہ) تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ (علل الشرائع، عیون الاخبار)

۳۔ نیز باسناد خود اسماعیل بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا ﷺ سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چار ایسی بُری خصلتیں ہیں کہ جب بھی ان میں سے کوئی ایک کسی گھر میں داخل ہوتی ہے تو اسے خراب و برباد کر دیتی ہے اور برکت ختم ہو جاتی ہے اور وہ یہ ہیں: (۱) خیانت کاری، (۲) چوری چکاری، (۳) شراب خواری، (۴) اور زنا کاری۔ (امالی شیخ صدوقؒ)

۴۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؒ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ زانی جب زنا کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا اور چور جب چوری کرتا ہے تو وہ اس وقت مؤمن نہیں ہوتا (بلکہ اس سے روح ایمان نکل جاتی ہے۔ پس اگر صحیح توبہ کرلے تو لوٹ آتی ہے ورنہ نہیں)...... (قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱ باب ۴۶ از) گناہانِ کبیرہ میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۱۰ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

کم از کم وہ مقدار جس کی وجہ سے چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے۔ وہ دینار [1] کی ایک چوتھائی یا اس کی قیمت کے برابر کسی اور چیز کی چوری اور اس سے زیادہ پر بھی کاٹا جاتا ہے۔

(اس باب میں کل بائیس حدیثیں ہیں جن میں سے بارہ مکررات کو چھوڑ کر باقی دس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کتنی مقدار مال چرانے پر چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے؟ فرمایا: ایک چوتھائی دینار۔ عرض کیا: اور دو درہم میں؟ (جو کہ ایک دینار کا پانچواں حصہ ہے)۔ فرمایا: ایک چوتھائی دینار اس کی قیمت جہاں تک پہنچ جائے! عرض کیا: اگر کوئی ربع دینار سے کم مقدار کی چوری کرے تو آیا اس پر چور کا اطلاق کیا جائے گا؟ اور آیا وہ خدا کے نزدیک چور کہلائے گا؟ فرمایا: جو شخص کسی مسلمان کی کوئی محفوظ چیز چرائے اس پر چور کا اطلاق بھی ہوگا اور وہ خدا کے نزدیک چور بھی ہوگا۔ لیکن ہاتھ ربع دینار یا اس سے زیادہ مقدار میں کاٹا جائے گا اگر ربع دینار سے کم مال کی چوری پر چوروں کے ہاتھ کاٹے جاتے تو تم اکثر لوگوں کو ہاتھ کٹا دیکھتے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر اس چیز کے چرانے میں جس کی قیمت ڈھال کی قیمت تک پہنچ جائے اور وہ ربع دینار ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ کمترین چیز جس میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے وہ ایک دینار کا پانچواں حصہ ہے۔ (ایضاً)

---

[1] واضح رہے کہ ایک دینار ساڑھے چار ماشے سونا کا ہوتا ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اس حدیث کوتقیہ پرمحمول کیا ہے کیونکہ یہ عامہ کے نظریہ کے مطابق ہے۔

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سلمۃ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام ربع دینار کی چوری پر چور کا ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا: مال کی کم از کم وہ مقدار کون سی ہے جس میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے؟ فرمایا: لوہے کا انڈا! عرض کیا: اس کی قیمت کس قدر ہے؟ فرمایا: ربع دینار۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۶۔ متعدد احادیث میں دینار کا پانچواں حصہ وارد ہے جنہیں حضرت شیخ نے تقیہ پرمحمول کیا ہے۔ (کتب اربعہ)

۷۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کم از کم وہ مقدار جس میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے وہ خمس دینار (ایک دینار کا پانچواں حصہ ہے) اور یہ آخری حد ہے جس سے کم تر مقدار پر ہاتھ نہیں کاٹا جاسکتا اور اس مقدار سے زیادہ پر کاٹا جاسکتا ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

۸۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اپنی کتاب المقنع میں فرماتے ہیں کہ قطع ید کے سلسلہ میں ثلث دینار بھی مروی ہے۔ (کتاب المقنع)

۹۔ نیز فرمایا ہے کہ ربع دینار بھی مروی ہے۔ (ایضاً)

۱۰۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسناد خود علی بن جعفرؑ سے اور وہ اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں انہوں نے آپؑ سے پوچھا کہ کتنی مقدار میں چور کا ہاتھ کاٹا جاتا ہے؟ فرمایا: حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے لوہے کا انڈا فرمایا ہے جس کی قیمت دو یا تین درہم ہوتی ہے۔[۱] (قرب الاسناد)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

---

۱ اس مقدار کے سلسلہ میں راقم آثم مترجم کتاب نے اپنے فقہی شاہکار قوانین الشریعہ فی فقہ الجعفریہ جلد ۲ صفحہ ۳۶۲ پر لکھا ہے: ''مسروقہ مال بقدر نصاب ہو اور اس نصاب کی مقدار میں فقہاء میں اختلاف ہے۔ اگرچہ مشہور ربع دینار ہے (دینار کا ۱/۴ حصہ) اور ایک دینار خالص ساڑھے چار ماشے سونا کا ہوتا ہے۔ مگر خمس دینار والا قول (دینار کا ۱/۵) حصہ قوت سے خالی نہیں ہے کیونکہ جہاں روایات کثیرہ ربع دینار پر دلالت کرتی ہیں وہاں بہت سارے اخبار معتبرہ خمس دینار پر بھی دلالت کرتے ہیں اور تعارض کی صورت میں ترجیح خمس والی روایات کو دی جائے گی کیونکہ ربع دینار والی روایات مخالفین کے مشہور نظریہ کے موافق ہیں لہٰذا وہ محمول برتقیہ ہوں گی۔'' (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۳

اگر (دو) گواہ موجود نہ ہوں تو چور کے دو بار اقرار کرنے سے چوری ثابت ہوتی ہے اور اس صورتِ حال کا حکم کہ جب چور اقرار کے بعد انکار کر دے؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل بن درّاج سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا جب تک وہ دو بار چوری کا اقرار نہ کرے۔ اور اگر اقرار کے بعد انکار کر دے تو وہ مال کا ضامن تو ہوگا مگر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(کتب اربعہ)

۲۔ نیز باسنادِ خود ضریس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب غلام امام کے پاس ایک بار چوری کا اقرار کرے تو وہ اس کا ہاتھ کاٹیں گے اور کنیز جب ایک بار چوری کا اقرار کرے تو اس کا ہاتھ بھی کاٹیں گے۔ (ایضاً)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے گواہوں کے ساتھ ایک بار کے اقرار کو کافی قرار دیا ہے۔ واللہ العالم۔

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود جمیل سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور کا ہاتھ اس وقت تک نہیں کاٹا جائے گا جب تک دو بار چوری کا اقرار نہ کرے۔ اور زانی کو اس وقت تک سنگسار نہیں کیا جائے گا۔ جب تک چار بار زنا کا اقرار نہ کرے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (باب ۱۶ از حدودِ زنا میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۴

قطع کی حد اور اس کی کیفیت کا بیان۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا (چور کا) ہاتھ کہاں سے کاٹنا واجب ہے؟ امام علیہ السلام نے اپنی انگلیاں پھیلا دیں اور فرمایا: یہاں سے یعنی کفِ دست کے اس جوڑ سے جو ہتھیلی اور انگلیوں کے درمیان ہے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ (چور کا ہاتھ) کف

کے وسط سے (یعنی کف اور انگلیوں کے درمیانے جوڑ سے) کاٹا جائے گا (یعنی چار انگلیاں) اور انگوٹھا چھوڑ دیا جائے گا۔ اور (اگر دوسری بار چوری کرے) تو پھر اس کے بائیں پاؤں کا اگلا حصہ کاٹا جائے گا۔ اور ایڑی چھوڑ دی جائے گی۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چور چوری کرے اور پکڑا جائے تو اس کا دایاں ہاتھ وسط کف سے (یعنی انگلیوں سے) کاٹا جائے گا۔ اور جب دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں وسط سے کاٹا جائے گا (اور ایڑی کو چھوڑ دیا جائے گا) اور اگر تیسری بار کرے گا تو اسے حبس دوام میں رکھا جائے گا اور اگر وہاں پھر چوتھی بار کرے گا تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ مفسر عیاشی باسناد خود ابن ابوداؤد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ وہ معتصم عباسی کے پاس سے واپس ہوئے تو بڑے پریشان تھے۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے اس کی وجہ پوچھی۔ (یہاں تک کہ کہا) کہ ایک چور نے چوری کی اور خلیفہ سے استدعا کی کہ وہ اس پر شرعی حد جاری کر کے اسے پاک کریں۔ چنانچہ انہوں نے وہاں کے فقہاء کو اکٹھا کیا جن میں حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بھی تھے تو موصوف نے ہم سے پوچھا کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹنا چاہئے؟ میں نے کہا کہ ہاتھ کے بند سے جیسا کہ خدا تیمّم والی آیت میں فرماتا ہے کہ ﴿فَامْسَحُوْا بِوُجُوْهِكُمْ وَاَيْدِيْكُمْ﴾ (کہ اپنے مونہوں اور ہاتھوں کا مسح کرو کہ یہاں ہاتھ سے بند کف مراد ہے)...... چنانچہ کئی فقہاء نے بھی میری ہمنوائی کی۔ اور بعض فقہاء نے کہا کہ کہنی سے کاٹنا چاہئے۔ جیسا کہ خدا وضو والی آیت میں فرماتا ہے: ﴿وَاَيْدِيَكُمْ اِلَى الْمَرَافِقِ﴾ (کہنیوں سمیت ہاتھوں کو دھوؤ)۔ اس وقت خلیفہ حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپؑ کیا فرماتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جب قوم نے بات چیت کر لی ہے (تو کافی ہے؟) خلیفہ نے کہا: اسے چھوڑیئے کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہے؟ آپؑ اپنی بات کریں۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: آپ مجھے معاف رکھیں۔ اس پر خلیفہ نے کہا کہ میں آپ کو خدا کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ بتائیں کہ چور کا ہاتھ کہاں سے کاٹنا ہے۔ اس موقع پر امامؑ نے فرمایا: اب جبکہ آپؑ نے مجھے خدا کی قسم دی ہے تو پھر سنیئے: ان لوگوں نے غلط جواب دے کر سنت نبویؐ کی خلاف ورزی کی ہے کیونکہ ہاتھ انگلیوں کے جوڑوں سے کاٹا جاتا ہے۔ اور ہتھیلی (مع انگوٹھا) چھوڑ دی جاتی ہے۔ خلیفہ نے کہا: کیوں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس ارشاد کی وجہ سے کہ سجدہ سات اعضاء پر واجب ہے منہ، دونوں ہاتھ، دونوں گھٹنے اور دونوں پاؤں۔ اور اگر ہاتھ کفِ دست یا کہنی سے کاٹ دیا جائے تو اس کا ہاتھ ہی نہیں رکے گا جس پر سجدہ کیا جائے۔ حالانکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَاَنَّ الْمَسَاجِدَ لِلّٰهِ﴾ کہ یہ اعضاء سبعہ اللہ کے لئے ہیں۔

پس خدا کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔ اور جو عضو خالص خدا کے لئے ہو وہ کاٹا نہیں جاتا۔ معتصم کو امام علیہ السلام کی یہ بات بہت پسند آئی اور حکم دیا کہ چور کا ہاتھ انگلیوں کے سروں سے کاٹا جائے۔ ہتھیلی سے نہ کاٹا جائے (اس لئے ابن ابوداؤد پریشان ہو گئے کہ ان کی رائے مسترد ہو گئی)۔ (تفسیر عیاشی)

۵۔ نیز باسنادِ خود ابراہیم بن عبدالحمید سے اور وہ اپنے عام اصحاب سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ جب چور کا ہاتھ کاٹتے تھے تو (صرف چار انگلیاں کاٹتے تھے) انگوٹھا اور ہتھیلی چھوڑ دیتے تھے۔ اس سلسلہ میں آپؑ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ یا امیر المومنینؑ! آپ نے اس کا ہاتھ تو چھوڑ دیا ہے؟ فرمایا: اگر یہ (چور) توبہ کر لے (اور اس کا پورا ہاتھ کاٹ دیا جائے تو) تو وہ وضو کس چیز سے کرے گا؟ جبکہ خدا فرماتا ہے: ﴿وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا...... ﴾ (یہاں تک کہ فرماتا ہے) ﴿فَمَنْ تَابَ مِنْ بَعْدِ ظُلْمِهِ وَأَصْلَحَ فَإِنَّ اللَّهَ يَتُوبُ عَلَيْهِ إِنَّ اللَّهَ غَفُورٌ رَحِيمٌ﴾ (کہ جو ظلم کرنے کے بعد توبہ کر کے اپنی اصلاح کر لے تو خدا بڑا بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے)۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جو شخص چوری کرے (اور ثابت ہو جائے) تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر دوبارہ چوری کرے تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اگر تیسری بار چوری کرے تو اسے تا مرگ حبس دوام میں رکھا جائے گا اور اس کے نان ونفقہ کا انتظام بیت المال سے کیا جائے گا اور اگر چوتھی بار جیل میں بھی چوری کرے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے چوری کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ وہ جب چوری کرے تو اس کا دایاں ہاتھ کاٹا جائے گا اور اگر دوبارہ پھر کرے گا تو اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا اور اگر سہ بارہ چوری کرے گا تو اسے حبس دوام میں رکھا جائے گا اور اس کا دایاں پاؤں اور بایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا تاکہ چل پھر سکے اور کھا پی سکے اور استنجا کر سکے۔ فرمایا: مجھے خدا سے شرم آتی ہے کہ اسے اس طرح معذور کر دوں کہ کسی چیز سے فائدہ نہ اٹھا سکے بلکہ اسے تا مرگ قید میں بند رکھوں گا۔ فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کے بعد بھی اس کا (دایاں) پاؤں اور (بایاں) ہاتھ نہیں کاٹا تھا۔ (الفروع، العلل، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود قاسم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی آدمی چوری کرے تو؟ فرمایا: میں نے اپنے والد ماجد علیہ السلام کوفرماتے ہوئے سنا کہ فرمارہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے عہد میں ایک آدمی لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ آپؑ نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا پھر دوبارہ لایا گیا تب اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا۔ پھر تیسری بار لایا گیا تو اسے حبس دوام میں ڈال دیا۔ اور بیت المال سے اس پرخرچ کیا اور فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ایسا ہی کرتے تھے اور میں اس کی مخالفت نہیں کرسکتا۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: تین اشخاص ایسے ہیں جو حبس دوام میں رکھے جائیں گے (۱) مصور (مجسمے بنانے والا۔ یا مُثلہ کرنے والا)، (۲) وہ عورت جو اسلام سے مرتد ہو جائے، (۳) وہ چور جو ہاتھ پاؤں کٹوانے کے بعد پھر چوری کرلے۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن عبداللہ بن ھلال سے اور وہ اپنے باپ (عبداللہ) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ کیا وجہ ہے کہ چور کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا جاتا ہے۔ اور بایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں نہیں کاٹا جاتا؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: تو نے بڑا اچھا سوال کیا ہے! پھر فرمایا: اگر اس کا دایاں ہاتھ اور دایاں پاؤں کاٹ دیا جاتا تو وہ بائیں جانب گر پڑتا۔ اور کھڑا نہ ہوسکتا۔ لیکن جب اس کا دایاں ہاتھ اور بایاں پاؤں کاٹا گیا تو اعتدال قائم ہوگیا اور سیدھا کھڑا ہونے کے قابل بن گیا۔ راوی نے عرض کیا کہ وہ کس طرح سیدھا کھڑا ہوگا جبکہ اس کا (بایاں) پاؤں کاٹ دیا گیا ہے؟ فرمایا: جس طرح تم سمجھ رہے ہو۔ حقیقت حال اس طرح نہیں ہے؟ اس کا پورا پاؤں نہیں کاٹا جاتا بلکہ ٹخنے سے آگے والا حصہ (آدھا پاؤں) کاٹا جاتا ہے (اور ایڑی چھوڑی جاتی ہے) تاکہ وہ کھڑا ہو سکے اور نماز پڑھ سکے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت کر سکے۔ راوی نے عرض کیا کہ ہاتھ کہاں سے کاٹا جائے گا؟ فرمایا: چار انگلیاں کاٹی جائیں گی اور انگوٹھا (معہ ہتھیلی) چھوڑ دیا جائے گا۔ تاکہ نماز میں ہتھیلی ٹیک سکے اور وضو میں چہرہ دھو سکے الخ۔۔۔۔۔ (ایضاً، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود عبید بن زرارہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ آیا حضرت امیر علیہ السلام اہل حدود میں سے کسی شخص کو حبس دوام میں رکھتے تھے؟ فرمایا: نہیں۔ ہاں البتہ جب کوئی چور تیسری بار چوری کرتا تھا ہاتھ پاؤں کٹوانے کے بعد تو اسے قید کر دیتے تھے۔ (علل الشرائع)

۶۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد

علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان کے پاس ایک چور کو پکڑ کر لایا گیا۔ پس آپؑ نے اس کا دایاں ہاتھ کاٹ دیا۔ پھر اسے دوبارہ (اسی جرم میں) لایا گیا اور آپؑ نے اس کا بایاں پاؤں کاٹ دیا۔ بعد ازاں جب اسے تیسری بار پھر لایا گیا تو آپؑ نے فرمایا: اب مجھے اپنے پروردگار سے شرم آتی ہے کہ میں اس کے لئے (ایک) ہاتھ نہ چھوڑوں جس سے کھا پی سکے اور استنجا کر سکے اور نہ (ایک) پاؤں چھوڑوں جس سے چل سکے۔ لہٰذا اسے کچھ کوڑے مارے اور جیل میں ڈال دیا اور بیت المال سے اس پر خرچ کیا۔

(تفسیر عیاشی)

باب ۶

اگر غلطی سے چور کا بایاں ہاتھ کاٹ دیا جائے تو پھر دائیں ہاتھ کا کاٹنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام اس شخص کے بارے میں جس نے چوری کی تھی اور اس کے دائیں ہاتھ کے کاٹنے کا حکم دیا گیا۔ مگر غلطی سے بایاں کاٹ دیا گیا۔ یہ فیصلہ فرمایا تھا کہ اب اس کا دایاں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بس بایاں جو کاٹ دیا گیا (یعنی وہی کافی ہے)۔ اور اس شخص کے بارے میں جس نے تقسیم سے پہلے مالِ غنیمت سے ایک انڈا چوری کیا تھا فرمایا: میں اس آدمی کا ہاتھ نہیں کاٹتا جس کا اس مال میں کچھ حصہ ہے جو اس نے حاصل کیا ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۷

اس شخص کا حکم جو مار کھانے کے بعد، یا سزا کے بعد یا خوف و ہراس کی وجہ سے چوری کا اقرار کرے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے چوری کی مگر پوچھنے پر انکار کیا۔ اور جب اسے مارا پیٹا گیا تو پھر اقرار کیا اور اصل مال بھی پیش کر دیا۔ آیا اس کا ہاتھ کاٹنا ضروری ہے؟ فرمایا: ہاں۔ لیکن اگر مار پیٹ کی وجہ سے اقرار کرتا مگر اصل مال واپس نہ کرتا تو پھر اس کا ہاتھ نہ کاٹا جاتا کیونکہ اس نے سزا کے بعد اقرار کیا ہے۔

(الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ نیز باسنادِ خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر

علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو شخص کپڑے اتروانے، ڈرانے دھمکانے، قید و بند میں ڈالنے یا وعید و تہدید کے بعد اقرار کرے اس پر کوئی حد نہیں ہے۔[1] (الفروع، التہذیب)

باب ۸

جو شخص کسی گھر میں صرف نقب لگائے تو جب تک کچھ مال و متاع نہ چرائے تب تک اس پر حد (قطع) جاری نہیں ہوگی۔ بلکہ اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ اور اگر نکال کر لے جائے اور پوچھنے پر دعویٰ کرے کہ یہ تو مالک نے اسے عطا کی ہے جو جب تک چوری پر گواہ موجود نہ ہوں تب اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے مکان میں نقب لگائی مگر قبل اس کے کہ وہ کوئی چیز چراتا اسے پکڑ لیا گیا تو؟ فرمایا: اسے کچھ سزا دی جائے گی (اس پر تعزیر لگائی جائے گی)...... اور اگر اس وقت پکڑا گیا ہے کہ جب کچھ مال چرا چکا تھا تو پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ ایک شخص کو لوگوں نے اس وقت پکڑا جب وہ کپڑوں کی گھٹڑی اٹھا چکا تھا۔ اور پوچھنے پر کہا کہ صاحب خانہ نے یہ کپڑے مجھے عطا کئے ہیں تو؟ فرمایا: اس سے حد روک دی جائے گی مگر یہ کہ گواہوں کی شہادت سے چوری ثابت ہو جائے۔ پس اگر بیّنہ قائم ہو جائے تو پھر (ہاتھ) کاٹا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے پاس چور کے بارے میں جو کسی کے گھر سے سامان اٹھا چکا تھا۔ مگر ہنوز گھر سے باہر نہیں نکلا تھا کہ پکڑ لیا گیا۔ فرمایا: جب تک سامان لے کر گھر سے باہر نہ نکل جائے تب تک اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جب تک چور مسروقہ مال لے کر گھر سے باہر نہ نکل جائے اور جب تک مال کی مقدار قطع ید تک نہ پہنچے (ربع دینار) تب تک اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (التہذیب)

---

[1] کیونکہ جبر و اکراہ سے کرائے گئے اعتراف کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں ہے جیسا کہ پولیس والے مار پیٹ کو اقرار کراتے ہیں۔ ہاں البتہ اگر اصل مال برآمد ہو جائے تو پھر اور بات ہے۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

باب ۹

اس شخص کا حکم جو ہاتھ کاٹنے سے پہلے کئی بار چوری کرے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود بکیر بن اعین سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس چور کے بارے میں جس نے ایک بار چوری کی مگر پکڑا نہ گیا، پھر دوبارہ کی اور پھر بھی نہ پکڑا گیا اور جب تیسری بار کی تو اب اسے دھر لیا گیا۔ اور گواہوں نے اس کی پہلی اور آخری چوری کی گواہی دی۔ فرمایا: پہلی چوری کی پاداش میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا مگر آخری چوری کی وجہ سے اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا! عرض کیا گیا کہ یہ کس طرح ہے؟ فرمایا: یہ اس لئے کہ گواہوں نے ایک ہی جگہ (اور ایک ہی وقت میں) دونوں چوریوں کی گواہی دی ہے۔ اور اگر اس طرح ہوتا کہ پہلے وہ اس کی پہلی چوری کی گواہی دیتے اور اس کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جاتا اور پھر اس کی آخری چوری کی گواہی دیتے تو پھر اس کا پاؤں کاٹا جاتا (مگر چونکہ انہوں نے ایسا نہیں کیا۔ لہٰذا اس کا پاؤں نہیں کاٹا جائے گا)۔ (الفروع، العلل، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن عیسیٰ بن عبداللہ سے اور وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک سال ایک چور چوری کرتا ہے اور اسے پکڑ کر حاکم کے حوالے کیا جاتا ہے تاکہ وہ اس کا ہاتھ قطع کرے مگر اسے بخش دیا جاتا ہے اور آئندہ سال وہ پھر چوری کرتا ہے۔ اور اسے پکڑ کر حاکم کے حوالے کیا جاتا ہے تو ان دو چوریوں میں سے کس چوری کی پاداش میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ فرمایا: آخری چوری کی وجہ سے کاٹا جائے گا۔ اور کوشش کی جائے گی کہ پہلی بار کا چرایا ہوا مال اسے واپس دلوایا جائے۔ (التہذیب)

باب ۱۰

چور کا ضرور ہاتھ کاٹا جائے گا، مسروقہ مال ادا کرے گا اور اس پر توبہ کرنا واجب ہوگی۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سلیمان بن خالد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی چور چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور مسروقہ مال بھی واپس کرے گا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود صالح بن سعید سے اور وہ مرفوعاً امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

سائل نے ان سے پوچھا کہ ایک شخص نے چوری کی اور گواہوں کی شہادت کی وجہ سے اس کا ہاتھ تو کاٹ دیا گیا مگر اس نے وہ مسروقہ مال واپس نہیں کیا۔ آیا اس پر اس کا واپس لوٹانا واجب نہیں ہے؟ اور اگر کہے کہ اب اس کے پاس کچھ بھی نہیں ہے اور بظاہر ایسا ہی معلوم ہوتا ہو تو؟ فرمایا: پوری کوشش کی جائے کہ اس نے جو کچھ چرایا ہے اس کا آخری درہم بھی اس سے وصول کیا جائے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کے پاس چند آدمی لائے گئے جنہوں نے چوری کی تھی۔ اور آپ نے ان کے ہاتھ قطع کیے۔ اور پھر ان سے فرمایا: تمہارے جسموں سے جو کچھ جدا ہوا ہے (ہاتھ) وہ تو واصل جہنم ہو گئے ہیں۔ پس اگر تم توبہ کرلو۔ تو ان کو جہنم سے کھینچ لوگے اور اگر ایسا نہیں کروگے تو جہنم تمہیں اپنی طرف کھینچ لے گی۔ (الفروع)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حمزہ بن حمران سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک چور نے حملہ کر کے ایک مسلمان کو زخمی کر دیا اور اس کا مال غصب کر لیا...... مگر کچھ عرصہ کے بعد چور تائب ہو گیا اور وہ مال اٹھا کر لے گیا تا کہ وہ مال بھی مالک کو واپس کرے اور اس پر حملہ کر کے اسے جو زخمی کیا تھا اس کی اس سے معافی بھی مانگے اور اسے حلال کرائے مگر اسے پتہ چلا کہ وہ شخص تو وفات پا چکا ہے تو اس نے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ آیا اس شخص نے کوئی وارث چھوڑا ہے یا نہ؟ (مگر اسے کامیابی نہیں ہوئی) اور اس نے میرے ذمہ لگایا ہے کہ اس سلسلہ میں آپ سے یہ مسئلہ پوچھوں کہ وہ اب کیا کرے؟ تا کہ وہ آپ کے جواب کی روشنی میں کوئی قدم اٹھا سکے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ پہلے یہ معلوم کیا جائے کہ اس (مرنے والے شخص کا) کسی مسلمان سے اس قسم کا کوئی معاہدہ تھا کہ وہ (مسلمان) اس کے جرم اور اس کے کسی بھی غلط اقدام کا ضامن ہوگا۔ تو پھر تو اس مرنے والے کا وارث وہ ہوگا۔ (لہٰذا یہ مال اس کو لوٹایا جائے گا اور اس سے جرم معاف کرایا جائے گا) اور اگر اس قسم کے کسی معاہدہ کا علم نہ ہو سکے تو پھر اس کا وارث امام ہوگا۔ سائل نے پوچھا کہ پھر اس غصبی مال کا کیا ہوگا؟ فرمایا: وہ اسے امام تک پہنچائے گا۔ اور جہاں تک اس مرنے والے کو زخم لگانے کا تعلق ہے تو اس کا قصاص تو قیامت کے دن اس سے لیا جائے گا۔ (التہذیب)

باب ۱۱

اس شخص کا حکم جس کا ہاتھ خشک ہو یا کٹا ہوا ہو چوری یا قصاص میں اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائیگا؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس کا دایاں یا بایاں ہاتھ خشک تھا اور اس نے چوری کی؟ فرمایا: ہر حالت

میں اس کا دایاں ہاتھ ہی کاٹا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، العلل)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن صالح سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی ایسا شخص چوری کرے جس کا دایاں بازو خشک ہو تو اس کا بایاں نہیں کاٹا جائے گا اور نہ ہی پاؤں۔ اور اگر ایسا شخص جس کا ہاتھ خشک ہو کسی شخص کا ہاتھ کاٹ دے تو اس سے قصاص لیا جائے گا (یعنی اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا)۔ یعنی چوری میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر قصاص میں کاٹا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ جمع بین الاخبار اس طرح ہو سکتی ہے کہ ایسے شخص کا ہاتھ چوری میں کاٹنا واجب نہیں ہے گو جائز ہے۔ (مگر قصاص میں واجب ہے)۔

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اور وہ بسند عبداللہ بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جس شخص کا ہاتھ خشک ہے جب وہ چوری کرے تو بہر حال اس کا دایاں بازو کاٹا جائے گا خواہ اس کا ہاتھ خشک ہو یا صحیح ہو۔ اور اگر دوبارہ چوری کرے تو پھر اس کا بایاں پاؤں کاٹا جائے گا۔ اور اگر (تیسری بار) پھر چوری کی تو اسے حبس دوام میں رکھا جائے گا اور اس کے نان ونفقہ کا انتظام بیت المال سے ہوگا اور لوگوں سے باز رکھا جائے گا۔ (الفقیہ، العلل)

باب ۱۲

جو شخص علانیہ جھپٹا مار کر کوئی چیز اچک لے اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے امامین علیہما السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ حضرت امیر علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ میں کھلم کھلا جھپٹا مار کر کوئی چیز چھیننے پر ہاتھ نہیں کاٹتا بلکہ اس پر تعزیر لگاتا ہوں۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ چار شخص ایسے ہیں کہ ان کے ہاتھ نہیں کاٹے جاتے (۱) جھپٹا مار کر کوئی چیز اچکنے والا، (۲) خیانت کرنے والا، (۳) مال غنیمت میں سے چوری کرنے والا، (۴) اور مزدور کی چوری کہ وہ دراصل خیانت ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ سابقہ سلسلۂ سند سے مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے جھپٹا مار کر

ایک لڑکی کے کان سے گوشوارہ چھین لیا تھا۔ آپؑ نے فرمایا: یہ کھلم کھلا جھپٹا ہے لہٰذا اس پر تعزیر لگائی اور اسے قید کیا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طرّار (جو مالکوں کی غفلت میں ان کا روپیہ پیسہ لے جائے یعنی گرہ کٹ) اور جھپٹا مارنے والے پر ہاتھ کاٹنے والی سزا نہیں ہے کیونکہ یہ تو کھلم کھلا جھپٹا ہے۔ لیکن ہاتھ تو وہاں کاٹا جاتا ہے جو کوئی چیز چرائے اور پھر چھپ جائے۔ (العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۳
طرّار (گرہ کٹ) کا حکم؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمٰن بن ابو عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو لوگوں سے زبردستی کوئی چیز چھین لیتا ہے اس پر ہاتھ کاٹنے کی سزا لاگو نہیں ہوتی اور نہ ہی اس پر لاگو ہوتی ہے جو کپڑے سے درہم کھول لیتا ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں طرّار (گرہ کٹ) لایا گیا جس نے ایک شخص کی آستین سے درہم نکالے تھے؟ آپؑ نے فرمایا کہ اگر اس شخص کی اوپر والی قمیص کی آستین (یا جیب) سے نکالے ہیں تو پھر میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹوں گا۔ اور اگر اس کی نیچے والی قمیص کی جیب یا آستین سے نکالے ہیں تو پھر میں اس کا ہاتھ کاٹوں گا (کہ اس پر چور والا عنوان صادق آتا ہے)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ قبر کھودنے والا (کفن چور) کا ہاتھ کاٹا جائے گا، طرّار کا ہاتھ بھی کاٹا جائے گا۔ مگر جھپٹا مارنے والے کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ طرّار سے یہاں وہ گرہ کٹ مراد ہے جو نچلی قمیص کی آستین (یا جیب) سے پیسے نکالے۔ نیز اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب ۱۴ اور ۱۵ میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۴

اس مزدور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (اگر وہ چوری کرے) جس سے مال بچا کر نہیں رکھا جاتا۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ آپ نے اس مزدور کے بارے میں جسے کوئی مزدور مقرر کرتا ہے یا اسے اپنے مال ومتاع کی رکھوالی کے لئے مقرر کرتا ہے اور وہ اس میں سے کچھ چرا لے تو (اس پر سرقہ والی حد لاگو نہیں ہوتی۔ کیونکہ وہ امین ہے (جس نے امانت میں خیانت کی ہے)۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص کسی کو مزدور کے طور پر رکھتا ہے اور وہ اس کے گھر سے چوری کرتا ہے تو آیا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا؟ فرمایا: یہ امین ہے جس نے خیانت کی ہے۔ یہ چور نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابن ابی عُمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مزدور اور مہمان کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے جب وہ چوری کریں! کیونکہ وہ دونوں امین ہیں (جنہوں نے امانت میں خیانت کی ہے جس کی ان کو سزا ملے گی)۔ (علل الشرائع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۵

اس شخص کا حکم جو جھوٹے پیغام سے کچھ مال حاصل کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جسے کسی مالک نے بطورِ مزدور مقرر کیا اور اپنے مال ومتاع پر (اس کی حفاظت کے لئے) بٹھایا۔ اور اس نے چوری کی فرمایا کہ وہ امین ہے (جس نے خیانت کی ہے الغرض وہ چور نہیں ہے)۔ اور اس شخص کے بارے میں جو کسی آدمی کے پاس گیا اور اس سے کہا کہ مجھے فلاں شخص نے تمہارے پاس بھیجا ہے کہ اتنے اتنے پیسے دو چنانچہ اس نے اسے سچا سمجھتے ہوئے وہ رقم اس کے حوالے کر دی۔ اور پھر اس نے اس اصل شخص سے کہا کہ تمہارا بھیجا ہوا آدمی میرے پاس آیا تھا اور رقم کے بارے میں تمہارا پیغام پہنچایا تھا چنانچہ میں نے وہ رقم دے دی ہے۔ اور اس کے جواب میں اس شخص نے کہا کہ نہ میں نے کوئی پیغامبر بھیجا تھا اور نہ مجھے کسی نے

کوئی رقم دی ہے؟ اور اس آدمی کا خیال تھا کہ اس شخص نے اسے بھیجا بھی ہے اور اس نے وہ رقم اس تک پہنچائی بھی ہے۔ فرمایا: اگر اس شخص کے گواہ موجود ہیں جو گواہی دیں کہ اس نے اسے نہیں بھیجا تو اس شخص کا ہاتھ کاٹا جائے گا کیونکہ اس کا مطلب یہ ہوگا کہ گویا کہ وہ پیغامبر اقرار کر رہا ہے کہ اس شخص نے اسے نہیں بھیجا (اور اس نے جھوٹ بول کر اس کا مال ہتھیایا ہے)...... اور اگر گواہ موجود نہ ہوں تو وہ شخص قسم کھائے گا کہ اس نے اسے نہیں بھیجا۔ اور وہ شخص جس سے اس نے (دھوکہ سے) مال حاصل کیا تھا وہ اس سے اپنا مال واپس لے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ (فراڈی) شخص دعویٰ کرے کہ اسے ضرورت نے ایسا کرنے پر مجبور کیا تھا تو؟ فرمایا: اس کا ہاتھ ضرور کاٹا جائے گا۔ کیونکہ اس نے اس شخص کا مال چرایا ہے (یعنی اس کا وہ ضرورت والا دعویٰ قبول نہیں کیا جائے گا)۔

(الفروع، الفقیہ، العلل، التہذیب)

باب ۱۶

اس شخص کا حکم جو کوئی گدھا کرایہ پر لے اور پھر اسے آگے رہن رکھ دے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے ایک گدھا کرایہ پر لیا اور پھر کپڑے والوں کے پاس گیا اور ان سے کچھ کپڑے خرید لیے (اور قیمت ادا نہ کی) اور وہ گدھا رھن رکھ دیا؟ فرمایا: گدھا تو اسے دیا جائے گا جس کا ہے۔ اور ایسا کرنے والے (یعنی کپڑے خریدنے والے) کا تعاقب کیا جائے گا۔ مگر (ملنے پر) اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (کیونکہ اس نے کوئی چوری نہیں کی بلکہ) امانت میں خیانت کی ہے۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ، العلل)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۷

مہمان اگر چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ ہاں البتہ اگر مہمان کا مہمان چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی مہمان (اپنے میزبان کی) چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (کیونکہ وہ امین تھا جس نے

خیانت کی ہے) ہاں البتہ اگر مہمان کسی اور شخص کو مہمان ٹھہرائے اور وہ چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (الفروع، العلل، التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱۴ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۸

ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا مگر صرف اس چور کا جو کسی محفوظ جگہ سے مال چرائے گا اور وہ چند لوگ جن کا ہاتھ نہیں کاٹا جاتا؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ چند لوگ رفیق سفر کے طور پر اکٹھا سفر کر رہے تھے کہ ان میں سے بعض نے بعض کا مال چرایا تو؟ فرمایا: یہ خائن ہے چور نہیں ہے۔ لہٰذا اس کا تعاقب کیا جائے گا تا کہ اس سے مال وصول کیا جا سکے۔ پھر عرض کیا گیا کہ اگر کوئی شخص اپنے باپ کا مال چرائے تو؟ فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ کسی بیٹے کو اپنے باپ کے گھر میں داخل ہونے سے روکا نہیں جا سکتا۔ لہٰذا یہ خائن ہے (چور نہیں ہے)۔ اور یہی حکم اس شخص کا ہے جو اپنے بھائی یا بہن کے گھر سے کوئی چیز چرائے۔ جبکہ وہ اسے اپنے گھر میں داخل ہونے سے روکتے ٹوکتے نہ ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ہر وہ شخص جو کسی جگہ بلا روک ٹوک اور بلا اجازت داخل ہو سکتا ہے تو وہ اس جگہ سے کچھ چرائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ جیسے حمام، سرائے اور آٹا پیسنے کی جگہ (وغیرہ)۔ (ایضاً)

۳۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ اسی سلسلۂ سند سے مروی ہے فرمایا: ہاتھ صرف اس کا کاٹا جائے گا جو گھر میں نقب لگائے گا یا تالا توڑے گا۔ (التہذیب، الاستبصار)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ بیان کرتے ہیں کہ صفوان بن امیہ اسلام لانے کے بعد مسجد میں سویا ہوا تھا (اور اپنی چادر چھپا کے رکھی ہوئی تھی) کہ اس کی چادر چوری ہوگئی۔ اس نے چور کا تعاقب کیا اور اسے پکڑ لیا۔ اور اسے بارگاہ رسالتؐ میں پیش کیا اور دو گواہ بھی پیش کر دیئے! آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ جب صفوان نے یہ دیکھا تو عرض کیا: یا رسول اللہؐ! آپؐ میری چادر کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹ

رہے ہیں؟ میں یہ چادر اسے ھبہ کرتا ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: میرے پاس مقدمہ لے آنے سے پہلے کیوں نہ ھبہ کر دی؟ پس اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔ اور اسی سے یہ سنت جاری ہوگئی کہ (نبی) وامام کی خدمت میں مقدمہ پیش کیے جانے اور گواہوں کی شہادت کے بعد حد کو معطل نہیں کیا جا سکتا۔ بلکہ ضرور قائم کی جائے گی۔ (الفقیہ، الخصال)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمات حدود باب العفو عن الحد میں گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ باب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۹

نبّاش (وہ کفن چور جو قبر کھود کر میت کا کفن چرائے) کی حد کا بیان؟

(اس باب میں کل سترہ حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کر کے باقی سات کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حفص بن البختری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ نباش کی حد چور والی حد ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن محمد جُعفی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا کہ آپ کے پاس ہشام بن عبدالملک (اموی خلیفہ) کا خط پہنچا جس میں یہ مسئلہ پوچھا گیا تھا کہ ایک شخص نے قبر کھود کر ایک (جوان مرگ عورت) کا کفن اتارا پھر اس سے زنا کیا۔ کہ اس سلسلہ میں لوگوں (علماء) نے اختلاف کیا ہے۔ ایک جماعت کہتی ہے کہ اسے قتل کر دو اور ایک گروہ کہتا ہے کہ اسے آگ میں جلا دو۔ (تو آپ ہماری راہنمائی کریں کہ ایسے شخص کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے)۔ امام علیہ السلام نے اس کے جواب میں لکھا کہ میت کا وہی احترام ہے جو زندہ کا ہوتا ہے۔ پہلے اس شخص کا ہاتھ کاٹا جائے کہ اس نے قبر کھود کر کفن چرایا ہے اور اس کے بعد اس پر زنا والی حد جاری کی جائے اگر محصن ہے تو اسے سنگسار کیا جائے اور اگر غیر محصن ہے تو اسے سو کوڑے لگائے جائیں۔ (کتب اربعہ)

۳۔ نیز باسناد خود ابن عمیر سے اور وہ کئی اصحاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے پاس ایک کفن چور کو لایا گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کو سر کے بالوں سے پکڑ کر زمین پر پٹخ دیا۔ اور لوگوں کو حکم دیا کہ اس کو پاؤں سے روندیں۔ چنانچہ لوگوں نے ایسا کیا۔ یہاں تک کہ وہ مر گیا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے اسے اس کفن چور پر محمول کیا ہے جو پہلے دو بار چوری

کرے اور اس پر حد بھی جاری کی جا۔ ئ اب جب تیسری بار چوری کرے گا تو وہ واجب القتل ہو جائے گا۔

۴۔ نیز باسناد خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: معاویہ کے زمانہ میں ایک کفن چور شخص کو پکڑ کر لایا گیا۔ معاویہ نے لوگوں سے پوچھا کہ تم اس کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اسے سزا دیں گے اور پھر چھوڑ دیں گے! اس پر حاضرین میں سے ایک شخص نے کہا کہ حضرت امام علی علیہ السلام تو اس طرح نہیں کرتے؟ معاویہ نے اس سے پوچھا: وہ کیا کرتے ہیں؟ کہا کہ وہ کفن چور کا ہاتھ کاٹتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ وہ چور بھی ہے اور مُردوں کی ہتک حرمت کرنے والا بھی ہے۔

(الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ مفید علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی رحلت کے بعد ہم نے حج کیا اور اس کے بعد جناب امام محمد تقی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے جبکہ پہلے بھی شیعوں کا ایک انبوہ حاضر تھا۔ (یہاں تک کہ کہا کہ) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام نے فرمایا کہ میرے والد ماجد علیہ السلام سے یہ مسئلہ پوچھا گیا۔ (یہاں وہی سوال و جواب مذکور ہے جو اوپر حدیث نمبر۲ میں کفن چور کے جوان مرگ عورت کا کفن چرانے اور پھر اس سے منہ کالا کرنے کے بارے میں مذکور ہے)...... آخر میں مذکور ہے کہ لوگوں نے عرض کیا کہ اے ہمارے آقا! آپ ہمیں اجازت دیتے ہیں کہ آپ سے کچھ سوالات کریں؟ فرمایا: ہاں! چنانچہ لوگوں نے ایک ہی نشست میں آپ سے تیس ہزار مسئلے دریافت کئے اور آپؑ نے جواب دیئے۔ جبکہ آپؑ کی عمر اس وقت نو سال تھی۔ (اور یہ ان کے عالم علم لدنی ہونے کی ناقابل ردّ دلیل ہے)۔ (کتاب الاختصاص للمفیدؒ)

۶۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی علیہ السلام کفن چور کا ہاتھ کاٹا کرتے تھے۔ عرض کیا گیا کہ آپؑ مُردوں کے بارے میں چور کا ہاتھ کاٹتے ہیں؟ فرمایا: ہم اپنے مُردوں کے بارے میں اسی طرح کاٹتے ہیں جس طرح اپنے زندوں کے بارے میں قطع کرتے ہیں۔ (التہذیب، الاستبصار)

۷۔ نیز باسناد خود ابن بکیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی نبّاش پہلی بار پکڑا جائے تو اسے تعزیر لگائی جائے گی۔ اور اگر دوبارہ کرے تو پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (ایضاً)

مؤلفؔ علام فرماتے ہیں کہ حضرت شیخ نے تعزیر والے حکم کو اس صورت پر محمول کیا ہے کہ جب نبّاش قبر تو کھودے

مگر کوئی چیز (کفن وغیرہ) نہ چرائے...... (ورنہ چوری کی صورت میں بہر حال ہاتھ کاٹا جائے گا پہلی بار کرے یا دوسری بار)۔

باب ۲۰
جو شخص کسی آزاد آدمی کو چرا کر بیچ ڈالے اس کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود معاویہ بن طریف بن سنان ثوری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے سوال کیا کہ ایک شخص نے ایک آزاد عورت کو چرایا اور جا کر اسے بیچ دیا تو؟ فرمایا: یہاں چار حدیں جاری ہوں گی: (۱) پہلی یہ کہ وہ چور ہے لہٰذا اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (۲) دوسری یہ کہ اگر اس نے اس سے مقاربت کی ہے تو اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ (۳) اور جس نے اسے خریدا ہے اگر اسے یہ علم تھا کہ یہ آزاد عورت ہے جس کی خرید و فروخت جائز نہیں ہے اور پھر بھی اس نے اس سے مباشرت کی ہے تو اس پر بھی زنا کی حد جاری کی جائے گی یعنی اگر محصن تھا تو اسے سنگسار کیا جائے گا۔ اور اگر غیر محصن تھا تو اسے سو تازیانے مارے جائیں گے اور اگر اسے کوئی علم نہیں تھا تو پھر اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ (۴) پھر باقی رہی وہ عورت تو اگر اس (پہلے یا دوسرے) شخص نے اسے مباشرت پر مجبور کیا ہے تو اس پر کچھ نہیں ہے اور اگر وہ اس (زنا کاری) پر راضی تھی تو اس پر بھی حد جاری کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن طلحہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا کہ دو آزاد آدمی جو (دھوکہ سے) ایک دوسرے کو بیچتے ہیں یہ اُس کو اور وہ اس کو۔ اور (رقم لے کر) اس شہر سے نکل جاتے ہیں اور دوسرے شہر میں پہنچ کر (اپنے آپ کو غلام ظاہر کر کے) اپنے آپ کو فروخت کر دیتے ہیں اور اس طرح لوگوں کا مال لے کر وہاں سے بھی بھاگ جاتے ہیں؟ فرمایا: ان کے ہاتھ کاٹے جائیں گے کیونکہ وہ اپنے آپ کے بھی چور ہیں اور لوگوں کے مال کے بھی چور ہیں۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۸ از زنا میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۲۱
چور کو دیس نکالا دینے کا حکم؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں

فرمایا: جب چور پر حد جاری کی جائے تو اسے کسی اور شہر کی طرف دیس نکالا دے دیا جائے گا۔

(الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ تفسیر عیاشی میں سماعہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی شخص زنا کرے تو اسے (سو) کوڑے مارے جائیں گے اور امام کو چاہئے کہ ایک سال تک اسے وہاں سے دیس نکالا دے اور اسی طرح جب کوئی چور چوری کرے اور اس کا ہاتھ کاٹا جائے تو اسے بھی (ایک سال تک) دیس نکالا دینا چاہئے۔ (تفسیر عیاشی)

باب ۲۲

پرندے کے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: کوفہ میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص لایا گیا جس نے کسی کا کبوتر چوری کیا تھا۔ مگر آپ نے اس کا ہاتھ نہ کاٹا۔ اور فرمایا کہ میں پرندہ کے متعلق ہاتھ نہیں کاٹتا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں پر یعنی تمام پرندوں کے معاملہ میں ہاتھ کاٹنے کی سزا نہیں ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲۳

اگر کسی قسم کا پتھر چرایا جائے جیسے سنگ مرمر وغیرہ تو اس میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور جب تک پھل کو محفوظ نہ کر لیا جائے تو اس کی چوری پر بھی ہاتھ نہیں کاٹا جاتا۔

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص پتھر چرائے جیسے سنگ مرمر وغیرہ تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے فرماتے ہیں کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس شخص کے بارے میں جو شگوفہ سے پھل چرائے۔ فرمایا: اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا بلکہ وہ پھل اسی جگہ پر رکھا جائے گا اس پر کچھ نہیں ہوگا اور جو اپنے ہمراہ اٹھا کر لے جائے گا تو اس پر تعزیر بھی لگائی جائے گی اور وہ اس کی قیمت ادا کرنے کا بھی ذمہ دار ہوگا۔ (ایضاً)

۳۔ اسی سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے فرمایا: پھل اور درخت خرما کے گوند کے چرانے میں ہاتھ کاٹنے کی حد نہیں ہے۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی کھجور یا زراعت کے پکنے سے پہلے کچھ لے لے (چرائے) تو اس پر ہاتھ کاٹنے والی حد نہیں ہے۔ ہاں البتہ جب کھجور پک چکی ہو (اور محفوظ کر لی گئی ہو) اور جب زراعت کاٹ لی گئی ہو (اور محفوظ کر لی گئی ہو اور پھر کوئی اسے چرائے) تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (التہذیب)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو باغ سے کھجور کا ایک خوشہ چرائے جس کی قیمت دو درہم ہو تو اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ یہ اس صورت پر محمول ہے کہ اسے محفوظ کر لیا گیا ہو اور پھر کوئی چرائے۔

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود ابوالبختری سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: وہ طعام جس کے کھانے سے ہنوز لوگ فارغ نہ ہوئے ہوں اس کے چراتے میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (قرب الاسناد)

باب ۲۴

اس شخص کا حکم جو مالِ غنیمت میں سے چرائے یا کھلیان یا ڈھیر سے یا بیت المال سے کچھ چرائے؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام نے اس شخص کے بارے میں جس نے مال غنیمت میں سے ایک انڈہ چرایا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا کہ اس شخص نے چوری کی ہے لہٰذا اس کا ہاتھ کاٹیں! فرمایا: میں اس چیز کے چرانے میں کسی کا ہاتھ نہیں کاٹتا جس کا اس مال میں کچھ حصہ ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص نے مال غنیمت سے کچھ مال چرایا ہے اس کی سزا کیا ہے؟ فرمایا: پہلے یہ دیکھا جائے کہ اس مال سے اس آدمی کا حصہ کس قدر ہے؟ پھر دیکھا جائے گا کہ اس نے جو مال چرایا ہے وہ اس کے حصے سے کم ہے؟ یا برابر ہے یا زیادہ ہے؟ پس اگر اس کی مقدار کم ہے تو اس پر (چوری

کرنے کی وجہ سے) تعزیر لگائی جائے گی۔ مگر اسے اس کا حصہ پورا دیا جائے گا اور اگر اس کے حصہ کے برابر ہے تو پھر اس پر کچھ نہیں ہے۔ اور اگر اس کے حصہ سے زیادہ ہے تو پھر دیکھا جائے گا کہ وہ زائد مقدار کس قدر ہے؟ اگر ڈھال کی قیمت ہے یعنی ربع دینار کے برابر ہے تو پھر اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود مفضل بن صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ڈھیر سے چوری کرے تو دیکھا جائے کہ وہ ڈھیر کس کا ہے امام ظالم کا ہے؟ یا امام عادل کا؟ پس اگر ظلم کے ڈھیر سے چرائے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا کیونکہ اس نے اپنا حق حاصل کیا ہے۔ اور اگر وہ ڈھیر امام عادل کا ہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (التہذیب)

۴۔ جناب سید رضیؒ نہج البلاغہ میں فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمی پیش کئے گئے جنہوں نے اللہ کا مال چرایا تھا۔ چنانچہ ان میں سے ایک غلام تھا اور دوسرا آزاد۔ آپ نے غلام کے بارے میں فرمایا: یہ تو اللہ کا مال ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے کہ اللہ کے مال نے اللہ کا مال کھایا ہے۔ لیکن دوسرے پر حد ہے چنانچہ آپ نے اس کا ہاتھ قلم کیا۔ (نہج البلاغہ، الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۲ و ۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۲۵

قحط سالی کے سال کسی کھانے کی چیز کی چوری کی وجہ سے چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زیاد قندی سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قحط سالی کے وقت اگر کوئی شخص کھانے (پینے) کی کوئی چیز چرائے جیسے روٹی، گوشت اور کھیرا ککڑی وغیرہ تو اس پر چوری کی حد جاری نہیں کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: خشک سالی کے سال میں چور کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا یعنی اگر کھانے کی کوئی چیز چرائے گا۔ (الفقیہ)

باب ۲۶

اس شخص کا حکم جو بیت المال سے کوئی چیز عاریۃً یا اس کے بغیر اٹھائے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن ابو رافع سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں حضرت امیر علیہ

السلام کے بیت المال کا دربان اور آپ کا کاتب تھا اور اس بیت المال میں موتیوں کا ایک ہار تھا جو جنگ بصرہ میں آپ کے ہاتھ آیا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام کی ایک شہزادی نے مجھے پیغام بھیجا کہ معلوم ہوا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے بیت المال میں موتیوں کا ایک ہار موجود ہے اور وہ تمہارے قبضہ میں ہے۔ میں چاہتی ہوں کہ تم وہ ہار چند دنوں کیلئے مجھے عاریۃً دے دو تا کہ عید الاضحیٰ کے موقع پر میں اس سے اپنے آپ کو مزیّن کر سکوں۔ چنانچہ وہ ہار میں نے بھیج دیا اس شرط پر کہ یہ عاریۃً ہے اور اس بات کا ضامن ہوں کہ تین دن کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ جب بی بی نے وہ ہار پہنا تو حضرت امیر علیہ السلام نے دیکھ لیا اور پہچان لیا کہ یہ تو وہی بیت المال والا ہار ہے! تو آپؑ نے بی بی سے پوچھا کہ یہ ہار کہاں سے لیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ علی بن ابی رافع خازن سے چند دن کے لئے عاریۃً لیا ہے اور عید کے دن واپس کر دیا جائے گا...... یہ سن کر جنابؑ نے مجھے بلوا بھیجا اور جب میں حاضر ہوا تو آپؑ نے فرمایا: اے ابورافع کے بیٹے! تم مسلمانوں کی امانت میں خیانت کرتے ہو؟ عرض کیا کہ میں خدا سے پناہ مانگتا ہوں کہ مسلمانوں سے خیانت کروں! تو پھر بیت المال کا ہار میری اجازت اور مسلمانوں کی مرضی کے خلاف میری بیٹی کو کس طرح عاریۃً دے دیا؟ علی بن ابورافع نے عرض کیا: وہ آپ کی صاحبزادی ہیں مجھ سے خواہش کی کہ میں یہ ہار ان کو چند دن کے لئے دے دوں تا کہ وہ اس سے زینت حاصل کر سکیں اور پھر واپس کر دیں گی! اور میں ضامن ہوں کہ اسے صحیح سالم حالت میں اپنی جگہ رکھ دوں گا۔ فرمایا: آج ہی اسے واپس لو (اور اپنی جگہ پر رکھو) خبردار! آئندہ ایسا نہ کرنا ورنہ میری سزا کے مستوجب قرار پاؤ گے۔ پھر فرمایا: اگر میری بیٹی نے ضمانت پر اور وہ بھی بطور عاریہ نہ لیا ہوتا تو وہ بنی ہاشم کی پہلی خاتون ہوتیں جن کا چوری پر میں ہاتھ کاٹ دیتا...... (یہاں تک کہ کہا) پس میں نے اسی دن وہ ہار بی بی سے واپس منگوایا اور اسے اپنی جگہ پر رکھا۔ (التہذیب)

باب ۲۷

زکوٰۃ ادا نہ کرنے، حق مہر ادا نہ کرنے اور قرضہ ادا نہ کرنے والے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود اسماعیل بن کثیر بن سام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور تین ہیں: (۱) مانع زکوٰۃ، (۲) عورتوں کا حق مہر ادا نہ کرنے والا، (۳) اور جو قرضہ تو لے مگر ادا کرنے کا کوئی ارادہ نہ ہو۔ (التہذیب، الخصال)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ ان لوگوں کو جو چور کہا گیا ہے تو ان میں اور چور میں وجہ شبہ حرمت ہے کہ

چوری بھی حرام ہے اور یہ فعل بھی حرام۔ حد کے جاری کرنے میں مشابہت مرادنہیں ہے کیونکہ ان لوگوں پر چوروالی حد نہیں ہے۔

باب ۲۸
جب بچے چوری کریں تو ان کا حکم؟

(اس باب میں کل سولہ حدیثیں ہیں جن میں سے دس مکررات کو قلمزد کرکے باقی چھ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ جب کوئی چوری کرے تو؟ فرمایا: ایک دو بار تو اسے معافی دی جائے گی اور اگر تیسری بار بھی کرے گا تو اس پر تعزیر لگائی جائے گی۔ اور اگر پھر بھی کرے گا تو اس کی انگلیوں کے پور کاٹ دیئے جائیں گے اور اگر اس کے بعد بھی (پانچویں بار) کی تو پوروں کے نیچے سے انگلیاں کاٹی جائیں گی۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسی بچی لائی گئی جسے ابھی حیض نہیں آتا تھا (یعنی نابالغہ تھی) اور اس نے چوری کی تھی! تو آپؑ نے اسے چند کوڑے مارے مگر اس کی انگلیاں نہیں کاٹیں۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بچہ کے بارے میں جو چوری کرے فرمایا: ایک بار تو اسے معاف کیا جائے گا۔ اور اگر دوسری بار پھر کرے گا تو اس کی انگلیوں کے پور کاٹے جائیں گے یا ان پوروں کو اس قدر رگڑا جائے گا کہ خون آلودہ ہو جائیں۔ اور اگر پھر چوری کی تو پھر انگلیوں کے سرے کاٹ دیئے جائیں گے اور اگر پھر بھی کی تو اس سے نیچے سے انگلیاں کاٹی جائیں گی۔ (ایضاً)

۴۔ نیز باسناد خود محمد بن خالد بن عبداللہ قسری سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ کا حاکم تھا کہ میرے پاس ایک ایسا لڑکا لایا گیا جس نے چوری کی تھی۔ تو میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف رجوع کیا کہ اس کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ امام علیہ السلام نے فرمایا کہ اس بچے سے پوچھو کہ آیا اسے یہ علم تھا کہ چوری پر سزا ہے؟ پس اگر کہے کہ ہاں علم تھا۔ تو پھر اس سے پوچھو کہ وہ سزا کیا ہے؟ پس اگر وہ ہاتھ کے کاٹنے کا اقرار نہ کرے تو اسے چھوڑ دو...... پس میں نے بچے کو پکڑا اور اس سے پوچھا کہ جب تو نے چوری کی تو کیا تجھے علم تھا کہ چوری کی سزا ہے؟ اس نے کہا: ہاں تھا۔ میں نے پوچھا: وہ سزا کیا ہے؟ اس نے کہا: یہی کہ مجھے مارا پیٹا جائے گا؟

(تو پتہ چلا کہ اس کو اصلی سزا کا علم نہیں ہے)...... لہٰذا میں نے اسے چھوڑ دیا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۵۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر کوئی بچہ چوری کرے تو؟ فرمایا: اگر سات برس یا اس سے کم عمر کا ہو تو اسے معاف کیا جائے گا اور اگر سات برس کے بعد دوبارہ چوری کرے تو اس کے انگلیوں کے پور کاٹے جائیں گے اور اگر اس کے بعد اور نو برس کا مکمل ہو جانے کے بعد پھر چوری کرے تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ اور اللہ کے حدود میں سے کسی حد کو ضائع نہیں کیا جائے گا۔ (التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۶۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک بچہ چوری کرے تو؟ فرمایا: دو بار اس سے درگزر کیا جائے گا۔ اور تیسری بار پھر کرے تو اس کی انگلیوں کے پور کاٹے جائیں گے اور اگر اسکے بعد پھر (چوتھی بار) کرے گا تو دوسرا پور کاٹا جائے گا اور اگر (پانچویں بار) پھر کرے گا تو ہتھیلی سے تیسرا پور بھی کاٹ دیا جائے گا۔ اور صرف اس کی ہتھیلی اور انگوٹھا باقی رکھا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں: ان حدیثوں میں جو بظاہر معمولی اختلاف پایا جاتا ہے وہ اس بات پر محمول ہے کہ امامؑ کو اختیار ہے کہ حالات وظروف کے پیش نظر حسب مصلحت جو مناسب سمجھے وہ سزا دے۔

باب ۲۹
غلام کے چوری کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے اس غلام کے بارے میں جس نے اپنے مالک کا مال چرایا تھا۔ یہ فیصلہ کیا تھا کہ اس کا ہاتھ نہیں کاٹا تھا۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا: میرا غلام جب میرا مال چرائے تو میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹوں گا اور اگر کسی اور کا مال چرائے گا تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دوں گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود یونس سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: غلام جب اپنے مالکوں کی چوری کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا اور جب کسی اور کی چوری کرے گا تو اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا۔ (ایضاً)

باب ۳۰

چور کے ہاتھ کاٹنے کے سلسلہ میں چور کو علم ویقین ہونا ضروری ہے کہ چوری حرام ہے اور ہاتھ کاٹنے کے بعد اس کو داغ دینا اور اس کا علاج معالجہ کرنا اور اس پر خرچ کرنا ضروری ہے تا کہ زخم ٹھیک ہو جائے۔ اور اسے توبہ کرنے کا حکم دیا جائے گا اور مستحب ہے کہ اسکی چوری کے گواہ ہی اسکے ہاتھ کاٹیں۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حارث بن حضیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ایک حبشی آدمی کے پاس سے گزرا جو کہ مدینہ میں پانی طلب کر رہا تھا۔ دیکھا تو اس کا ہاتھ کٹا ہوا ہے۔ میں نے پوچھا: تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ کہا: بہترین خلائق نے میرا ہاتھ کاٹا ہے (پھر تفصیل بتاتے ہوئے کہا) کہ ہم آٹھ آدمی جو ایک چوری میں پکڑے گئے۔ اور ہمیں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا (انہوں نے ہم سے پوچھا اور) ہم نے چوری کا اقرار کرلیا۔ آپ نے ہم سے پوچھا: کیا تم جانتے ہو کہ چوری حرام ہے؟ ہم نے کہا کہ ہاں۔ پس آپؑ نے حکم دیا اور انگوٹھا چھوڑ کر ہماری انگلیاں جڑوں سے کاٹ دی گئیں۔ بعد ازاں ہمیں ایک مکان میں بند کر دیا اور اس اثناء میں ہمیں گھی اور شہد کھلاتے رہے یہاں تک کہ ہمارے ہاتھ ٹھیک ہو گئے۔ پھر حکم دیا اور ہمیں اس مکان سے نکال دیا گیا اور ہمیں بہترین کپڑے پہنائے اور ہم سے فرمایا: اگر تم لوگ توبہ کرلو اور اپنی اصلاح کرلو تو یہ تمہارے لئے بہتر ہے۔ خدائے تعالیٰ جنت میں تمہارے ہاتھوں کو تمہارے ساتھ شامل کر دے گا۔ اور اگر توبہ نہیں کرو گے تو جہنم میں تمہیں تمہارے ہاتھوں کے ساتھ ملا دے گا۔ (الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں چند چور لائے گئے جنہوں نے چوری کی تھی (جس کی گواہوں نے گواہی دی اور انہوں نے اقرار کیا)۔ تو آپؑ نے ان کے ہاتھوں کو نصف کف (یعنی انگلیوں کی جڑوں) تک کاٹ دیا اور انگوٹھوں کو چھوڑ دیا اور حکم دیا کہ ان کو دار الضیاف (مہمان خانہ) میں رکھا جائے اور ان کے ہاتھوں کا علاج معالجہ کیا جائے اور اس اثناء میں ان کو گھی، شہد اور گوشت کھلایا جائے گا۔ یہاں تک کہ وہ ٹھیک ہو گئے۔ پھر ان کو بلوایا اور ان سے فرمایا: تمہارے ہاتھ تم سے پہلے جہنم میں پہنچ چکے ہیں۔ پس اگر تم توبہ کرلو اور خدا دیکھ لے کہ تم نے سچی توبہ کی ہے تو تم ان ہاتھوں کو جنت میں کھینچ لو گے۔ اور اگر تم نے توبہ نہ کی اور ان برے کاموں سے باز نہ آئے تو پھر تمہارے ہاتھ تمہیں کھینچ کر دوزخ میں لے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں اور مقدمات حدود کے باب ۱۴ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳۱

جب چور توبہ کرے تو اس سے قطع ید کی حد تو ساقط ہو جائے گی مگر مسروقہ مال واپس کرنا پڑے گا۔ اور چور کو معاف کرنے کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چور اللہ کی بارگاہ میں توبہ تائب ہو جائے اور مسروقہ مال واپس کر دے تو پھر اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۱۶ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور باب ۱۷ میں معافی کا حکم مذکور ہے۔

باب ۳۲

بھگوڑے غلام اور مرتد کی چوری کا حکم؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب کوئی غلام اپنے مالکوں سے بھاگ جائے اور پھر چوری کرے تو اس حالت میں اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا (کیونکہ وہ اپنے مالکوں کا مال ہے) کیونکہ وہ بمنزلۂ اس شخص کے ہے جو اسلام سے مرتد ہو جائے۔ ہاں البتہ اس سے کہا جائے گا کہ وہ اپنے آقاؤں کے پاس لوٹ جائے۔ اور اسلام میں داخل ہو جائے پس اگر وہ واپس جانے سے انکار کرے تو پھر چوری میں اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے گا اور پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور جب کوئی مرتد چوری کرے تو اس کا حکم بھی اسی بھگوڑے غلام والا ہے۔ (الفقیہ، الفروع، التہذیب)

باب ۳۳

چور کو حاکم کے پاس لے جانے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود جمیل بن دراج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اور معلّی بن خنیس نے مدینہ میں کھانے پینے کا کچھ سامان خریدا اور ہمیں بازار میں رات ہوگئی۔ اس لئے ہم نے اس سامان کو گون میں رکھ کر واپس آ گئے۔ اور دوسرے دن جب بازار میں گئے تو دیکھا کہ لوگ اکٹھے ہیں اور ایک رنگ آدمی کو پکڑے ہوئے ہیں اور پوچھنے پر معلوم ہوا کہ انہوں نے ہمارے سامان میں سے کچھ سامان چرایا ہے لہٰذا بازار

کے لوگوں نے ہم سے تقاضا کیا کہ چونکہ اس شخص نے تمہارا سامان چرایا ہے لہٰذا اسے حاکم کے پاس لے جاؤ لیکن ہم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی رائے معلوم کیے بغیر کوئی قدم اٹھانا مناسب نہ سمجھا۔ چنانچہ معلّی امام علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے اور تمام ماجرا بیان کیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے حاکم کے پاس لے جاؤ۔ چنانچہ ہم اسے لے گئے اور اس نے اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود علی بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص نے چوری کی ہے اور اس پر گواہ موجود ہیں۔ آیا اس کا معاملہ حاکم تک پہنچایا جائے تا کہ اس کا ہاتھ کاٹا جائے؟ فرمایا: ہاں اسے لے جاؤ۔ (ایضاً)

باب ۳۴

جب پوری ایک جماعت اونٹ کے چرانے، اسے نحر کرنے اور اس کا گوشت کھانے میں شریک ہو تو مقررہ شرائط کے مطابق سب کے دائیں ہاتھ کاٹے جائیں گے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن قیس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس جماعت کے بارے میں جنہوں نے مل کر ایک (چوری کا) اونٹ نحر کیا تھا (اور پھر کھایا تھا) یہ فیصلہ کیا تھا کہ سب کے دائیں ہاتھ کاٹے تھے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں جو اپنے عموم سے اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۳۵

جب کوئی غلام چوری کا اقرار کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا لیکن جب اس کی چوری پر گواہ گواہی دیں تو پھر کاٹا جاتا ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جب کوئی غلام چوری کرنے کا اقرار کرے تو اس کا ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ اور جب دو گواہ اس کی چوری کی گواہی دیں تو پھر کاٹا جائے گا۔ (الفقیہ، التہذیب)

مؤلّف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں (ج ۱۶) باب الاقرار (نمبر ۶) میں بعض ایسی حدیثیں گزر چکی ہیں جو بظاہر ان کے منافی ہیں اور ہم نے وہاں ان کی توجیہہ پیش کر دی ہے۔

محارب یعنی راہزن (ڈاکو) کی حد کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)

باب ۱

محارب کی حدود کے اقسام اوران کے احکام کا بیان۔

(اس باب میں کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص شہروں میں سے کسی شہر میں ننگی تلوار یا کوئی اور اسلحہ لے کر پھرے اور کسی شخص کو زخمی کرے (اور اس طرح لوگوں کو ڈرائے دھمکائے) تو اس سے قصاص لیا جائے گا اور اسے اس شہر سے دیس نکالا دیا جائے گا۔ اور جو شخص کسی شہر میں ننگا اسلحہ لے کر نکلے اور لوگوں کو مارے پیٹے، زخمی کرے اور مال پر قبضہ کرے مگر کسی کو قتل نہ کرے تو اس کی سزا محارب (ڈاکو) والی ہے اور اس کا معاملہ امام کے سپرد ہے وہ چاہے تو اسے قتل کرے اور سولی پر لٹکائے اور چاہے تو اس کا ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹے..... اور اگر اسی حالت میں کہ وہ (اسلحہ لے کر گھوم پھر رہا ہے) لوگوں کو مارے پیٹے اور قتل بھی کرے اور مال بھی لوٹے تو امام پر لازم ہے کہ اس کا دایاں ہاتھ تو چوری میں کاٹے اور پھر اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کرے جو پہلے اس سے اپنا مال وصول کریں اور پھر قصاص میں اسے قتل کریں۔ راوی کا بیان ہے کہ اس مقام پر ابوعبیدہ نے خدمت امام میں سوال کیا کہ اگر مقتول کے اولیاء اسے خون معاف کر دیں تو؟ فرمایا: اگر وہ لوگ اسے معاف کر دیں تو پھر امام پر لازم ہوگا کہ وہ اسے قتل کریں کیونکہ وہ راہزن ہے جس نے اسلحہ کی نمائش کی ہے، قتل کیا ہے اور مال لوٹا ہے۔ اس موقع پر پھر ابوعبیدہ نے عرض کیا کہ اگر مقتول کے ولی اس سے دیت لینے پر اور اسے آزاد کرنے پر راضی ہو جائیں تو کیا وہ ایسا کر سکتے ہیں؟ فرمایا: نہ۔ اس کا قتل کرنا ضروری ہے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود جمیل بن درّاج سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا کہ اس ارشاد خداوندی ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِیْنَ یُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَیَسْعَوْنَ فِی الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ یُّقَتَّلُوْٓا اَوْ یُصَلَّبُوْٓا اَوْ تُقَطَّعَ اَیْدِیْهِمْ وَاَرْجُلُهُمْ مِّنْ خِلَافٍ اَوْ یُنْفَوْا مِنَ الْاَرْضِ

ذٰلِكَ لَهُمْ خِزْىٌ فِى الدُّنْيَا وَلَهُمْ فِى الْاٰخِرَةِ عَذَابٌ عَظِيْمٌ ﴾ (کہ جولوگ خدااور اس کے رسول سے جنگ کرتے ہیں اور زمین میں فساد پھیلاتے ہیں ان کی سزا یہ ہے کہ انہیں قتل کیا جائے یا انہیں سولی پر لٹکایا جائے، یا ان کے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کاٹے جائیں یا انہیں دیس نکالا دیا جائے......) کے بارے میں سوال کیا کہ اللہ تعالیٰ کی ان بیان کردہ (چار) حدود میں سے کون سی حد اس (محارب) پر جاری کی جائے گی؟ فرمایا: (یہ امام کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ جرم کی نوعیت کے مطابق چاہے تو ہاتھ پاؤں کاٹے، چاہے تو دیس نکالا دے، چاہے تو قتل کرے اور چاہے تو تختۂ دار پر لٹکائے۔ راوی نے عرض کیا کہ دیس نکالا کہاں تک ہوگا؟ فرمایا: ایک شہر سے دوسرے شہر تک، پھر فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے دو آدمیوں کو کوفہ سے بصرہ دیس نکالا دیا تھا۔

(الفروع، المقنع)

۳۔ نیز باسناد خود عبیداللہ مدائنی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امامؑ سے ارشاد خداوندی ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِى الْاَرْضِ فَسَادًا...... الآية ﴾ کے بارے میں پوچھا گیا کہ وہ کون کون سے جرائم ہیں کہ جب ان کا محارب ارتکاب کرے گا تو ان چار سزاؤں میں سے کسی ایک کا مستحق قرار پائے گا؟ فرمایا: (ا) جب وہ خدا اور رسولؐ سے جنگ کرے (ننگا اسلحہ لے کر نکلے اور بندگانِ خدا کو ڈرائے) اور فساد پھیلائے اور قتل بھی کرے تو اسے قتل کیا جائے گا، اور اگر (ڈرانے دھمکانے کے ساتھ) قتل بھی کرے اور مال بھی لوٹے تو پھر اسے سولی پر لٹکایا جائے گا۔ اور اگر اس حالت میں صرف مال لوٹے مگر کسی کو قتل نہ کرے تو اس کا الٹا سیدھا ہاتھ اور پاؤں کاٹا جائے گا۔ اور اگر خدا اور رسولؐ سے جنگ کرے اور فساد پھیلائے مگر نہ کسی کو قتل کرے اور نہ ہی مال لوٹے تو پھر اس کو دیس نکالا دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ نیز باسناد خود ابو صالح سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: بنی ضبہ کے چند بیمار آدمی حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان سے فرمایا کہ تم میرے ہاں قیام کرو۔ پس جب تم ٹھیک ہو جاؤ گے تو میں تمہیں کسی سریّہ (جہاد) میں بھیج دوں گا۔ انہوں نے کہا: ہمیں مدینہ سے باہر کہیں ٹھہرائیں۔ تو آپؐ نے ان کو وہاں بھیج دیا جہاں صدقہ کے اونٹ تھے۔ چنانچہ وہ لوگ وہاں قیام پذیر رہے (صحت کے لئے) اونٹ کا بول بھی پیتے تھے اور (غذا کے لئے) ان کا دودھ پیتے تھے۔ پس جب تندرست بھی ہو گئے ..... اور تنومند بھی تو اونٹوں کے رکھوالوں میں سے تین آدمیوں کو قتل کر دیا۔ اور فرار ہو گئے۔ جب حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اس واقعہ کی اطلاع ملی تو آپؐ نے حضرت امام علی علیہ السلام کو ان کی گرفتاری کے لئے بھیجا اس وقت وہ یمن کے قریب ایک وادی میں پھنسے ہوئے تھے جس

سے نکلنے کا انہیں کوئی راستہ نہیں مل رہا تھا۔ پس حضرت امیر علیہ السلام نے ان کو پکڑا اور قید کر کے بارگاہ رسالتؐ میں لائے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا اَنْ يُّقَتَّلُوْٓا ...... الآیۃ﴾۔ پس حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ان کے لئے حکم دیا کہ ان کے سیدھے ہاتھ پاؤں کاٹ دے۔ (ایضاً)

۵۔ جناب عیاشی اپنی تفسیر میں باسناد خود احمد بن فضل خاقانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ بمقام حلولا کچھ ڈاکوؤں نے حجاج کرام کے اور بعض دوسرے لوگوں کے قافلہ کو لوٹا۔ اور بچ کر نکل گئے بالآخر حاکم وقت انہیں پکڑنے میں کامیاب ہوگیا اور ساری صورت لکھ کر معتصم باللہ عباسی خلیفہ کو بھیجی اور پوچھا کہ ان لوگوں کے ساتھ کیا سلوک کیا جائے؟ معتصم نے فقہاء کو جمع کیا جن میں ابن داؤد بھی موجود تھے۔ اور ان سے پوچھا کہ ان کی سزا کیا ہے اور (حسنِ اتفاق سے) حضرت امام محمد تقی علیہ السلام بھی اس وقت وہاں حاضر تھے...... سب نے جواب میں کہا کہ خدا کا حکم پہلے سے موجود ہے۔ پھر یہی آیت پڑھی ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ...... الآیۃ﴾ لہٰذا امیر کو حق حاصل ہے کہ ان چار سزاؤں میں سے جو چاہے سزا دے۔ اس مقام پر معتصم حضرت امام محمد تقی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہوا اور کہا کہ آپ اس سلسلہ میں کیا فرماتے ہیں؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: جو کچھ ان لوگوں نے فتویٰ دیا ہے اس میں انہوں نے لوگوں کو گمراہ کیا ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ امیر کو دیکھنا چاہئے کہ ان مجرموں کے جرم کی نوعیت کیا ہے اور اس کے مطابق سزا دینی چاہئے۔ پس ان لوگوں نے (اسلحہ اٹھا کر) صرف لوگوں کو ڈرایا دھمکایا ہے لیکن نہ کسی کو قتل کیا ہے اور نہ ہی مال لوٹا ہے تو پھر ان کو قید کر دینا چاہئے۔ اور یہی ان کے دیس نکالا دینے کا مفہوم ہے۔ اور اگر انہوں نے لوگوں کو ڈرانے کے ساتھ ساتھ کسی کو قتل بھی کیا ہے تو پھر ان کو قتل کرنا چاہئے۔ اور اگر ڈرانے کے ساتھ قتل بھی کیا ہے اور مال بھی لوٹا ہے تو پھر ان کے ہاتھ اور پاؤں الٹے سیدھے کاٹنے چاہئیں اور اس کے بعد انہیں تختۂ دار پر لٹکا دینا چاہئے۔ (تفسیر عیاشی)

۶۔ جناب مفسر قمیؒ باسناد خود علی بن حسان سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے (اسی آیت محاربہ کی تفسیر کرتے ہوئے) فرمایا: جو خدا سے جنگ کرے اور لوگوں کا مال بھی لوٹے اور انہیں قتل بھی کرے۔ تو اسے قتل کیا جائے گا یا سولی پر لٹکایا جائے گا۔ اور جو خدا سے جنگ کرے اور لوگوں کا مال تو نہ لوٹے مگر کسی کو قتل کرے۔ تو اسے قتل کیا جائے گا مگر سولی پر نہیں لٹکایا جائے گا۔ اور جو خدا سے جنگ کرے اور مال لوٹے مگر کسی کو قتل نہ کرے تو اس کے ہاتھ پاؤں الٹے سیدھے کاٹے جائیں گے۔ اور جو صرف خدا سے جنگ کرے (یعنی اسلحہ کی کھلم کھلا نمائش کر کے لوگوں کو ڈرائے) لیکن نہ کسی کا مال لوٹے اور نہ کسی کو قتل کرے تو اسے دیس نکالا

دیا جائے گا۔ بعد ازاں خدائے تعالیٰ نے استثناء کرتے ہوئے فرمایا ہے: ﴿اِلَّا الَّذِيْنَ تَابُوْا مِنْ قَبْلِ اَنْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهِمْ﴾ (مگر وہ لوگ جو تمہارے قابو میں آنے سے پہلے توبہ کرلیں) فرمایا: مطلب یہ ہے کہ جو امام کے راہ کو پکڑنے سے پہلے توبہ کرلیں (اور اپنی اصلاح کرلیں) وہ ان حدود سے بچ جائیں گے۔ (تفسیر قمی)

باب ۲

جو شخص کھیل کود کے لئے نہیں بلکہ لوگوں کو ڈرانے دھمکانے کے لئے کسی شہر میں یا اس کے علاوہ اسلحہ کی نمائش کرے خواہ بلادِ اسلام میں کرے یا بلادِ شرک میں وہ محارب (راہزن) ہے۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ضریس سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص رات کو بھی اسلحہ اٹھائے وہ محارب ہے۔ مگر یہ کہ وہ ایسا (شریف) آدمی ہو کہ جس کے بارے میں کوئی برا گمان نہ کیا جا سکے۔ (التہذیب، الفروع، الفقیہ)

۲۔ نیز باسنادِ خود مسعدہ بن کلیب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک شخص مسجد میں جانے یا کسی اور کام کے سلسلہ میں گھر سے نکلتا ہے۔ اور ایک شخص اس کے پیچھے لگ جاتا ہے جو اسے مارتا بھی ہے اور اس کے کپڑے بھی (اتار کے) لے جاتا ہے تو؟ فرمایا: تمہارے علاقہ کے لوگ (مفتی) کیا کہتے ہیں؟ عرض کیا کہ وہ یہ کہتے ہیں کہ یہ تو کھلم کھلا چھینا ہے۔ محارب وہ ہوتا ہے جو دیارِ شرک میں خدا و رسولؐ سے محاربہ کرے! یہ سن کر امام علیہ السلام نے فرمایا کہ آیا دار الاسلام کا احترام زیادہ ہے یا دار الشرک کا؟ راوی نے عرض کیا کہ دار الاسلام کا زیادہ ہے۔ فرمایا: پھر ایسے لوگ اس آیت کے مصداق ہیں جس میں خدائے تعالیٰ فرماتا ہے ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ وَيَسْعَوْنَ فِي الْاَرْضِ فَسَادًا...... الآية﴾۔ (ایضاً)

۳۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیریؒ باسنادِ خود علی بن جعفرؑ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ ایک شخص ننگا نیزا یا ننگی چھری اٹھاتا ہے اور اپنے ساتھی کی طرف بڑھاتا ہے تو؟ فرمایا: اگر ہنسی مذاق کے لئے ہو تو پھر کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ (قرب الاسناد)

باب ۳

اس شخص کا حکم جو آگ کے ذریعہ محاربہ کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد

علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو آگ لے کر آیا اور اسے ایک قوم کے گھر میں بھڑکایا اور پھر اس سے گھر اور اس کے مال ومتاع کو جلایا۔ فرمایا: پہلے اس سے گھر اور اس کے سامان کی قیمت وصول کی جائے گی اور پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (قرب الاسناد)

باب ۴

محارب کے دیس نکالے کی حد کیا ہے؟ اور ناصبی کی حد؟

(اس باب میں کل آٹھ حدیثیں ہیں جن میں سے چار مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ارشاد خداوندی ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ...... الآیۃ﴾ فرمایا: اس شخص کے ساتھ نہ خرید وفروخت کی جائے، نہ اسے پناہ دی جائے اور نہ ہی اسے صدقہ وخیرات دیا جائے۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود عبید اللہ مدائنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ محارب (راہزن) کو کس طرح دیس نکالا دیا جائے گا؟ اور اس کے دیس نکالے کی حد کیا ہے؟ فرمایا: وہ جس شہر میں رہتا ہے اسے وہاں سے کسی دوسرے شہر کی طرف نکالا جائے گا۔ اور اس شہر کے حاکم کو لکھا جائے کہ یہ دیس نکالا ہوا شخص ہے۔ لہٰذا اس کے ساتھ کوئی نہ اٹھے نہ بیٹھے اور نہ اس کے ساتھ شادی بیاہ کی جائے، اور نہ اس کے ساتھ کوئی کھائے اور پئے۔ چنانچہ ایک سال تک برابر اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے ...... اور اگر اس جگہ کو چھوڑ کر کسی اور جگہ جائے تو وہاں کے حاکم کو اسی طرح آگاہ کیا جائے۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر وہ دار الشرک میں داخل ہونا چاہے تو؟ فرمایا: اگر ایسا کرے گا تو ان لوگوں سے جدال وقتال کیا جائے گا (کہ وہ اسے کیوں داخل ہونے کی اجازت دے رہے ہیں)۔ (ایضاً)

۳۔ دوسری روایت جو بسند اسحاق (عبداللہ بن اسحاق) حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے مروی ہے فرمایا: ایک سال تک اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جائے گا تاکہ توبہ کرے۔ دوسری روایت میں یوں وارد ہے کہ اگر وہ مشرکین کی سرزمین میں داخل ہونا چاہے تو اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

۴۔ تفسیر عیاشی میں باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے آیت مبارکہ ﴿اِنَّمَا جَزٰٓؤُا الَّذِيْنَ يُحَارِبُوْنَ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ...... الآیۃ﴾ کی تفسیر میں فرمایا: ایسے محارب (ڈاکو) سے نہ بیع وشرا کی جائے، نہ اسے کھانا کھلایا جائے اور نہ ہی اسے صدقہ دیا جائے (تاکہ ذلیل

وخوار ہو کر تو یہ کرنے پر مجبور ہو جائے)۔ (تفسیر عیاشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۲۷ میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں اور ناصبی کے حکم پر بھی اور کچھ اس کے بعد باب القصاص میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۵

جسے پھانسی دی جائے اس کا تین دن سے زیادہ دیر تک تختہ دار پر لٹکانا جائز نہیں ہے بلکہ چوتھے دن اسے اتار دیا جائے گا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور پھر دفن کیا جائے گا۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے ایک شخص کو بمقام حیرہ (نزدِ کوفہ) تین دن تک تختہ دار پر لٹکائے رکھا اور چوتھے دن اسے اتارا اور اس پر نماز جنازہ پڑھی اور پھر اسے دفن کر دیا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا ارشاد ہے جس کو سولی دی جائے اسے تین دن کے بعد تختہ دار سے اتارا جائے گا۔ اور اسے غسل دیا جائے گا (اور نماز جنازہ پڑھ کر) دفن کر دیا جائے گا۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ا باب ۴۹ از احتضار میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جو لوگ بدعتوں کی دعوت دیں ان کا قتل کرنا؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی اپنی کتاب الرجال میں باسناد خود محمد بن عیسیٰ بن عبید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی نقی علیہ السلام نے فارس بن حاتم کا خون بہانا مباح قرار دیا اور جو اسے قتل کرے اس کی جنت کی ضمانت دی۔ چنانچہ جنید نامی ایک شخص نے اسے قتل کیا۔ یہ فارس بڑا فتنہ پرور شخص تھا جو لوگوں کو فتنہ میں ڈالتا تھا اور انہیں بدعت کی طرف دعوت دیتا تھا۔ ایک بار وہ امام علی نقی علیہ السلام کے پاس سے نکلا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا: یہ فارس ہے جو میری طرف نسبت دے کر لوگوں کو فتنہ میں مبتلا کرتا ہے اور بدعت کی طرف لوگوں کو بلاتا ہے اس کا خون ھدر ہے۔ اور جو شخص اس کے وجود سے راحت پہنچائے تو میں اس کی جنت کا ضامن ہوں۔ (رجال کشی)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱ میں) باب الامر بالمعروف و نہی عن المنکر میں گزر چکی ہیں۔

باب ۷

محارب (راہزن) کا دفاع کرنا اور اس سے جنگ لڑنا جائز ہے اور جب اسے قتل کئے بغیر دفاع ممکن نہ ہو تو پھر اس کو قتل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود منصور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: چور خدا اور رسولؐ سے جنگ کرنے والا ہے لہٰذا اسے قتل کر دو۔ اور اس کی وجہ سے تمہیں جو تاوان ادا کرنا پڑے وہ میرے ذمہ ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب چور تمہارے گھر میں داخل ہو اور تمہارے اہل و عیال اور مال کو نقصان پہنچانا چاہے تو تم جلدی کرو اور اسے مارو۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود ابوایوب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص کسی مؤمن کے گھر میں اس سے لڑنے کے لئے داخل ہو تو اس کا خون اس حال میں مؤمن کے لئے مباح ہے اور وہ میری گردن میں ہے۔ (المجالس والاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱) باب الجہاد (نمبر ۴۷ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد باب الدفاع میں آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

مرتد کی حد کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل دس (۱۰) باب ہیں)

باب ۱

مرتدِ فطری [۱] کا قتل کرنا ہراس شخص کے لئے جائز ہے جو اس سے کلمۂ کفر سنے اور اس کے چند احکام کا بیان۔

(اس باب کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا جو کسی نبی مرسلؐ کی نبوت کو جھٹلائے تو اس کا خون مباح ہے۔ راوی نے عرض کیا کہ جو شخص آپ ائمہ اہل بیتؑ میں سے کسی امام کا انکار کرے تو؟ فرمایا: جو خدا کے مقرر کردہ امام کا انکار کرے اور ان سے اور ان کے دین سے بیزاری کا اظہار کرے وہ بھی مرتد ہے۔ کیونکہ امام ہے تو اللہ کی طرف سے ہے اور اس کا دین ہے تو اللہ کا دین اور جو خدا کے دین سے برأت کرے وہ کافر ہے اور اس کا خون اس حال میں مباح ہے۔ مگر یہ کہ اپنی روش سے رجوع کرلے اور توبہ تائب ہو جائے۔ فرمایا: اور جو شخص غفلت میں کسی مؤمن کو قتل کرنا چاہے اور اس کے مال کو لوٹنا چاہے تو اس کا خون اس حال میں مؤمن کے لئے مباح ہے۔ (الفقیہ)

۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مرتد کے بارے میں پوچھا؟ فرمایا: جو شخص اسلام سے روگردانی کرے اور جو اسلام لانے کے بعد اس دین کا انکار کرے جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل کیا گیا ہے تو اس کی کوئی توبہ قبول نہیں ہے۔

---

[۱] جو شخص دین اسلام سے برگشتہ ہو جائے جسے مرتد کہا جاتا ہے اس کی دو قسمیں ہیں: (۱) **مرتد فطری**:۔ جس کا نطفہ اسلام پر منعقد ہوا اور مسلمان پیدا ہوا اور بلوغت کے بعد مرتد ہو جائے۔ (۲) **مرتد ملی**:۔ جو کفر پر پیدا ہوا ہو اور بلوغت کے بعد اسلام لے آئے اور بعد ازاں مرتد ہو جائے۔ بہرکیف مرتد فطری واجب القتل ہے اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی۔ اور مرتد ملی سے توبہ کرائی جائے گی اگر توبہ کرلے تو فبہا ورنہ اسے قتل کردیا جائے گا۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

اور اس کو قتل کرنا واجب ہے اور اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہو جائے گی۔ اور اس کا مال اس کی اولاد میں تقسیم کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ایک (پیدائشی) مسلمان تھا جو نصرانی بن گیا تو؟ فرمایا: اسے قتل کر دیا جائے گا اور اس سے توبہ نہیں کرائی جائے گی۔ پھر پوچھا کہ ایک نصرانی تھا جو اسلام لے آیا۔ اور پھر مرتد ہو گیا تو؟ فرمایا: اس سے توبہ کرائی جائے گی پس اگر اس نے توبہ کر لی تو فبہا ورنہ قتل کر دیا جائے گا۔ (ایضاً)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن سعید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ایک شخص کا خط بنام حضرت امام رضا علیہ السلام اور آپ کا جواب پڑھا۔ امامؑ سے پوچھا گیا کہ ایک شخص کی ولادت اسلام پر ہوئی ہے اور بعد میں کافر و مشرک ہو جاتا ہے اور اسلام سے خارج ہو جاتا ہے تو آیا اس سے توبہ کرائی جائے گی یا اسے قتل کیا جائے گا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (التہذیب)

۵۔ نیز باسناد خود ابان سے اور وہ ایک اور شخص سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے سوال کرتے ہیں کہ آیا جو شخص مسلمان اولاد اور مال چھوڑ کر اور اسلام سے مرتد ہو کر مر جاتا ہے تو؟ فرمایا: اس کا مال اس کی مسلمان اولاد کا مال ہے۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے کتاب الطلاق (ج ۱۰ باب ۳۰ و ۳۵ از طلاق اور جلد ۱۶ باب ۶ از موانع ارث میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۳ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۲

جس بچہ کے والدین میں سے ایک مسلمان ہو اور بالغ ہونے کے بعد کفر و شرک کو اختیار کرے اسے اسلام پر باقی رہنے پر مجبور کیا جائے پس اگر قبول کر لیا تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرارہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس بچے کے بارے میں جو کفر و شرک کو قبول کر لے اور وہ اپنے والدین کے درمیان موجود ہو؟ فرمایا: اس کو نہیں چھوڑا جائے گا (بلکہ اسلام پر مجبور کیا جائے گا) جبکہ اس کے والدین میں سے ایک نصرانی ہو۔ (یعنی ماں نصرانیہ ہو اور باپ مسلمان ہو)۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود ابان بن عثمان سے اور وہ بعض اصحاب سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ ایک بچہ جس کے والدین میں سے ایک مسلمان ہے یا دونوں مسلمان ہیں مگر وہ جب جوان ہوتا ہے تو نصرانیت کو اختیار کرتا ہے تو؟ امام علیہ السلام نے فرمایا: اسے آزاد نہیں چھوڑا جائے گا۔ اور اسے اسلام پر قائم رہنے پر مارا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

باب ۳

جو مرتد ملّی ہے اس سے تین دن تک توبہ کرائی جائے گی پس اگر اس نے توبہ کر لی تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور اس صورت کا حکم کہ جب توبہ کے بعد پھر مرتد ہو جائے۔

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے تین مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود علی بن جعفر سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے اپنے بھائی حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا: ایک نصرانی تھا جو اسلام لے آیا اور پھر مرتد ہو گیا تو؟ فرمایا: اس سے توبہ کرائی جائے گی پس اگر اس نے توبہ کر لی تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود جابر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں بنی ثعلبہ کا ایک شخص لایا گیا۔ جو پہلے اسلام لایا پھر نصرانی بن گیا۔ اور گواہوں نے اس کے مرتد ہونے کی گواہی دی! حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے پوچھا کہ یہ گواہ کیا کہتے ہیں؟ اس نے کہا کہ وہ سچ کہتے ہیں۔ اور میں پھر اسلام کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا: اگر تو گواہوں کو جھٹلاتا تو میں تیری گردن اڑا دیتا۔ لیکن اب تیری توبہ قبول کرتا ہوں۔ مگر خبردار! پھر مرتد نہ ہونا ورنہ اس کے بعد میں تیرا پھر واپس آنا قبول نہیں کروں گا (بلکہ تجھے قتل کر دوں گا)۔ (الفروع، التہذیب)

۳۔ نیز باسناد خود مسمع بن عبدالملک سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کا ارشاد ہے کہ جو اسلام سے مرتد ہو جائے اس کی بیوی اس سے علیحدہ ہو جاتی ہے اور عدتِ وفات گزار کر عقد ثانی کر سکتی ہے)...... اور اس کے ہاتھ کا ذبیحہ نہیں کھایا جا سکتا (کیونکہ ذابح میں اسلام شرط ہے) اور تین دن تک اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ پس اگر توبہ کر لی تو فبہا ورنہ چوتھے دن اسے قتل کر دیا جائے گا۔

(کتب اربعہ)

۴۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام فرماتے ہیں کہ باپ (اگر مسلمان ہو) تو وہ اولاد کو اسلام کی طرف کھینچتا ہے۔ پس اس کی اولاد میں سے جو بالغ ہو جائے اسے اسلام کی دعوت دی جائے گی پس اگر انکار کیا تو اسے قتل کر دیا جائے گا لیکن اگر اولاد اسلام لے آئے تو وہ والدین کو اسلام کی طرف نہیں کھینچ

سکتی اور نہ ہی ان کے درمیان کوئی وراثت ہوگی۔ (الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں: حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے ان احادیث کو مرتد ملی پر محمول کیا ہے اور اکثر حدیثوں سے یہی بات ظاہر ہوتی ہے۔

باب ۴

اگر عورت اسلام سے مرتد ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ اسے قید کیا جائے گا، اسے مارا جائے گا اور خورد و نوش میں تنگی کی جائے گی (تاکہ تائب ہو جائے)۔

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی چار کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس عورت کے بارے میں جو اسلام سے مرتد ہو جائے۔ فرمایا: اسے قتل نہیں کیا جائے گا، اس سے سخت کام لیا جائے گا اور کھانے پینے میں تنگی کی جائے گی یعنی صرف اس قدر دیا جائے گا کہ اس کی جان بچ جائے۔ اور اسے درشت کپڑے پہنائے جائیں گے اور نماز نہ پڑھنے پر اسے پیٹا جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی عورت اسلام سے منحرف ہو جائے تو اسے قتل نہیں کیا جائے گا بلکہ حبس دوام میں رکھا جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود حریز سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حبس دوام میں نہیں رکھا جائے گا مگر تین قسم کے آدمیوں کو (۱) جو موت کا مستحق ہو، (۲) وہ عورت جو اسلام سے مرتد ہو جائے، (۳) وہ چور جو ہاتھ پاؤں کٹوانے کے بعد بھی چوری کرے۔ (کتب اربعہ)

۴۔ باسناد خود ابن محبوب سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے مرتد کے بارے میں فرمایا کہ اس سے توبہ کرائی جائے گی۔ پس اگر اس نے توبہ کر لی تو فبہا ورنہ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ اور جب کوئی عورت اسلام سے برگشتہ ہو جائے تو اس سے توبہ کرنے کو کہا جائے گا۔ پس اگر وہ توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اسے حبس دوام میں رکھا جائے گا اور جیل میں اس پر تنگی کی جائے گی۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

باب ۵
زندیق، منافق اور ناصبی کا حکم؟

(اس باب میں کل چھ حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مسمع سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک بار حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں ایک زندیق (بے دین شخص) کو لایا گیا۔ اور آپ نے اس کا سر گردن کے اوپر سے اڑا دیا۔ عرض کیا گیا کہ اس کے پاس بہت سامال تھا۔ وہ کسے ملے گا؟ فرمایا: وہ اس کی اولاد، اس کے وارثوں اور اس کی بیوی کے لئے ہے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ اسی سلسلۂ سند سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کا دستور یہ تھا کہ جب دو پسندیدہ عادل گواہ کسی شخص کے زندیق ہونے کی گواہی دیتے تھے تو آپ ان کی گواہی کو نافذ قرار دیتے تھے۔ اور اگر ایک ہزار آدمی اس کی برأت کی گواہی دیتے تو ان کی گواہی کو باطل قرار دیتے تھے اور فرماتے تھے کہ زندیق ایک پوشیدہ چیز ہے (جس پر ہر شخص مطلع نہیں ہوتا)۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود زرارہ سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرماتے ہیں کہ اگر میں اس بات کو ناپسند نہ کرتا کہ کچھ لوگ یہ نہ کہنے لگ جائیں کہ حضرت محمدؐ کچھ لوگوں کی مدد سے جب بھی کسی دشمن کو گرفتار کر لیتے ہیں تو (اس پر نفاق وغیرہ کا الزام لگا کر) اسے قتل کر دیتے ہیں تو میں بہت سے لوگوں کی گردنیں اڑا دیتا۔ (روضۂ کافی)

۴۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود عثمان بن عیسیٰ سے اور وہ مرفوعاً روایت کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام کے ایک عامل (گورنر) نے آپ کو لکھا کہ میں کچھ (نام نہاد) مسلمانوں کو زندیق اور کچھ عیسائیوں کو زندیق (بے دین) سمجھتا ہوں تو؟ آپ نے اسے جواب میں لکھا کہ مسلمانوں میں سے جو دین فطرت (اسلام) پر پیدا ہوا ہے اور پھر زندیق (مرتد) ہوگیا ہے اس کی گردن اڑا دو۔ اور اس سے توبہ نہ کراؤ (کیونکہ مرتد فطری واجب القتل ہے)۔ اور جو فطرت اسلامی پر پیدا نہیں ہوا (بلکہ نو مسلم تھا اور پھر زندیق ہوگیا) تو اس سے توبہ کراؤ۔ پس اگر توبہ کر لے تو فبہا ورنہ اس کی گردن اڑا دو۔ اور جہاں تک نصرانیوں کے زندیقوں کا تعلق ہے۔ تو جس دین پر نصرانی قائم ہیں وہ تو زندقہ سے بھی بدتر ہے (تو جب ان کو کچھ نہیں کہتے تو ان کے زندیقوں کو بھی کچھ نہ کہو)۔ (التہذیب، الفقیہ)

۵۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود فضل بن شاذان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام علی

رضا علیہ السلام نے مامون عباسی کے نام اپنے مکتوب میں لکھا کہ دار التقیہ میں کسی ناصبی اور کافر کو قتل کرنا جائز نہیں ہے۔ سوائے قاتل کے یا فتنہ وفساد کی سعی کرنے والے کے۔ اور یہ بھی اس وقت ہے کہ جب تمہیں اپنی جان یا اپنے اصحاب واحباب کی جان کا خطرہ نہ ہو۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے (باب ۴ از ابواب محارب میں) ناصبی کے حکم پر دلالت کرنے والی بعض حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۶
غالیوں اور قدریوں کا حکم؟

(اس باب میں کل سات حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی پانچ کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی بارگاہ میں چند لوگ حاضر ہوئے اور **السلام علیك یا ربّنا** (اے ہمارے پروردگار آپ پر سلام) کہہ کر سلام کیا اور آپؑ نے ان کو توبہ کرنے کا حکم دیا! مگر انہوں نے توبہ نہ کی۔ تو آپؑ نے ایک گڑھا کھدوایا اور اس میں آگ روشن کرائی۔ اور اس کی دوسری جانب ایک اور گڑھا کھدوایا اور ان کے درمیان بڑا سا سوراخ رکھوایا۔ پھر ان کو اس خالی گڑھے میں پھینک دیا اور دوسرے میں مزید آگ روشن کرائی یہاں تک کہ شدتِ تپش سے وہ دم توڑ گئے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار)

۲۔ نیز باسناد خود کردین وغیرہ سے اور وہ حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب حضرت امیرؑ جنگ بصرہ (جنگ جمل) سے فارغ ہوئے تو آپؑ کی خدمت میں سیاہ فام جٹ قوم کے کچھ لوگ حاضر ہوئے اور اپنی خاص زبان میں آپؑ پر سلام وکلام کیا۔ اور آپؑ نے بھی انہی کی زبان میں ان کو جواب دیا۔ اور پھر فرمایا: میں وہ (خدا) نہیں ہوں جس طرح تم کہتے ہو۔ بلکہ میں خدا کا بندہ اور اس کی مخلوق ہوں۔ مگر انہوں نے امامؑ کا یہ کلام ماننے سے انکار کر دیا اور کہا کہ آپ وہی (خدا) ہیں۔ آپؑ نے (قہر آلود لب ولہجہ میں) ان سے فرمایا کہ اگر تم اپنے نظریہ سے باز نہ آئے تو تمہیں قتل کر دوں گا۔ مگر انہوں نے توبہ کرنے اور اپنے باطل نظریہ سے باز آنے سے صاف انکار کر دیا۔ آپؑ نے حکم دیا کہ ان کیلئے چند کنویں کھودے جائیں۔ چنانچہ کنویں کھودے گئے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کی طرف سوراخ رکھے گئے۔ پھر ان کو ان میں پھینکوا دیا۔ اور ان کے مونہہ بند کرا دیئے۔ بعد ازاں ایک کنویں میں آگ روشن کی گئی جس میں کوئی آدمی نہیں تھا پس ان کنوؤں میں دھواں بھر گیا تو وہ سب (دم گھٹنے سے) ہلاک ہو گئے۔ (الفروع، الفقیہ، رجال کشی، امالی)

۳۔ جناب حسن بن سلیمانؒ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ کی خدمت میں ایک مجاہد حاضر ہوا اور آپؑ سے پوچھا کہ آپؑ قدریہ کے بارے میں کیا کرتے ہیں؟ (جو یہ کہتے ہیں کہ دنیا میں جو نیک یا بد کام ہوتا ہے وہ خدا کی قضا و قدر سے ہوتا ہے)۔ جناب امیر علیہ السلام نے اس سے فرمایا: تیرے ہمراہ ان کا کوئی آدمی ہے؟ یا اس مکان میں ان کا کوئی آدمی ہے؟ اس نے پوچھا کہ آپؑ ان کے ساتھ کیا سلوک کریں گے؟ فرمایا: پہلے ان کو توبہ کرنے کے بارے میں کہوں گا۔ پس اگر انہوں نے توبہ کر لی تو فبہا ورنہ میں ان کو قتل کر دوں گا۔ (مختصر البصائر)

۴۔ جناب کشی اپنے رجال میں باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ اپنے والد ماجد سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ عبداللہ بن سبا کا دعویٰ تھا کہ حضرت امام علی علیہ السلام خدا ہیں اور وہ ان کا نبی ہے۔ فرمایا: جب حضرت امیر علیہ السلام کو اس کی اطلاع ملی تو آپؑ نے اسے بلوا بھیجا۔ اور اس سے پوچھا کہ میں نے تمہارے بارے میں یہ بات سنی ہے؟ اس نے اقرار کیا کہ ہاں میں یہ کہتا ہوں کہ آپ وہی (خدا) ہیں۔ اور یہ بات میرے دل میں ڈالی گئی ہے کہ آپ خدا ہیں اور میں نبی ہوں۔ آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تیرے حال پر! شیطان نے تم سے مسخری کی ہے! اس نظریہ سے باز آجا اور توبہ کر۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے! مگر اس نے انکار کر دیا۔ اور آپؑ نے اسے جیل بھیج دیا اور برابر تین دن تک اس سے توبہ کراتے رہے مگر اس نے توبہ نہ کی تو (چوتھے دن) آپ نے اسے جیل سے باہر نکال کر آگ میں جلا دیا (اور اس کا نام و نشان مٹا دیا)۔ (رجال کشی)

۵۔ جناب کشی باسناد خود سہل بن زیاد سے اور وہ ایک حدیث کے ضمن میں بیان کرتے ہیں کہ ہمارے اصحاب میں حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں غالیوں کے بارے میں خط لکھا اور آپؑ نے جواب میں لکھا کہ اگر خلوت میں ان سے کوئی ملے تو پتھر مار کر اس کا سر پھوڑ دے۔ (رجال کشی)

باب ۷

اس شخص کا حکم جو پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے یا اپنی جھوٹی نبوت کا دعویٰ کرے؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ سے پوچھا گیا کہ جو شخص حضرت پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گالی دے؟ فرمایا: امام تک یہ بات پہنچنے سے پہلے جو شخص اس کے نزدیک ہے وہ اسے قتل کر دے۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر یحییٰ بن ابوالقاسم سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایہا الناس! میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔ اور میری سنت کے بعد کوئی سنت نہیں ہے۔ جو اس کا دعویٰ کرے تو اس کا دعویٰ اور اس کی بات جہنم میں جائے گی۔ اسے قتل کردو۔ اور جو اس کی پیروی کرے گا وہ بھی جہنم میں جائے گا۔ ایہا الناس! قصاص کو زندہ کرو۔ حق کو حقدار کے لئے زندہ کرو۔ اور آپس میں افتراق پیدا نہ کرو۔ اسلام لاؤ، سلام کرو اور سلامت رہو۔ اللہ نے یہ فیصلہ لکھ دیا ہے کہ میں اور میرے رسولؐ ہی غالب رہیں گے بے شک اللہ طاقتور، غالب ہے۔ (الفقیہ)

۳۔ نیز باسناد خود علی بن حسن بن علی بن فضال سے اور وہ اپنے والد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: شریعت محمدیہ قیامت تک منسوخ نہیں ہوگی۔ اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد کوئی نبی نہیں ہے پس جو شخص نبوت کا دعویٰ کرے یا (قرآن کے بعد) کوئی کتاب لائے تو اس کا خون ہر اس شخص کے لئے مباح ہے جو اس سے یہ دعویٰ سنے۔ (عیون الاخبار)

مؤلف علام فرماتے ہیں: اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (حدود محارب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۸

مرتد آدمی جب چوری کرے تو پہلے اس کا ہاتھ کاٹا جائے اور پھر قتل کیا جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوعبیدہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب کوئی غلام اپنے آقاؤں سے بھاگ جائے (اور چوری کرے تو) اس کا اس حالت میں ہاتھ نہیں کاٹا جائے گا۔ کیونکہ وہ اسلام سے برگشتہ ہے، بلکہ اس سے کہا جائے گا کہ اپنے آقاؤں کی طرف لوٹ جائے اور اسلام میں داخل ہو جائے۔ پس اگر وہ واپس لوٹنے سے انکار کردے تو پھر پہلے چوری میں اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور پھر (ارتداد کی وجہ سے) قتل کر دیا جائے گا، اور مرتد آدمی جب چوری کرے تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۹

اس شخص کا حکم جو بت کے لئے نماز پڑھے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود فضیل بن یسار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت

کرتے ہیں فرمایا: کوفہ میں دو مسلمان آدمی رہتے تھے۔ ایک شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اس نے گواہی دی کہ اس نے انہیں بت کے لئے نماز پڑھتے دیکھا ہے۔ آپؑ نے فرمایا: افسوس ہے تجھ پر! شاید تجھے اشتباہ ہوا ہے! آپؑ نے (تحقیق کی خاطر) ایک آدمی بھیجا کہ (دیکھے وہ کیا کر رہے ہیں) اس نے دیکھا کہ وہ بت کو سامنے رکھ کر اس کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ چنانچہ ان کو بلوایا گیا۔ اور آپؑ نے ان سے فرمایا کہ اس سے باز آجاؤ (توبہ کرلو) مگر انہوں نے انکار کر دیا۔ لہٰذا آپؑ نے ان کے لئے زمین میں ایک گڑھا کھدوایا پھر اس میں آگ روشن کرائی۔ پس ان دونوں کو اس میں پھینک دیا (جس سے وہ واصل جہنم ہوگئے)۔ (التہذیب، الفقیہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس کے بعد (آئندہ باب میں) اس قسم کی کچھ حدیثیں آئینگی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۰

ان چند چیزوں کا بیان جن کی وجہ سے کفر و ارتداد ثابت ہوتا ہے۔

(اس باب میں کل ستاون حدیثیں ہیں جن میں سے ستائیس مکررات کو چھوڑ کر باقی پچیس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود یاسر خادم الرضا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ جو شخص خدا کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے (کہ خدا فلاں شئ جیسا ہے) وہ مشرک ہے۔ اور جو خدا کی طرف اس چیز کی نسبت دے جس سے خدا نے منع کیا ہے (جیسے جسم و مکان وغیرہ) وہ کافر ہے۔ (عیون الاخبار)

۲۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ایک بار میں حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو دیکھا کہ آپؑ کا بیٹا علی (رضا) آپ کی گود میں ہے اور آپؑ اسے پیار کر رہے ہیں۔ اسے بوسے دے رہے ہیں، اس کی زبان چوس رہے ہیں۔ اور اسے اپنے کاندھے پر بٹھاتے ہیں اور فرماتے جاتے ہیں میرے باپ تم پر قربان تیری خوشبو کتنی اچھی ہے، تیرا خلق کتنا پاکیزہ ہے اور تیرا فضل و کمال کس قدر واضح ہے .... (یہاں تک کہ فرمایا) میں نے عرض کیا: آپ کے بعد یہی صاحب الامر ہے؟ فرمایا: ہاں جو ان کی اطاعت کرے گا وہ ہدایت پا جائے گا اور جو اس کی نافرمانی کرے گا وہ کافر بن جائے گا۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود عبدالسلام بن عمر شامی حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص اللہ تعالیٰ کا چہرہ لوگوں کے چہروں کی طرح قرار دے وہ کافر ہے۔

(العیون، الامالی، الاحتجاج)

۴۔ نیز باسناد خود یزید بن عمر شامی سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ ہی ہمارے افعال کا فاعل ہے (جراً بندہ سے اچھے یا بُرے کام کراتا ہے) اور پھر ہمیں بُرے کاموں پر سزا دیتا ہے۔ وہ جبر کا قائل ہے اور جو یہ کہتا ہے کہ خداوند عالم نے خلق و رزق (یعنی پیدا کرنے اور روزی دینے) کا معاملہ اپنے حجج (ائمہ اہل بیتؑ) کے سپرد کر دیا ہے وہ تفویض کا قائل ہے اور جبر کا قائل کافر ہے اور تفویض کا قائل مشرک ہے۔ (عیون الاخبار)

۵۔ نیز باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص تشبیہ (کہ اللہ اپنی مخلوق جیسا ہے) اور جبر کا قائل ہے وہ کافر و مشرک ہے اور ہم اس سے دنیا و آخرت میں بری و بیزار ہیں۔ (ایضاً)

۶۔ نیز باسناد خود حسن بن جہم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ مامون نے حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپؑ تناسخ کے قائل لوگوں کے بارے میں کیا فرماتے ہیں؟ فرمایا: جو تناسخ کا قائل ہے وہ خدائے عظیم کا منکر ہے اور جنت و جہنم کا جھٹلانے والا ہے۔ (ایضاً)

۷۔ نیز باسناد خود ابو مالک جہنی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ فرما رہے تھے کہ تین آدمی ایسے ہیں کہ جن کے ساتھ خدا قیامت کے دن نہ کلام کرے گا اور نہ ان پر نظر (کرم) فرمائے گا اور نہ ہی ان کو پاکیزہ کرے گا اور ان کے لئے دردناک عذاب ہوگا (۱) ایک وہ شخص جو اس امام کی امامت کا اقرار کرے جو منجانب اللہ امام نہیں ہے۔ (۲) دوسرا جو اس امام کا انکار کرے جو منجانب اللہ ہے۔ (۳) تیسرا جو یہ گمان کرے کہ ان دونوں کا اسلام میں کچھ حصہ ہے۔ (الخصال)

۸۔ نیز باسناد خود عباس بن یزید سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ یہ لوگ گمان کرتے ہیں کہ (لوگوں میں) شرک اس چیونٹی کی چال سے بھی زیادہ مخفی چلتا ہے جو اندھیری رات میں سیاہ رنگ کے پتھر پر چلتی ہے؟ فرمایا: کوئی آدمی اس وقت تک مشرک نہیں بنتا جب تک ان تین کاموں میں سے کوئی کام نہ کرے (۱) غیر اللہ کے لئے نماز پڑھے، (۲) یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرے، (۳) یا غیر اللہ سے دعا و پکار کرے۔ (ایضاً)

۹۔ نیز باسناد خود حریز بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: قضا و قدر کے بارے میں لوگوں کے تین طبقے ہیں (۱) ایک وہ ہے جو گمان کرتا ہے کہ خدا بندوں کو گناہ کرنے پر مجبور کرتا ہے وہ اللہ تعالیٰ کو اپنے احکام میں ظالم جانتا ہے وہ کافر ہے۔ (۲) دوسرا وہ جو گمان کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سارا

معاملہ لوگوں کے ہاتھ میں دے دیا (وہ جو چاہیں سو کریں اللہ تعالیٰ کا ان کے کاموں میں بالکل کچھ دخل رل نہیں ہے) یہ اللہ تعالیٰ کو اپنے سلطنت میں کمزور جانتا ہے لہٰذا یہ بھی کافر ہے۔ ((۳) تیسرا طبقہ وہ ہے جو امر بین الامرین کا قائل ہے جو مؤمن ہے)۔ (ایضاً)

۱۰۔ نیز باسناد خود ابوبصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو ہمیشہ شراب پیتا ہے وہ بت پرست کی مانند ہے اور جو دشمن آل محمدؑ ہے وہ اس سے بھی بدتر ہے۔ (عقاب الاعمال)

۱۱۔ نیز باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا: خداوند عالم نے حضرت امام علی علیہ السلام کو اپنے اور اپنے مخلوق کے درمیان نشانِ ہدایت قرار دیا ہے ان کے سوا اور کوئی نشان ہدایت نہیں ہے۔ پس جو ان کی پیروی کرے گا وہ مؤمن سمجھا جائے گا اور جو ان کا انکار کرے گا وہ کافر ہے اور جو شک کرے وہ مشرک ہوگا۔ (عقاب الاعمال، المحاسن)

۱۲۔ نیز باسناد خود محمد بن جعفرؑ اپنے والد (حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام باب ہدایت ہیں جو ان کی مخالفت کرے گا وہ کافر ہوگا، اور جو ان کا انکار کرے گا وہ جہنم میں جائے گا۔ (ایضاً)

۱۳۔ نیز باسناد خود محمد بن ابی عمیر سے اور وہ کئی اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا کو اس کی مخلوق کے ساتھ تشبیہ دے وہ مشرک ہے اور جو اس کی قدرت کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (کتاب التوحید)

۱۴۔ جناب احمد بن ابو عبداللہ برقیؒ باسناد خود عبداللہ بن سنان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جو شخص خدا اور رسولؐ کے بارے میں شک کرے وہ کافر ہے۔ (المحاسن)

۱۵۔ نیز باسناد خود حضرت امام محمد باقر، حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام موسیٰ کاظم علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ہماری محبت کا نام ایمان اور ہمارے بغض کا نام کفر ہے۔ (ایضاً)

۱۶۔ جناب علی بن محمد خزاز باسناد خود یحییٰ بن قاسم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے آباء و اجداد علیہم السلام کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ فرمایا: میرے بعد امام بارہ ہوں گے پہلے حضرت علی ہیں اور آخری قائم (آل محمدؐ) ہیں۔ (یہاں تک کہ فرمایا) جو ان کا اقرار کرے گا وہ مؤمن ہوگا اور جو ان کا انکار کرے گا وہ کافر ہوگا۔ (کفایۃ الاثر)

۱۷۔ نیز باسناد خود موسیٰ بن عبد ربہ سے اور وہ حضرت امام حسین علیہ السلام سے اور وہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ

وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو شخص یہ گمان کرتا ہے کہ وہ نبیؐ سے محبت کرتا ہے مگر (ان کے) وصی سے محبت نہیں کرتا وہ جھوٹا ہے۔ اور جو شخص دعویٰ کرتا ہے کہ وہ پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معرفت رکھتا ہے اور ان کے وصی کی معرفت نہیں رکھتا وہ کافر ہے۔ (ایضاً)

۱۸۔ جناب محمد بن ابراہیم نعمانی باسناد خود محمد بن ابوحمزہ ثمالی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ان حتمی امور میں سے جن میں کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہو سکتی ایک یہ بھی ہے کہ ہمارے قائم کا قیام ہے پس جو میری اس بات میں شک کرے تو وہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں اس طرح حاضر ہوگا کہ وہ کافر و منکر ہوگا۔ (کتاب غیبت نعمانی)

۱۹۔ نیز باسناد خود اسحاق بن یعقوب سے روایت کرتے ہیں ان کے مسائل کے جواب میں امام زمانہ علیہ السلام نے عمری کے توسط سے لکھا کہ جو شخص (غالی) یہ کہتا ہے کہ امام حسین علیہ السلام شہید نہیں ہوئے (یعنی آپؑ کی موت واقع نہیں ہوئی بلکہ جناب عیسیٰ علیہ السلام کی طرح آسمان پر اٹھا لئے گئے ہیں) تو یہ کفر ہے اور (حقائق کو) جھٹلاتا ہے اور گمراہی ہے اور تکذیب وضلالت ہے۔ (غیبت طوسیؒ)

۲۰۔ جناب سعید بن ہبۃ اللہ راوندیؒ باسناد خود احمد بن محمد بن مطہر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ ہمارے بعض اصحاب نے حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا کہ جو لوگ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام پر آ کر ٹھہر جاتے ہیں (اور ان کے بعد والے پانچ اماموں کو نہیں مانتے) ان کے بارے میں کیا حکم ہے؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا: ''اپنے چچا پر (جو انہی لوگوں میں سے تھا) رحمت کی دعا نہ کر۔ اور اس سے بیزاری ظاہر کر کہ میں بھی اس سے بیزار ہوں۔ نہ ان سے محبت کر۔ نہ ان کے بیماروں کی بیمار پرسی کرو اور نہ ان کے جنازوں میں شرکت کرو۔ اور نہ کبھی ان کے اوپر نماز (جنازہ) پڑھو (پھر لکھا کہ) جو شخص اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ امام کا انکار کرے یا خود ساختہ امام کو مانے تو وہ ایسا ہے جیسے کوئی کہے کہ خدا تین میں سے تیسرا ہے۔ اور ہمارے آخری کا منکر ہمارے پہلے کے منکر کی مانند ہے۔ (الخرائج والجرائح)

۲۱۔ جناب محمد بن عمر بن عبدالعزیز کشی اپنے رجال میں باسناد خود مرازم سے روایت کرتے ہیں کہ ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے مجھ سے فرمایا کہ غالیوں سے کہو کہ تم اللہ کی بارگاہ میں (اپنے باطل عقیدہ سے) توبہ کرو کیونکہ تم فاسق، کافر اور مشرک ہو۔ (رجال کشی)

۲۲۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوسلمہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے ایک حدیث کے ضمن میں فرمایا: جو ہماری معرفت رکھتا ہے وہ مؤمن ہے اور جو ہمارا انکار کرتا ہے وہ

کافر ہے اور جو نہ ہماری معرفت رکھتا ہے اور نہ انکار کرتا ہے وہ گمراہ ہے۔ (الکافی)

۲۳۔ نیز باسناد خود ہشام بن الحکم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اے ہشام! اللہ الہ سے مشتق ہے اور الہ مالوہ (معبود و مسجود اور مدبر الامر) کو چاہتا ہے اور اسم اور مسمّٰی دو الگ الگ حقیقتیں ہیں۔ پس جو اسم کی پرستش کرتا ہے نہ کہ معنی کی وہ کافر ہے اور کسی چیز کا بھی عابد نہیں ہے۔ اور جو اسم اور مسمّٰی دونوں کی عبادت کرتا ہے وہ مشرک ہے اور دو معبودوں کا پجاری ہے اور جو صرف معنٰی اور مسمّٰی کی عبادت کرتا ہے نہ کہ اسم کی تو یہ خالص توحید ہے۔ (ایضاً)

۲۴۔ نیز باسناد خود حارث بن المغیرہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مر جائے اور اپنے امام کی معرفت نہ رکھتا ہو اس کی موت جاہلیت کی موت ہوتی ہے اس جاہلیت کی موت سے کون سی موت مراد ہے؟ فرمایا: کفر، نفاق، اور گمراہی والی موت۔ (ایضاً)

۲۵۔ نیز باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں بائیں جانب بیٹھا تھا اور زرارہ دائیں جانب بیٹھے تھے کہ ابوبصیر داخل ہوا۔ اور (سلام کے بعد) عرض کیا: یا ابا عبداللہ! آپ اس شخص کے بارے میں کیا فرماتے ہیں جو خدا کے بارے میں شک کرے؟ فرمایا: وہ کافر ہے۔ عرض کیا: اور جو رسول کے بارے میں شک کرے؟ فرمایا: وہ بھی کافر ہے۔ پھر زرارہ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: کافر اس وقت ہوگا جب (کھلم کھلا) انکار کرے گا۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے مقدمۃ العبادات (باب ۲ میں) اور اکثر واجبات و محرمات کے ابواب میں گزر چکی ہیں۔

جانوروں سے بدفعلی کرنے، مُردوں سے منہ کالا کرنے اور مشت زنی کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل تین (۳) باب ہیں)

باب ۱
جو شخص کسی حیوان سے بدفعلی کرے اس کی تعزیر کا بیان اور اس کے چند احکام؟

(اس باب کل گیارہ حدیثیں ہیں جن میں سے پانچ مکررات کو چھوڑ کر باقی چھ کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود حسین بن خالد سے اور وہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام سے اور باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی جانور سے بدفعلی کرے فرمایا کہ اگر وہ جانور اس کا اپنا ہے تو اسے ذبح کیا جائے گا اور مرنے کے بعد آگ میں جلایا جائے گا اور اس سے کسی قسم کا کوئی فائدہ حاصل نہیں کیا جائے گا اور اس شخص کو زانی کی حد کا چوتھا حصہ یعنی پچیس کوڑے لگائے جائیں گے۔ اور اگر وہ جانور اس (بدبخت) کا اپنا نہیں ہے تو اس کی قیمت مقرر کی جائے جو اس شخص سے لی جائے گی اور پھر اس جانور کو ذبح کر کے جلایا جائے گا اور اس سے کوئی استفادہ نہیں کیا جائے گا۔ اور اس شخص کو پچیس کوڑے مارے جائیں گے۔ راوی نے عرض کیا کہ جانور کا کیا قصور ہے؟ (کہ اسے ذبح کر کے جلایا جائے گا؟) فرمایا: اس کا کوئی قصور نہیں ہے لیکن حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا کیا ہے اور اسی کا حکم دیا ہے تا کہ لوگ جانوروں کے ساتھ ایسا کرنے کی جرأت نہ کرسکیں اور ان کی نسل قطع نہ ہو جائے (اور چونکہ اس حلال جانور کا گوشت و پوست اور دودھ اور آئندہ نسل بھی حرام ہو جاتی ہے۔ اس لئے اسے ذبح کر کے جلانے کا حکم دیا گیا تا کہ اس کا سدِّ باب ہو جائے)۔ (التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ نیز باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایک آدمی کسی جانور جیسے بکری، اونٹنی یا گائے سے بدفعلی کرتا ہے تو؟ فرمایا: اس کو کوڑے مارے جائیں گے مگر زانی والے نہ (بلکہ کم یعنی ۲۵ کوڑے) پھر اس کو اپنے شہر سے کسی اور شہر کی طرف دیس نکالا دیا جائے گا۔ اور اس جانور کا گوشت اور دودھ حرام ہے۔ (ایضاً)

۳۔ نیز باسناد خود سدیر سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی جانور سے بدفعلی کرے فرمایا: اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔ اور اسے اس جانور کی قیمت ادا کرنا

پڑے گی۔ کیونکہ اس نے اس کو ناقابل استعمال بنایا ہے اور اگر وہ جانور حلال گوشت ہے تو اسے ذبح کر کے جلا دیا جائے گا اور اگر سواری کا جانور ہے تو وہ اس کی قیمت ادا کرے گا۔ اور اس پر تعزیر بھی لگائی جائے گی۔ اور اس جانور کو دیارِ غیر میں جا کر فروخت کرے گا۔ تاکہ اس کا مالک اسے عاریۃً نہ لے سکے۔

(التہذیب، الاستبصار، الفقیہ، الفروع، المقنع، العلل)

۴۔ نیز باسناد خود فضیل بن یسار اور ربعی بن عبداللہ سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جو کسی جانور سے بدفعلی کرے۔ فرمایا: اس پر (زنا والی) حد جاری نہیں کی جائے گی بلکہ اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔ (التہذیب، الاستبصار)

۵۔ کئی احادیث میں جیسے بروایت جمیل بن دراج حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور بروایت سلیمان بن ہلال انہی حضرتؑ سے اور بروایت ابی فروہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے یوں مروی ہے کہ اس پر زانی والی حد جاری کی جائے گی، اور اسے قتل کر دیا جائے گا۔ جن کی حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ نے دو تاویلیں کی ہیں: ایک یہ ہے کہ تعزیر اس کو لگائی جائے جو آلہ داخل نہ کرے اور جو داخل کرے اس پر زانی والی حد جاری کی جائے گی۔ دوسری یہ کڑی سزا (سوکوڑے یا قتل) اس شخص کے لئے ہے جو بار بار اس فعل بد کا تکرار کرے اور جو صرف ایک بار ایسا کرے اس پر صرف تعزیر لگائی جائے گی۔ واللہ العالم۔ (التہذیب، الاستبصار)

۶۔ جناب عبداللہ بن جعفر حمیری باسناد خود حسین بن علوان سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا کہ جو شخص کسی جانور سے بدفعلی کرے نہ اسے سنگسار کیا جائے گا اور نہ (زانی والی) حد (سوکوڑے) جاری کی جائے گی۔ بلکہ اسے دردناک سزا دی جائے گی (یعنی اسے تعزیر لگائی جائے گی)۔ (قرب الاسناد)

باب ۲

جو کسی مردہ عورت سے زنا کرے یا مردہ آدمی سے لواطت کرے تو اس پر زنا اور لواطت والی حد جاری کی جائے گی۔

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن محمد جعفی سے اور وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے اس شخص کے بارے میں جس نے ایک عورت کی قبر کھودی اور اس کا کفن اتارا اور پھر اس سے زنا کیا۔ فرمایا: میت کا احترام زندہ کی مانند ہے۔ پہلے نبشِ قبر کرنے اور کفن چرانے کی وجہ سے اس کا ہاتھ کاٹا جائے گا اور پھر اس پر زنا کی حد جاری کی جائے گی۔ یعنی اگر محصن ہوا تو اسے سنگسار کیا جائے گا اور اگر محصن نہ ہوا

تو پھر اسے سو کوڑے لگائے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب، الاستبصار، الفقیہ)

۲۔ نیز باسناد خود ابن ابی عمیر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ اس شخص کے بارے میں جس نے مردہ عورت سے زنا کیا؟ فرمایا: اس کا وزر و وبال زندہ عورت سے زنا کرنے سے زیادہ سخت ہے۔ (التہذیب، الاستبصار)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ قبل ازیں حد سرقہ میں اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں۔

باب ۳

جو شخص مشت زنی کرے اس کو تعزیر لگائی جائے گی۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود طلحہ بن زید سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں ایک ایسا شخص لایا گیا جس نے مشت زنی کی تھی تو آپ نے اس کے ہاتھ پر اس قدر کوڑے مارے کہ ہاتھ سرخ ہوگیا اور پھر بیت المال سے اس کی شادی کرادی۔

(التہذیب، الاستبصار، الفروع)

۲۔ جناب احمد بن محمد بن عیسیٰؒ اپنے نوادر میں اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مشت زنی کیسی ہے؟ فرمایا: یہ بہت بڑا گناہ ہے جس سے خدا نے منع کیا ہے اور ایسا شخص اپنی ذات کے ساتھ بدفعلی کرنے والے کی مانند ہے۔ اور اگر مجھے کسی بندہ کے بارے میں یہ علم ہو جائے کہ وہ ایسا کرتا ہے تو میں اس کے ہمراہ کھانا نہیں کھاؤں گا۔ سائل نے عرض کیا: فرزند رسولؐ! میرے لئے یہ بات واضح کریں کہ خدائے تعالیٰ نے قرآن میں اس کی کہاں ممانعت کی ہے؟ فرمایا: اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ﴿فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْعَادُوْنَ﴾ (جو حلال بیویوں اور کنیزوں کو چھوڑ کر اس کے علاوہ کچھ چاہیں وہ حدودِ خداوندی سے تجاوز کرنے والے ہیں) فرمایا: یہ ''اس کے علاوہ'' میں داخل ہے۔ سائل نے کہا کہ زنا اور مشت زنی میں سے بڑا گناہ کون سا ہے؟ فرمایا: وہ ایک بہت بڑا گناہ ہے بے شک بعض گناہ بعض سے کم تر ہوتے ہیں لیکن تمام گناہ بڑے ہیں کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہیں اور خدا بندوں کی نافرمانی کو پسند نہیں کرتا اور اللہ تعالیٰ نے ہمیں اس سے روکا ہے کیونکہ یہ شیطانی عمل ہے۔ اور خدا فرماتا ہے کہ ﴿لَا تَعْبُدُوا الشَّيْطَانَ. اِنَّ الشَّيْطَانَ لَكُمْ عَدُوٌّ فَاتَّخِذُوْهُ عَدُوًّا اِنَّمَا يَدْعُوْا حِزْبَهٗ لِيَكُوْنُوْا مِنْ اَصْحَابِ السَّعِيْرِ﴾ (شیطان کی پرستش نہ کرو۔ کیونکہ شیطان تمہارا دشمن ہے پس اس کو دشمن ہی سمجھو وہ اپنے گروہ کو دعوت دیتا ہے کہ وہ جہنمی بنیں)۔ (نوادر احمد بن محمد بن عیسیٰؒ)

﴿ بقیہ حدود وتعزیرات کے ابواب ﴾

(اس سلسلہ میں کل پندرہ (۱۵) باب ہیں)

باب ۱
جادوگر کی حد قتل ہے۔

(اس باب کل تین حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ پیش خدمت ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: مسلمانوں میں سے جو جادو کرے اسے قتل کیا جائے گا اور جو کافروں میں سے جادو کرے اسے قتل نہیں کیا جائے گا۔ عرض کیا گیا: یا رسول اللہؐ! جو کافروں میں سے جادوگر ہوگا اسے کیوں قتل نہیں کیا جائے گا؟ فرمایا: کفر تو جادو سے بھی بڑا جرم ہے (تو جب اسے برداشت کیا جا رہا ہے تو اس سے کمتر جرم بھی برداشت کیا جائے گا) اور جادو و شرک دونوں باہم ملے ہوئے ہیں۔

(الفروع، الفقیہ، التہذیب، العلل)

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ فرماتے ہیں کہ مروی ہے کہ جادوگر کی توبہ یہ ہے کہ اپنا کیا ہوا جادو کھولے اور پھر نہ کرے۔ (العلل)

۳۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود زید شحام سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جادوگر کے سر پر تلوار کا ایک ہی بھرپور وار کیا جائے گا (جس سے اس کا کام تمام ہو جائے گا)۔

(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۲ باب ۲۵ و ۲۶ از) تجارت میں گزر چکی ہیں۔

باب ۲
اس شخص کی تعزیر کا بیان جو وجہ اللہ کے نام پر سوال کرے؟

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسنادِ خود ابن ابی یعفور سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے

ہیں فرمایا: ایک شخص حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا: یا رسول اللہ! میں نے ایک آدمی سے وجہ اللہ (اللہ کے چہرہ کے نام) پر سوال کیا۔ تو اس نے مجھے پانچ کوڑے مارے ہیں؟ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسے مزید کوڑے مارے اور فرمایا: اپنے کمینہ چہرہ کے نام پر سوال کر۔
(الفروع، التہذیب)

باب ۳

جادوگر کا جادو دو عادل گواہوں کی گواہی سے ثابت ہوتا ہے۔
اور اس کا پڑھنا حرام ہے اور اس سے توبہ کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود زید بن علیؑ سے اور وہ اپنے اب وجد کے سلسلۂ سند سے حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرتؐ سے پوچھا گیا کہ جادوگر کا جادو کس طرح ثابت ہوتا ہے؟ فرمایا: جب دو عادل گواہ اس کی گواہی دیں تو اس سے اس کا خون مباح ہو جاتا ہے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امام علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص کچھ جادو سیکھے تو وہ اس کا اپنے پروردگار سے آخری رابطہ ہوتا ہے (جو اس کے بعد قطع ہو جاتا ہے) اور اس کی حد قتل ہے مگر یہ کہ توبہ کر لے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (یہاں باب ۱ میں) اور ج ۱۲ باب ۲۵ و ۲۶ از تجارت اور شہادات میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۴

قصہ گو کی حد یہ ہے کہ اسے مارا پیٹا جائے اور مسجد سے نکال دیا جائے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہشام بن سالم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام نے دیکھا کہ ایک قصہ گو مسجد میں قصہ گوئی کر رہا ہے۔ آپؑ نے اسے کوڑا مارا اور مسجد سے نکال دیا۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۵

اس شخص کا تذکرہ جس کا قید کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبد الرحمن بن الحجاج سے اور وہ مرفوعاً حضرت امیر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ صرف تین وجوہ کی بنا پر قید کرتے تھے: (۱) جو یتیم کا مال کھاتا تھا۔ (۲) جو یتیم کا مال غصب کرتا تھا۔ (۳) جو امانت کو خورد برد کرتا تھا۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں (جیسے باب ۵ از حد سرقہ و باب ۴ از حد مرتد وغیرہ میں) گزر چکی ہیں جو اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ اور بعض وجوہ پر بھی آدمی کو قید کیا جا سکتا ہے لہٰذا یہ حصر اضافی ہے حقیقی نہیں ہے۔

باب ۶

جو شخص مسجد الحرام میں پیشاب و پاخانہ کرے اسے سخت مارا پیٹا جائے گا اور جو خانۂ کعبہ کے اندر ایسا کرے اسے حرم سے باہر نکال کر قتل کر دیا جائے گا۔

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن میں سے دو مکررات کو قلمزد کر کے باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوالصباح کنانی سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ ایمان افضل ہے یا اسلام؟ (یہاں تک کہ فرمایا) ایمان افضل ہے۔ راوی کا بیان ہے کہ اس بات نے مجھے قدرے رنج پہنچایا۔ امام علیہ السلام نے (یہ بات بھانپ کر) فرمایا: تم اس بارے میں کیا کہتے ہو کہ اگر کوئی شخص عمداً مسجد الحرام میں پیشاب و پاخانہ کرے؟ عرض کیا: اسے سخت مارا جائے گا اور وہاں سے نکال دیا جائے گا۔ فرمایا: ٹھیک ہے۔ پھر فرمایا: اور اگر کوئی یہ فعل خانۂ کعبہ کے اندر کرے تو پھر؟ عرض کیا کہ اسے قتل کر دیا جائے گا! فرمایا: ٹھیک ہے۔ (پھر فرمایا) اس سے ثابت نہیں ہوتا کہ کعبہ مسجد الحرام سے افضل ہے؟ (یہی کیفیت ایمان کی ہے؟)۔ (الکافی والمحاسن)

۲۔ نیز باسناد خود عبد الرحیم القصیر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے ایمان و اسلام والی حدیث میں فرمایا کہ (اسلام) بمنزلہ اس کے ہے کہ جیسے کوئی حرم میں داخل ہو۔ (اور ایمان بمنزلہ اس کے ہے کہ وہی شخص بعد ازاں) خانہ کعبہ میں داخل ہو (اور پھر وہاں) بول و براز کرے تو اسے حرم سے باہر نکال کر اس کی گردن اڑا دی جائے گی اور وہ جہنم میں جائے گا۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۹ باب ۱۴ اور باب ۳۴ از مقدمات حدود میں) گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۷

اس شخص کا حکم جو خنزیر کا گوشت کھائے یا اسے بھوتے اور اٹھا کر ہمراہ لے جائے یا جو مردار اور خون اور سور کھائے خواہ حرمت کا علم ہو یا جاہل ہو؟

(اس باب میں کل چار حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: ایک ایسا شخص حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا جو پہلے نصرانی پھر اسلام لے آیا۔ جس کے پاس خنزیر کا بھونا ہوا گوشت تھا۔ جس میں ریحان ملی ہوئی تھی۔ آپؑ نے اس سے پوچھا کہ تجھے کس بات نے اس پر آمادہ کیا؟ اس نے کہا کہ میں بیمار ہو گیا تھا اور مجھے گوشت کھانے کی بڑی خواہش ہوئی! فرمایا: بکری کا گوشت کیوں نہ لیا جو اس کا نعم البدل ہے؟ پھر فرمایا: اگر تو اس (خنزیر کے گوشت) کو کھاتا تو میں تجھ پر حد جاری کرتا۔ لیکن اب میں تجھے صرف ماروں گا۔ لہٰذا پھر ایسا نہ کرنا اس کے بعد اسے اس قدر مارا کہ اس کا پیشاب نکل گیا۔

(الفروع، التہذیب)

۲۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود ابوبصیر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں ان (امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام) کی خدمت میں عرض کیا کہ جو شخص بیّنہ و برہان کے بعد سود کھائے؟ فرمایا: اسے مارا پیٹا جائے گا۔ اور اگر دوبارہ کھائے تو پھر بھی اسے مارا پیٹا جائے گا اور اگر سہ بارہ ایسا کرے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے گا۔ (التہذیب، الفقیہ، الفروع)

۳۔ نیز باسناد خود اسحاق بن عمار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: مردار، خون اور خنزیر کا گوشت کھانے والے کو مارا پیٹا جائے گا اور اگر دوبارہ کھائے تو پھر بھی اسے مارا جائے گا۔ راوی نے عرض کیا کہ اگر سہ بارہ ایسا کرے تو پھر؟ فرمایا: پھر بھی اسے مارا جائے گا (یعنی اس پر تعزیر لگائی جائے گی)۔ کیونکہ اس پر حد نہیں ہے۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں اور جاہل کے حکم پر دلالت کرنے والی حدیثیں بھی مقدمات حدود (باب ۱۴) میں گزر چکی ہیں۔

باب ۸

نافرمانی کرنے پر غلام کو مارنا جائز ہے مگر بچے یا غلام کو پانچ یا چھ کوڑوں سے زیادہ مارنا مکروہ ہے اور بچوں کو ایک دوسرے پر ترجیح دینے میں ظلم کرنا جائز نہیں ہے۔

(اس باب میں کل پانچ حدیثیں ہیں جن میں سے دومکررات کوقلمزد کرکے باقی تین کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ بچہ اور غلام کو کس قدر تادیب کی جائے؟ فرمایا: پانچ یا چھ کوڑے مارو۔ اور نرمی برتو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: طفلانِ مکتب نے اپنی تختیاں حضرت امیر علیہ السلام کے سامنے رکھ دیں تا کہ آپ ان کا فیصلہ کریں (کہ کس کا خط اچھا ہے؟) آپؑ نے فرمایا: یہ بھی ایک قسم کا فیصلہ ہے اور اس میں بھی ظلم وزیادتی فیصلے میں ظلم وزیادتی کی مانند ہے پھر بچوں سے فرمایا: اپنے معلم کو میرا یہ پیغام پہنچا دینا کہ اگر وہ ادب سکھانے کی خاطر تین کوڑوں سے زیادہ ماریں گے تو ان سے قصاص لیا جائے گا۔ (الفروع، التہذیب، الفقیہ)

۳۔ جناب سید مرتضیٰؒ اپنے رسالہ محکم ومتشابہ میں تفسیر نعمانی کے حوالے سے باسناد خود حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپؑ نے فرمایا: جہاں تک رخصت کا تعلق ہے کہ جس میں آدمی کو اختیار ہوتا ہے تو اس کی ایک مثال یہ ہے کہ جب کسی کا غلام کوئی قصور کرے تو خدائے تعالیٰ نے آدمی کو رخصت دی ہے کہ اسے سزا دے یا معاف کردے چنانچہ فرماتا ہے: ﴿وَ جَزَآءُ سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا﴾ (کہ برائی کی سزا اس جیسی برائی ہے)۔ (المحکم والمتشابہ)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۹ باب ۹۵ میں) گزر چکی ہیں اور باب الحج میں بھی اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں کہ مُحرم کو اپنے غلام کو دس کوڑوں تک مارنے کی اجازت ہے۔

باب ۹

جو کسی کو دھکیلے یہاں تک کہ وہ اپنے ہاتھوں پر گر جائے اس کی تعزیر کا بیان۔ اور اگر اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے تو اس کا تاوان بھی ثابت ہو جائے گا۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود زرین سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں (مسجد) کوفہ کے وضو

والی جگہ پر وضو کر رہا تھا کہ اچانک ایک شخص آیا جس نے جوتے اتارے اور ان کے اوپر کوڑا رکھا اور خود میرے ہمراہ وضو کرنے لگا۔ میں نے جو اسے (اتفاقاً) دھکا دیا تو وہ ہاتھوں کے بل گر پڑا۔ فرمایا: خبردار! کسی کو دھکا نہ دینا ورنہ اس کا کوئی عضو ٹوٹ جائے گا اور تمہیں اس کا تاوان ادا کرنے پڑے گا۔ میں نے پوچھا: یہ شخص کون ہے؟ لوگوں نے کہا: یہ امیرالمومنین ہیں......! میں معذرت خواہی کے لئے آگے بڑھا تو آپ تشریف لے جا چکے تھے اور میری طرف کوئی توجہ نہ فرمائی۔ (الفروع)

باب ۱۰
تعزیر کی حد کیا ہے؟

(اس باب میں کل تین حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی دو کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود اسحاق بن عمار سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ تعزیر کس قدر ہوتی ہے؟ فرمایا: کچھ اوپر دس کوڑے۔ یعنی دس سے بیس کوڑوں تک۔ (التہذیب، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس سے پہلے اس قسم کی کچھ حدیثیں گزر چکی ہیں جو اس سے زیادہ مقدار پر دلالت کرتی ہیں اور ایسی بھی گزریں کہ یہ امام کی صوابدید پر منحصر ہے تو یہ تخصیص ان دو صورتوں کے علاوہ دوسری صورتوں سے مخصوص ہیں۔

۲۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود حماد بن عثمان سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ تعزیر کس قدر ہوتی ہے؟ فرمایا: حد سے کمتر! عرض کیا: یعنی اسّی سے کم تر؟ فرمایا: نہ۔ بلکہ چالیس سے کم تر جو کہ غلام کی حد ہے۔ عرض کیا: پھر وہ کس قدر ہے؟ فرمایا: جس قدر حاکم مجرم کی نوعیت اور اس کی بدنی قوت (اور کمزوری) کے مطابق کرے۔ (العلل، الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ ابواب میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (آئندہ ابواب میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۱۱
جھوٹی گواہی دینے والوں کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود سماعہ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر

صادق علیہ السلام سے جھوٹے گواہوں کے بارے میں سوال کیا؟ فرمایا: ان پر حد جاری کی جائے گی۔ جس کے وقت کا تعین کرنا امام کا کام ہے! اور پھر ان کو (شہر میں) پھرایا جائے گا تاکہ لوگ ان (جھوٹوں) کو پہچان لیں۔ اور جہاں تک اس ارشاد خداوندی کا تعلق ہے ﴿ ﴾ (اور ان کی گواہی کبھی قبول نہ کرو سوائے ان کے جو توبہ کر لیں)۔ راوی نے عرض کیا کہ ان کی توبہ کا کس طرح پتہ چلے گا؟ فرمایا: اس کا پتہ اس طرح چلے گا کہ سب لوگوں کے روبرو اپنے آپ کو جھٹلائیں تاکہ ان پر حد جاری کی جائے اور اپنے پروردگار سے مغفرت طلب کریں۔ پس جب وہ ایسا کریں گے تو ان کی توبہ ظاہر ہو جائے گی (اور پھر ان کی شہادت قبول کی جائے گی)۔

(الفروع، التہذیب)

باب ۱۲

اس شخص کا حکم جو اپنی بیوی سے اس حال میں مباشرت کرے کہ دونوں روزہ سے ہوں اور اس کا حکم جو ماہِ رمضان میں روزہ نہ رکھے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود مفضل بن عمر سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے اس شخص کے بارے میں جس نے روزہ کی حالت میں روزہ دار بیوی سے مباشرت کی؟ فرمایا: اگر اس نے بیوی کو اس فعل پر مجبور کیا ہے تو اس پر دو (۲) کفارے ہوں گے۔ اور اگر عورت نے برضا ورغبت یہ فعل کیا ہے تو مرد پر اپنا کفارہ اور عورت پر اپنا کفارہ لازم ہوگا۔ اور اگر شوہر نے بیوی کو مجبور کیا ہے تو اس کو پچاس کوڑے بھی مارے جائیں گے جو زنا کی نصف حد ہے۔ اور اگر عورت نے بخوشی مباشرت کرائی ہے تو پھر دونوں پر پچیس پچیس کوڑے مارے جائیں گے۔ (الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۷ باب ۱۲ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۱۳

حیض کی حالت میں عورت سے مقاربت کرنے کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس شخص کے بارے میں پوچھا جو حیض کی حالت میں اپنی بیوی سے مباشرت کرے تو؟ فرمایا: اگر اوائل حیض میں کرے تو اس کا کفارہ ایک دینار ہے۔ اور آخر میں نصف دینار ہے۔ راوی نے عرض کیا: میں

آپؑ پر قربان! آیا اس پر کچھ حد بھی ہے؟ فرمایا: ہاں۔ زانی کی حد کی ایک چوتھائی حد یعنی پچیس کوڑے۔ کیونکہ اس نے بدکاری کی ہے۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۱۴

اس غلام کا حکم جو دو مالکوں کی مشترکہ ملکیت ہو جبکہ اس کے ایک مالک نے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہو۔ اور ام الولد کا حکم؟

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود سلیمان بن خالد سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس غلام کے بارے میں سوال کیا جو مالکوں کا مشترکہ مال ہے۔ اور ان میں سے ایک مالک نے اسے اپنا حصہ آزاد کر دیا ہے اور وہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب کرتا ہے جو موجب حد ہے تو؟ فرمایا: جب اس کا نصف حصہ آزاد کیا تھا اگر تو اس کی قیمت مقرر کر لی گئی تھی تاکہ آزاد کرنے والا وہ قیمت دوسرے شریک کو ادا کرے تو پھر اس کا نصف آزاد ہے لہٰذا اس پر آزاد آدمی کی حد کا آدھا حصہ جاری کیا جائے گا اور چونکہ آدھا غلام ہے لہٰذا اس کا غلام کی حد کا آدھا حصہ جاری کیا جائے۔ (التہذیب)

۲۔ نیز باسنادِ خود مسمع بن سیار سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر ام الولد (کنیز) حق الناس میں سے کوئی جرم کرے تو اس کا تاوان اس کا آقا ادا کرے گا۔ اور جہاں تک حق اللہ کا تعلق ہے تو وہ اس کے بدن پر لاگو کیا جائے گا۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۶ باب ۱۸ میں) گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

باب ۱۵

مزدور کو مارنا جائز نہیں ہے اگرچہ وہ مستاجر کی نافرمانی بھی کرے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسنادِ خود اسماعیل بن عیسیٰ سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر مزدور اپنے مستاجر کی نافرمانی کرے تو آیا اس کو مارنا جائز ہے یا نہیں! امام علیہ السلام نے فرمایا: اس کا مارنا جائز نہیں ہے پس وہ تمہارے موافق ہے تو اسے اپنے پاس رکھو۔ اور بصورت دیگر اسے چھوڑ دو۔ (التہذیب، الفروع)

دفاع کے ابواب

(اس سلسلہ میں کل سات (۷) باب ہیں)

باب ۱
چور (وغیرہ) کا دفاع کرنا اور ابتداء میں اس سے لڑنا اور اگر قتل کے بغیر نہ ٹل سکے تو پھر اس کا قتل کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود احمد بن محمد بن ابونصر سے اور وہ بعض اصحاب سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: جب تم چور پر قابو پا لو تو اسے (قتل کرنے کی طرف) جلدی کرو اور میں اس کا خون بہانے میں تمہارے ساتھ شریک ہوں۔ (الفروع، التہذیب)

باب ۲
راہزن (ڈاکو) سے جدال وقتال جائز ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود عبداللہ بن عامر سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے ان (امام علیہ السلام) سے سنا کہ فرما رہے تھے جبکہ ہم عربوں کے چوروں کا ذکر کر رہے تھے؟ وہ بیان کرتے ہیں کہ مجھ سے احمد بن اسحاق نے بیان کیا کہ انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام کی خدمت میں لکھا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ان کو قتل کر دو۔ (الفروع، التہذیب)

۲۔ نیز باسناد خود احمد بن ابوعبداللہ وغیرہ سے روایت کرتے ہیں کہ انہوں نے امام علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا جس میں کردوں کے بارے میں سوال کیا تھا؟ امام علیہ السلام نے جواب میں لکھا کہ ان کو بیدار نہ کرو۔ مگر تلوار کی گرمی کے ساتھ۔ (ایضاً)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (سابقہ باب میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۳

اپنی ذات اور مال کی جانب سے دفاع کرنا جائز ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود ہیثم بن برا سے روایت کرتے ہیں ان کا بیان ہے کہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ چور میرے گھر میں داخل ہوتا ہے جو میرے اور میرے مال کے بارے میں بُرا خیال رکھتا ہے؟ فرمایا: اسے قتل کر دو۔ میں خدا کو اور ہر سننے والے کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ اس کا خون میری گردن پر ہے۔(الفروع، التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۱ و ۲ میں) گزر چکی ہیں اور کچھ اس کے بعد (باب ۵ میں) آئیں گی انشاء اللہ تعالیٰ۔

باب ۴

مال سے دفاع کرنا واجب نہیں ہے۔

(اس باب میں کل دو حدیثیں ہیں جن میں سے ایک مکرر کو چھوڑ کر باقی ایک کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ صدوق علیہ الرحمہ باسناد خود محمد بن مسلم سے اور وہ امامین علیہما السلام میں سے ایک امام علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص مال کی حفاظت کرتے ہوئے مارا جائے وہ شہید ہے۔ اور فرمایا: اگر میں ایسے موقع پر موجود ہوتا تو مال کو چھوڑ دیتا اور جنگ نہ لڑتا۔(الفروع، التہذیب)

باب ۵

اپنے اہل وعیال اور کنیز اور رشتہ داروں کا دفاع جائز ہے اگرچہ قتل کا اندیشہ ہو۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔(احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود غیاث بن ابراہیم سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: اگر تم پر (گھر میں) کوئی شخص داخل ہو جو آپ کے اہل و عیال اور مال کو نقصان پہنچانا چاہتا ہو تو اگر ہو سکے تو اسے مارنے میں جلدی کرو کیونکہ چور خدا اور رسولؐ سے جنگ کرنے والا ہے۔ اگر تمہیں اس کی وجہ سے کوئی برائی پہنچے تو وہ مجھ پر ہے۔(التہذیب، قرب الاسناد)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے باب الجہاد (ج ۱۱ باب ۳۶ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۶

جو دفاع میں قتل ہو جائے اس کا خون رائیگان ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ کلینی علیہ الرحمہ باسناد خود حلبی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت امیر علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جب کوئی جنگجو چور تم پر (تمہارے گھر میں) داخل ہو تو اسے قتل کر دو۔ پس اگر اس سلسلہ میں تمہیں کوئی تکلیف پہنچے تو اس کا خون میری گردن پر ہے۔ (الفروع)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (باب ۳ میں) گزر چکی ہیں۔

باب ۷

ایک کمزور اور خوف زدہ آدمی کی چور اور درندہ وغیرہ سے بچانے میں امداد کرنا واجب ہے اور مسلمانوں سے پانی اور آگ کا ضرر وزیاں دور کرنا واجب ہے۔

(اس باب میں صرف ایک حدیث ہے جس کا ترجمہ حاضر ہے)۔ (احقر مترجم عفی عنہ)

۱۔ حضرت شیخ طوسی علیہ الرحمہ باسناد خود سکونی سے اور وہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور وہ اپنے والد ماجد علیہ السلام سے اور وہ حضرت امام علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں فرمایا: حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کی یہ پکار سنے اے مسلمانو! میری مدد کرو۔ اور وہ اسے (مثبت) جواب نہ دے تو وہ مسلمان نہیں ہے۔ (التہذیب)

مؤلف علام فرماتے ہیں کہ اس قسم کی کچھ حدیثیں اس سے پہلے (ج ۱۱ باب ۵۹) از جہاد میں گزر چکی ہیں جو اس موضوع پر دلالت کرتی ہیں۔

آج بتاریخ ۶ اکتوبر ۲۰۰۷ء بمطابق ۲۳ ماہ رمضان المبارک لیلۃ القدر ۱۴۲۸ھ رات کے گیارہ بجے مسائل الشریعہ ترجمہ وسائل الشیعہ کی اٹھارہویں جلد کا ترجمہ وتحشیہ بخیر وخوبی اختتام پذیر ہوا۔

وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ اَوَّلاً وَّ آخِرًا وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰى آلِهِ الطَّاهِرِيْنَ صَلَوَاتُ اللّٰهِ عَلَيْهِ وَ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ.

وانا الاحقر محمد حسین نجفی عفی عنہ بقلمہ

سرگودھا پاکستان

۶ اکتوبر ۲۰۰۷ء ۱۱ بجے شب